رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو (الحشر)

سُنَن النسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی

معہ

شرح النسائی

جلد اول

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب

صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ اشرف المدارس حیدرآباد سندھ

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب —— [illegible]

تعداد اشاعت —— [illegible]

باہتمام —— احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ —— [illegible]

سرورق —— احباب زمزم پبلشرز

طبع ——

ناشر —— زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

فون: 021-2760374

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzam[illegible].com

ملنے کے دیگر پتے

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

[illegible]
United Kingdom

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
[illegible]

United States of America

ISLAMIC BOOK CENTRE
[illegible]

ضروری وضاحت: ایک مسلمان دینی کتابوں میں دانستہ غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کا بھی بہت اہتمام کیا جاتا ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ آنے والے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے کام میں آپ کا تعاون یقیناً صدقہ جاریہ ہوگا۔

جزاکم اللہ تعالیٰ جزاءً جمیلاً خیراً

منجانب

احباب زمزم پبلشرز

فہرست مضامین

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — ۲۰
التعریف بالامام النسائی — ۲۲
[illegible] — ۲۲
[illegible] — ۲۳
[illegible] — ۲۳
[illegible] — ۲۴
[illegible] — ۲۴
[illegible] — ۲۴
[illegible] — ۲۵
[illegible] — [illegible]
[illegible] — ۲۶
[illegible] — ۲۶
[illegible] — ۳۰
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — ۳۲
[illegible] — ۳۴
بسم الله الرحمن الرحیم — ۳۶
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
کتاب الطهارة — [illegible]
[illegible] — [illegible]

باب کیف یستاک "مسواک کا طریقہ اور بیان کہ کیسے کی جائے" ۴۰
باب هل یستاک الامام بحضرۃ رعیتہ "کیا امام کو رعیت کے سامنے

مسواک کرنی چاہیے" ۴۷
باب الترغیب فی السواک "مسواک کی ترغیب کا بیان" ۴۸
باب الاکثار فی السواک "مسواک کے بارے میں بکثرت تاکید کا بیان" ۴۹
الرخصۃ فی السواک بالعشی للصائم "روزہ دار کے لئے شام کے وقت مسواک کرنے کی اجازت" ۵۰
امام شافعی کا مؤقف ۵۱
مسواک سے متعلق حضرات ائمہ کرام ۵۲
اختلاف ۵۲
روزہ کی حالت میں مسواک کرنا ۵۳
السواک فی کل حین "ہر وقت مسواک کرنا" ۵۴
ذکر الفطرۃ، الاختتان "ختنہ کرنے کا بیان" ۵۴
تقلیم الاظفار "ناخن کاٹنا" ۵۵
نتف الابط "بغل کے بالوں کا اکھیڑنا" ۵۶
حلق العانۃ "زیر ناف بالوں کا صاف کرنا" ۵۸
قص الشارب "مونچھیں کترنے کا بیان" ۵۹
التوقیت فی ذلک "ناخن وغیرہ کاٹنے کی مدت کا بیان" ۵۹
احفاء الشارب واعفاء اللحی "مونچھوں کا کترنا اور داڑھی بڑھانا" ۶۰
الابعاد عند ارادۃ الحاجۃ "قضائے حاجت کے لئے دور جانے کا بیان" ۶۰
الرخصۃ فی ترک ذلک "اس کی اجازت" ۶۲
گذشتہ باب کا خلاصہ ۶۴
القول عند دخول الخلاء "بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت کی دعا کا بیان" ۶۵
النهی عن استقبال القبلۃ عند الحاجۃ "قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے کی ممانعت" ۶۷
اس مسئلہ کے متعلق ائمہ کے اقوال ۶۸
احناف کی طرف سے دلائل ۶۹
النهی عن استدبار القبلۃ عند الحاجۃ "قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پشت کرنے کی ممانعت کا بیان" ۷۰
الامر باستقبال المشرق او المغرب عند الحاجۃ "قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف

منہ کرنے کا حکم" ۷۲
الرخصۃ فی ذلک فی البیوت "گھروں میں اس کی اجازت ہے" ۷۳

باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة "قضائے حاجت کے وقت داہنے ہاتھ سے
شرمگاہ کو چھونے کی ممانعت کا بیان" ۴۵
الرخصة في البول في الصحراء قائما "کھلی جگہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت کا بیان" ۴۶
البول في البيت جالسا "گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بیان" ۴۸
البول إلى السترة يستتر بها "پردہ کی طرف پیشاب کرنے کا بیان" ۴۹
التنزه عن البول "پیشاب سے احتیاط کا بیان" ۵۲
باب البول في الإناء "برتن میں پیشاب کرنے کا بیان" ۵۴
البول في الطست "طشت یعنی برتن میں پیشاب کرنے کا بیان" ۵۸
كراهية البول في الجحر "بل اور سوراخ میں پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان" ۶۰
النهي عن البول في الماء الراكد "ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان" ۸۲
كراهية البول في المستحم "غسل خانہ میں پیشاب کی کراہت کا بیان" ۹۳
السلام على من يبول "ایسے شخص کو سلام کرنا جو پیشاب کر رہا ہو" ۹۴
رد السلام بعد الوضوء "وضو کے بعد سلام کا جواب دینا" ۹۵
النهي عن الاستطابة بالعظم "ہڈی سے استنجاء کی ممانعت کا بیان" ۹۸
النهي عن الاستطابة بالروث "لید/گوبر سے استنجاء کی ممانعت" ۱۰۰
النهي عن الاكتفاء في الاستطابة بأقل من ثلاثة أحجار "استنجاء میں تین پتھروں سے کم پر
کفایت کرنے کی ممانعت" ۱۰۲
الرخصة في الاستطابة بحجرين "استنجاء دو پتھر سے کرنے کی اجازت" ۱۰۳
باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد "ایک ہی پتھر سے استنجاء کی رخصت کا بیان" ۱۰۵
الاجتزاء في الاستطابة بالحجارة دون غيرها "صرف پتھروں کے ساتھ استنجاء کرنے پر اکتفاء
کرنے کی اجازت" ۱۱۲
الاستنجاء بالماء "پانی سے استنجاء کرنے کا بیان" ۱۱۳
... "پانی" ۱۱۷
النهي عن الاستنجاء باليمين "داہنے ہاتھ سے استنجاء کی ممانعت کا بیان" ۱۱۹
باب دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء "استنجاء کے بعد ہاتھ کو زمین پر ملنے کا بیان" ۱۲۰
باب التوقيت في الماء "پانی کی مقدار کا تعین" ۱۲۳
... ۱۲۵
ترك التوقيت في الماء "اس امر کا بیان کہ پانی کی مقدار معین نہیں" ۱۳۰
باب ... "پانی کا بیان" ۱۳۵

باب ماء البحر "سمندر کے پانی کا بیان" .... [illegible]

باب [illegible] "[illegible]" .... [illegible]

[illegible] "[illegible] پانی سے [illegible]" .... [illegible]

باب الوضوء [illegible] "[illegible] کے پانی سے [illegible] کا بیان" .... [illegible]

سؤر الكلب "کتے کے جھوٹے کا بیان" .... [illegible]

تفصیل مسئلہ [illegible] اختلاف .... [illegible]

[illegible] سؤر [illegible] إذا ولغ فيه الكلب "جب کتا [illegible] کے [illegible]
[illegible] کا بیان" ۱۵۰

باب تطهير الإناء الذي ولغ فيه الكلب بالتراب "[illegible]
[illegible] کا بیان" .... ۱۵[illegible]

[illegible] .... ۱۵[illegible]

باب سؤر الهرة "بلی کے جھوٹے [illegible] کے بیان میں" .... ۱۵[illegible]

باب سؤر الحمار "گدھے کے جھوٹے [illegible] کے بیان میں" .... ۱۵[illegible]

باب سؤر الحائض "حیض والی عورت کے [illegible]" .... ۱۶[illegible]

باب وضوء [illegible] "[illegible] کا بیان" .... ۱۶[illegible]

باب [illegible] "[illegible] پانی [illegible] کا بیان" .... ۱۶[illegible]

باب [illegible] "[illegible]
[illegible]" .... ۱۶[illegible]

باب [illegible] الوضوء "[illegible] کا بیان" .... ۱۶[illegible]

[illegible] الوضوء [illegible] "[illegible] کا بیان" .... [illegible]

باب التسمية عند الوضوء "وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان" .... ۱۶[illegible]

باب [illegible] الوضوء "[illegible]" .... [illegible]

الوضوء مرة مرة "وضو میں ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا" .... ۱۶[illegible]

باب الوضوء ثلاثا ثلاثا "[illegible] کا بیان" .... ۱۶[illegible]

صفة الوضوء .... ۱۷[illegible]

[illegible] "[illegible] کا بیان" .... ۱۸[illegible]

[illegible] "[illegible] کا بیان" .... ۱۸[illegible]

المضمضة والاستنشاق "کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان" .... ۱۸[illegible]

[illegible] "[illegible]" .... ۱۸[illegible]

باب اتخاذ الاستنشاق "ناک میں پانی ڈالنے کا بیان" ۸۵
باب المبالغة في الاستنشاق "ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا" ۸۶
باب الأمر بالاستنثار "ناک جھاڑنے کا حکم" ۸۸
باب الأمر بالاستنثار عند الاستيقاظ من النوم [illegible]
[illegible] ۸۹
باب بأي اليدين يستنثر [illegible] ۹۰
باب غسل الوجه [illegible] ۹۱
باب عدد غسل الوجه [illegible] ۹۲
باب غسل اليدين [illegible] ۹۳
باب صفة الوضوء [illegible] ۹۴
باب عدد غسل اليدين [illegible] ۹۶
باب حد الغسل [illegible] ۹۷
باب صفة مسح الرأس [illegible] ۱۰۲
باب عدد مسح الرأس [illegible] ۱۰۳
باب مسح المرأة رأسها [illegible] ۱۰۴
باب مسح الأذنين [illegible] ۱۰۶
باب مسح الأذنين مع الرأس وما يستدل به على أنهما من الرأس [illegible]
[illegible] ۱۰۶
باب المسح على العمامة [illegible] ۱۰۸
باب المسح على العمامة مع الناصية [illegible] ۱۰۹
باب كيف المسح على العمامة [illegible] ۱۱۱
باب إيجاب غسل الرجلين [illegible] ۱۱۲
باب بأي الرجلين يبدأ بالغسل [illegible] ۱۱۵
باب غسل الرجلين باليدين [illegible] ۱۱۵
باب الأمر بتخليل الأصابع [illegible] ۱۱۶
باب عدد غسل الرجلين [illegible] ۱۱۷
باب حد الغسل [illegible] ۱۱۸
باب الوضوء في النعل [illegible] ۱۲۰
باب المسح على الخفين [illegible] ۱۲۱

باب المسح على الخفين في السفر [illegible] — [illegible]

باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر [illegible] — [illegible]

التوقيت في المسح على الخفين للمقيم [illegible] — [illegible]

صفة الوضوء من غير حدث [illegible] — [illegible]

الوضوء لكل صلاة [illegible] — [illegible]

باب النضح [illegible] — [illegible]

باب الانتفاع بفضل الوضوء [illegible] — [illegible]

باب فرض الوضوء [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

الاعتداء في الوضوء [illegible] — [illegible]

الأمر بإسباغ الوضوء [illegible] — [illegible]

باب الفضل في ذلك [illegible] — [illegible]

ثواب من توضأ كما أمر [illegible] — [illegible]

القول بعد الفراغ من الوضوء [illegible] — [illegible]

حلية الوضوء [illegible] — [illegible]

باب ثواب من أحسن الوضوء ثم صلى ركعتين [illegible] — [illegible]

باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي [illegible] — [illegible]

باب الوضوء من الغائط والبول [illegible] — [illegible]

باب الوضوء من الغائط [illegible] — [illegible]

الوضوء من الريح [illegible] — [illegible]

الوضوء من النوم [illegible] — [illegible]

باب النعاس [illegible] — [illegible]

الوضوء من مس الذكر [illegible] — [illegible]

باب ترك الوضوء من ذلك [illegible] — [illegible]

ترك الوضوء مما غيرت النار [illegible] — [illegible]

ترك الوضوء من القبلة [illegible] — [illegible]

باب الوضوء مما غيرت النار "آگ کی اثر کی ہوئی چیز کھانے سے وضو واجب ہونے کا بیان" ۔۔۔ ۲۹۴

باب ترک الوضوء مما غيرت النار "آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے عدم وضو کرنے کا بیان" ۔۔۔ ۲۹۵

المضمضة من السويق "ستو کھانے کے بعد کلی کرنا" ۔۔۔ ۲۹۹

المضمضة من اللبن "دودھ پینے کے بعد کلی کرنا" ۔۔۔ ۳۰۰

ذكر ما يوجب الغسل وما لا يوجبه ۔۔۔ ۳۰۱

غسل الكافر اذا اسلم "کافر کا غسل کرنا جس وقت وہ مسلمان ہو جائے" ۔۔۔ ۳۰۱

تقديم غسل الكافر اذا اراد ان يسلم "کافر جب مسلمان ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرلے" ۔۔۔ ۳۰۱

الغسل من مواراة المشرك "مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا" ۔۔۔ ۳۰۲

باب وجوب الغسل اذا التقى الختانان "جس وقت مرد اور عورت دونوں کے ختنہ مقام مل جائے

تو غسل واجب ہونے کا بیان" ۔۔۔ ۳۰۳

الغسل من المني "منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے" ۔۔۔ ۳۰۴

غسل المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل "اگر عورت کو غسل واجب ہو جائے ایسا خواب دیکھ

جو کہ مرد دیکھا کرتے ہیں" ۔۔۔ ۳۰۵

باب الذي يحتلم ولا يرى الماء "اس بات کے بیان میں کہ جس شخص کو خواب ہو لیکن

اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری نہ ملے تو اس کا کیا حکم ہے" ۔۔۔ ۳۰۹

باب الفصل بين ماء الرجل وماء المرأة "مرد اور عورت کی منی کے درمیان جو فرق ہے اس کا بیان" ۔۔۔ ۳۱۰

ذكر الاغتسال من الحيض "حیض سے غسل کرنے کا بیان" ۔۔۔ ۳۱۸

ذكر الاقراء "لفظ قرء یعنی حیض یا طہر سے متعلق حدیث کا بیان" ۔۔۔ ۳۲۰

ذكر اغتسال المستحاضة "مستحاضہ کے غسل کرنے سے متعلق" ۔۔۔ ۳۲۹

باب الاغتسال من النفاس "نفاس کے بعد غسل کرنے کا بیان" ۔۔۔ ۳۲۰

باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة "حیض کے خون اور استحاضہ کے خون میں فرق کا بیان" ۔۔۔ ۳۲۱

باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم "اس بات کے بیان میں کہ جنبی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں

غسل کرنے سے منع کیا گیا ہے" ۔۔۔ ۳۲۹

باب النهي عن البول في الماء الراكد والاغتسال منه "ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب

کرنے پھر اسی پانی سے غسل کرنے کی ممانعت کا بیان" ۔۔۔ ۳۲۹

باب ذكر الاغتسال اول الليل "اول شب میں غسل کرنے کا بیان" ۔۔۔ ۳۳۲

الاغتسال اول الليل وآخره "رات کے شروع حصہ اور آخری حصہ میں غسل کرنا" ۔۔۔ ۳۳۸

باب ذكر الاستتار عند الاغتسال "غسل کے وقت پردہ کرنے کا بیان" ۔۔۔ ۳۳۸

باب ذكر القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للغسل "پانی کی اس مقدار کے بیان میں

[illegible] غسل [illegible] ہے ۳۲۸

باب ذکر الدلالة علی انه لا وقت فی ذلک "اس بات کی دلیل کہ [illegible] کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں" ۳۳۲

باب ذکر اغتسال الرجل والمرأة من نسائه من اناء واحد "ایک برتن سے [illegible] غسل کرنا" ۳۳۳

باب ذکر النهی عن الاغتسال بفضل الجنب "جنبی کے [illegible] پانی سے غسل کی ممانعت" ۳۳۴

باب الرخصة فی ذلک "اس کی اجازت" ۳۳۵

باب ذکر الاغتسال فی القصعة التی یعجن فیها "[illegible] برتن میں غسل کا بیان" ۳۳۶

باب ذکر ترک المرأة نقض ضفر رأسها عند اغتسالها من الحیض "[illegible] عورت کا [illegible] بال نہ کھولنا" ۳۳۶

باب ذکر الامر بذلک للحائض عند الاغتسال للاحرام "[illegible] احرام [illegible]" ۳۳۸

ذکر غسل الجنب یدیه قبل ان یدخلهما الاناء "[illegible] ہاتھ دھونا [illegible]" ۳۳۹

باب ذکر عدد غسل الیدین قبل ادخالهما الاناء "[illegible] ہاتھ [illegible] پہلے [illegible]" ۳۴۱

باب ازالة الجنب الاذی عن جسده بعد غسل یدیه "[illegible] بدن سے [illegible]" ۳۴۱

باب اعادة الجنب غسل یدیه بعد ازالة الاذی عن جسده "[illegible]" ۳۴۱

ذکر وضوء الجنب قبل الغسل "غسل سے پہلے جنبی کے وضو کا بیان" ۳۴۳

باب تخلیل الجنب رأسه "[illegible] بالوں میں خلال [illegible]" ۳۴۳

باب ذکر ما یکفی الجنب من افاضة الماء علی رأسه "[illegible] سر پر [illegible] پانی [illegible]" ۳۴۵

باب ذکر العمل فی الغسل من الحیض "[illegible] غسل کے [illegible]" ۳۴۶

باب ترک الوضوء من بعد الغسل "غسل کے بعد [illegible]" ۳۴۷

باب غسل الرجلین فی غیر المکان الذی یغتسل فیه "[illegible]"

[illegible]

[illegible]

كتاب الهبة [illegible]

[illegible]

باب الوضوء من الماء ۲۲۲
باب النهي عن الاغتسال الجنب في الماء الدائم ۲۲۳
ذكر سؤر ماء البحر ۲۲۳
باب الوضوء بسؤر السباع والهر ۲۲۴
باب سؤر الكلب ۲۲۴
باب تطهير الإناء المتوضأ من ولوغ الكلب فيه ۲۲۵
باب سؤر الهرة ۲۲۵
باب سؤر الحائض ۲۲۶
باب الرخصة في فضل المرأة ۲۲۶
باب النهي عن فضل وضوء المرأة [illegible]
کی ممانعت کا بیان ۲۲۶
الرخصة في فضل الجنب ۲۲۶
باب [illegible] الإنسان من إناء [illegible] ۲۲۷
كتاب الحيض والاستحاضة ۲۲۸
باب [illegible] الحيض [illegible] ۲۲۸
ذكر الاستحاضة [illegible] ۲۲۸
المرأة [illegible]
[illegible] ۲۲۹
ذكر الأقراء ۲۳۰
جمع المستحاضة بين الصلاتين [illegible] ۲۳۰
باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة ۲۳۱
باب الصفرة والكدرة [illegible] ۲۳۲
باب [illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۳۲
ذكر [illegible]
[illegible]
کیا جاتا ہے ۲۳۳
باب [illegible] ۲۳۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

كتاب الغسل والتيمم

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب العمل في الغسل من الحيض ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]
باب [illegible] ۔۔۔ [illegible]

كتاب الصلوة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب الحكم في تارك الصلوة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كتاب المواقيت [illegible]

اول وقت الظهر [illegible]

[illegible]

تقریظ

تقریظ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] استاذ حدیث دار العلوم [illegible] نے حدیث رسول ﷺ کی معتبر کتاب شمائل کی شرح اردو میں [illegible] کی ہے [illegible] کا مجموعہ ہے جو [illegible] کی احادیث پر مشتمل ہے جو [illegible] عربی زبان میں [illegible] اللہ تعالیٰ مولانا کی محنت قبول فرمائے اور اس کتاب سے طلبہ [illegible] کو نفع پہنچائے وما ذلک علی اللہ بعزیز

ولی حسن

۸ محرم ۱۴۰۹ھ

تقریظ

تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد حضرت مولانا [illegible] رحمن صاحب مدظلہم استاذ حدیث دار العلوم الاسلامیہ [illegible] نے شمائل ترمذی کی [illegible] شرح تالیف فرمائی ہے جس کا ایک حصہ احقر کو [illegible] دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی [illegible] احادیث کے [illegible] کے لئے نافع ہیں [illegible] کسی کی [illegible] شرح موجود نہیں ہے [illegible] امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قبولیت سے نوازیں۔ آمین

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

خادم طلبہ دار العلوم کراچی ۱۴

۷/۲/۱۴۰۹ھ

تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب ... استاذ حدیث دار العلوم ... جامعہ ... نے حسامی کی مشہور کتاب حسامی کی ایک اردو میں شرح الحسامی لکھی ہے اس کے مقدمہ اور شرح کے معتد بہ حصہ کے مطالعہ کرنے کی احقر کو سعادت نصیب ہوئی ماشاء اللہ عمل مفید ہے شرح الحسامی میں مسائل پر مفصل کلام سے عبارت و شرح بہت کھلا ... کے تخریج فرمائے کی ... جو جامع ... ہے جس کے مطالعہ سے شرح ... مسائل ... سے استفادہ ہوتا ہے اور طالب علم ... شرح ... اللہ تعالیٰ مولف ... کی ... قبول فرمائیں اور طلباء کو ... اور اس شرح کی تکمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین ثم آمین۔

احقر محمد وجیہ عفی عنہ
خادم ... دارالعلوم
۱۲ صفر ...ھ

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سلف نے اپنی مجتہدانہ شان، دقت رسی اور قوت فکری کی روشنی میں احادیث نبویہ کی جو تحلیل اور تشریح کی خدمات کی ہیں وہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کا اعتراف نہ کرنا بہت بڑی بے انصافی اور ناسپاسی ہوگی۔

جس طرح صحاح ستہ کی دوسری کتب بخاری و مسلم وغیرہ کی بڑی بڑی شروحات قلم بند فرمائے گئے ہیں کاش کہ اسی طرح یہ بھی حدیث کی مستند کتاب سنن نسائی کی بھی کوئی مفصل شرح تحریر فرما گئے ہوتے تو آج ہم جیسے تہی دامنوں کے لئے اس کتاب کی تعلیم و تدریس میں گراں قدر سرمایہ فراہم ہو جاتا مگر افسوس اس سلسلہ میں کوئی موثر قدم اٹھایا نہیں گیا خاموشی سے گذر گئے اس لحاظ سے خدمت حدیث کا یہ گوشہ خالی نظر آتا ہے البتہ علامہ سیوطیؒ نے ایک مختصر شرح زہر الربی علی المجتبیٰ فرمائی جو آپ کے سامنے ہے اور علامہ سندیؒ نے مختصر حاشیہ علی سنن نسائی مرتب فرمایا وہ بھی آپ کے سامنے ہے ہم مانتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کیوں کہ ہم ان دونوں مذکورہ اسباب سے استفادہ کرتے ہیں لیکن دور حاضر کے تشنگان علوم کی پیاس بجھانے سے قاصر ہیں کیوں کہ ان میں تفصیلی مباحث اور مسائل و مذاہب ائمہ وغیرہ کے تذکروں سے احتراز کیا گیا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ وقت کی ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے اس مستند کتاب کی جدید طرز پر کوئی ایسی شرح معرض تحریر لائی جانی چاہیے جو قدرے تفصیل کے ساتھ ان امور پر مشتمل ہو اور اس طرز کی شرح کی تحریر کے سلسلہ میں جو قدم اٹھایا جائے گا وہ میرے خیال میں نامناسب نہ ہوگا بلکہ دور حاضر کے طلباء کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

بہرحال تقاضائے وقت اور احساس ضرورت کی بناء پر بار بار دل میں خیالات آتے رہے کہ اس سلسلہ میں کوئی نیا قدم اٹھانے کی ضرورت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف اپنی علمی کمزوری اور عدم صلاحیت اور دوسری طرف تدریسی اسباق کی ذمہ داری کے سبب وقت کی تنگی میرے خیالات کو خاطر خواہ عملی جامہ پہنانے میں مانع رہی تاہم خدمت حدیث کی اہمیت عزیز طلباء کی خواہش اور بعض اہل علم حضرات کی فرمائش کے پیش نظر اس تمنا کی لاج رکھتے ہوئے انہوں نے ہمت بندھوائی اور اس دشوار ترین مرحلے کے سفر کا ارادہ کر لیا جس کا سلسلہ جاری رہا اور مسودہ کی تکمیل تک جاری رہا اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شرح نسائی کی جلد اول کتابت وغیرہ کے تمام مراحل سے گذر کر آپ کے سامنے آرہی ہے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ شرح نسائی شریف کے علاوہ فن حدیث کی

دوسری کتابوں سے حل مباحث وغیرہ میں بھی مفید ثابت ہوگی۔

آخر میں ناظرین سے باادب گزارش ہے کہ علمی مرحلے سے تہی دامن بندہ ناقابل نے [illegible] حاجت کے [illegible] اس اہم عنوان سے واقف مباحث اور احکام و مسائل کی تالیف و ترتیب میں اپنی بساط کی حد تک محنت کی ہے اور بندہ بشر ہی ہے بجز بھی ممکن ہے کہ کسی جگہ ضبط و ترتیب وغیرہ میں غلطی ہوگئی ہو لہذا جب آپ کی نظر سے ایسی جگہ گزرے تو اس کی اصلاح فرمادیں آپ کی یہ خیر خواہی اور احسان کا بندہ تاحیات شکر گزار رہے گا اور آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ اس سیاہ کار کو بھی یاد رکھیں۔

احقر خلیل الرحمن غفرلہ ولوالدیہ
۲۵ شوال المکرم [illegible]ھ

الحمد لله على سوابغ نعمه وترادف منه حمدا يوجب له مستحق فضله ويستهل طوله
وصلى وسلم على رسوله خاتم انبيائه وصفوة اصفيائه محمد وعلى آله وصحبه اجمعين .

التعریف بالامام النسائی

امام نسائی رحمہ اللہ کا نام ونسب

امام موصوف کا سلسلہ نسب یہ ہے کہ آپ کا نام احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی الخراسانی ہے ابو عبد الرحمن کنیت ہے آپ حافظ الحدیث کے لقب سے مشہور ہیں۔ (تہذیب التہذیب ۳۶)

بعض مؤرخین نے ان کا نام احمد بن علی بن شعیب لکھا ہے مگر یہ درست نہیں ہے صحیح قول وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا اکثر مؤرخین نے اسی کو نقل کیا ہے۔ امام موصوف کی تاریخ پیدائش میں اقوال مختلف نقل کیے گئے ہیں۔ علامہ سیوطی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور بعض علماء نے امام موصوف کی پیدائش ۲۲۵ھ لکھی ہے لیکن ان کا یہ قول غیر معقول ہے اس لئے کہ حافظ ابن حجر نے امام نسائی کی تاریخ وفات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "وتوفي بفلسطين يوم الاثنين لثلاث عشرة خلت من صفر سنة ۳۰۳ھ" کہ امام نسائی فلسطین میں بروز پیر ۱۳ تاریخ صفر گذرنے کے بعد ۳۰۳ھ میں وفات پا گئے پھر حافظ ذہبی کے حوالے سے ان کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا "عاش ابو النسائی ثمانيا وثمانين سنة" (تہذیب ۳۹)

اس سے امام موصوف کی عمر کا تعین ہو جاتا ہے کہ اٹھاسی (۸۸) سال کی عمر پائی تھی، نیز علامہ ابن عماد نے امام نسائی کی وفات ۳۰۳ھ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "وله ثمان وثمانون سنة" (الشذرات ۲۳۹/۲) اس کے پیش نظر ۲۲۵ھ میں امام موصوف کی پیدائش کسی صورت بھی درست نہیں ہو سکتی علاوہ اس کے حافظ ابن حجر اور محدث مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی مقدمہ ۱۵ میں امام موصوف سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "يشبه ان يكون مولدي في سنة خمس عشرة ومائتين" کہ میرا غالب گمان ہے کہ میری پیدائش ۲۱۵ھ میں ہوئی امام کی اس عبارت سے ان بعض مؤرخین کا قول کہ جنہوں نے امام موصوف کی پیدائش ۲۲۵ھ بتائی ہے مرجوح ہونے کے ساتھ ساتھ ۲۱۴ھ یا ۲۱۵ھ کا تردد بھی ختم ہو جاتا ہے اور واضح ہو گیا کہ آپ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

جائے پیدائش

امام نسائی مذکورہ سن کے مطابق خراسان کے ایک مشہور قصبہ نساء میں پیدا ہوئے الفرسا ... کے قریب ... کے ساتھ پہنچ جاتا ہے (حاشیہ اصول ... بعض کے وقت خراسان سے نکلنے والی ... نساء ... اور اس ... سے ... اور نسوی بھی کہتے ہیں ... نسائی استعمال ہوتا ہے۔

شہر نساء کی وجہ تسمیہ

صاحب قاموس نے ... کہ ... الشیخ ابو الحسن کا ... کتاب ... اس کی وجہ بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ جب ... مسلمانوں نے خراسان میں ... علاقوں کو فتح کیا ... تو ... وہاں کے باشندوں کو ... کی ... ان ... تمام ... ہو گئے ... مقابلہ ... سے ... اور ... پر ... عورتوں کا ... جب ... یہ ... کہ ... عورتوں سے قتال ... جائے ... کے ... یہ ... مسلمانوں ... عورتیں ہیں ... عورتوں ... کے ... ان کا ... تو ... کو ... اور ... بلکہ ... اور ... کی طرف ... اس ... کے نام سے مشہور ہو گیا ... لگا۔

طلب حدیث کے لئے سفر

امام موصوف ... ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد طلب حدیث کے شوق میں ... سال کی عمر میں ... بن سعید ... ہوئے ... اور ... حدیث ... کا ... کیا اور ... ہو گئے ... ملک ... وہ ... حدیث ... لکھتے ہیں ... رحل الی قتيبة في سنة ثلاثين ومائتين (تذکرۃ الحفاظ) ... ابن کثیر البدایہ ... میں ... لکھتے ہیں: رحل الى الآفاق واشتغل بسماع الحديث والاجتماع بالائمة الحذاق ... سے ... بات کا ... اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ... موصوف نے طلب حدیث کے لئے ... اور ... کی ... ہے ... ان ... کے ... مشائخ سے استفادہ کیا اور ان کے حلقہ درس میں بیٹھے ... روایت حدیث ... کی ... امام موصوف ... میں ... حدیث ... ایک امتیازی مقام حاصل کیا ... کی ... اپنے عصر کے حفاظ حدیث ... ہو گئے۔

شیوخ

[illegible]

تلامذہ اور رواۃ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(طبقات الشافعیہ ۲ / ۱۱۲)

حفظ و اتقان

[illegible]

"كان النسائي إماما في الحديث ثقة ثبتا حافظا" (البدایہ) امام ذہبی ان کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "أبو عبد الرحمن مقدم على كل من يذكر بهذا العلم من أهل عصره" (تذکرۃ الحفاظ) تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں "هو الإمام في الحديث بلا مدافعة" حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں "وكذلك أثنى عليه غير واحد من الأئمة وشهدوا له بالفضل والتقدم في هذا الشأن" (البدایہ ۱۱/۱۲۳) علامہ ذہبی فرماتے ہیں "هو أحذق بالحديث وعلله ورجاله من مسلم والترمذي وأبي داود وهو جار في مضمار البخاري وأبي زرعة" (توضیح الافکار) امام دارقطنی نے ان کی علمی منزلت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے "سمعت أبا الحسن الدارقطني غير مرة يقول أبو عبد الرحمن النسائي مقدم على كل من يذكر بعلم الحديث وجرح الرواة وتعديلهم في زمانه" الغرض یہ کہ امام موصوف کے علمی کمال کا اعتراف تمام محدثین اور اصحاب فقہا کے یہاں مسلم ہے۔

ایک مرتبہ امام موصوف نے حماۃ کا سفر کیا جہاں کچھ عرصہ تک قیام پذیر رہے، وہاں اہل مصر غرض استفادہ ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتے تھے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ان سے وابستہ ہو گئے اور سب کی ان کے متعلق اچھی رائے قائم ہو گئی ... امام موصوف کے علمی جوہر ... کھل کر ظاہر ہونے لگے تو وہاں سے ... تشریف لے گئے۔

ورع و تقویٰ

امام نسائی کے علمی کمال کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ زہد و تقویٰ کی دولت سے نوازا تھا، حافظ محمد بن المظفر کے اس قول سے بخوبی ہو سکتا ہے وہ کہتے ہیں "سمعت مشايخنا بمصر يصفون اجتهاد النسائي في العبادة بالليل والنهار وأنه خرج إلى الفداء مع أمير مصر فوصف من شهامته وإقامته السنن المأثورة في فداء المسلمين واحترازه عن مجالس السلطان الذي خرج معه" (تذکرۃ ۲/۲۴۱) امام موصوف کی احتیاط و تقویٰ کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ ایک مرتبہ امام نسائی اور آپ کے استاذ حارث بن مسکین کے درمیان کچھ ان بن پیدا ہو گئی اس کے باوجود امام صاحب ان کی مجلس درس میں شریک ہوا کرتے تھے اور کسی گوشہ میں چھپ جاتے تھے جہاں سے حارث کی تقریر بخوبی سنائی دیتی تھی ان کے اس رویہ سے حارث بن مسکین کو ان کے حلقۂ درس میں شرکت کی بھی اطلاع نہیں ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ جب بھی امام نسائی حارث بن مسکین سے کوئی حدیث بلا تحدیث روایت کرتے ہیں تو شدت ورع اور تقویٰ کی بنا پر "قرئ عليه وأنا أسمع" کے عنوان سے روایت کی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے مشائخ سے "حدثنا وأخبرنا" کے الفاظ سے روایت کی ہے ... امام موصوف اپنے استاذ حارث بن مسکین سے روایت کرنے میں کس قدر احتیاط کرتے تھے یہ بھی ان کے ورع و تقویٰ پر کافی شاہد ہے۔ علاوہ ازیں علامہ سیوطی اور ابن الاثیر نے بھی ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ایک اور واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حارث بن مسکین کو

شہادت کا واقعہ بتاتے ہوئے امام ذہبی وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام نسائی مصر سے دمشق تشریف لائے اور وہاں پر طویل عرصہ تک قیام رہا جس کی وجہ سے اہل دمشق
آپ کا عقیدہ دیکھ کر جب آپ سے دریافت کرتے تھے اور اس وقت دمشق میں بنو امیہ کی حکومت تھی اور وہاں کے لوگ
حضرت علیؓ سے بغض رکھتے تھے اور امام نسائی حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے اس لئے حاسدین نے
روایت کی ہے کہ "مات شہیدا" یعنی شہید ہو کر فوت ہوئے اور یہ بات بھی ان کے ساتھ روایت کرتے ہیں
یعنی امام نسائی شہید ہو کر فوت ہوئے (واللہ اعلم بالصواب)

عبادات، ازواج و اولاد

امام موصوف کی چار بیویاں اور کئی باندیاں تھیں لیکن اس کے باوجود ان کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا، البتہ حافظ ابن
حجر نے آپ کے تذکرہ میں آپ کے ایک بیٹے کا نام ذکر کیا ہے جس کا نام عبدالکریم ہے جو آپ سے سنن نسائی روایت کرتے
اور وہ خود اپنے والد کی عبادت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ آپ صوم داؤدی کے عادی تھے
یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور رات کو تہجد میں مشغول رہتے تھے۔

تصانیف

امام موصوف کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں: (۱) خصائص علی (۲) فضائل
صحابہ (۳) مسند علی (۴) مسند مالک (۵) كتاب التمييز (۶) كتاب المدلسين (۷) كتاب الضعفاء
والمتروكين (۸) كتاب الإخوة (۹) مسند منصور بن زاذان (۱۰) مشيخة النسائي (۱۱) ما أغرب شعبة
على سفيان وسفيان على شعبة (۱۲) أسماء الرواة (۱۳) مناسک حج، علامہ ذہبی اس کا ذکر کرتے ہوئے
لکھتے ہیں "وله مناسك الحج على مذهب الشافعي" (۱۴) كتاب الجرح والتعديل (۱۵) السنن
الكبرى (۱۶) السنن الصغرى المسمى بالمجتبى۔

المجتبیٰ کی وجہ تالیف

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ امام نسائی نے پہلے ایک کتاب لکھی جس کا نام السنن الکبری ہے یہ کتاب بڑی ضخیم تھی
لیکن بیان تخریج اور طرق حدیث کے لحاظ سے اس میں ہر قسم کی احادیث جمع تھیں، جب امام موصوف اس کی
تالیف سے فارغ ہوئے تو امیر رملہ کو یہ کتاب پیش کی، امیر نے ان سے پوچھا کہ اس کتاب میں جتنی احادیث ہیں سب
صحیح ہیں؟ تو امام موصوف نے جواب دیا کہ اکثر احادیث صحیح ہیں اور بعض معلول بھی ہیں، امیر نے عرض کی کہ آپ ایک ایسی
کتاب تصنیف کریں جس میں تمام احادیث صحیح ہوں، تو امام موصوف نے المجتبیٰ کی تالیف کی
جس کے اندر تمام صحیح احادیث جمع کی گئی ہیں، اسی وجہ سے کہتے ہیں "المنتخب المجتبى صحيح كله" اور اس کتاب
کو سنن صغری بھی کہا جاتا ہے اور درس نظامی میں جو سنن نسائی کا درس جاری ہے یہی کتاب ہے جو طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔

[illegible] (مقدمہ [illegible])

سنن کے رواۃ اور مرویات سنن

[illegible] المجتبی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (تہذیب [illegible] ۲۷)

سنن نسائی کی اہمیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وقد صرف هذه السنن [illegible]

الاستنباط (الصورج لاعمال الحربة ۱۲۶) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"کتب خمسہ میں صحیح احادیث کم ہیں" لا یسمی النسائی فلہٰذا قلّھا بعد الصحیحین حدیث ضعیفا "(ترجمہ الشیخ ۱۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب صحاح پر صحت کا اطلاق تغلیبا ہے اسی طرح حدیث صحیح کے بیان میں حاکم کا کہنا ہے کہ اس پر بھی کتب کا اطلاق ایسا ہی ہے لیکن علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ ابو داؤد، نسائی ترمذی کی کتب کو صحیح کہنا تساہل ہے "وتسمیۃ الکتب الثلاثۃ صحاحا من باب التغلیب الاعلٰی لان غالبہا الصحیح والحسن وھی متضمنۃ بالصحیح والتضعیف منہا للعمل بالحسن وقلائل الصحۃ علیہا من باب التغلیب" (مقدمہ زہر الربی) غرض صحیحین کے بعد باقی دوسری کتابوں کے مقابلہ میں ایک صحیح کتاب ہے اور اسی لئے اس کتاب میں حدیث ضعیف اور مجروح راوی بہت ہی کم ہیں۔

شرائط امام نسائی

تخریج حدیث سے متعلق امام نسائی کی شرائط بڑی احتیاط پر مبنی ہیں جیسا کہ ابو الفضل بن طاہر مقدسی نے بیان فرمایا ہے کہ تخریج حدیث کے سلسلہ میں امام نسائی کی شرائط امام مسلم سے بھی زیادہ سخت ہیں علامہ ابن طاہر نے کہا ہے کہ سنن نسائی میں تین قسم کی احادیث ہیں (۱) وہ حدیث جو صحیحین میں ہیں (۲) وہ حدیث جو ان کی شرط کے مطابق صحیح ہیں اور ان کو اس لئے لکھا گیا ہے کہ رجال کی احادیث میں تعارض ہونے کے ساتھ روایت میں اور اس میں انقطاع اور ارسال کا شبہ بھی ہو۔ علماء حدیث کا ان کے ترک کرنے پر اتفاق بھی نہ ہو امام نسائی کی شرط پر وہ احادیث بھی ہیں کہ ان میں ان کی تصحیح اس طریق کی حیثیت اس طریق کے ماسوا سے کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ امام مسلم نے بھی صحیحین میں ان کی تخریج کی ہے (۳) وہ حدیث جن کی صحت کا یقین کئے بغیر اپنی کتاب میں درج کی ہیں اور ساتھ ہی ان کی علت بھی بتلا دی ہے تا کہ اہل علم پر بھی حدیث مخفی نہ رہے یہ کہ امام موصوف نے ایسی احادیث اپنی کتاب میں کیوں لائے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ان کا مسلک یہ ہے کہ جب تک کوئی حدیث بالاتفاق ضعیف یا متروک نہ ہو "لانہ اقوی عندہ من رای الرجال" (مقدمہ زہر الربی) کیونکہ امام موصوف کے نزدیک رجال کی رائے سے وہ حدیث ضعیف زیادہ قوی ہے اس لئے کہ علماء نے اس پر عمل کیا ہے اس روایت کی بنا پر بعض ائمہ نے اس کے ساتھ احتجاج بھی کیا ہے اس لئے امام موصوف نے اپنی سنن میں اس قسم کی روایات بھی درج کی ہیں مگر کمال تقوی اور احتیاط کی بنا پر اس کی علت کی طرف نشاندہی کر دی ہے تا کہ شبہ باقی نہ رہے۔ علامہ ابن الصلاح نے اس مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابو داؤد اور امام نسائی کے نزدیک ہر وہ حدیث جو لائق ترک نہ ہو قابل تخریج ہے "من مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ" یعنی امام نسائی کا مذہب ہے کہ ہر ایسے راوی سے تخریج کرتے ہیں کہ روایت کے ترک پر علماء کا اتفاق نہ ہو اس لئے مولانا ابو الفضل عراقی نے فرمایا "وھذا مذہب متسع" (مقدمہ زہر الربی) لیکن یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس کا ماخذ امام سلم بن حجاج ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر نے ابن صلاح کے اس مقولہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کی وضاحت کی ہے "قلت وکذلک احمد والحاکم" یعنی امام نسائی کی مراد یہ تھی کہ ان کا مذہب اور بھی ہے کہ جن علماء نے اس کی روایت کے ترک کرنے کا سبب یہ ہے کہ تقریبا ان کے

رجال میں تنقید و جرح کے سلسلہ کے دو طبقے ہیں ایک طبقہ وہ ہے جو متشدد ہے [illegible] ابو حاتم رازی [illegible] دوسرا طبقہ [illegible] سے کچھ زیادہ متشدد تھے [illegible] امام نسائی [illegible] متشدد تھے [illegible] امام احمد بن حنبل [illegible] معتدل تھے [illegible] امام نسائی [illegible] فرمایا کہ **لا یترک الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکہ** [illegible] ایک جماعت سے روایت [illegible] امام نسائی [illegible] اپنی کتاب [illegible] میں [illegible] حقیقت میں [illegible] امام نسائی [illegible] امام بخاری [illegible] روایت [illegible] ان کی توثیق [illegible] قاضی عبد الرحمن مبارکپوری [illegible] شرح البخاری و مسلم (مقدمہ زہر الربی) [illegible] امام نسائی [illegible] حافظ ابن حجر [illegible] امام نسائی [illegible] امام بخاری [illegible] روایات [illegible] واللہ اعلم بالصواب (مقدمہ زہر الربی)

سنن نسائی کی خصوصیات

سنن نسائی کی خصوصیات میں سے چند [illegible] درج ذیل ہیں۔

(۱) حسن ترتیب [illegible] سنن نسائی ترتیب کے اعتبار سے ایک بہترین اور عمدہ کتاب ہے۔ (۲) مسائل متعددہ کا استنباط کرنے کے لئے ایک روایت کو کئی جگہوں میں ذکر کرتے ہیں جیسا کہ امام بخاری کا طریقہ ہے۔

— طرق احادیث کی نشاندہی کرتے ہیں اور اختلاف الفاظ کو شمار کرتے ہیں جیسا کہ مصنف کا طریقہ ہے۔ (۴) اس اختلاف میں حدیث پر بھی گفتگو کرتے ہیں اور آپ کو علم حدیث میں جو عبور و ملکہ حاصل تھا، حافظ ذہبی نے آپ کو اس فن میں امام بخاری اور ابو زرعہ کا ہمسر قرار دیا ہے۔ (۵) کاتب رواۃ اور روایت کے اسماء و القاب، کنیتوں سے ابہام کی وضاحت، راویوں کے تفرد و تخالف، جرح و عدم جرح، احادیث کے مرسل متصل، ضعف و منکر کی تعیین اور فوائد فقہیہ کی توضیح بھی کرتے ہیں۔ ان مقامات کی توضیح کے عنوان سے ذیل میں ذکر کرتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وہ مواضع جہاں امام موصوف نے فنی حیثیت سے کلام کیا ہے

(۱) آپ بسا اوقات مشتبہ اسماء کی توضیح کر دیتے ہیں چنانچہ کتاب الحج (۲/ ۱۱) میں ایک حدیث کی سند اس طرح بیان کی: "اخبرنا ابو داود حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا اسماعيل ... ذي الحجة ... الخ" اس کی روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن مسلم ثقہ ہیں: "اسماعيل بن مسلم ثقة وهما اثنان احدهما لا باس به واسماعيل بن مسلم شيخ بصري عن ابي الطفيل لا باس به واسماعيل بن مسلم مكي عن الحسن متروك الحديث" اسی طرح سنن (۲/ ۱۹۸) میں حمید بن زنجویہ ... سے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ابو علي الحنفي هم اربعة اخوة احدهم ابو بكر وشريك وبشر وآخر" اسی قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے آپ کی فن پر ... (۲) کبھی کبھی مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں مثلاً حدیث نبوی ﷺ جس میں ... "الشكال في الخيل" نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "الشكال من الخيل ان يكون ثلاث قوائمه محجلة وواحدة مطلقة او يكون الثلاثة مطلقة ورجل محجلة وليس الشكال الا في رجل ولا يكون في اليد" (۲/ ۱۰۵)۔ (۳) کبھی کبھی ... جو روایت ... سے مروی ہے وہ ... "الفصل في ..." کے تحت نقل کی ہے اور ... عن النبی ﷺ کے ... سے مروی ہے پھر اس کی سند ... کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لا اعرف ... احدا ... طول من ..." (۱/ ۱۲)۔ (۴) بسا اوقات ایک حدیث نقل کرنے کے بعد اس کے مرسل و متصل ہونے کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں مثلاً "باب ... به العمل والركوع والقيام بعد الركوع الخ" کے تحت حضرت حذیفہ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "هذا الحديث عندي مرسل وطلحة بن يزيد لا اعلمه سمع من حذيفة شيئا وغير العلاء بن المسيب قال في هذا الحديث عن طلحة عن رجل عن حذيفة" (۱/ ۲۴۶)۔ یہاں یہ حدیث منقطع ہے کہ مرسل اصطلاحی کو ... موصوف ذکر کر رہے ہیں، یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ بعض اصولیین تو مرسل اور منقطع کے درمیان فرق کرتے ہیں اور بعض ایک ہی معنی پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام ... نے اس کی تصریح کی ہے، اسی طرح حافظ ... فرماتے ہیں: "وقد اطلق المرسل على المنقطع من ائمة الحديث ابو زرعة وابو حاتم والدارقطني" (تدریب النظر ۲۴۳) ان حضرات کے قول سے معلوم ہوا کہ امام نسائی بھی ان میں سے ایک

الفاظ دوسرے پر بیان کرتے ہیں، اور موصوف کے اس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مرسل اور محدثین کے ساتھ بیان ہوں اور مرسل اور منقطع کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے، اسی طرح کتاب الضعفاء (۱/۳۱۷) میں لکھا کہ ابن عون اور اعمش کے طریق سے روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور سند منقطع ہے اس لئے کہ ابن عون اور مجاہد کے درمیان ایک راوی ساقط ہے، یہ بھی امام موصوف مرسل [illegible] ہیں، اسی طرح چند صفحات آگے [illegible] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت "لا صیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر" نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں [illegible] امام مالک کے طریق سے مرسل روایت کیا ہے، [illegible] اس روایت کو مرسل قرار دیا: "فقال [illegible] فرواہ عنہ ومالك عن ابن القاسم قال حدثني مالك بن انس عن ابن شهاب الزهري عن عائشة وحفصة رضي الله عنهما مثله لا يصوم الا من اجمع الصيام قبل الفجر" حالانکہ یہ روایت امام مالک نے ابن شہاب زہری کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جو منقطع ہے مرسل نہیں تو ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی کے نزدیک مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں ہے [illegible] عطف بالمرادف۔ (۵) کبھی وہ حدیث منکر کی وضاحت کرتے ہیں جیسے باب النعت میں [illegible] کے ماتحت [illegible] عطاء بن [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کی پھر بواسطہ یحیی بن سعید [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کی ہے، اور لکھتے ہیں "وحديث يحيى بن سعيد هذا اسناده حسن وهو منكر واخاف ان يكون الغلط من محمد بن [illegible]" اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت "تسحروا فان في السحور بركة" بطریق [illegible] عطاء [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح ہے اور محمد بن فضیل نے اسے بطریق یحیی بن سعید [illegible] ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو کہ [illegible] خلاف ہے [illegible] اصول منکر [illegible] محدثین [illegible] "واطلاق الحكم على المتفرد بالرد والنكارة والشذوذ موجود في كلام كثير من اهل الحديث" (مقدمہ ۷۲) اور شیخ الاسلام [illegible] لکھتے ہیں: "[illegible] لاجل احمد والنسائي وغير واحد من [illegible] لفظ المنكر على مجرد التفرد [illegible]" اسی طرح مقدمہ فتح میں لکھتے ہیں: "[illegible] المنكر [illegible] على الحديث الفرد الذي لا متابع له فيحمل هذا على ذلك" [illegible] کے متقدمین کی کتب [illegible] ترمذی [illegible] کی مثالیں مل جاتی ہیں [illegible] کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے [illegible] (۱/۱۰۰) [illegible] عباس رضی اللہ عنہ روایت کرنے کے بعد [illegible] (۲/۲۳) میں [illegible] حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ [illegible] کے خلاف قول کیا ہے چنانچہ [illegible] (۲/۲۲۶) میں [illegible] کے بعد لکھتے ہیں "هذا الحديث عندي خطأ والله تعالى اعلم" [illegible]

(التلخيص ١١٩). (٧) سنن نسائی کو اگر دیگر کتب حدیث کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو کئی بعض مقامات ایسے ملتے ہیں جن میں امام موصوف نے دوسرے محدثین سے اختلاف کیا ہے چنانچہ باب ذکر الفرق بین دم الحیض والاستحاضة (٦٦/١) میں فاطمہ بنت ابی حبیش کی روایت کے بعد فرماتے ہیں "وقد روى هذا الحديث غير واحد عن هشام بن عروة ولم يذكر فيه وتوضئي غير حماد والله أعلم" حالانکہ حماد بن زید لفظ توضئی کے بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ ان کی متابعت امام ابو حنیفہ، ابو عوانہ، ابو معاویہ اور ابو حمزہ سے ثابت ہے امام ابو حنیفہ کی متابعت کا ذکر بیہقی نے کیا ہے اور ابو عوانہ کا ترمذی میں اور ابو معاویہ کی متابعت امام بخاری نے کتاب الوضوء میں اور مسلم میں حدیث کے ساتھ بیان کی ہے اور ابو حمزہ السکری کی متابعت کا ذکر صحیح ابن حبان میں ہے اسی طرح حماد بن سلمہ نے بھی ان کی متابعت کی ہے جس کا ذکر دارمی میں ہے (الجوهر النقی ١/٢٤٤، التلخيص الحبير ٦٦، نصب الرایہ ٦٢) میں ملاحظہ کیجئے اسی طرح باب کیف صلاة القاعد (٢٤٥/١) میں حضرت عائشہ کی روایت کے بعد امام نسائی فرماتے ہیں "لا أعلم أحدا روى هذا الحديث غير أبي داود الحفري وهو ثقة ولا أحسب هذا الحديث إلا خطأ والله أعلم" حالانکہ ابو داود اس حدیث کے بیان کرنے میں منفرد نہیں جیسے امام موصوف فرما رہے ہیں بلکہ محمد بن سعید ابن الاصبہانی سے اس کی متابعت ثابت ہے جیسے امام بیہقی نے ذکر کیا ہے بہرکیف سنن نسائی میں اس قسم کے متعدد مواضع ہیں جہاں امام موصوف نے دوسرے محدثین سے اختلاف کیا ہے (٨) بعض اوقات امام موصوف کسی راوی پر جرح و قدح کرتے ہیں لیکن چونکہ راوی مختلف فیہ ہوتا ہے اس لئے اپنے قول کی تائید و تقویت میں دوسرے ناقدین سے بھی جرح نقل کرتے ہیں چنانچہ (٢٠٢/١) [illegible] کے تحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "قال أبو عبد الرحمن ابن خثيم ليس بالقوي في الحديث وإنما أخرجت هذا لئلا يجعل ابن جريج عن أبي الزبير وما كتبناه إلا عن إسحاق بن إبراهيم ويحيى بن سعيد القطان لم يترك حديث ابن خثيم ولا عبد الرحمن إلا أن علي بن المديني قال ابن خثيم منكر الحديث وكان علي بن المديني خلق للحديث" یہاں امام موصوف نے اپنی جرح کی تائید میں علی بن مدینی نے جو ابن خثیم پر جرح کی ہے اسے نقل کر دیا ہے (٩) بعض اوقات رواۃ کے مدارج و مراتب کی وضاحت کرتے ہیں چنانچہ (١٥٢/١) میں تسبیح بعد الفراغ کی مقدار کے تحت سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ کی روایت کے بعد فرماتے ہیں "قال أبو عبد الرحمن أبو نعيم أثبت من محمد بن عبيد ومن قاسم بن يزيد وأثبت أصحاب سفيان عندنا والله أعلم يحيى بن سعيد القطان ثم عبد الله بن المبارك ثم وكيع بن الجراح ثم عبد الرحمن بن مهدي ثم أبو نعيم ثم الأسود في هذا الحديث" (١٠) امام موصوف کو امام مسلم کے لقب سے یاد کیا جاتا امام مسلم سے بھی اورع و احفظ تسلیم کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible] تھے کہ جہاں کہیں کسی بات کا پتہ چلا تو اس کے متعلق بے تکلف عدم علم کا اظہار فرما دیتے چنانچہ باب [illegible] فی النکاح کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت "خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على بعض نسائه" بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں "فلا أفهم كيف كما

موقوف سمجھی میں اپنی منشاء کے مطابق مناسبت کو صحیح سمجھتیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علم کی کمی ہے۔ آپ نے تقویٰ اور تقدیم پر باب
باندھا ہے (۲/۲۷)۔ (۱) نیز سنن میں بعض مقامات پر تکرار ہے جیسا کہ "باب التعوذ فی الصلاة، سورة الفلق
وسورة الناس" کا باب کتاب الطہارۃ میں آیا ہے اور پھر آگے چل کر کتاب السہو میں بھی اس کا ذکر ہے اس کے علاوہ بھی
مکرر ابواب ملتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ابواب کا یہ تکرار بھی حدیث العلوم والعبر کے قبیل سے ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ
یہ ہوسکتا ہے کہ متعدد مسائل سے میں اسنن الصغری والکبری کی وضاحت مدنی ہے بلکہ مکرر بالتکرار اس بات کا موجب
نہیں ہے۔

امام نسائی کا مسلک

علامہ سبکی نے طبقات شافعیہ میں امام موصوف کا ترجمہ قائم کیا ہے اس سے بظاہر ہوتا ہے کہ آپ شافعی المسلک تھے
اسی طرح آپ نے جو ایک کتاب بنام مناسک الحج امام شافعی کے مسلک پر لکھی اس سے آپ کے شافعی ہونے کا شبہ
ہو جاتا ہے۔ مگر علامہ انور شاہ کشمیری یہ قول نقل فرماتے تھے کہ آپ کو حنبلی کہا جا سکتا ہے کیونکہ ابن تیمیہ نے
آپ کو حنبلی بتایا ہے جیسا کہ علامہ کشمیری فرماتے ہیں "النسائي وابو داود حنبليان صرح به الحافظ ابن تيمية"
(فیض الباری) لیکن اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ آپ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ حدیث کی اتباع کرتے تھے البتہ
کثرت موافقت کی وجہ سے امام شافعی کی طرف منسوب ہوتے تھے چنانچہ علامہ جزائری لکھتے ہیں "واما مسلم والترمذي
والنسائي وابن ماجه وابن خزيمة وابو يعلى والبزار ونحوهم فهم على مذهب اهل الحديث ليسوا
مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الائمة المجتهدين على الاطلاق بل يميلون الى قول ائمة
الحديث كالشافعي واحمد واسحق وابي عبيد وامثالهم" (توجيه النظر ١٨٦) اور اگرچہ امام موصوف بحوالہ ابن
کثیر کتب المناسک لکھنے سے شافعی ہیں لیکن انہوں نے اپنی سنن میں ... کی تائید کی ہے چنانچہ نسائی شریف میں ...
کتاب الطہارت میں بہت سی ... امام موصوف نے حدیث ... روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے
ہیں "هذا الحديث عندي ... لا ... " یعنی مسلک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ قرات ... اسی طرح
کتاب الطہارت (۱/۱۰۶) میں "الرخصة في السواك بالعشي للصائم" کا عنوان قائم کیا ہے جو روزہ دار کے
لئے زوال کے بعد مسواک کی عدم کراہت پر دلالت کرتا ہے اور یہی مسلک حنفیہ کا ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک روزہ دار کے
لئے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یا امام نسائی بعض مسائل میں حنفیوں سے موافقت کی بنا پر حنفی تھے؟ ہرگز نہیں
بلکہ اصل بات وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ اور علامہ جزائری نے فرمائی ہے کہ امام موصوف مجتہد تھے اور جزئیات میں اہل
حدیث کی طرح احادیث کے مطابق عمل کرتے تھے اور جن ائمہ کے مسلک کو کتاب وسنت کے قریب پاتے انہی کی تائید اور
موافقت فرماتے۔ واللہ اعلم

دارفانی سے رحلت

امام نسائی کا انتقال [illegible] صفر ۳۰۳ ہجری میں ہوا آپ وفات کے وقت ۸۸ سال کی عمر [illegible] ماں کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] تہذیب (۱/ ۳۹) [illegible] (۲/ ۷۲۳) میں [illegible] ہے [illegible] ۳۰۳ [illegible] کے [illegible] اور [illegible] وغیرہ سے [illegible] یہاں [illegible] امام نسائی کی وفات کا [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] سے [illegible] میں ایک کتاب [illegible] دمشق میں [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] امام [illegible] سے [illegible]

[illegible] فقال دخلت دمشق والمنحرف عن علي رضي الله عنه بها كثير فصنفت كتاب الخصائص رجوت [illegible] كتاب الخصائص [illegible] امام نسائی [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کی فضیلت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] کتاب [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ان کے مناقب [illegible] کے مناقب میں سے [illegible] حدیث "لا اشبع الله بطنه" [illegible] حدیث [illegible] لوگوں [illegible] آپ [illegible] [illegible] (واللہ اعلم بالصواب)

یہاں [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] لا [illegible] الرفضي [illegible] روایت قبول [illegible] التهذيب [illegible] "والفضل في [illegible] الشيعي [illegible]" [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما [illegible]

بلکہ امام نسائی پر بھی تشیع کا الزام [illegible] اس سے [illegible] کیا گیا کہ ان سے یہ بات کہی [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل تھے [illegible] سے ڈشی، کہتے ہیں کہ امام نسائی اپنی [illegible] تشیع کے [illegible] ۲۳۱/۲ [illegible] مستحق "کے وقت حضرت [illegible] رحمۃ اللہ [illegible] ہیں [illegible] مالک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما "یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما [illegible] سے افضل [illegible] کے بعد)" ثم [illegible] مالک ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم "یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل [illegible] باب المدح [illegible] العلم والفضل (۱/۱۳۶) [illegible] امام نسائی [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی [illegible] ما هو الا [illegible] ابابکر [illegible]

فمن سب [illegible] رحمه الله

واضح رہے کہ یہ ترجمہ امام [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ کا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الشيخ الامام العالم الرباني الرحلة الحافظ الحجة الصمداني ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب بن علي بن بحر النسائي تاويل قوله عزوجل اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق

اخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في وضوئه حتى يغسلها ثلاثا فان احدكم لا يدري اين باتت يده

امام نسائیؒ نے اپنی کتاب سنن کو بسم اللہ سے شروع فرمایا کہ حمد سے نہیں کی کیا وجہ ہے؟ اس کی تین وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ مصنف نے احادیث رسول ﷺ کی اس مستند اور معتبر کتاب کی ابتداء میں حضور ﷺ کے ان مکتوبات اور خطبوں کی پیروی کی ہے جو رسالت مآب ﷺ نے سلاطین اور امراء کی طرف تحریر کر کے بھیجے تھے کیونکہ ان کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی تھی دوسرے یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط لکھا تھا اس کی ابتداء بسم اللہ سے ہی تھی قرآن نے [illegible] اسی لئے تو آپ ﷺ کے ہاں تمام اپنی کتاب کی ابتداء بسم اللہ سے فرمائی تیسری وجہ یہ ایک حدیث ہے کہ "كل امر ذي بال لا يبدأ فيه ببسم الله فهو اقطع او قال ابتر" یہ حدیث دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے ایک روایت میں بحمد اللہ اور ایک روایت میں بذکر اللہ مروی ہے اس حدیث کو بعضوں نے ضعیف کہا ہے [illegible] محدثین سے [illegible] لیکن سب سے صحیح قول وہ ہے جو شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ الکبری میں حافظ ابن صلاح سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے جو کہ صحیح سے کم اور ضعیف سے اوپر [illegible] کی سند میں قرۃ بن عبد الرحمن ہے جس کو امام مسلم نے [illegible] اور [illegible] محدثین اور فقہاء میں معمول ہے بہرحال حدیث تو ایک ہے مگر الفاظ اس کے مختلف ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اہم کام کو اللہ کے ذکر سے شروع کیا جائے خواہ بسم اللہ کی صورت میں ہو یا حمد کی صورت میں ہو یا دوسرے [illegible] سے شروع کیا جائے بہرحال حدیث مذکور پر عمل ہو جائے گا تو مصنف نے اس حدیث پر نظر رکھتے ہوئے اپنی کتاب کی ابتداء بسم اللہ سے فرمائی یہیں پر یہ بات قابل [illegible] کہ بعض [illegible] کا خیال ہے [illegible] حدیث نہیں بلکہ [illegible] سے متعدد احادیث سمجھتے ہیں [illegible] بعض کا اضافہ [illegible] حالانکہ یہ سب [illegible] حدیث [illegible] الفاظ کا [illegible] [illegible] کی تحقیق [illegible] حدیث کے [illegible]

کتاب العبادات ... (معارف السنن ۳)

فضل الصحیح [illegible]

الاصلاح [illegible]

البرہانی [illegible] ... الکامل الجامع ... [illegible]

[illegible]

الموعظة [illegible]

الحافظ الحجة [illegible]

[illegible]

لکھا ہے کہ حافظ ابو محمد نے احادیث [illegible] کی بہت بڑی تعداد [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] اور سند کے ساتھ [illegible] [illegible] معلوم ہوں [illegible] ان حدیثوں کے راویوں کے احوال سے [illegible] [illegible] کے اعتبار سے واقف ہو۔

المصدامی [illegible] [illegible] کے [illegible] کرنے کے ہیں یہاں [illegible] کے معنی [illegible] **هو الشيء الذي يصمد إليه في الأمور** [illegible] [illegible] کہتے ہیں جس کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] جاتا ہے۔

تعويل قوله عز وجل " [illegible] **فمن الى الصلوة الخ** "یہ [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] باب [illegible] اصول کے ہی [illegible] کتاب کے [illegible] میں قرآن [illegible] کی آیت سے یہ آیت پیش کی ہے اس سے مصنف اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کتاب الطہارۃ میں وضو کے بارے میں جتنے [illegible] مسائل بیان ہوں گے وہ [illegible] [illegible] کے تمام کی آیت کی تفسیر [illegible] سمجھے جائیں گے۔

آیت کا ترجمہ اور اس کی مختصر تشریح

اے ایمان والو! جب تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے پاؤں کو دھولیا کرو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(بیان القرآن)

آیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] **و امسحوا برءوسكم** [illegible] [illegible] میں قرآن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کا نتیجہ [illegible] اہل سنت [illegible] [illegible] شیعہ لوگ پاؤں کے حکم میں اہل سنت سے اختلاف کرتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرأت سے استدلال کیا ہے [illegible] [illegible] **وارجلكم الى الكعبين** [illegible] شیعہ حضرات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں۔

نیز بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ ارجلکم کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے یا زبر کے ساتھ دونوں کا عطف ایدیکم پر ہی ہے اس لئے کہ زیر کی صورت میں جر جواری ہے اور قاعدہ تو یہ ہے کہ ان دونوں کی حد کعبین کو قرار دیا گیا ہے اس لئے دونوں صورتوں میں دھونا لازم ہے۔ یہ مراد ہے ان حضرات کے قول کے مطابق۔ ارجلکم کا عطف اگر وجوہکم پر ہو تو پھر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھولیا جائے جیسا کہ آیت کی ابتداء میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ سوال کہ جب ارجلکم کا عطف ایدیکم پر ہے تو پھر ارجلکم کو زیر کے ساتھ کیوں پڑھا جاتا ہے؟ اس کا جواب اہل لغت یہ دیتے ہیں کہ ارجلکم کا کسرہ لفظی جر جوار کا ہے یعنی رؤسکم کے قرب و جوار میں واقع ہونے کی وجہ سے ہے جیسے کہ آیت عذاب یوم الیم میں الیم کو کسرہ ہے۔ حالانکہ یہ عذاب کی صفت ہے اس لئے اس کو مرفوع ہونا چاہیے تھا لیکن یوم کے قرب و جوار میں ہونے کی وجہ سے مجرور ہے کیونکہ اگر چہ یہ صفت ہے عذاب کی اور اس کو مرفوع ہونا چاہیے لیکن جو حضرات قرب و جوار کی وجہ سے مکسور پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ جائز ہے کہ دونوں صورتوں میں یکساں ہو۔ جبکہ ایک تو حرف عطف درمیان میں ہے اور دوسرا یہ کہ یہاں پر کسرہ کی وجہ سے اشتباہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اس کا عطف کس پر ہے یا وہ کس کا تابع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کا جر جوار کا انکار کرنا اس کو تسلیم نہیں کیا گیا کہ قرب و جوار میں واقع ہونے کی وجہ سے جر کا استعمال قرآن پاک کی کئی آیات میں ہوا ہے۔ جیسے اہل لغت کے کلام میں موجود ہے اس لئے اس کا انکار صحیح نہیں ہے۔ ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیت جو پیش کی گئی ہے اس میں الیم قاعدہ کے اعتبار سے منصوب ہونا چاہیے کیونکہ وہ عذاب کی صفت ہے لیکن یوم کے قرب و جوار میں واقع ہونے کی وجہ سے جر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اسی طرح دوسری مثال ہے کہ یہ عذاب کی صفت ہے یوم کی صفت نہیں ہے مگر یوم کے قرب کی وجہ سے جر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اہل عرب اس کا استعمال کرتے ہیں جیسے جحر ضب خرب۔ اس مثال میں خرب کا زیر ضب کے جوار میں آنے کی وجہ سے ہے حالانکہ خرب جحر کی صفت ہے اور جب قرآن کریم اور اہل لغت کے کلام میں جر جوار کی وجہ سے کسرہ کا استعمال موجود ہے تو پھر جر جوار کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اشتباہ بھی باقی نہیں رہتا ہے کہ اس لئے کہ یہاں قرینہ موجود ہے الی الکعبین اور حرف عطف درمیان میں آنا ضروری نہیں ہے بعض اہل علم اس کے قائل ہیں کہ حرف عطف درمیان میں ہو تو حرف عطف اضافت پر دلالت کرتا ہے تب بھی جر جوار کا جواز ہے تاکہ حرف عطف کے موجود ہونے کی صورت میں بھی جر جوار قائم رہے اور حرف عطف سے اشتباہ ختم نہیں ہوتا بلکہ پختہ ہوتا ہے یعنی اخفش نے کہا کہ واؤ حرف عطف میں سے ہے واؤ کی خصوصیات یہ ہیں جن میں سے ایک جر جوار کا جواز ہے جو معطوف علیہ میں تو نہ ہو مگر واؤ کے درمیان میں آنے کے بعد بھی وہ باقی رہتا ہو۔ بہرحال جو ترتیب بھی ان دونوں کے دھونے کا وجوب اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اور وہ ثابت ہو چکی ہیں جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ارجلکم کا عطف وجوہکم پر ہے اور دھونا جائز ہے اور حدیثوں میں اس کا بیان آیا ہے اور امت کا اجماع بھی ہو چکا ہے اس لئے حرف عطف کے درمیان میں آنے کے بعد بھی جر جوار کا باقی رہنا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۳)

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ کعبین سے مراد ۔۔۔۔۔ ٹخنے ہیں جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ پر دونوں طرف ابھری ہوئی ہیں ان دونوں ہڈیوں تک مسح کرنے کا کوئی قائل نہیں بلکہ مسح قدم کی پشت پر صرف انگلیوں تک ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آیت وضو میں پاؤں پر مسح کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ مسح ٹخنوں تک نہیں کیا جاتا ہے اس لئے یہ ترتیب وار ہی مراد ہے۔ یہ سوال کہ جب دونوں پیروں کا حکم دھونا ہی ہے تو پھر امسحوا کے تحت کیوں بیان کیا اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر پاؤں کے دھونے کا بیان چہرہ اور ہاتھ کے ساتھ ہوتا تو بار بار کا مسح بیان کرنے پر ترتیب کی خلاف ورزی ہوتی کہ پہلے دھونا بیان کر دو پھر پاؤں دھونا اگر پاؤں کے دھونے غسل کی تصریح ہوتی تو کلام طویل ہو جاتا لہٰذا تحسین ہو جانے سے ترتیب بھی باقی رہی اور مسح کے قیاس کی سند اور کلام فصیح و بلیغ ہوا (كذا قاله بعض المحققين) علامہ زمخشری وغیرہ نے یہ بھی کہا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ پاؤں دھونے میں اعتدال نہیں کرتے بے ضرورت پانی بہاتے ہیں جو اسراف کی حد میں داخل ہوتا اس لئے قرآن کریم نے پاؤں کے دھونے کا حکم امسحوا کے تحت بیان کیا تاکہ پانی کا اسراف نہ کریں۔

ابن عربیؒ نے آیت کی ایک اور تاویل کی ہے جو انہوں نے اپنی فتوحات میں ذکر کی ہے انہوں نے فرمایا کہ اہل عرب غسل کو مسح سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ابو زید انصاری وغیرہ لغت کے ماہرین نے اس کی تصریح کی ہے وہ کہتے ہیں تمسحت للصلوة ای اغتسلت للصلوة، مسح الارض المطر (استعمال کرتے ہیں چنانچہ بارش نے زمین کو دھو دیا) وغیرہ اور آنحضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا کہ مسح سے مراد دونوں پاؤں کو بھگونا اور پانی بہانا اور مسح جس سے مراد ہو اس کے ساتھ دونوں پیروں پر ہاتھ پھیرنا ہے جس کو غسل کہتے ہیں بعض محققین نے ... دونوں قرأتوں کو دو حالتوں پر رکھا ہے واللہ اعلم کہ اگر منصوب پڑھا جائے تو پاؤں برہنہ ہونے کی صورت پر محمول کیا جائے اور اگر مجرور پڑھا جائے تو اس صورت پر محمول کیا جائے جبکہ پاؤں موزے کے اندر ہوں جیسے کہ امام غلیب ... دونوں طرح پڑھا جائے دو روایات کے اعتبار سے جیسا کہ یہاں دو اعراب دو حالتوں پر محمول کیا جائے اس توجیہ سے دونوں قرأتوں کے درمیان تطبیق اور بقدر امکان دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور حدیث نقل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ موزے پہنے ہوتے تو ان پر مسح فرماتے اور اگر موزے نہ پہنے ہوتے تو پاؤں دھوتے اس کا بیان صحیح احادیث میں آیا ہے اور تواتر کے ساتھ نقل کی گئی ہیں اور ننگے پاؤں پر مسح کرنے کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس جن لوگوں کی ایڑیاں خشک رہ جانے پر سخت وعید فرمائی ہے چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ کچھ لوگ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف جارہے تھے دوران سفر نماز عصر کا وقت آگیا لوگوں نے وضو کیا جلدی میں ان کی ایڑیاں خشک رہ گئی تھیں اسی وقت حضور اکرم ﷺ نے وعید کے تحت الفاظ ویل للاعقاب من النار فرمائے اور اس طرح کی سخت وعید معمولی عمل کے چھوڑنے پر وارد نہیں ہوتی بلکہ ایڑیاں خشک رہ جانے کی وعید سنانا ضروری نہیں اسی لئے ترک فرض پر وعید کے الفاظ فرمائے ہیں جس سے آیت کی مراد واضح ہوگئی کہ ننگے پاؤں کا حکم مسح نہیں بلکہ دھونے کا حکم ہے اور غسل میں بھی استیعاب کی رعایت شرط ہے اگر تھوڑی جگہ بھی خشک رہ گئی تو وضو درست نہ ہوگا اس آیت کریمہ سے اور بھی بہت سے مسائل کا تعلق ہے گفتگو طویل ہو جائے گی اس لئے

[illegible]

تحقیق رجال

اخبرنا قتیبة بن سعید [illegible]

معمر [illegible]

زهری [illegible]

ابی سلمة [illegible]

ابی هریرة [illegible]

اذا استيقظ احدكم من نومه الخ [illegible]

[illegible]

فلا يغمس يده الخ [illegible]

[illegible]

پھر یہ بلا کسی قید ضرورت سے زیادہ ہے ہاتھ کو برتن میں داخل کرنے پر محمول ہے بلکہ اس حال سے منع نہیں کیا گیا ہے جواب دیا ہے سوال کہ سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک برتن میں جو کہ چھوٹا تھا ہاتھ کو دھونے کے بغیر داخل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے طہارت یعنی وضو کے لوٹے میں دھونے سے پہلے ہاتھ داخل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیان جواز پر محمول ہے اور اس عمل سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نہی تنزیہی ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خود ہی اپنے قول "فان احدکم لا یدری این باتت یدہ" سے علت حکم بیان فرمادی ہے وہ بھی تنزیہی ہی کو مقتضی ہے۔ اور جمہور علماء اسی کے قائل ہیں کہ یہ نہی جو سوتے ہی ہے وہ بقرینہ علت مذکورہ تنزیہی ہے کیونکہ نجاست کا وجود یہاں قطعی یا یقینی نہیں محض شک ہے تو ایسا نہیں ہے اور چونکہ شبہ کی وجہ سے یہ نہی تنزیہی ہے اس لئے اگر ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈال دیا تو پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ پاک رہے گا اور ہاتھ ڈالنے والا گنہگار نہ ہوگا البتہ اگر ہاتھ پر نجاست کا یقین ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور بغیر دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا کیوں کہ جب اس حدیث میں احتمال نجاست کی وجہ سے احتیاطاً برتن میں بغیر دھوئے ہاتھ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے تو احتیاط اس وقت درست ہو سکتی ہے جبکہ ہاتھ کو نجاست لگنے کا یقین ہو اور بغیر دھوئے اس کو پانی میں ڈالنے سے پانی کو ناپاک کر دے کیونکہ اگر یقین کی حالت میں بھی پانی ناپاک نہ ہو تو پھر احتمال کی صورت میں احتیاط کی کیا ضرورت ہے

بہر حال جب یہ تحقیق ہو چکی کہ ہاتھ پر نجاست کی لگی ہوئی ہے تو اس کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لینا ضروری ہے اور یہی شرعی احتیاط بھی ہے کہ اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے غسل ید کے حکم کو ایک وہم کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے اور وہ چیز (یعنی غسل ید) جو کسی امر مظنون سے وابستہ ہوتی ہے وہ واجب نہیں ہوتی ہے اگر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کے دھونے کو فرض کہنا درست ہے ورنہ واجب کہاں کہ پانی اور ہاتھ دونوں طہارت اصلیہ پر ہیں اس لئے کچھ علماء نے اس حدیث کو احتیاط پر محمول کیا ہے علامہ طیبی نے کہا کہ امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری نے ظاہر حدیث پر نظر رکھتے ہوئے کہا کہ اگر رات کی نیند کے بعد اٹھے تو واجب ہے کہ پہلے ہاتھ کو دھولے پھر پانی میں ہاتھ ڈالے امام نووی نے شرح مسلم میں اس جگہ حدیث الباب پر نہایت عمدہ بحث کی ہے وہاں ملاحظہ کیجئے آخر میں لکھتے ہیں کہ حسن بصری سے جو قول منقول ہے کہ اگر ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں داخل کر دے تو پانی ناپاک ہو جائے گا لہذا پہلے دھو لینا واجب ہے یہ قول بہت کمزور ہے کیوں کہ اس میں کوئی تردد نہیں کہ پانی اور ہاتھ دونوں پاک ہیں لہذا محض شک سے اس کا نجس ہونا درست نہیں کیونکہ یہ قواعد شرع کے خلاف ہے اور ہمارا اور متقدمین کا مسلک یہی ہے کہ یہ حکم نیند سے جاگنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر حالت میں ہے جبکہ ہاتھ کے پلید ہونے کا شک و شبہ ہو اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے اور امام احمد سے جو ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ رات کی نیند سے جاگنے والے پر غسل یدین واجب ہے اور دن میں اس کے پانی میں ہاتھ ڈالنا مکروہ تنزیہی ہے اور جب دن کو سو کر اٹھے تو پھر دھوئے بغیر ہاتھ ڈالنا مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری نے بھی حدیث کے ظاہری الفاظ کی وجہ سے جو لفظ بات کا ہے اس کی موافقت کی ہے یہ مذہب نہایت ضعیف ہے کیوں کہ شارع علیہ السلام نے خود ہی اپنے قول "فانہ لا یدری این باتت یدہ" سے علت حکم بیان

اور دن کے سونے کے متعلق ہیں کہ جو سونے سے اٹھے، اسے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالنے کا یقین نہیں کہ اس کا ہاتھ ناپاک ہونے کا شک و شبہ کی بنا پر نجاست کے ازالے کی وجہ سے ثابت ہے۔ یہ احتمال نجاست کی یہ صورت دونوں کو شامل ہے خواہ رات کی نیند سے اٹھے یا دن کی نیند سے بیدار ہو کر حالت میں ہو۔ (شرح مسلم للنووی)

حدیث سے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر اس حدیث سے اس کا حال پیشاب جیسا ہے اور جو سبب حدث ہے جو غسل مباشرت ہے وہ امام احمد بن حنبل وغیرہ کے نزدیک پیشاب اور مباشرت وغیرہ سے کم بھی پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کے دھونے کو واجب نہیں کرتا ہے جو رات کی نیند کے قائل ہیں، سو پیشاب اور مباشرت کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کا دھو لینا ضروری ہے تو جب یہاں نجاست یقینی کے وجوب کے قائل نہیں ہوئے تو دن کی نیند سے اٹھنے کے بعد غسل یدین واجب قرار دینا ان کی بات کا ان کے اصول سے بالاتر ہے۔ غور کیجئے کہ رسول ﷺ نے غسل یدین کی علت نجاست بیان فرمائی چنانچہ فرمایا:

فانه لا یدری این باتت یده الخ کہ اس کو کیا معلوم کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔ قاضی بیضاوی نے کہا کہ اس جملے سے اس علت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس نے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے کی ممانعت سے پہلے اس کی علت فرمائی کہ وہ ہاتھ کے پاک ہونے کا علم نہیں رکھتا کیونکہ جب کلام میں شرعی حکم کی تعلیل یعنی علت کے ساتھ علت حکم کی ضروری بیان فرمائی تو ظاہر بات ہے کہ ثبوت حکم اس علت کے ساتھ متعلق ہوگا جیسے حدیث محرم میں آیا ہے کہ حالت احرام محرم کے لئے خوشبو کا استعمال کرنا منع ہے جس کی علت محرم کی حالت احرام ہے اس لئے جب احرام نہ رہے تو خوشبو لگانے کی ممانعت کا حکم علت حالت احرام کے ساتھ وابستہ ہے، اسی طرح حدیث مذکور میں وضو سے پہلے پانی میں ہاتھ ڈالنے کی ممانعت کا حکم "فانه لا یدری الخ" علت کے ساتھ وابستہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (زہر الربیٰ)

اس لئے اس حدیث سے نجس ہونے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا حاصل بحث کا یہ ہے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اس کا دھونا اس وقت ہے جب کہ ہاتھ پر نجاست کا یقین ہو اور عدم یقین کے وقت مستحب ہے بشرطیکہ اس پر احتمال نجاست ہو اور یہی مذہب احناف اور اکثر اہل علم کا ہے۔ امام احمد چونکہ تعلیل احکام کے قائل نہیں اس لئے آپ نے ظاہر حدیث سے قید عمل کو ترک کر کے رات کی نیند سے اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کو واجب قرار دیا ہے حالانکہ بدون وضو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک بھی مسئلہ یہ ایسا واجب نہیں جیسے کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ میں اس کی تصریح کی ہے۔

اس حدیث سے حنفیہ کے لئے یہ مسئلہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک نجاست غیر مرئیہ یعنی وہ نجاست جو آنکھوں سے نظر آنے والی نہیں ہے تین بار دھونے سے پاک ہو جاتی ہے کیونکہ جب حدیث میں نجاست موہومہ کی تطہیر کے لئے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے تو نجاست متحققہ غیر مرئیہ تین مرتبہ دھونے سے بطریق اولیٰ پاک ہوگی چنانچہ حدیث مذکور اس طرح کی دوسری احادیث احناف کی دلیل ہیں بلکہ بعض روایات میں تین بار کے ساتھ یہ لفظ بھی وارد ہوا ہے "فتمها تطهر منه" کہ تین بار دھو لینے سے کافی ہو جاتا ہے۔ (رواہ احمد وابو داؤد وغیرھما)

[illegible]

كتاب الطهارة

باب السواك اذا قام من الليل

مسواک کے بیان میں جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے

أخبرنا إسحق بن إبراهيم وقتيبة بن سعيد عن جرير عن منصور عن أبي وائل عن حذيفة رضی اللہ عنہ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تہجد کو اٹھتے تو منہ کو مسواک سے صاف فرماتے تھے۔

تشریح علامہ [illegible] کے قول میں رات کو اٹھنے کے بعد [illegible] مسواک [illegible] [illegible] مسواک کی [illegible] [illegible] [illegible] السواك من الله من عمل۔

اذا قام من الليل [illegible] روایت میں اذا قام يتهجد من الليل [illegible] کہ جب آپ تہجد کے لئے اٹھتے تو [illegible] روایت [illegible]

يشوص فاه بالسواك [illegible] مسواک کرنے کے [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تو مسواک [illegible] صاف [illegible] [illegible] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسواک [illegible] قراءت [illegible]

باب كيف يستاك

مسواک کس طرح سے کی جائے اس کے بیان میں

أخبرنا أحمد بن عبدة قال أخبرنا حماد بن زيد قال حدثنا غيلان بن جرير عن أبي بردة عن أبي موسى رضی اللہ عنہ قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يستن وطرف السواك على لسانه وهو يقول عأ عأ

[illegible]

تشریح وطرف السواک علی لسانه [illegible]

[illegible]

وهو يقول عُعْ عُعْ [illegible]

[illegible]

باب هل يستاك الإمام بحضرة رعيته

اس امر کے بیان میں کہ کیا امام اپنی رعایا کے سامنے مسواک کر سکتا ہے

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى وهو ابن سعيد قال حدثنا قرة بن خالد قال حدثنا حميد بن هلال قال حدثني أبو بردة عن أبي موسى قال أقبلت إلى النبي صلى الله عليه وسلم ومعي رجلان من الأشعريين أحدهما عن يميني والآخر عن يساري ورسول الله صلى الله عليه وسلم يستاك فكلاهما سأل العمل قلت والذي بعثك بالحق نبيا ما أطلعاني على ما في أنفسهما وما شعرت أنهما يطلبان العمل فكأني أنظر إلى سواكه تحت شفته قلصت قال إنا لا أو لن نستعين على العمل من أراده ولكن اذهب أنت فبعثه على اليمن ثم أردفه معاذ بن جبل رضي الله عنهما

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

ومسح رجلاہ الخ [illegible]

قلت والذی الخ [illegible]

فصاح انا لا اولیس مستغنی علی العمل الخ [illegible]

واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

ہے جس کے بارے میں بحث ان شاء اللہ آگے کتاب الطہارۃ میں آئے گی۔

ولکن اذهب انت یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چونکہ اس منصب کے مستحق تھے اس لئے انہیں یمن کے حاکم بنا کر بھیج دیا پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کی معاونت کے لئے ان کے پیچھے بھیجا اور دونوں کو یہ ہدایت فرمائی "یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا" لوگوں کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا اور سختی نہ کرنا اللہ کی رحمت کی بشارت دینا اور عذاب خدا سے لوگوں کو بہت زیادہ نہ ڈرانا کہ وہ رحمت خداوندی سے ناامید ہو جائیں اور اتفاق سے کام کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔

باب الترغيب في السواك

مسواک کی ترغیب کا بیان

أخبرنا حميد بن مسعدة ومحمد بن عبد الأعلى عن يزيد وهو ابن زريع قال حدثني عبد الرحمن بن أبي عتيق قال حدثني أبي قال سمعت عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال السواك مطهرة للفم مرضاة للرب

حضرت عبدالرحمن بن ابی عتیق کہتے ہیں میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں فرمایا مسواک منہ کے واسطے پاکیزگی کا سبب ہے اور پروردگار کے واسطے رضامندی کا ذریعہ ہے۔

تشریح السواك مطهرة للفم مرضاة للرب: امام نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے لفظ مطہرۃ میم کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ مستعمل ہے اور اسی طرح مکنسہ وغیرہ میں بھی دونوں حرکتیں نقل کی ہیں لیکن کسرہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے جس سے مراد آلہ طہارت ہے یعنی مسواک منہ کی صفائی کا آلہ ہے۔ صاحب زہر الربی نے لکھا ہے کہ لفظ مطہرۃ اور مرضاۃ میم کے فتح کے ساتھ دونوں مصدر ہیں جو اسم فاعل کے معنی میں ہے ای مطهر للفم ومرض للرب یعنی مسواک منہ کو صاف رکھنے والی ہے اور پروردگار کو خوش کرنے والی ہے یعنی اس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں یا یہ دونوں ہی مصدر سببیہ ہوتی ہیں "ای سبب للطهارة والرضا" یعنی منہ کی صفائی اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے، امام طیبی نے کہا کہ لفظ مطہرۃ اسوات مطہرۃ کی شکل قولہ مبخلة مجبنة کے ہے یعنی جس طرح اولاد بخیل اور بزدل بنانے والی چیز ہے اسی طرح مسواک کا استعمال طہارۃ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

اس حدیث میں خاص طور سے صرف دو فائدوں کے بیان پر ہی اس لئے اکتفا فرمایا گیا ہے کہ یہ دونوں ہی تمام فوائد سے افضل اور اہم ہیں ان دونوں کے علاوہ مسواک کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں مثلاً مسواک کے عمل سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور فرشتے خوش ہوتے ہیں دانتوں کی زردی ختم ہو جاتی ہے نگاہ اور بینائی تیز ہوتی ہے، دانت صاف ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

تفصیل کے لئے شرح بلوغ، المرعید ی میں دیکھئے غرض یہ ہے اس کے بے فوائد ہیں خصوصاً اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے جو ہر نماز سے دوام کو مسواک کے عمل کی پابندی کر کے اس سے مستفید ہونا چاہئے۔

باب الاکثار فی السواک

مسواک کے بارے میں بہت زیادہ ارشاد فرمانے کا بیان

اخبرنا حمید بن مسعدة و عمران بن موسی قالا ثنا عبد الوارث ثنا شعیب بن الحبحاب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اکثرت علیکم فی السواک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے مسواک کے بارے میں تم سے بہت کچھ بیان کیا۔

تشریح قد اکثرت علیکم فی السواک حافظ ابن حجرؒ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں نے بار بار اور مسواک کی طلب و ترغیب کے سلسلہ میں تم سے بہت کچھ بیان کیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ میں نے احادیث مسواک کی ترغیب میں وارد کی ہیں اور تمہارے سامنے تفصیل سے بیان کر دیا۔ ابن التین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے "ای اکثرت علیکم وحقیق ان افعل وحقیق ان تطیعوا" یعنی میں نے مسواک کے فضائل و فوائد کے بارے میں تم سے بہت کچھ بیان کیا اب اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ میں خود بھی اس کا اہتمام کروں اور تمہارے لئے بھی مناسب ہے اس کا اہتمام کیا کرو۔ حضور آپ کے اس ارشاد مبارک سے مقصود مسواک کی ترغیب اور تاکید ہے حق کی بات یہ ہے کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس (۴۰) احادیث وارد ہوئی ہیں مگر افسوس ہے کہ اس سنت کی طرف سے عام طور پر بے توجہی ہے عوام کا کیا کہنا علماء بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے حالانکہ یہ فرائض و واجبات و سنن وغیرہ کے مجموعہ کا نام ہے۔

الرخصة فی السواک بالعشی للصائم

روزہ دار کے لئے شام کے وقت مسواک کرنے کی اجازت ہے

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوة

حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

عن ابی الزناد آپ ابو الزناد سے مشہور ہیں ان کا اصل نام عبداللہ بن ذکوان القرشی ابو عبدالرحمٰن مدنی ہے محدث اور فقیہ تھے امام بخاریؒ نے "ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ" والی سند کو سب سے اصح الاسانید قرار دیا ہے ابن معینؒ نے کہا "وھو ثقة حجة لا یعرف بہ جرح" امام ابو یوسفؒ نے اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ آپ

نے فرمایا کہ جب میری حاضری مدینہ منورہ میں ہوئی تو وہاں دیکھا کہ ربیعہ کے پاس بہت سے لوگوں کا مجمع ہے حالانکہ اس وقت امام مالک اس سے زیادہ فقیہ تھے مگر ربیعہ فقہ الرای کے بارے مشہور تھے ربیعہ نے کہا "لیس بحافظ ولا رضی" کہ یہ حجت اور مستند نہیں مگر امام یحییٰ نے کہا "لا یسمع قول ربیعة فقد تكن بینهما عداوة ظاهرة" ربیعہ کا قول نا قابل تسلیم ہے ان کے کمروں کے درمیان کوئی ہوئی عداوت تھی۔ ان کا انتقال ۱۳۶ھ میں ... کے بعد ہوا۔

عن الاعرج ان کا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز ہے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا مولیٰ تھا اور ثقہ معتمد روایت دار تھا ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں مصر میں ہوا۔

تشریح لولا ان اشق علی امتی الخ۔ قاضی بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ لولا درحقیقت امتناع کسی ایک شی کے وجود کی وجہ سے دوسری شی کے وجود کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے مثلاً کہتے ہیں "لولا زید لا کرمتک" کہ اگر زید موجود نہ ہوتا میں تیری عزت کرتا مگر چونکہ زید موجود ہے اس لئے میں تمہاری عزت نہیں کر سکتا تو ظاہر ہے کہ جواب کے عدم وجود کا سبب زید کا وجود ہے جیسا کہ اس ارشاد نبوی میں مسواک کے عدم امر کا سبب خوف مشقت تو اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر مجھے اپنی ضعیف امت پر دشواری اور مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کے استعمال کا حکم دیتا مگر امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف دامن گیر ہوا اس لئے آپ نے ہر وضو و صلوٰۃ کے وقت اس کے لئے مسواک کا وجوبی حکم نہیں دیا۔

امام شافعی کا ارشاد

امام شافعی نے فرمایا کہ ارشاد نبوی "لامرتهم بالسواك" میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ مسواک کا عمل واجب نہیں کیوں کہ اگر واجب ہوتا امت پر مشقت کا اندیشہ ہوتا ... مسواک کرنے کا حکم دیتے اور یہی عدم وجوب کا قول اکثر اہل علم کا ہے بلکہ بعض اہل علم نے تو عدم وجوب پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ کلام نبوی اور فہم ان علماء کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کا امر وجوب کے لئے آتا ہے اور یہی قول اکثر فقہاء اور بعض متکلمین کا ہے اس لئے کہ حقیقت استحباب کے ساتھ لاحق ہوئی چونکہ مندوبات کے ساتھ ہوتا کہ پیغمبر ﷺ مسواک کا امر فرماتے تو اس کا امر واجب ہوتا اور کسی کا کوئی اختیار نہ چلتا چاہے کرے یا نہ کرے مگر چونکہ وجوب ایجاب کی صورت میں آپ کو امت کے لوگوں کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ لاحق ہوا اس لئے رعایت شفقت و سہولت امت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسواک کا حکم نہیں دیا البتہ تاکید و ترغیب مسواک کی بہت زیادہ فرمائی حتیٰ کہ وجوب تک کا خیال ہوتا تھا آج کے ڈاکٹروں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ یہ بہت اچھا عمل ہے اور اس میں بڑی حکمت ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی کیونکہ کئی امراض دانتوں سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ ان کا علاج یہی ہے کہ بطور حفظ ما تقدم مسواک کی جائے بہرحال اس کے ظاہری اور معنوی فوائد بہت ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں اس تقریر مذکورہ سے ظاہریہ کا مذہب رد ہو گیا کیونکہ وہ وجوب کے قائل ہیں جو اجماع کے خلاف ہے کیونکہ امام نووی نے مسواک کے عدم وجوب پر ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے اور کہا کہ مسواک کرنا سنت ہے کسی حال میں واجب نہیں ہے نہ قیام الی الصلوٰۃ کے وقت واجب ہے اور نہ اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں واجب ہے اسی پر علماء کا اجماع ہے۔

مسواک کا تعلق وضو سے ہے یا نماز سے

[illegible] اعلم بالصواب

عقل و نقل

[illegible]

درمیان کوئی اختلاف نہیں کیونکہ شیخ ابن ہمام نے شیخ قدوری کی پانچ مقامات پر مسواک کے استحباب کی صراحت کی ہے جو یہ ہیں (۱) جب دانت زرد ہو جائیں (۲) منہ میں بدبو پیدا ہو جائے (۳) سو کر اٹھنے کے بعد (۴) نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت اور (۵) وضو کے وقت۔ [illegible] لہٰذا ثابت ہوا کہ [illegible] علامہ ابن ہمام کی عبارت [illegible] اور وضو کے وقت [illegible] مستحب ہے [illegible] اسی لئے علماء نے [illegible] عبارت [illegible] ویستحب السواک عند کل صلوٰۃ وعند کل وضوء [illegible] کے علاوہ شیخ ابن ہمام کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک [illegible] کل صلوٰۃ میں ایک مضاف مقدر ہے [illegible] اختیار کیا ہے۔

روزہ دار زوال کے بعد مسواک کر سکتا ہے

بعض فقہاء روزہ دار کو روزے کے وقت مسواک کرنے سے منع کرتے ہیں [illegible] مسواک ہر وقت مستحب ہے [illegible] میں امام یوسف نے حضرت امام صاحب کی مخالفت کی ہے [illegible] حدیث [illegible] ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک [illegible] وقت مستحب [illegible] روزہ دار بھی [illegible] مسواک [illegible] نہ مستحب [illegible] منہ کی بدبو [illegible] ہے۔

السواك في كل حين

ہر وقت میں مسواک کرنے کا بیان

اخبرنا علي بن خشرم قال حدثنا عيسى وهو ابن يونس عن مسعر عن المقدام وهو ابن شريح عن ابيه قال قلت لعائشة باي شيء كان يبدأ النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل بيته قالت بالسواك

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ شریح نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضور ﷺ مسواک کا عمل کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث کے راوی مقدام بن شریح [illegible] یعقوب بن سفیان نے توثیق کی ہے [illegible] حضور اکرم ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذكر الفطرة: الاختتان

ختنہ کرنے کا بیان

[illegible]

[illegible]

تشریح ذکر الفطرة [illegible]

الفطرة خمس یہاں حصر مراد نہیں کہ امور فطرت صرف یہی پانچ ہیں کیونکہ اس سے زیادہ اور چیزیں بھی ان کے علاوہ بھی ہیں جن کا ثبوت دوسری روایات میں آیا ہے چنانچہ آگے ابن عمر کی روایت آرہی ہے اس میں تین امور بیان فرمائے ہیں اور حضرت عائشہ کی حدیث میں دس (۱۰) بیان ہوئے ہیں [illegible] امور فطرت میں (۳۰) تک شمار کیے ہیں [illegible] حدیث میں پانچ کا [illegible] سے [illegible] کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

اب یہ سوال کہ امور فطرت کے بیان میں عدد کا اختلاف کیوں واقع ہوا تو اس کا جواب بعض علماء نے یہ دیا ہے کہ چونکہ مخاطبین کے احوال مختلف ہوتے ہیں اس لئے مخاطب کے مقتضائے حال کی رعایت فرماتے ہوئے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے لئے جتنے امور [illegible] مناسب سمجھا اسی کے مطابق بات کی [illegible] اسی وجہ سے امور فطرت کے بیان میں اختلاف واقع ہوگیا [illegible]

یا یہ کہا جائے کہ [illegible] امور فطرت [illegible] ﷺ کی حدیث میں [illegible] اجمالی طور سے اس لئے [illegible] کہ امور فطرت [illegible] مفہوم عدد [illegible] میں کوئی منافات نہیں ہے۔

اس حدیث میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہیں اور اس حدیث میں جو لفظ فطرت وارد ہوا ہے [illegible] اس کے معنی [illegible] علامہ خطابی کے [illegible] اس کی تفسیر سنت سے کی ہے [illegible] ایک روایت میں [illegible] حضرت عائشہ ﷺ کی حدیث میں [illegible] لفظ فطرت سے سنت مراد ہے یعنی یہ امور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور اس کے [illegible] میں۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ [illegible] حضرت ابراہیم ﷺ سے منقول ہیں اور تمام ملت حنیفی میں [illegible] جاری ہیں [illegible] ان کے دلوں میں [illegible] اسی وجہ سے ان کا نام فطرت رکھا گیا۔

الاختتان ختنہ کرنا: حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ختنہ کرنا [illegible] ہے [illegible] پیشاب کے قطروں سے [illegible] حضرت ابراہیم ﷺ [illegible] [illegible] (اللعو المعتصر)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ختنہ [illegible] سنت ہے، امام مالک اور اکثر اہل علم کا قول بھی یہی ہے، ان حضرات نے حدیث باب اور حدیث "الختان سنۃ" سے استدلال کیا ہے، امام شافعی اور ان کے نزدیک ختنہ واجب ہے [illegible] دیتے ہیں۔

اور ختنہ کرنے کا وقت مختلف ہے، [illegible] ایک سال سے بارہ سال تک اور بعض کے نزدیک [illegible] اور بعض کے نزدیک جب بچہ ختنہ کرانے [illegible] کرنے سے پہلے جب بچے ختنہ کرانے خصوصاً [illegible] کی ختنہ کی اجازت اور حرج ہو [illegible] سے علیحدہ رہنے [illegible] کے لئے واجب کا ترک کرنا جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا "لا اعلم فی ذلک وقتا ولم یرو عنھما الی الصاحبین فیہ شیئ" اس لئے بعض مشائخ کے نزدیک [illegible] ابن حبیب مالکی کا قول ہے [illegible] ختنہ [illegible] ہے کہ [illegible] بعض علماء نے کہا کہ کوئی تعیین نہیں ہے چنانچہ [illegible] شیخ [illegible] حضرت [illegible] سے روایت کی ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ختن حسنا وحسینا لسبعۃ ایام" [illegible] کے بارے میں پوچھا [illegible] بہرحال ختنہ کی ایک طرف کی [illegible] کے مطابق [illegible] ختنہ کا مسئلہ [illegible] ہے۔

والاستحداد [illegible] بال صاف کرنا [illegible] بالوں سے صاف کیا جائے تو [illegible] کے بال [illegible] اور [illegible] حاصل ہوتی ہے [illegible] مقصود ہے۔

قص الشارب بعض روایات میں "جزوا الشوارب" اور بعض روایات میں "احفوا الشوارب" اور بعض میں "انھکوا الشوارب" کے الفاظ آئے ہیں ان سب سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ مونچھوں کے بال کسی طرح کتروا لینے چاہئیں [illegible] ہو سکتے ہیں کہ ہونٹ کی حالت [illegible] اور کھانے پینے میں [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] دشمنان دین [illegible] ہوتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ [illegible] لمبا چھوڑنا ہے اور [illegible] ہے اور یہ مجوس کا طریقہ ہے جس کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے [illegible] مونچھوں کے بال [illegible] ہے کہ کس قدر کتروا [illegible] اختلاف [illegible] بعض حضرات کہتے ہیں اور بعض جن میں امام مالک بھی شامل ہیں [illegible]

تقلیم الاظفار [illegible] معلوم ہوتی ہے [illegible] حضرت ابو ایوب ﷺ کی

حدیث شریف ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ سے آسمان کی خبر دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے عالم بالا کی خبر پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری حالت تو یہ ہے کہ تم نظافت سے دور ہو، بے ناخن رکھتے ہو کہ پرندوں کے ناخن ہیں جن کے اندر میل کچیل اور گندی چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو اس واقعہ سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اگر ناخن قدر معتاد سے بہت زیادہ طویل ہو جائے تو یہ خلاف ہے فطرت سلیمہ کے، قابل مذمت ہے اسی لئے حضور ﷺ کو اس شخص کی یہ حالت ناگوار معلوم ہوئی۔ ہاں اگر قدر معتاد سے زیادہ طویل ہو جائیں مگر معتدل کی حد تک رہیں تو کوئی حرج نہیں، دوسرے یہ کہ ناخن اگر قدر معتاد سے بہت زیادہ طویل ہو جائے تو اس کے اندر میل جمع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے جلد تک پانی نہیں پہنچ سکے گا لہذا ایسی حالت میں پوری طرح صفائی وپاکیزگی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ (اکمال اکمال المعلم ۱/۲۷)

اب رہا ناخنوں کے کاٹنے کی ترتیب تو یہ حدیث سے ثابت نہیں جس طرح بھی کاٹ لیں اصل سنت ادا ہو جائے گی مگر دائیں ہاتھ سے شروع کرے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث اس کی طرف رہنمائی کر رہی ہے وہ فرماتی ہیں "کان یعجبه التیمن فی طهوره وترجله وفی شأنه کله" کہ نبی کریم ﷺ کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا طہارت حاصل کرنے اور کنگھی کرنے اور ہر کام میں پسندیدہ تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ شہادت کی انگلی بوجہ سبقت کے اور شیطان پر شدید ضرب لگانے کے اشرف و صالح ہے اس لئے پہلے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کا ناخن اتارنا افضل ہے پھر درمیانی کا پھر اس کے پاس والی کا پھر چھنگلی کا پھر انگوٹھے کا پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی کا پھر اس کے پاس والی کا پھر بیچ کی انگلی کا پھر شہادت کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا کاٹے اور بعض علماء نے کہا کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی تک جائے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک پہنچ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اور پاؤں کے ناخن اس طرح کاٹے کہ دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔

اور علماء نے لکھا ہے کہ ناخنوں کا دفن کر دینا مستحب ہے اور پاخانہ اور غسل خانہ میں ڈالنا مکروہ ہے جیسا کہ آجکل لوگ اس میں بے احتیاطی کرتے ہیں جو عند الشرع پسندیدہ نہیں ہے۔

تنبیہ الالمعی: اس سے معلوم ہوا کہ بغلوں کے بال اکھیڑنا سنت ہے اور بعض علماء نے کہا کہ اکھیڑنا اس کے لئے افضل ہے جو قوی ہو اور اس کی تکلیف کو برداشت کر سکتا ہو جو شخص اکھیڑنے کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اس کے لئے حلق کرنا اور نورہ سے صاف کرنا جائز ہے، چنانچہ ابن ابی حاتم نے مناقب شافعی میں یونس بن عبد الاعلیٰ سے تخریج کی ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ امام شافعی کے پاس گیا جبکہ حجام امام شافعی کے بغل کے بال مونڈ رہا تھا تو امام شافعی نے محسوس کر لیا اور فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اکھیڑنا سنت ہے مگر میں تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تو اس سے معلوم ہوا کہ تکلیف برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو تو حلق کرنا جائز ہے اور اکھیڑنے میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ معلوم ہے کہ بغل میں میل کچیل جمع ہوتا ہے اور اس سے بدبو آتی ہے جس سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے اس لئے اکھیڑنے کو مسنون قرار دیا گیا تاکہ بال کمزور ہو جائیں اور ان میں قلت آ جائے بخلاف حلق کے کیونکہ اس سے بال زیادہ ہو جاتے ہیں اور بدبو کی شدت سخت ہو جاتی ہیں

[illegible] فطرت [illegible]

تقلیم الاظفار

ناخنوں کا کاٹنا

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا المعتمر قال سمعت معمرا عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس من الفطرة قص الشارب ونتف الإبط وتقليم الأظفار والاستحداد والختان

حضرت ابو ہریرہ [illegible] یہ حدیث سابق عنوان کے تحت گزر چکی ہے [illegible]

نتف الابط

بغل کے بالوں کا اکھیڑنا

أخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خمس من الفطرة الختان وحلق العانة ونتف الإبط وتقليم الأظفار وأخذ الشارب

یہاں بھی صرف عنوان [illegible] ہے یہ حدیث سابق عنوان کے تحت آچکی ہے ترجمہ و تشریح وہیں ملاحظہ کریں۔

حلق العانة

زیر ناف بال کا مونڈنا

أخبرنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن وهب عن حنظلة بن أبي سفيان عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الفطرة قص الأظفار وأخذ الشارب وحلق العانة

انس کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سامنے آئی اس میں بھی اور بعض ناخنوں کے کاٹنے بغلوں کے لینے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کا بیان ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان امور کا بیان آ چکا ہے اور پیچھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں پانچ کا بیان ہوا ہے وہاں تفصیل سے وضاحت بیان کی گئی ہے ملاحظہ کیجئے۔

قص الشارب

مونچھیں کاٹنے کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال اخبرنا عبیدۃ بن حمید عن یوسف بن صہیب عن حبیب بن یسار عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ شاربہ فلیس منا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔

فلیس منا علامہ سندھی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے ان طریقوں میں سے نہیں جو ہماری سنت کی پیروی کرتے ہیں اور ہمارے طریقہ کو پسند کرتے ہیں وہ اس کلام سے وعید ﷺ کی مراد نہیں کہ وہ حقیقی معنی میں اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے مقصود ترک سنت کے واسطے تہدید ہے اور سنت کو نہیں چھوڑنا چاہئے اور اس سے سستی و غفلت برتی چاہئے۔

التوقیت فی ذلک

بغل وغیرہ کے بالوں کے ازالہ میں وقت مقرر کرنے کا ثبوت

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا جعفر هو ابن سلیمان عن ابی عمران الجونی عن انس بن مالک قال وقت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قص الشارب وتقلیم الاظفار وحلق العانۃ ونتف الابط ان لا نترک اکثر من اربعین یوما وقال مرۃ اخری اربعین لیلۃ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمارے لئے وقت مقرر فرمایا مونچھوں کے کترنے میں ناخنوں کے کاٹنے میں زیر ناف کے بال مونڈنے میں اور بغل کے بال اکھیڑنے میں یہ کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں اور کبھی تو یوں فرمایا کہ چالیس رات سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

تشریح حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا کہ جعفر بن سلیمان کے علاوہ کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور ان کی روایت حجت نہیں کیونکہ ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور عقل بہت کم تھی لیکن امام نووی نے کہا کہ بہت سے ائمہ حدیث نے جعفر بن سلیمان کی توثیق کی ہے خصوصاً ان کی توثیق کے لئے امام مسلم کا ان کی روایت سے احتجاج کرنا کافی ہے حالانکہ اور دوسرے راویوں نے بھی ان کی متابعت کی ہے تو پھر ان کی حدیث کے اعتبار میں کیا اشکال ہے۔

ان لا نترک اکثر الخ یعنی ہم کو یہ حکم دیا گیا کہ زیر ناف وغیرہ کے بال اور ناخن وغیرہ چالیس دن سے زیادہ مدت تک نہ چھوڑا جائے یہی وجہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو امام مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے وہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک ترک کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے، بعض محققین نے کہا کہ بعض روایات کے الفاظ سے شریعت کی تحدید فرمائی ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحدید بیان جواز کی ہے، افضل یہ ہے کہ ہر جمعہ میں ایک دفعہ زیر ناف صاف کرے بغل و مونچھیں اور ناخنوں کو کتروائے طہارت و نظافت کا اہتمام کیا جائے اور بہتر ہے کہ نماز سے پہلے حجامت بنوائی جائے اور پھر غسل کر کے نماز جمعہ پڑھنے جائے اور اگر ہر جمعہ میں حجامت نہ ہو سکے تو درمیانی مدت پندرہ دن میں کر لے اور انتہائی مدت چالیسویں دن تک ہے اس کے بعد رخصت نہیں اور اگر چالیس دن گذر گئے پھر بھی یہ امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہیں کی تو گنہگار ہوگا **الافضل ان یقلم اظفاره ویحفی شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه بالاغتسال فی کل اسبوع مرة فان لم یفعل ففی خمسة عشر یوما ولا یعذر فی ترکه وراء الاربعین ویستحق الوعید** (فتاوی ہندیہ ۲۲۸/۲)

احفاء الشارب واعفاء اللحی

مونچھوں کا کترنا اور داڑھیوں کو بڑھنے دینا

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا یحیی ھو ابن سعید عن عبید اللہ اخبرنی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا مونچھوں کے بالوں کو باریک اور صاف کر کے کترو اور داڑھیوں کو بڑھنے دو۔

تشریح: پیغمبر ﷺ نے دو باتوں کی ہدایت فرمائی اول مونچھوں کے بال کترنے کی دوسرے داڑھیوں کے بال بڑھنے کی، مونچھوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے کنارے ہو جائے سنت ہے، منڈانے میں اختلاف ہے بعض بدعت کہتے ہیں اور بعض اجازت دیتے ہیں لیکن نہ منڈانے میں ہی احتیاط ہے مونچھیں ترشوانا سنت ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب** اور ایک روایت میں ہے "**انھکوا الشوارب واعفوا اللحی**" (متفق علیہ) یعنی تم مشرکین کی مخالفت کرو وہ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں پست کرتے ہیں لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ پست کرو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے فرمایا: داڑھی ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑے چھوٹے کی تمیز ہوتی ہے اور وہ مردوں کے لئے باعث حسن و جمال اور ان کی ہیئت کو مکمل کرنے والی ہے چنانچہ اس کو بڑھانا مسنون ہے اور اس کا کتروانا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں خلق الٰہی کو بدل دینا ہے اور یہ آپ علیہ السلام صاحب عظمت و جلال و شوکت ہونے کے باوجود متکبروں میں شامل کرنا ہے۔

قرآن کریم میں ہے "ولامرنهم فليغيرن خلق الله" یعنی شیطان نے کہا تھا کہ میں ان کو یہ تعلیم دوں گا تیرے بندوں کو اعمال سیئہ کی بھی تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑا کریں گے۔ اور اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ یہ اعمال سیئہ سے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایسی حرکات کرتے ہیں وہ درحقیقت شیطان لعین کی پیروی کرتے ہیں اور پیدائش الٰہی کو بگاڑ رہے ہیں، تو اگر اس فعل مذموم سے خلوص دل کے ساتھ توبہ کر لیں اور شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے کا عمل اختیار کیا تو پھر توبہ مقبول ہے اور وعید شدید کے تحت نہیں ہوں گے، ورنہ اس وعید کے مستحق ہوں گے جس کو کریں ملاحظہ اور ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "من تشبه بقوم فهو منهم" یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھے وہ انہی میں سے ہوگا اور یہ مشابہت عام ہے خواہ اخلاق میں ہو یا اطوار میں، وضع میں ہو یا کھانے پینے میں ہو وغیرہ وغیرہ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے بالکل یہ درست نہیں کہ وہ ان امور میں سے کسی امر میں غیر مسلم یعنی انگریز اور مجوس کی مشابہت اختیار کرے لیکن بہت افسوس ہے کہ مسلمان بجائے مشرکین کی مخالفت کے داڑھیاں منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا عمل یعنی اختیار کر کے ان کی مشابہت کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔

بہر صورت ان کی یہ مشابہت ارشاد نبوی "خالفوا المشركين الخ" یعنی مشرکین کی مخالفت کرو کہ داڑھیوں بڑھاؤ! اور مونچھیں بہت کترواؤ یا کم کرو کی صریح خلاف ورزی ہے اب ایسے لوگوں کو ذرا فکر کرنا چاہئے کہ ان کا شمار کن حضرات علماء کے زمرہ میں، یا فساق و فجار کے زمرہ میں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ کبیرہ سے بچنے کے لئے عقل سلیم عطا فرمائے۔ باقی یہ بات کہ داڑھی کی حد اور مقدار شرعی کیا ہے تو اس سلسلہ میں نصوص اور فقہاء کرام کی تصریحات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ داڑھی بقدر قبضہ یعنی مٹھی کے برابر رکھنا واجب ہے، ہاں چونکہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اسے سنت کہہ دیتے ہیں، جیسے نماز عید واجب ہے لیکن اسے سنت سے تعبیر اس لئے کرتے ہیں کہ وہ سنت سے ثابت ہے۔ بہرحال سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار مٹھی بھر ہونی چاہئے اس سے کم رکھنا جائز نہیں البتہ مقدار مسنون سے زائد مشت کو کتروا لینا ملک وغیرہ کی تصریح کے مطابق سنت ہے تاکہ داڑھی کے سب بال برابر ہو جائیں، اور مجتبیٰ نے کہا ہے کہ اگر آدمی داڑھی کے بالوں کو چھوڑ دے تو اس کی وجہ سے اسے برا بھلا نہیں کہا جائے گا البتہ اس پر اعتراض کیا جائے گا جس کی داڑھی کے بال مٹھی سے زیادہ بڑھ جائیں تو پھر ایسا عمل قابل اعتراض ہے کیونکہ اس نے خود کو بدنما کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے ان کو استہزاء کرنے کا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ داڑھی کے مٹھی سے بڑھے ہوئے بالوں کو ہر طرف سے کتر کر برابر کرے تاکہ بدہیئت نظر نہ آئے چنانچہ اس امر کے جواز پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها" یعنی نبی کریم ﷺ کترتے تھے اپنی داڑھی سے عرض میں سے اور طول میں سے یعنی مٹھی سے بڑھے ہوئے بالوں کو کتروا دیتے اور برابر کرتے تھے اور یہ علماء اور فقہاء کے مطابق نہیں ہے جس کا امر حدیث میں وارد ہے، تو لوگ مونچھوں کے ساتھ داڑھی کو کٹوانے کی بات سے داڑھی کا حلق مثلہ سے برابر اور صلاح نہ کی۔ مطلقاً اس کے مطابق نہیں جانا چاہئے کہ منقول ہے حضور اکرم ﷺ سے

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible]

ﷺ [illegible] عن عبد الرحمن [illegible] لمحمد في كتاب الآثار عن الاوزاعي [illegible]

[illegible]

الابعاد عند ارادة الحاجة

قضائے حاجت کے ارادہ کے وقت دور چلے جانا

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا أبو جعفر الخطمي عمير بن يزيد قال حدثني الحارث بن فضيل وعمارة بن خزيمة بن ثابت عن عبد الرحمن بن أبي قراد رضي الله عنه قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الخلاء وكان إذا أراد الحاجة أبعد

حضرت عبدالرحمن بن ابی قراد ﷺ سے روایت ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کی طرف چلا اور آپ [illegible] قضائے حاجت [illegible] دور چلے جاتے تھے۔

أخبرنا علي بن حجر قال حدثنا إسماعيل عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا ذهب المذهب أبعد قال فذهب لحاجته وهو في بعض أسفاره فقال ائتني بوضوء فأتيته بوضوء فتوضأ ومسح على الخفين قال الشيخ إسماعيل هو ابن جعفر بن أبي كثير القاري

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible]

عن المغيرة بن شعبة [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

جب کہ یہ حدیث بیان کی ہے اسے مسلم نے بھی صحیح میں ذکر کیا ہے البتہ ابن ماجہ نے متفقین میں سے کسی ایک حدیث سے مخصوص ذکر کیا اور سند ہے۔

وکیس اذا اراد الحاجة ابعد آپ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے یعنی لوگوں کی نظروں سے دور ہو جاتے اور اس طرح سے بعض روایات میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ قضائے حاجت کے لئے اتنی دور تشریف لے جاتے تھے کہ نظر نہ آتے اور اس کی اصل یہ ہے کہ حدیث کی روایت اس حدیث کی طرح ہے اور حضور ﷺ کی یہ عادت تھی جس طرح ایک مسافر سفر میں قیام کرتا ہے اسی طرح آپ کے سفر میں مناسب جگہ کا انتخاب فرماتے تھے جس میں ہر قسم کا آرام ہو اسی طرح آپ جب پیشاب کا ارادہ فرماتے تو جہاں کہیں بیٹھتے تھے بلکہ مناسب جگہ کی تلاش کرتے تھے مثلاً نرم جگہ وغیرہ اور پیشاب کرنے کی جگہ معلوم ہوا جیسا کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو کوئی قضائے حاجت کا قصد کرے وہ لوگوں کی نظروں سے دور جگہ چلا جائے اور راحت حاصل کرے تا کہ اس کے ستر پر کسی کی نظر نہ پڑے اور بے پردگی نہ ہو اور وہاں کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے تکلیف پہنچے اور اس کی آواز نہ سنی جائے اور یہ مستحب ہے اور اس سے سنت کا اجر حاصل ہو کر راحت حاصل کرے اور دور ہے تو آواز سننے میں کمی آئے گی۔

ومسح علی الخفین یعنی آپ نے موزوں پر مسح کیا اس بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی اور ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسح علی الخفین کے بارے میں صحابہ کرام سے بہت سی روایات منقول ہیں جس طرح کہ حدیث سے ثابت ہے کہ مسح علی الخفین کی حدیث متواتر ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

قال الشیخ یعنی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل کے بارے میں فرمایا کہ یہ اسماعیل بن جعفر ہیں جو علی بن حجر کے شیخ ہیں اور قاری ہیں۔

الرخصة فی ترک ذالک

ابعاد یعنی رفع حاجت کے لئے دور جانے کو چھوڑ دینے کی اجازت ہے

حدثنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عيسى بن يونس قال حدثنا الاعمش عن شقيق عن حذيفة ﷺ قال كنت امشي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فانتهى الى سباطة قوم فبال قائما فتنحيت عنه فدعاني وكنت عند عقبيه حتى فرغ ثم توضا ومسح على خفيه

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کی کوڑی پر پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ارادہ کیا میں آپ کے قریب سے ہٹ گیا تو آپ نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا حتی کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے پھر وضو فرما کر موزوں پر مسح کیا۔

تشریح: اس حدیث باب کا مقصد یہ ہے کہ پہلے جو باب گذرا اس میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے دور تشریف لے جاتے تھے اس کا تعلق پاخانہ سے ہے کیونکہ اس میں آگے پیچھے دونوں طرف سے پردہ کا اہتمام کرنا پڑتا ہے لیکن پیشاب کا حال اس کے برعکس ہے کہ اس میں ایک جانب آڑ کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اگر صرف پیشاب کی ضرورت ہو تو اس بعد کا اہتمام کرنا ضروری نہیں جس بعد کا پاخانہ میں کیا جاتا ہے دوسروں کی موجودگی میں بھی کسی کی آڑ میں پردہ کی غرض سے قریب کرنے کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے اس امر کے اثبات کے لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں کہ جب حضور ﷺ پیشاب کرنے لگے تو حضرت حذیفہ پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ نے اشارہ سے بلایا اور وہ پیچھے کھڑے ہو گئے پھر آپ نے پیشاب سے فراغت حاصل کی۔

فانتهى الى سباطة قوم: لفظ سباطہ سین کے فتحہ اور باء کی تخفیف کے ساتھ مستعمل ہے کوڑی کو کہتے ہیں جہاں گندگی اور تمام جگہوں سے کوڑے کرکٹ لا کے ڈالے جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ کوڑے کرکٹ ہی کو سباطہ کہتے ہیں وہ اس جگہ سے کنایہ ہے یہاں سباطہ کی نسبت اضافت قوم کی طرف ہوئی ہے جو اضافت اختصاصیہ ہے اضافت ملکیت نہیں ہے کیونکہ وہ غیر آباد جگہ تھی وہاں سب لوگ کوڑا ڈالتے تھے لیکن اس کے قوم کے قریب ہونے کی وجہ سے انہی کی طرف نسبت کر دی ہے اس لئے یا کوڑی پر پیشاب کرنا دوسرے کی ملکیت میں تصرف نہیں ہے جس کے لئے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے علامہ سندھی نے لکھا ہے کہ شاید وہ جگہ قوم کی ملکیت تھی اور مالک سے اجازت کرنے کے بعد اس نے اجازت دے دی ہوگی یا دلالۃً اجازت پر عمل کر آپ نے پیشاب سے فراغت حاصل کی کیونکہ کوڑی گندگی جمع کرنے کے لئے ہوتی ہے جہاں پر پیشاب کرنا اس طرح کا تصرف نہیں ہے جس سے مالک کو ناگواری ہو اس لئے اس کی اجازت ہوگی چنانچہ یہاں یہی صورت پیش آئی کہ شاید آپ مصالح مسلمین میں مشغول ہو گئے ہوں اس کی وجہ سے مجلس طویل ہو گئی ہوگی اور پھر پیشاب کی ضرورت ہوئی تو اٹھ کر دور جانے کے بجائے قریب ہی ایک کوڑی پر حاجت کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

کھڑے ہو کر پیشاب کیوں کیا

آپ ﷺ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی متعدد وجوہ منقول ہو سکتی ہیں جنہیں علامہ عینی نے نقل کیا ہے چنانچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کوڑی پر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اور کوڑی چونکہ نجاستوں والی ہوتی ہے اس لئے پیشاب کے لوٹ آنے کا اندیشہ تھا لہٰذا آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب سے فراغت حاصل کی۔

علامہ نووی اور قاضی عیاض نے کہا کہ خلاف عادت آپ کا یہ عمل اس لئے پیش آیا کہ آپ آبادی کے قریب تھے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حالت میں خروج ریح حدث کی قباحت محسوس کی جس سے آواز پیدا ہوتی ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کی حالت میں آواز پیدا نہیں ہوتی اس لئے کھڑے ہو کر پیشاب کیا گویا آبادی کے قریب پیشاب کرنے میں احتیاط کا مقتضی یہی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے "البول قائما احصن للدبر" یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دبر کے لئے زیادہ حفاظت کا باعث ہے کیونکہ اس میں آواز نہیں ہوتی جو باعث حیا اور غیروں کی نظر میں ناپسندیدہ کام ہے۔ امام شافعی اور امام احمد سے اس بارے

میں یہ منقول ہے کہ عرب کے لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درد کمر کا علاج تصور کرتے تھے تو ممکن ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے
پیشاب کی کثرت سے پوری طرح وصول ہو جاتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کمر میں اس وقت کوئی شکایت ہو اور
آپ نے بطور علاج ایسا عمل فرمایا۔

بیہقی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنے میں اندرونی طرف میں درد تھا اس لئے
آپ بیٹھنے سے معذور تھے اس لئے آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا لیکن اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر نے کہا کہ اگر حدیث
صحیح ہو تو دوسرے تمام بیان کردہ اعذار سے مستغنی کر دیتی ہے لیکن دارقطنی اور بیہقی نے اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے اور
ابن شاہین کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا عمل منسوخ ہو چکا ہے مگر سب سے بہتر اور سب سے مختلف بات یہی ہے کہ آپ
نے یہاں جواز کے لئے ایسا کیا ہے اس لئے کہ امام بخاری نے ذکر کیا اور عنوان میں قائماً اور قاعداً ذکر کیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ قائماً
بغیر کسی عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ہے، بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کو حتمی اور ضروری نہ سمجھیں، گویا جواز کے لئے
پیغمبر ﷺ اس طرح احکام شرع میں لوگوں کو مطلع فرمانے کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح جواز کے
اظہار کی خاطر بھی آپ نے کر دیا ہے۔ (ایضاح البخاری)

فتنحیت عنہ الخ یعنی حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر ﷺ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو میں
یہ سمجھا کہ پیشاب کرنے کی حالت میں میری نزدیکی سے آپ کو ناگواری معلوم نہ ہو کیونکہ قضائے حاجت کے وقت آپ کی
عادت شریفہ لوگوں سے دور جانے کی تھی لیکن آپ نے اشارے سے مجھے حصول ستر کی غرض سے قریب بلایا اور میں آپ کے
پیچھے کھڑا ہو گیا اور آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے اور آپ نے اس عمل سے یہ بھی بتلا دیا کہ صرف پیشاب کی ضرورت کیلئے دور
جانا ضروری نہیں بلکہ لوگوں کی موجودگی میں کرنا بھی جائز ہے۔

القول عند دخول الخلاء

پاخانہ کی جگہ میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعا کا بیان

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا إسماعيل عن عبد العزيز بن صهيب عن أنس بن مالك ؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث.

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا
ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے **اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث** ' اے اللہ میں تیرے ساتھ ناپاک اور خبیث
شیاطین سے پناہ مانگتا ہوں۔

عن انس بن مالک ؓ اس حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک ؓ بن نضر انصاری نجاری خزرجی
ہیں۔ دس سال تک انہوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت کی ہے حضور ﷺ نے ان کی کنیت ابوحمزہ رکھی ہے جو ترکاری کا نام

[illegible]

اذا دخل الخلاء [illegible]

[illegible]

النهي عن استقبال القبلة عند الحاجة

[illegible]

[illegible] ... عن أبي أيوب ... أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا ذهب أحدكم إلى الغائط ... فلا يستقبل القبلة ... [illegible]

[illegible]

ابو ایوب انصاری [illegible]

[illegible] ﷺ سے [illegible] قرآن کے [illegible] رسول کریم ﷺ کے [illegible]
[illegible] کی وفات [illegible] میں [illegible]
[illegible] گئے ہیں۔

تشریح قوله وهو يبصر [illegible]
قدمنا الشام فوجدنا مراحيض [illegible] قبل القبلة فكنا ننحرف عنها [illegible] کی روایت سے معلوم ہوتا ہے [illegible] ﷺ [illegible] سے معلوم ہوا [illegible]
[illegible] عراقی نے کیا [illegible] دونوں روایتوں [illegible]
[illegible] شہروں میں [illegible] دونوں شہروں میں [illegible] گئے [illegible]
[illegible] گئے تھے۔

اذا جلس احدكم [illegible] ہوتی ہے کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے [illegible] پیشاب اور پاخانہ کے وقت [illegible] [illegible] استقبال اور [illegible] استقبال اور استدبار [illegible] کرتے ہیں کہ نماز میں [illegible] [illegible] سے معلوم ہوتا [illegible] قال الحكمة [illegible] قوله تعالى ومن يعظم حرمات الله [illegible] ومن يعظم شعائر الله [illegible] سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یادگاروں [illegible] القرآن [illegible] بیت الحرام [illegible] ہے۔

[illegible] ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: من تفل تجاه القبلة جاء يوم القيامة وتفلة بين عينيه [illegible] قیامت کے دن [illegible] پیشاب [illegible] بڑی [illegible] ہے حق على كل مسلم [illegible] [illegible] پیشاب کے وقت قبلہ [illegible] فلينحرف عنه [illegible] لم يقم من مجلسه حتى يغفر له [illegible] روایت سے معلوم ہو [illegible] استقبال [illegible]
[illegible] ہے۔

اس مسئلہ مذکورہ کے بارے میں اقوال ائمہ

اس کے بعد [illegible] مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استدلال [illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] فی ذلک فی [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

بہرحال شوافع [illegible] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ [illegible]

حنابلہ کی طرف سے جوابات

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible] ﷺ [illegible]
اس سے متعدد [illegible] مراد [illegible]
اسحاق کے طریق سے یہ حدیث صحیح ہے تو امام مسلم [illegible] محمد بن اسحاق [illegible] بیان میں بہت معتبر ہے مگر
حلال وحرام [illegible] معاملات میں ضعیف [illegible] امام بخاری کی مراد [illegible] حدیث کی [illegible] حضرت جابر ﷺ کی
حدیث میں جس واقعہ کا بیان ہوا ہے وہ ایک واقعہ [illegible] حیثیت [illegible] ابن عمر کی حدیث میں
بیان کیا گیا [illegible] حدیث [illegible]
انصاری ﷺ کے سبب سے حدیث ابن عمر [illegible] میدان [illegible]
[illegible] آپ ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]
[illegible] حدیث ابی ایوب انصاری ﷺ [illegible]
[illegible] حدیث ابن عمر ﷺ اور حدیث جابر ﷺ [illegible]

[illegible] حدیث جابر [illegible] ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حدیث [illegible] استدلال کیا جا سکے۔

[illegible] حدیث ابن عمر کا جواب [illegible] جواب [illegible]
کریم ﷺ کا فعل قول خاص کا معارض نہیں ہو سکتا [illegible] ابن عمر کی چھت پر حضور
اکرم ﷺ [illegible]
[illegible] حضور ﷺ [illegible]
[illegible] حدیث ابی ایوب [illegible] ﷺ [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تلخیص الحبیر ۱/۷۱، صحیح مسلم ۱/۲۲۵ [illegible]

علامہ انور شاہ صاحب نے اس کو قابل بحث قرار دیا ہے اس لئے فرمایا کہ یہ حدیث ابو ایوب ﷺ سے پہلے کی ہے یا بعد کی جائز پہلے کی ہے تو ظاہر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی ہے اور اگر بعد کی ہے تو یہ بات یقیناً محال بات ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پہلے استقبال و استدبار سے منع فرما چکے ہیں اور لوگ اس پر عمل کرنے لگے تھے تو ان کی ملامت کیا جاتی قول "اوقد فعلوها" سے انکار کیوں فرمایا گیا یہ بات بھی ناقابل یقین ہے کہ کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا اور کوئی دانشمند شخص اس لئے کہ یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو بھی منسوخ ہو گی۔

النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة

قضائے حاجت کے وقت استدبار قبلہ کی ممانعت کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن الزهري عن عطاء بن يزيد عن ابي ايوب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها لغائط او بول ولكن شرقوا او غربوا

حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاخانہ و پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے مت اور نہ پیچھے کر کر مشرق یا مغرب کی جانب منہ کر کے بیٹھو۔

تشریح قوله ولكن شرقوا او غربوا یعنی فراغت کے وقت مشرق کی جانب رخ کر کے بیٹھو یا مغرب کی جانب اس حدیث میں چار سمتوں کا بیان ہے اور اہل مدینہ جو کہ شمالی سمت رہتے ہیں ان کو خطاب ہے یعنی ان سے فراغت کے وقت جانب شمال و جنوب استقبال و استدبار کی ممانعت کی کہ اہل مدینہ کا آمنا سامنا یہ مشرق یا مغرب کی جانب رخ کر کے قضائے حاجت کی جا سکتی ہے کیونکہ جب مدینہ والے جنوب کی طرف منہ کریں گے تو مشرق یا مغرب کی جانب ہوں گی لیکن جو لوگ مشرق یا مغرب کی سمت رہتے ہیں ان کے لئے یہ حکم نہیں ان کے لئے حکم ہے کہ شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے فراغت حاصل کریں۔

امام عراقی نے اس حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ نماز میں استقبال قبلہ جو فرض ہے وہ صرف جہت قبلہ کی طرف رخ کرنے سے ادا ہو جائے گا عین قبلہ کی طرف منہ کرنے کا پابند نہیں بنایا گیا اگر یہ صورت ہو تو دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کے لئے بہت ہی بڑی مشقت کا سبب ہو گا ان کے واسطے جہت کعبہ کی طرف رخ کرنا کافی نہیں بلکہ عین کعبہ کا رخ کرنا ضروری ہوگا۔

حدیث کی بقیہ تشریح عنوان سابق کی حدیث کے ماتحت آ چکی ہے۔

الامر باستقبال المشرق او المغرب عند الحاجة

قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم دینا

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا غندر حدثنا معمر قال اخبرنا ابن شهاب عن عطاء بن يزيد عن ابي ايوب الانصاري ﷺ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى احدكم الغائط فلا يستقبل

الغائط ولكن ليشرق أو ليغرب

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کے لئے جائے تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرے بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرے۔

تشریح اذا ذهب احدكم الغائط الخ [illegible] "فلا يستقبل القبلة" [illegible] استقبال کا بیان ہے اور استدبار سے ممانعت ہے بلکہ اس کے علاوہ دوسری [illegible] روایت [illegible] استدبار سے ممانعت بھی وارد ایک روایت بھی مروی ہے [illegible] قبلہ [illegible] ہو جائے گا [illegible] استدبار کا استثناء [illegible] روایت [illegible] کے امام [illegible] سے [illegible] روایت [illegible] قول [illegible] کا قول [illegible] فرمایا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

[illegible] کتاب الفقه على المذاهب الاربعه [illegible] [illegible]

الرخصة فى ذلك فى البيوت

مکانات کے اندر استدبار قبلہ کی اجازت ہے

اخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن عبد الله بن عمر قال لقد ارتقيت على ظهر بيتنا فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على لبنتين مستقبل بيت المقدس لحاجته

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے قضائے حاجت کر رہے تھے اور آپ کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا۔

تشریح قوله لقد رقيت على ظهر بيتنا بخاری کی روایت میں بعض حاجتی کی عبارت ہے [illegible] سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت سے گھر کی چھت پر چڑھے تھے تو وہاں انہوں نے جو کچھ دیکھا اسے اس روایت میں نقل کیا ہے یہاں روایات کے الفاظ مختلف [illegible] [illegible] بخاری کی ایک روایت میں بھی [illegible] [illegible] ایک روایت میں [illegible] اور مسلم کی روایت میں بیت [illegible] کے الفاظ ہیں اور [illegible] بیت اللہ ہے اور ترمذی میں بھی بیت حفصہ ہے [illegible]

نے یہ بات ابن عمر ﷺ کی طرف منسوب کی ہے جبکہ ابن [illegible] سے روایت کی گئی ہے [illegible] حضرت حفصہ ﷺ کی
دوسری روایت میں [illegible] ابن عمر ﷺ کی طرف [illegible] کی نسبت [illegible]
[illegible] حضرت حفصہ ﷺ کی طرف بھی تعلق [illegible] ہوئے [illegible]
[illegible] حضرت شاہ صاحب اس حدیث کے بارے میں حضرت ابو ایوب
انصاری ﷺ کی [illegible] روایت کا تعلق [illegible] مسائل
کے سلسلے میں حضرت شاہ صاحب کی موافقت فرمائی ہے [illegible] سب سے پہلے النھی عن استقبال
القبلة عند الحاجة کا عنوان قائم کیا ہے اس کے بعد [illegible] الرخصة فی ذالک فی البیوت کا ترجمہ
قائم کیا ہے [illegible] حضرت ابن عمر ﷺ کی روایت [illegible] حضرات حنفیہ کی طرف سے اس حدیث کے متعدد
جوابات عنوان النھی عن استقبال القبلة عند الحاجة کے ذیل میں نقل [illegible] حدیث کی شرح میں گذر چکے ہیں وہاں
[illegible] کے علاوہ [illegible] بعض [illegible] کا تعلق
حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ [illegible] کی طرف [illegible] اور ایک عرصہ کے بعد
[illegible] حضرت ابن عمر ﷺ سے [illegible] پیشاب پاخانہ کے وقت بیت اللہ
کے ساتھ بیت المقدس کو بھی [illegible] کہ قضائے حاجت کے وقت بیت المقدس کا استقبال جائز
نہیں [illegible] حدیث [illegible] بیت اللہ کے مسئلے
[illegible] روایت [illegible] ابن حبان سے
[illegible] ابن حبان کہتے ہیں [illegible] قبلہ کی طرف پشت کئے ہوئے
بیٹھے ہوئے تھے [illegible] کہتے ہیں کہ جب تم قضائے حاجت
کے لئے [illegible] قبلہ کی طرف رخ [illegible] بیت المقدس کی طرف [illegible] گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ آپ
ﷺ [illegible] بیت المقدس کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے قضائے حاجت فرما رہے تھے حضرت ابن عمر ﷺ کے کلام
سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد [illegible] بیت المقدس کے استقبال کی نفی [illegible]
[illegible] حضرت ابن عمر ﷺ کے تصور میں داخل ہی نہیں [illegible] انہوں
نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے وقت صرف استقبال بیت المقدس کی خبر دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ استدبار کعبہ کا اس حدیث سے
کوئی تعلق نہیں ہے [illegible] حضرت ابن عمر ﷺ کی مذکورہ روایت کا [illegible] کوئی تعلق باقی نہیں
رہتا [illegible] امام احمدؒ نے فرمایا کہ یہ روایت بیت المقدس کے [illegible] کے لئے ناسخ ہے لیکن بعض
روایات میں [illegible] کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی حضور ﷺ کی پشت مبارک کعبہ کی طرف تھی [illegible] کے اعتبار سے
[illegible] کہ بیت اللہ اور بیت المقدس چونکہ ایک خط مستقیم پر واقع ہے اس لئے بیت المقدس کے

استقبال سے بیت اللہ کا استدبار لازم آتا ہے وہاں واقع میں ایسا نہیں بلکہ اس حقیقت کا علم جغرافیہ اور عرض بلد تمثیل سے (کہ دو بیت المقدس کا انحراف واضح ہو جاتا ہے یہ سے صرف نظر کرنا ہے کہ دونوں ایک ہی سمت میں واقع نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

لہٰذا بیت المقدس کے استقبال سے بیت اللہ کا استدبار لازم نہیں آتا ہے روایت میں مستدبر الکعبۃ کا ذکر نہیں ہے بلکہ تردی اعتبار سے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے اور مسلم کا مطلب ہوگیا تو پھر یہ حضرت ابن عمر ؓ کی روایت کی وجہ سے حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث مطلق کو فضا کے ساتھ مخصوص کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں سوال یہ بھی ہے کہ مطابق تو حضرت ابن عمر ؓ کی روایت موضوع کلام سے خارج ہے۔ (ایضاح البخاری)

باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة

قضائے حاجت کے وقت داہنے ہاتھ سے اپنے ستر کو چھونے سے منع کرنے کا بیان

أخبرنا يحيى بن درست قال أخبرنا أبو إسماعيل وهو القناد قال حدثني يحيى بن أبي كثير أن عبد الله بن أبي قتادة حدثه عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا بال أحدكم فلا يأخذ ذكره بيمينه.

حضرت عبداللہ اپنے والد ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے ستر کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔

أخبرنا هناد بن السري عن وكيع عن هشام عن يحيى هو ابن أبي كثير عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل أحدكم الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه.

عن ابیہ: میرے والد نے حضرت ابو قتادہ ؓ کی طرف اشارہ ہے۔ کنیت ہے نام ان کے والد ابو قتادہ کی کنیت سے مشہور ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے اور ان کا اصل نام حارث بن ربعی ہے۔ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے ستر سال کی عمر پائی اور ۵۴ ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

اذا دخل احدکم الخ: مس ذکر کی ممانعت کا حکم اذا بال احدکم پر مرتب کیا گیا ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ داہنے ہاتھ سے عضو مستور کو چھونے کی ممانعت کا حکم صرف حالت بول کے ساتھ مقید ہے ہاں یہ بات قید احترازی کی صورت میں درست ہو سکتی ہے لیکن یہاں روایت میں بات بول کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے۔

علامہ سندھی نے فرمایا کہ روایت میں حالت بول کی قید سے بطریق مفہوم مخالف غیر بول کے حالات میں مس بالیمین کے جواز کا قول کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے البتہ روایت میں حالت بول کی قید اس لئے لگی ہے کہ کبھی کبھار قضائے حاجت کے وقت عضو مستور پکڑنے کی ضرورت پڑتی ہے پھر بھی باوجود اس کے عضو مخصوص کو داہنے ہاتھ سے پکڑنا مکروہ ہے تو عدم ضرورت کی حالت میں بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا اور مس ذکر بالیمین کی کراہت حالت بول

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

الرخصة فی البول فی الصحراء قائما

خارج مکان کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت کا بیان

اخبرنا مؤمل بن هشام قال حدثنا اسمعيل قال حدثنا شعبة عن سليمان عن ابی وائل عن حذيفة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى سباطة قوم فبال قائما

[illegible]

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن منصور قال سمعت ابا وائل ان حذيفة قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى سباطة قوم فبال قائما

[illegible]

اخبرنا سليمان بن عبيد الله قال حدثنا بهز قال حدثنا شعبة عن سليمان ومنصور عن ابی وائل عن حذيفة ان النبی صلى الله عليه وسلم مشى الى سباطة قوم فبال قائما قال سليمان فی حديثه ومسح على خفيه ولم يذكر منصور المسح

[illegible] کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

[illegible]

[illegible]

مسعود [illegible]

[illegible] **لا یحفظ ولا یحلی** [illegible]

عن عیسی والبقل [illegible]

[illegible]

قال سلمی فی حدیثه ابو [illegible]

روایت میں [illegible] کے الفاظ [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

حدثکم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فانما لا تنتصروا [illegible]

[illegible]

اس توجیہ کے بعد دونوں قسم کی روایت میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] بیان کئے گئے ہیں [illegible]

[illegible]

اس کے بعد دوسرا مسئلہ [illegible]

[illegible]

(۲۱۷ : ۱ [illegible])

البول في البيت جالسا

گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بیان

أخبرنا علي بن حجر أخبرنا شريك عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة قالت من حدثكم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بال قائما فلا تصدقوه ما كان يبول إلا جالسا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

البول الى السترة يستتر بها

پردے کے ساتھ پیشاب کرنے کا بیان

أخبرنا هناد بن السري عن أبي معاوية عن الأعمش عن زيد بن وهب عن عبد الرحمن بن حسنة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي يده كهيئة الدرقة فوضعها ثم جلس خلفها فبال إليها فقال بعض القوم انظروا إليه يبول كما تبول المرأة فسمعه فقال أو ما علمت ما أصاب صاحب بني إسرائيل كانوا إذا أصابهم شيء من البول قرضوه بالمقاريض فنهاهم صاحبهم فعذب في قبره

[illegible]

عبد الرحمن بن حسنہ [illegible]

انتقال بعض العلوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] **[illegible] فانظر** [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صحیح حاصل [illegible] واللہ اعلم بالصواب۔

یبول کما تبول المرأۃ: [illegible] روایت [illegible] **کما تبول المرأۃ** [illegible] پیشاب [illegible] جیسے عورتیں [illegible] پیشاب کرتی تھیں [illegible] عورتوں [illegible] کھڑے ہو کر [illegible] پیشاب کرتے تھے [illegible] سے [illegible] پیشاب کر رہے تھے [illegible]

[illegible] گئے۔

[illegible] روایت [illegible] **فقال بعضهم لبعض** [illegible] **انظروا اليه يبول كما تبول المرأة وهو قاعد**۔

[illegible] روایت [illegible] قرار دیا جاتا ہے۔

كانوا اذا اصابهم شيء من البول [illegible] حضرت عبدالرحمٰن [illegible] روایت [illegible] پیشاب [illegible] **الصحیح علی الخفین** [illegible] **اصابه** [illegible] **فرضه بالمقاريض** [illegible]

[illegible] روایت [illegible]

[illegible] **قطعوا ما اصابه البول** [illegible] **منهم** [illegible] کپڑے [illegible] **اصابه** [illegible] ہیں

[illegible] پیشاب [illegible] صورت [illegible]

شمہ کاٹ دینے سے تو ظاہر ہے کہ اس سے رفتہ رفتہ ان لوگوں کا پورا جسم کٹ جاتا کیونکہ پیشاب کا معاملہ عادی اور غیر اختیاری ہے جو بار بار واقع ہوتا ہے اگرچہ یہ بحث عمل کا متعلق ہے اور قدرت میں اہل ہیں تجویز ارحم الراحمین پروردگار عدل کی شان رحمت ہو سمجھے ہوئے یہی بات کہی گئی ہے کہ ان کو قطع جسم کا حکم نہیں دیا گیا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

التنزہ عن البول

پیشاب سے احتیاط کا بیان

أخبرنا هناد بن السري عن وكيع عن الأعمش قال سمعت مجاهدا يحدث عن طاوس عن ابن عباس رضي الله عنه قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال إنهما يعذبان وما يعذبان في كبير أما هذا فكان لا يستنزه من بوله وأما هذا فإنه كان يمشي بالنميمة ثم دعا بعسيب رطب فشقه باثنين فغرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا ثم قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا خالفه منصور رواه عن مجاهد عن ابن عباس ولم يذكر طاوسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے ان میں سے ایک پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا کہ جب تک یہ دونوں ٹہنیاں خشک نہ ہوں ممکن ہے کہ ان کے عذاب میں کمی ہو جائے۔

عملی عبرت: مذکورہ قبروں والے ... کے نام ... ﷺ ... کی کوئی بات نقل نہیں ہوئی اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پردہ پوشی سے کام لیا ... کسی معاملے کے بارے میں صاحب حدیث ... کا یہی طریقہ تھا ... ان کے نام کو چھپایا ... دونوں قبر والے حضرات کے نام ظاہر نہیں کیے گئے۔ (کذا قالہ الحافظ)

اب شارحین حدیث میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ دونوں مسلمانوں کی قبریں تھیں یا کافروں کی بعض حضرات نے کہا کہ یہ قبریں کافروں کی تھیں ... یہی بات ... کے قائل ہیں ... مسلمانوں کے ساتھ ... یہ قبریں مسلمانوں کی نہیں ... قرار دیا ... کرتا ... حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قبریں مسلمانوں کی تھیں اصل اختلاف ... اتفاق ... ہے ... یہ واقعہ ... کی روایت میں ہے ... مسلم نے ... ﷺ سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے ... دونوں واقعات ایک ... ہیں ...

واقعات ہیں اور روایات بھی اس پر واضح ہونے پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ ابن ماجہ میں ہے: "مر بقبرین جدیدین" یعنی آپ کا گزر دو نئی قبروں پر ہوا تھا تو یہ ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ وہ قبریں دور جاہلیت کی نہ تھیں۔ مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "صلی اللہ علیہ وسلم مر بالبقیع فقال من دفنتم الیوم ھھنا" یعنی حضور اکرم ﷺ کا گزر بقیع کے قبرستان سے ہوا تو آپ نے پوچھا کہ اس قبرستان میں آج تم نے کس کو دفن کیا ہے تو یہ روایت واضح طور پر مسلمانوں کی قبر ہونے پر دلالت کرتی ہے اور مسند احمد و طبرانی میں سند صحیح سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر بلی وما یعذبان الا فی الغیبۃ والبول" اس روایت سے معلوم ہوا کہ ان دونوں شخصوں کو غیبت اور پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی بنا پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ حصر ان دونوں کے کافر ہونے کی نفی کرتا ہے کیونکہ کافر و مشرک کو اگرچہ احکام اسلام کے چھوڑنے پر عذاب دیا جائے گا لیکن اس سے پہلے ان کو کفر پر عذاب دیا جانا ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کسی نے اس کے خلاف نہیں کہا اور ان شواہد و قرائن کے علاوہ اور بھی متعدد وجوہ ہیں جن کی وضاحت علامہ عینی وغیرہ نے کی ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اور وہ واقعہ جو مسلم شریف میں مذکور ہے الگ الگ دو واقعات ہیں۔

ابھی ماقبل میں ابوموسیٰ مدینی کا قول گذرا، بتایا ہے کہ ابوموسیٰ مدینی وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ قبریں کافروں کی تھیں ان کا استدلال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے جو بسند ابن لہیعہ مروی ہے اس میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنی نجار کے دو شخصوں کی قبر پر گذرے جو دونوں زمانہ جاہلیت میں ہلاک ہو گئے تھے، تو حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ ان دونوں شخصوں کو پیشاب اور چغلخوری سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ اب ابوموسیٰ مدینی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ قوی نہیں ہے لیکن معنی اس کا صحیح ہے اس لئے کہ یہ دونوں قبر والے اگر مسلمان ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کی اس سفارش کا کوئی مطلب نہیں ہے کہ جو آپ ﷺ نے ایک خاص مدت یعنی ٹہنی کی ان دونوں شاخوں کے خشک ہونے تک کے لئے فرمائی تھی، جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ دونوں شخص عذاب قبر میں مبتلا ہیں تو آپ نے اپنی شفقت اور مہربانی کی بنا پر اس کو مناسب نہیں سمجھا کہ ان کو اپنے احسان سے محروم رکھا جائے اس لئے آپ نے ان دونوں کے لئے ان کے خشک ہونے تک کے لئے سفارش فرمائی تو اس سے معلوم ہوا کہ عذاب میں تخفیف کا معاملہ ایک خاص مدت تک رہے گا اس کے بعد عذاب دستور لوٹ آئے گا تو عذاب کا ایک محدود مدت کے لئے ہلکا ہو جانا بتلا رہا ہے کہ وہ قبریں کافروں کی تھیں، بہرحال اس تقریر کی بنا پر ابوموسیٰ مدینی وغیرہ کہتے ہیں وہ دونوں قبر والے غیر مسلم تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوموسیٰ مدینی نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ خود انہوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے اور اس حدیث کو امام احمد نے بھی اسی سند کے ساتھ جو مسلم کی شرط پر ہے روایت کیا ہے مگر اس میں سبب تعذیب کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز معلوم ہوا کہ اس حدیث مذکور میں سبب تعذیب کا بیان ابن لہیعہ کی تخلیط یعنی خلط ملط سے ہوا ہے اور حدیث حضرت جابر کی اس حدیث طویل کے مطابق ہے جس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے وہ اس میں جن دو شخصوں کا واقعہ بیان کیا ہے ظاہر ہو کافر تھے لیکن حدیث باب کے تمام طرق پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ قبریں مسلمانوں کی تھیں

چنانچہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ ابن جابر کی روایت میں ہے مر بقبرین جدیدین تو قبر کا نیا ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ وہ دونوں قبریں دور جاہلیت کی نہیں تھیں نیز مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے اس میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کا گذر بقیع کے قبرستان سے ہوتا ہے تو آپ نے پوچھا "من دفنتم الیوم ھھنا" تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ دونوں مسلمان تھے، کیونکہ بقیع مسلمانوں کا قبرستان ہے اور خطاب مسلمانوں سے ہو رہا ہے لیکن کہ مشہور یہ ہے کہ ہر فریق کا دعوی محض ظن ہوتا ہے جو کہ یقین سے کم ہے اور ان دونوں کا مسلمان ہونا حضرت ابوبکرہ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے جس کو امام احمد اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ روایت ہم پیچھے حدیث باب کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں۔ (فتح الباری ۱/ ۲۷۶)

انھما یعذبان وما یعذبان فی کبیر فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے بخاری کی روایت میں "بلی وانہ لکبیر" کی زائد عبارت ہے یعنی پہلے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے پھر آپ نے فرمایا جس گناہ کی وجہ سے ان کو عذاب دیا جا رہا ہے وہ گناہ بڑا ہے تو اب ارشاد مبارک میں نفی اور اثبات دونوں جمع ہو گئے ہیں لہذا اس کے متعدد جوابات علامہ سیوطی نے نقل کئے ہیں جن کو ہم نقل کرتے ہیں کہ ابو عبدالملک البونی نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس گمان سے کہ ان دونوں صاحب قبر کو جو عذاب ہو رہا ہے وہ کسی بڑے گناہ کے سبب سے نہیں ہے "وما یعذبان فی کبیر" ارشاد فرمایا اس کے بعد فوراً وحی نازل ہوئی جس میں اس بات کی خبر دی گئی کہ یہ گناہ کبیرہ ہیں معمولی گناہ نہیں اس لئے آپ نے فوراً استدراک یعنی کلام سابق کی اصلاح فرمائی "بلی انہ لکبیر" کہ ہاں بلکہ یہ دونوں گناہ کبیرہ کے مرتکب تھے اس لئے عذاب قبر میں مبتلا ہو گئے۔

داؤدی اور ابن العربی نے یہ جواب دیا ہے کہ "وما یعذبان فی کبیر" میں جس شی کی کبیرگی کی نفی کی گئی ہے وہ حقیقی ہے مگر علاوہ "بلی انہ لکبیر" ارشاد میں جس گناہ کا اثبات فرمایا ہے وہ کبائر سے ایسے ہیں جیسے قتل وغیرہ کی طرح اگرچہ بہت بڑے گناہ نہیں ہے مگر در حقیقت وہ بھی بڑا گناہ ہے بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ ان دونوں کے اعتقاد میں یا مخاطبین کے اعتقاد میں تو وہ بڑے گناہ نہ تھے معمولی تھے اس لئے وہ ان سے احتیاط نہیں کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ کبیرہ ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "وتحسبونه هينا وهو عند الله عظيم" (سورہ نور) اور تم اس کو ہلکی بات سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے جو واقعہ افک میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے جھوٹے الزام کی بات کو چرچا کرنے والوں کے نزدیک ہلکا گناہ اور اپنے نزدیک عظیم بتلایا اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے "وما یعذبان فی کبیر" سے مرتکب ہونے والوں کی نظر و اعتقاد میں گناہ صغیرہ اور "بلی وانہ لکبیر" سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ عظیم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بعض شارحین نے کہا کہ ان گناہوں سے بچنے اور ان سے پرہیز کرنے کے لئے کوئی دشواری اور مشقت نہ تھی پھر بھی ان سے احتیاط نہیں

نہیں کرتے تھے امام بیہقی وغیرہ کے قول ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی اور علماء کی ایک جماعت نے اسی کو ترجیح دی ہے علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جس چیز کے مرتکب تھے وہ فی نفسہ کبیرہ نہیں تھی مگر عادی ہو جانے سے کبیرہ بن گیا کیونکہ عذاب کا تعلق صغیرہ سے نہیں کبیرہ سے ہوتا ہے کیونکہ باقی کلام سیاق کی طرف رہنمائی کر رہا ہے کہ فکان لا یستتر من بولہ "اور کان یمشی بالنمیمۃ" کے صیغے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ان گناہوں پر مداومت کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ کبیرہ گناہ ہو گئے عرض کرتی تا۔ جتنی باتیں کی گئی ہیں سب اپنی اپنی جگہ میں معتبر درست ہیں اب کی روایات دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہو گئے اور تعارض رفع ہو گیا۔

واما هذا فكان يمشي الخ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ نمیمہ کے معنی ہیں لوگوں کی باتیں دوسروں کے سامنے فساد کے قصد سے پہنچانا اور یہ بدترین گناہوں میں سے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تم نے تورات میں سب سے بڑا گناہ کیا پایا؟ انہوں نے جواب دیا چغل خوری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قتل کے گناہ سے بھی؟ انہوں نے کہا ہاں کیونکہ چغلی سے ہی ہر کا جرم ہوتا ہے ماحصل قتل ہی ہے۔ بھائی بھائی سے جدا ہو جاتا ہے اس میں لڑائیاں پیدا ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ قتل کی نوبت تک پہنچا دیتی ہیں۔

فغرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا یعنی آپ نے کھجور کی شاخ کے دو حصے کئے یعنی دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا ایک شخص کی قبر پر گاڑ دیا دوسرا ٹکڑا دوسرے شخص کی قبر پر گاڑ دیا بعض شارحین نے کہا کہ سر کے نزدیک گاڑ دیا تھا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

لعله يخفف الخ تخفیف عذاب کا سبب کیا ہے؟ کیا ان شاخوں کی تسبیح کا اثر ہے یا کوئی اور بات ہے؟ اس بارے میں حدیث ساکت ہے علماء شارحین کے اقوال ملتے ہیں جنہیں علامہ عینی نے نقل کیا ہے، چنانچہ

(۱) علامہ مازری نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے آپ ﷺ کو وحی کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی ہو کہ ان دونوں سے اس مدت تک عذاب کی تخفیف رہے گی۔

(۲) ایک قول امام قرطبی نے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے ان کے لئے اتنی ہی مدت تک کے لئے شفاعت کی ہوگی جو قبول ہوئی۔

(۳) علامہ خطابی نے فرمایا کہ تخفیف عذاب میں تر و تازہ شاخ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اور اس میں ایسا کوئی معنی ہے جو خشک شاخ میں نہیں ہے بلکہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کی دعا کا اثر تھا جو آپ نے شاخ تر رہنے کی مدت تک کے لئے فرمائی ہوگی۔

(۴) علامہ کرمانی نے کہا کہ شاخ میں دفع عذاب کی خاصیت تھی لیکن یہ بات نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے حاصل ہوئی۔

ان کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی گئی ہیں جو کہ شروحات میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ بخاری میں حضرت بریدہ

کرتا ہے جیسا کہ حضرات ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی معنی اچھی سے وارد ہوتے ہیں۔ علامہ لکھتے ہیں کہ درخت کی تسبیح سے تخفیف ہو
آپ کے دست مبارک کی برکت سے جس سے شاخ ترچی ہے اور اس کو قبر پر رکھنے والا ہے اسی لئے تو آپ نے یہ عذاب
دور ہونے کی آپ ﷺ کی اسی شفقت اور آپ کی سفارش کا اور شاخ کی تسبیح کا ہے ... لکھتے ہیں کہ ان کی برکت سے کہ ان دو
میں کچھ بھی نہیں سے مقاصد کا علم ہے کہ تخفیف عذاب میں شاخ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آپ کے دست
مبارک کی خصوصیت تھی اور آپ کی شفاعت کا اثر تھا۔ اسی سے بعد ہوتا ہے کہ تخفیف عذاب شاخ کی تسبیح کا
نتیجہ ہے تو حضور ﷺ نے اس موقع پر ایسا کیا تاکہ اس وقت تک تخفیف رہے۔ جب تک وہ شاخیں تر رہیں
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح قولی کی کا اثر ہے کیونکہ خشک ہونے کے بعد شاخ لکڑی ہوجاتی ہے اور اس کی
زندگی ختم ہوجاتی ہے اور اس کی تسبیح بھی ختم ہوجاتی ہے لیکن کوئی معقول بات نہیں ہے قرآن پاک
میں ہے "وان من شیء الا یسبح بحمدہ الخ" یعنی ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق تسبیح کرتی ہے
سوال یہ ہے کہ اگر شاخ تر ہے تو اسی کے سبب عذاب میں تخفیف ہوئی اور خشک ہو کر لکڑی ہوگئی تو اس کا اثر
ختم ہوگیا ہے جس کی تسبیح اس طرح ہے ... اسی لئے سب کا اس کی تسبیح ہو
تو اس کی تسبیح ہوتی ہے بلکہ تسبیح ختم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ... اس کے مطابق تسبیح کرتی
ہے اس لئے صاف بات یہ ہے کہ عذاب کی تخفیف شاخ کی تسبیح کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ آپ کے دست مبارک کے
ہاتھ سے ہونے کی وجہ سے ... شاخ کا ... اصل وجہ ... علیہ السلام
کے ہاتھ خاص تھا ... کی حاجت ہے کہ ... کامل ... تخفیف عذاب کی توقع
رکھی جائے ... علامہ خطابی ... کا یہی کہنا ہے ... اس حدیث میں جس چیز کا بیان
ہے کہ شاخ کا ایک ... بات ... روایت ... کہ ... سب نفع و
نقصان ... ہوتا ہے ... نبی کریم ﷺ کی خصوصیت تھی اسی لئے علامہ خطابی
وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر لوگوں نے قبروں پر شاخ وغیرہ ... یہ طریقہ صحیح نہیں ہے ... واللہ
... کی مرضی کے مطابق ... حضرت ... شاہ صاحب ... کی یہی رائے ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ حافظ ... قرآن پر نظر کرنے ... طرف ... قبروں پر شاخ
گاڑنا بالکل بے بنیاد اور بدعت ہے۔

حکمت و مصلحت ... حضرت ... کے
... حدیث شریف ... اس ... کی
... ﷺ ... معلوم ہوا کہ ...
حدیث ... ﷺ ... معلوم ہوتا ہے

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو مجاہد نے طاؤس عن ابن عباس ﷺ سے سنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی طرف امام نسائی نے اشارہ کیا ہے لیکن ان دونوں میں کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ صحیح روایت میں نقصان ہے یہ ممکن ہے کہ مجاہد نے اس حدیث کو پہلے بواسطہ طاؤس ابن عباس ﷺ سے سنا ہو پھر بلا واسطہ بھی سن لیا ہو جس طرح مجاہد عن ابن عباس کی روایت صحیح ہے اسی طرح اس کا مجاہد عن طاؤس عن ابن عباس بھی صحیح ہے اور علامہ عینی نے لکھا ہے کہ ابن حبان نے دونوں طریق کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

باب البول فی الاناء

برتن میں پیشاب کرنے کا بیان

أخبرنا أيوب بن محمد الوزان حدثنا حجاج قال قال ابن جريج أخبرتني حكيمة بنت أميمة عن أمها أميمة بنت رقيقة قالت كان للنبي صلى الله عليه وسلم قدح من عيدان يبول فيه ويضعه تحت السرير

حکیمہ اپنی ماں امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کرتی ہیں انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے واسطے لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ پیشاب کرتے تھے اور اس کو پلنگ کے نیچے رکھ دیتے۔

عن امها امیمۃ بنت رقیقۃ: علامہ عینی نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ امیمہ بنت رقیقہ عبد اللہ بن بجاد بن عمیر التیمی کی لڑکی ہیں جو مشہور صحابیہ ہیں اور رقیقہ خویلد کی بیٹی ہیں جو حضرت خدیجہ ام المؤمنین ﷺ کی بہن ہیں حافظ ذہبی نے فرمایا کہ حکیمہ صرف اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں اور حکیمہ سے ابن جریج کے علاوہ اور کسی نے روایت نہیں کی ابن حبان نے حکیمہ کو ثقات میں شمار کیا ہے اور ابن جریج ان کے واسطے سے روایت لاتے ہیں۔

قالت کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدح الخ: اس روایت میں یبول فیہ ہے ابوداؤد کی روایت میں یبول فیہ کے بعد باللیل کا لفظ زیادہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن میں پیشاب کرنے کا واقعہ رات کا تھا کہ پلنگ کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ پڑا رہتا تھا جب رات کو پیشاب کی ضرورت ہوتی تو حضور ﷺ اس پیالہ میں پیشاب کرتے کیونکہ رات کو خصوصاً سردی کے اوقات میں یا بیماری کی صورت میں پیشاب سے فراغت کے لئے باہر جانا بہت تکلیف کا کام ہے چنانچہ اصل میں آپ کا یہ عمل بھی تعلیم اور بیان جواز کے لئے تھا کہ امت کو اس طرح کی تنگی نہ ہو کیونکہ آپ نبی رحمت تھے امت کی سہولت اور آسانی کا خاص خیال رکھتے تھے ﷺ نے اپنی امت کو یہ طریقہ سکھا دیا غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو پیشاب کی ضرورت پیش آئے تو بیت الخلاء میں جا کر پیشاب کرنے کے علاوہ یہ بھی جائز ہے کہ عذر وغیرہ کی صورت میں برتن وغیرہ میں پیشاب سے فراغت حاصل کی جا سکتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یہاں اشکال ہوتا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں سند جید سے حضرت عبد اللہ بن یزید ﷺ کی حدیث مرفوعاً

روایت نقل کی ہے "لا ینقع بول فی طست فی البیت فان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ بول منتقع" "جس گھر کے اندر برتن میں جمع شدہ پیشاب کافی دیر تک پڑا ہوا ہو اور دیر تک پڑے رہنے کی وجہ سے متغیر ہو جاتا ہے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "لا یدخل الملائکۃ بیتا فیہ بول" "ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس گھر میں پیشاب کی موجودگی ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور حدیث باب میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ ان روایات کے خلاف ہے بظاہر تعارض پیدا ہو گیا اس کا جواب علامہ سیوطی وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ شاید طبرانی کی اس حدیث مرفوع میں انتقاع سے مراد طول مکث ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس گھر میں پیشاب پڑا ہوا دیر تک رکھا رہتا ہے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ جس پیالہ میں پیشاب کرتے شاید وہ گھر میں زیادہ دیر تک نہ چھوڑا جاتا ہو جس کی وجہ سے متغیر ہو جائے بلکہ فوراً ہی اسے باہر ڈال دیا جاتا ہو اس لئے دونوں قسم کی روایت میں کوئی تعارض نہیں ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں جو بات فرمائی گئی ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب ہوتا ہے وہ اس گھر سے متعلق ہے کہ جس گھر میں نجاست و غلاظت کی کثرت ہوتی ہے چنانچہ وہاں پر فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس جو پیشاب برتن وغیرہ کے اندر مستقر اور بند ہوتا ہے اس کی وجہ سے پوری جگہ ناپاک نہیں ہوتی ہے لہذا گھر کے اندر برتن میں رکھا ہوا ہوتا ہے یہ صورت دخول ملائکہ سے مانع نہیں ہے کیونکہ علامہ سندھی نے جواب دیا ہے کہ جب رات کو پیشاب کی ضرورت ہوتی تو نبی ﷺ اپنے بستر کے اندر ہی حدیث باب میں آیا ہے پیشاب سے فراغت حاصل کرتے تھے پھر جب یہ معلوم ہو گیا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب والا برتن پڑا رہتا ہے تب آپ نے اس عمل کو چھوڑ دیا۔ حدیث باب کے الفاظ سے آخری عمر تک آپ کا یہ عمل ثابت نہیں ہوتا ہے لہذا روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

البول فی الطست

طست میں یعنی برتن یا سلفچی میں پیشاب کرنے کا بیان

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا أزهر قال أخبرنا ابن عون عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت يقولون إن النبي صلى الله عليه وسلم أوصى إلى علي لقد دعا بالطست ليبول فيها فانخنثت نفسه وما أشعر فإلى من أوصى قال الشيخ أزهر هو ابن سعد السمان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے پیشاب کرنے کے لئے برتن منگایا تھا پھر آپ کے اعضاء بے حرکت ہو گئے اور مجھے تو علم نہیں کہ آپ نے کس کے واسطے وصیت فرمائی۔

یقولون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصی الی علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین نے فرمایا کہ

[illegible]

... ربما اشتهر على من أوصى ... [illegible]

... متى أوصى إليه وقد كنت مسندته إلى صدري ... [illegible]

[illegible]

... ما عهد إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم عهدا لم يعهده إلى الناس ... [illegible]

... أمر النبي صلى الله عليه وسلم في مرضه أبا بكر أن يصلي بالناس ... [illegible]

... رسول الله صلى الله عليه وسلم ... [illegible]

... مات رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يستخلف ... [illegible]

... لم يعهد إلينا في هذه الإمارة شيئا ... [illegible]

کسی کو وصیت نہیں فرمائی کہ اللہ ... سے زیادہ فرمد ہے ہیں شیعہ لوگ اس کی نسبت نبی کی طرف کر رہے ہیں۔

با ... بری محمل دوشش بسیار گریست

چنانچہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں ان کی کوئی قدر نہیں ہے کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آپ کی شدت شجاعت اور صلابت فی الدین کے باوجود مصلحت و تقیہ اور طلب حق پر قادر ہونے کے باوجود اس سے اعراض کرنے کا الزام لگا دیا ہے حالانکہ یہ واقع کے بالکل خلاف ہے بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ خلافت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی کوئی وصیت نہیں فرمائی البتہ خلافت کے علاوہ دوسری چیزوں کے متعلق وصیت فرمانے کا ذکر احادیث میں آیا ہے جس کی تفصیل فتح الباری وغیرہ میں موجود ہے۔

حدیث باب میں طست کا لفظ آیا ہے اس کی کامل طرح ہے جو مٹی کا ہوتا ہے یہاں طست بتلایا گیا ہے تھوکنے کے برتن کو کہتے ہیں یہ حدیث صحیح بخاری میں "باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته" اور کتاب الوصایا میں دونوں جگہ آئی ہے لیکن وہاں صرف لفظ الطست کے الفاظ ہیں لیوں کا لفظ مذکور نہیں ہے حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ بعض نے حکایا اور فتح الباری میں نقل کا لفظ موجود ہے لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں واضح طور پر لیوں کا لفظ موجود ہے کہ وہ خود فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے فراغت کے لئے طست منگوایا تھا تو پھر معلوم نہیں حافظ ابن حجر نے فدعا بالطست کے تحت اس کی توجیہ میں الفاظ حدیث کو چھوڑ کر اپنی طرف سے نقل کا لفظ کیوں اختیار کیا ہے۔

بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے جو کہ حدیث میں مذکور ہے امت کے لئے سہولت اور آسانی کا راستہ کھل گیا خصوصاً عذر اور مجبوری کی حالت میں کسی برتن میں پیشاب وغیرہ کر کے اس کو باہر ڈال دینے کا جواز اس سے معلوم ہوتا ہے ورنہ امت کو بڑی دشواری اور تکلیف پیش آتی۔

كراهية البول في الجحر

بل اور غار کے اندر پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة عن عبد الله بن سرجس ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال لا يبولن احدكم في جحر قالوا لقتادة وما يكره من البول في الجحر قال يقال انها مساكن الجن

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ کرے قتادہ سے لوگوں نے پوچھا سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں مکروہ ہے انہوں نے جواب دیا کہا جاتا ہے کہ ان سوراخوں میں جنات رہتے ہیں۔

عن عبد الله بن سرجس علامہ سندی نے سین کے فتح راء کے سکون اور جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے غیر منصرف اور جحر کی

[illegible]

لا يبولن أحدكم في جحر [illegible]

[illegible]

نحن قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادة	ورميناه بسهمين فلم نخط فؤاده

(واللہ اعلم بالصواب)

قال يقال إنها مساكن الجن [illegible]

[illegible]

النهي عن البول في الماء الراكد

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن البول في الماء الراكد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

أنه نهى عن البول الخ [illegible]

سے غسل ہو سکے گا تو وسوسوں سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کردی ہے اور اگر پانی کثیر ہو تو پیشاب کیے ہوئے پانی کا حکم یہ ہے کہ اگر تغیر ہو جائے یعنی رنگ و مزہ و بو بدل جائے تو وہ پانی ناپاک ہو کر ناقابل استعمال ہو جائے گا اور محسوس ہوتا ہے کہ اگر پانی کثیر بھی ہو اور پیشاب وغیرہ سے فی الفور ناپاک نہیں ہوتا ہے پھر بھی اس میں پیشاب وغیرہ کرنا ادب کے خلاف ہے اس لئے کہ شاید … دوسرے … پیشاب … سے طبیعت گھن کرے گی اور رہا قلیل پانی میں تغیر آ جائے گا اس سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت … کثیر پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت تنزیہ کے لئے اور مستقبل میں تغیر ہو جانے کے اندیشہ سے ہے … قلیل پانی پر تحریم کے لئے ہے اور کثیر پانی پر کراہت کے لئے ہے … تفصیل اور تحقیق … ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

كراهية البول في المستحم

غسل خانہ میں پیشاب کی کراہت کا بیان

أخبرنا علي بن حجر حدثنا ابن المبارك عن معمر عن الأشعث بن عبد الملك عن الحسن عن عبد الله بن مغفل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يبولن أحدكم في مستحمه فإن عامة الوسواس منه

اشعث بن عبد الملک نے حسن بصری سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے اس لئے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

عن الاشعث بن عبد الملک الخ امام نسائیؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کرنے والے راوی کا نام اشعث بن عبد الملک لکھا ہے … لیکن یہاں … وہ صحیح نہیں ہے بظاہر یہ کاتب کی غلطی سے اندراج ہو گیا ہے جیسا کہ … کا کلام … اور یہی درست ہے جو علامہ سیوطیؒ نے شرح میں لکھا ہے کہ اس راوی کا نام اشعث بن عبد اللہ … الازدی البصری ہے امام نسائیؒ وغیرہ نے انکی توثیق کی ہے اور اشعث کا سماع اپنے استاد حسن بصریؒ سے ثابت ہے اور … میں ہے جو نقل ہوا ہے کہ الحسن کا سماع حسن بصریؒ سے ثابت نہیں ہے اس کے بارے میں … حسن بصریؒ سے … کا … نہیں ہے … شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی تصریح کی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل سے حدیثوں کا سماع کیا ہے۔

لا یبولن احدکم فی المستحم الخ مستحم … سے … حمیم گرم پانی کو کہتے ہیں … وہ جگہ کہتے ہیں جہاں گرم پانی سے غسل کیا جاتا ہے پھر مطلق غسل یعنی غسل کرنے کے لئے استعمال ہونے لگا … اتفاق …

کے بعد اختلاف الفاظ کے ساتھ امام احمد کی روایت میں "ثم یتوضأ فیہ" اور حسن بصری کی روایت میں "ثم یغتسل فیہ" آیا ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ درست یہی ہے کہ کہا گیا ہے۔ ارشاد "فإن عامۃ الوسواس منہ" میں اسی علت نہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ "لا یبولن" میں نہی کا تعلق غسل خانہ میں پیشاب کرنے پھر اس میں غسل کرنے یا وضو کرنے دونوں چیزوں کے مجموعہ سے ہے کیونکہ علت میں وسوسہ دونوں چیزوں کے جمع کرنے سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ اسی لئے اگر کسی نے غسل خانہ میں پیشاب کیا مگر اس کے بعد اس میں غسل نہیں کیا، یا صرف اس میں غسل کر لیا اور اس میں پیشاب نہیں کیا تو یہ شخص "لا یبولن" کی ممانعت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے جائز ہوگا۔

بہر حال بقرینہ تعلیل مذکورہ نہی کا اصل سبب دونوں چیزوں کا جمع کرنا ہے کہ پہلے غسل خانہ میں پیشاب کرے پھر اس کے بعد اسی جگہ میں جو پیشاب کی وجہ سے ناپاک ہو گئی غسل یا وضو کرے جس سے وسوسہ نفسانی پیدا ہوتا ہے کہ شاید چھینٹیں پڑی ہوں پھر وہ وسوسہ دل میں جم جاتا ہے جو باعث تشویش ہے اور اس سے محفوظ رہنے کی یہی تدبیر ہے جس کی آنحضرت علیہ السلام نے تعلیم دی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے پھر اسی جگہ غسل یا وضو بھی کرے کیونکہ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں جو باعث تشویش ہیں۔

یعنی اگر غسل خانہ کی زمین ایسی ہو کہ اس میں نہانے سے چھینٹیں اڑ کر نہ آتی ہوں یا اس میں سوراخ بنا ہوا ہو جس سے سارا پیشاب باہر نکل جاتا ہو تو ایسے غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ پہلی صورت میں جب چھینٹیں لوٹ کر بدن پر پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے تو غسل خانہ میں پیشاب سے کوئی وسوسہ پیدا ہوگا اور دوسری صورت میں تھوڑا سا پانی بہا دینے سے وہ پاک ہو جائے گی اس کی تائید علی بن محمد طنافسی کے قول سے ہوتی ہے جو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں "إنما هذا في الحفيرة فأما اليوم فمغتسلاتهم الجص والصاروج والقير فإذا بال فأرسل عليه الماء فلا بأس به" یعنی غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل کرنے اور وضو کرنے سے وساوس پیدا ہونے کا بیان جو حدیث میں آیا ہے یہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ جگہ کچی ہو اور نرم ہو اور اس میں پانی نکلنے کا راستہ نہ ہو بلکہ غسل کی وجہ سے وہیں ٹھہر جاتا ہو یا اسی میں جذب ہو جاتا ہو تو بیشک اس کا عمل وسوسہ کا سبب ہے لیکن چونکہ اس دور میں غسل خانہ کی زمین چونے وغیرہ سے پختہ کی ہوئی ہوتی ہے اور پتھروں کا فرش لگا دیا جاتا ہے اس لئے اگر اس میں پیشاب کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جب اس پر پانی ڈال دیا جائے گا تو پانی کے ساتھ باہر نکل جائے گا اسی طرح امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مبارک کا جو قول نقل کیا ہے اس سے بھی مسئلہ مذکورہ کی تائید ہوتی ہے حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں "قد وسع في البول في المغتسل إذا جرى الماء فيه" یعنی جب غسل خانہ کا فرش پختہ ہو اور اس میں پیشاب کے بعد پانی بہانے سے نکل جانے کی جگہ بھی ہو تو اس میں پیشاب کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

اس موقع پر شرح المشکوٰۃ کے مصنف نے اس کی موافقت کرتے ہوئے صاحب مجمع البحار نے کہا کہ اولیٰ یہی ہے کہ مغتسل یعنی غسل خانہ کو [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا جائے کیونکہ [illegible] قسم کے غسل خانوں

میں پیشاب کرنے سے پیدا ہوتا ہے لہذا غسل خانہ میں مطلقاً پیشاب کرنا جائز نہیں ہوگا، ان کا یہ قول درست نہیں کیونکہ ان کے پیشوا امام علامہ شوکانی نے کہا کہ مصنف کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غسل خانہ میں پیشاب کے لئے سوراخ بنایا گیا ہو جس سے وہ پانی نکل جاتا ہے تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان کے امام خود علامہ شوکانی بھی غسل کو پختہ ہونے کے ساتھ مقید کرنے کے قائل ہیں کہ اگر پختہ ہو اور سوراخ بھی ہو تو اس میں پیشاب کرنا جائز ہے اور اگر زمین کچی زمین ہو تو اس میں مکروہ ہے لہذا ان دونوں صاحبان کا قول کسی طرح درست نہیں اور حدیث باب میں غسل خانہ میں پیشاب سے ممانعت کا جو حکم فرمایا گیا ہے وہ نہی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

السلام علی من یبول

ایسے شخص کو سلام کرنا جو پیشاب کر رہا ہو

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا زید بن الحباب وقبیصة قالا حدثنا سفیان عن الضحاک بن عثمان عن نافع عن ابن عمر ﷺ قال مر رجل علی النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو یبول فسلم علیه فلم یرد علیه السلام۔

نافع حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ادھر سے ایک آدمی کا گزر ہوا تو اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

فلم یرد علیه السلام: یعنی پیغمبر ﷺ پیشاب میں مشغول تھے اس لئے اس شخص کے سلام کا جواب نہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی حالت میں کوئی شخص سلام عرض کرے تو باوجودیکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن ایسی حالت میں وہ سلام کرنے والا شخص جواب کا مستحق نہیں ہے اور نہ جواب دینا ضروری ہے لہذا جو شخص پیشاب میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرنا چاہئے اور قنیہ و مجتبیٰ وغیرہ نے بحالت پیشاب سلام کو مکروہ کہا ہے اس کے علاوہ بعض اور مواقع پر بھی سلام کرنا مکروہ ہے چنانچہ ان کی تفصیل صدر الغزی کے نظم میں صاحب درمختار نے نقل کی ہے جو یہ ہے۔

سلامک مکروہ علی من ستسمع	ومن بعد ما ابدی یسن ویشرع
مصل وتال ذاکر ومحدث	خطیب ومن یصغی الیهم ویسمع
مکرر فقه جالس لقضائه	ومن بحثوا فی الفقه دعهم لینفعوا
مؤذن ایضا او مقیم مدرس	کذا الاجنبیات الفتیات امنع
ولعاب شطرنج وشبه بخلقهم	ومن هو مع اهل له یتمتع
ودع کافرا ایضا ومکشوف عورة	ومن هو فی حال التغوط اشنع
ودع آکلا الا اذا کنت جائعا	وتعلم منه انه لیس یمنع

اور حالت بول میں سلام کی کراہت اس وجہ سے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایسے وقت میں سلام دینے کی ممانعت فرمائی ہے جس کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جو انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ ایک شخص کا گزر حضور اکرم ﷺ کے پاس سے ہوا اس وقت آپ پیشاب میں مشغول تھے "فسلم علیہ" یعنی اس شخص نے سلام عرض کیا "فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتني على هذه الحالة فلا تسلم على فانك ان فعلت ذلك لم ارد عليك" تو اس سے معلوم ہوا کہ حالت بول میں سلام کی کراہت حضور کے منع کرنے کی وجہ سے ہے اور ایسی حالت میں سلام کرنے سے احتراز کرے اور قضائے حاجت کی حالت میں سلام کا جواب دینا بھی مکروہ ہے جس کی طرف ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت جو ابوداؤد وغیرہ میں ہے اشارہ کر رہی ہے کہ قضائے حاجت کے وقت کشف عورۃ ہوتا ہے اور ایسی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے اور جب گفتگو کرنا مکروہ ہے تو تعریٰ کی حالت میں ذکر خداوندی یعنی سلام کا جواب دینا درجہ اولیٰ مکروہ ہوگا یہاں پر اگر یہ اشکال کیا جائے کہ حدیث باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله عزوجل على كل احيانه" کے مخالف ہے (رواہ مسلم) یعنی نبی اکرم ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور میں جو لفظ احیان وارد ہوا ہے اس سے مراد طہارت اور حدث یعنی بے وضو کی حالت ہے نہ کہ کشف عورۃ اور پاخانہ کی حالت اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی کریم ﷺ ہر حالت میں خواہ طہارت میں ہو یا بے وضو کی حالت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ پاخانہ اور کشف عورۃ کی حالت میں ذکر کرتے۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں غور و فکر کرنا یہ کسی حالت میں نہ چھوڑتے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

علامہ سندھی نے فرمایا کہ جب حالت بول آپ کو اس شخص نے سلام دیا تو فوراً اس کا جواب نہ دینا تاریب کی غرض سے تھا تاکہ آئندہ ایسے موقع پر سلام سے احتراز کرے اب "فلم يرد عليه السلام" کا مطلب یہ ہوگا کہ اس وقت سلام کا جواب نہیں دیا بلکہ تاخیر سے دیا ہے جیسا کہ مہاجر بن قنفذ کی حدیث جو آگے آ رہی ہے وہ اس پر دلالت کرتی ہے اور تاخیر سے جواب دینا اس شخص کی تادیب کے لئے کافی ہے۔

رد السلام بعد الوضوء

وضو کے بعد سلام کا جواب دینا

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن معاذ قال حدثنا شعبة عن قتادة عن الحسن عن حضين ابي ساسان عن المهاجر بن قنفذ انه سلم على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول فلم يرد عليه السلام حتى توضأ فلما توضأ رد عليه.

حضین ابی ساسان مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کیا اس وقت

آپ پیشاب کر رہے تھے اس لئے سلام کا جواب نہیں دیا پھر آپ نے وضو کیا اور سلام کا جواب دیا۔

عن حضین ابی ساسان راوی حدیث حضین کے والد کا نام منذر بن حارث رقاشی ہے جو رقاش بنت قیس بن ثعلبہ کی طرف نسبت کر کے رقاشی کہتے ہیں ابو ساسان ان کا لقب ہے اور ابو محمد ان کی کنیت ہے بصری ہیں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا، ان کا انتقال ۹۷ھ کے شروع میں ہوا، امام نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے ابن خراش نے انہیں صدوق کہا اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔

عن المهاجر بن قنفذ مہاجر بن قنفذ صحابی رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں پورا سلسلہ نسب یہ ہے مہاجر بن قنفذ بن عمیر بن جدعان التیمی القرشی کا بیٹا ہے اور مہاجر کے والد کا نام ہے ... نے لکھا ہے کہ قنفذ ... عمرو اور قنفذ کا نام خلف ہے اور عسکری نے اسی پر ... ہے اور حسن بصری نے نقل کیا ہے کہ جب وہ ہجرت کرنے لگے تو مشرکوں نے ان کو پکڑ لیا اور ... مارا ... پھر ایک ... کسی طرح سے ... نکلے اور ... نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا "هذا المهاجر حقا" ابن سعد وغیرہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن قنفذ کو اپنے دور خلافت میں محکمہ پولیس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

حتى توضأ فلما توضأ رد عليه یعنی جس وقت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اس وقت آپ پیشاب میں مشغول تھے اس لئے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا اور اس لئے کہ پیغمبر ﷺ باوضو نہیں تھے اس لئے آپ ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ بغیر وضو خدا کا نام لیں کیونکہ سلام کے جواب میں ذکر اللہ آتا ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے اس لئے ... آپ ﷺ نے باوضو ہو کر جواب دینا ... پہلے وضو فرمایا پھر ان کو سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

نسائی کی یہ روایت مختصر ہے تفصیلی روایت ابوداؤد میں ہے اس میں یہ ہے **لم فقال انی كرهت ان اذكر الله الا على طهر** یعنی آپ نے معذرت فرماتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ مجھے یہ بات پسند معلوم ہوئی کہ بغیر طہارت کی حالت میں اللہ کا ذکر کروں اس لئے وضو کے بعد جواب دیا آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سبب عذر کے ... سلام کا جواب دینے سے قاصر ہو تو مستحب ہے کہ اس کو بعد میں ... بیان کر دے تاکہ ... طرف سے ... کیا جائے یہاں دو قصے بیان ہوئے ہیں ایک تو مہاجر بن قنفذ کا ہے دوسرے کا ذکر ... سے متصل سابق حدیث کے ماتحت حضرت ابن عمر کی روایت میں ہو چکا ہے کہ باب التیمم میں ... حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ کا ... سوال ہے کہ ... واقعات الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں اس ... میں مجھے کافی ... ہوا ... ایضاح البخاری میں ... ہے ... سے معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ... حدیث ... باب التیمم ... چنانچہ یہاں ... کی روایت میں یہ بھی ... کہ سلام کرنے والے نے اس وقت سلام کیا تھا جب آپ ﷺ پیشاب میں مشغول تھے یہی آیا ہے ... ۔

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اللہ یقول [illegible]

[illegible]

[illegible] غفرانک [illegible] الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی [illegible]

[illegible]

النهي عن الاستطابة بالعظم

ہڈی سے استنجا کی ممانعت کا بیان

أخبرنا أحمد بن عمرو بن السرح قال أنبأنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب عن أبي عثمان بن سنة الخزاعي عن عبد الله بن مسعود ؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يستطيب أحدكم بعظم أو روث

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہڈی یا گوبر سے استنجا کرے۔

نهى أن يستطيب أحدكم [illegible]

[illegible]

استنجاء کرنے میں قوت تحسین ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹ کی ایک سوکھی ہڈی تھی جس سے استنجاء کرتے: ان عمر بن الخطاب کان له عظم یستنجی به ثم یتوضأ و یصلی (بیہقی) لیکن ضروری ہے کہ وہ تکلیف دہ نہ ہو ورنہ اس سے جسم پر زخم وغیرہ کا خدشہ ہوتو اس کا استعمال درست نہ ہوگا اسی طرح جو چیز دوسروں کے لیے مفید ہو یا کسی کی ملک ہو، یعنی دوسرے کے مال کا استعمال درست نہ ہوگا۔

ہڈی سے استنجاء کی ممانعت کی وجہ: حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ جنات کی غذا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ان عظم زاد اخوانکم من الجن یعنی کہ ہڈی جنات کا خوراک ہے اس لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے جو صحیح مسلم کی روایت ہے آپ نے والی الجن کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرے ساتھ چلو تحقیق کا مقصد ہے جو میں ساتھ لے گیا ... فرماتے ہیں کہ میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے اور جنات کو قرآن سنایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنات نے مجھ سے زاد کی درخواست کی تو میں نے ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو ان کا زاد مقرر کیا ہے جو پہلے سے زیادہ گوشت والی ہو جائے گی۔

لیکن بعض محققین نے لکھا ہے کہ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ہڈیاں جنات کی خوراک ہیں اور گوبر ان کے جانوروں کی خوراک ہے اس لیے استنجاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابن جریر کی روایت میں آیا ہے اور ابن عمر نے اس روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب جنات نے ... ہڈیاں اور گوبر طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ... اس سے معلوم ہوا کہ ہڈی اور گوبر ان کی غذا ہیں جو ان کے لیے مختص ہے اس لیے ان سے استنجاء کرنا درست نہیں، انسان کے لیے ان کے ساتھ احترام کا معاملہ کرنا چاہیے اور یہی بات روایت سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ فسألوني الزاد فدعوت الله لهم ان لا يمروا بعظم ولا بروثة الا وجدوا عليها طعاما (صحیح مسلم) روایت سے معلوم ہوا کہ گوبر، مینگنی وغیرہ ان کے چوپایوں کی غذا ہے کہ جنات نے جب حضور ﷺ سے زاد کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تمہیں ملے گی اور پہلے سے بھی زیادہ گوشت والی ہوگی اور ... وکل بعرة علف لدوابکم (مسلم ۱۸۶/۱) یعنی ہر مینگنی تمہارے جانوروں کی غذا ہے۔

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت نے کسی چیز کا احترام کرنے کا حکم دیا ہے جس کی اس میں صلاحیت ہو کہ ان کے مطعومات کا احترام کرنا ضروری ہے اور انسان کے طعام کا احترام اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ جب حدیث شریف میں جنات اور ان کے دواب کی غذا سے استنجاء کی ممانعت آئی ہے تو انسان اور اس کے مویشی کی غذا سے استنجاء بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا، شیخ ابن عثیمین نے بھی ... [illegible] ... اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو قابل احترام ہو اس سے استنجاء کرنا درست نہیں ...

مٹی سے ڈھیلے پر عمل کرتے ہیں۔ پاک چیز سے مسح کا شوافع وغیرہ کے نزدیک بلا قید جائز ہے اور ہر صورت میں استنجا حاصل ہے
تو اگر حقیقت میں استنجا ہو جائے تو درست ہے مگر ہمارے یہاں بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ڈھیلے کے علاوہ دوسری چیز
سے استنجا کرنا جائز نہیں ہے۔

اس کے بعد دوسری بحث یہ ہے کہ یہاں مسلم اور ترمذی کی روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے کیونکہ مسلم کی
روایت آگئی ہے اس میں تین کا ذکر ہے اور ترمذی کی روایت ہے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے آپ نے سورۂ
رحمن کی تفسیر میں روایت ذکر کی ہے اس میں یہ آتا ہے "كل عظم لم يذكر اسم الله عليه يقع في ايديكم او
فر ما كان لحما" اس میں یہ ہے کہ ہڈی پر جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو پہلے سے زیادہ گوشت پیدا کر دیا جاتا ہے جتنا پہلے اس
پر تھا۔ اس کا جواب حضرت شاہ صاحب نے دیا ہے جس کو صاحب معارف السنن نے (۱/۱۲۲) میں
نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تعارض اہل ایمان کے جنات کی طرف ہے ہر صاحب ایمان کے لیے ترمذی نے
ذکر کیا ہے اس میں جو کافر جنات ہیں ان کا ذکر ہے مسلم کی روایت میں جن مسلمانوں کا ذکر کیا ہے وہ مسلمان ہوں
گے اور ترمذی کی روایت میں جو مردار کا ذکر کیا ہے وہ جنوں کے لیے ہو گی لیکن حضرت شاہ صاحب فرماتے
ہیں کہ یہ جواب تحقیقی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہی حدیث ہے جس میں الفاظ کا اختلاف تو راویوں کے فہم کی بنا پر ہے لہٰذا
میرے نزدیک جواب یہ ہے کہ اصل مسلم کی روایت ہے مسلم کی روایت کو مقدم کیا جائے ترمذی کی روایت پر ترجیح
ہو گی اور محدثین کے ایک اصول کے مطابق "الصحيح يقدم على غيره" یہ ایک اصول ہے جس کے مطابق ترجیح ہو
سکتی ہے جیسا کہ متعدد مقامات پر بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک راوی مختلف ارشادات میں سے ایک بات
دوسری بات سے ملا کر روایت کرتا ہے اور دوسرے کو دوسری بات یاد رہتی ہے اس نے اسے روایت کیا اور یہ واقع ہوتا ہی
ہے کہ صورت حال یہ ہو تو یہاں بھی یہی صورت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہڈی پر اللہ کا نام
لیا جائے یا نہ لیا جائے ہر دو صورت میں وہ جنات کی غذا ہوتی ہے ایک راوی نے پہلی بات کو نقل کر دیا دوسرے راوی نے دوسری
بات کو۔

آگے ایک قرینہ ہے کہ جمہور علماء نے جمع کے طریقے میں یہ قاعدہ ذکر کیا ہے یہ بہت عجیب
بات ہے کہ محدثین نے اسے نظر انداز کر دیا ہے اس لیے اصول حدیث کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ حافظ ابن حجر
نے فتح الباری میں مختلف مواقع پر اس اصول کو ذکر فرمایا ہے۔

النهي عن الاستطابة بالروث

لید وگوبر سے استنجاء کی ممانعت

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يحيى يعني ابن سعيد عن محمد بن عجلان قال اخبرني

القعقاع عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما انا لکم مثل الوالد اعلمکم اذا ذھب احدکم الی الغائط فلا یستقبل القبلۃ ولا یستدبرھا ولا یستنج بیمینہ وکان یامر بثلاثۃ احجار وینہی عن الروث والرمۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں میں تمہیں دین کی تعلیم دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے تو وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور نبی اکرم ﷺ تین پتھروں سے استنجاء کرنے کا حکم فرماتے تھے آپ نے گوبر اور ہڈی کے ذریعے استنجاء کرنے سے منع کیا ہے۔

محمد بن عجلان: یہ مشہور محدثین میں سے ہیں امام مالک نے ان سے روایت کی ہے ثقہ قرار دیا ہے علم اور دیانت میں ان کا ثانی نہیں تھا۔

قعقاع: ان کے والد کا نام حکیم ہے الکنانی المدنی علامہ ذہبی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

ابو صالح: آپ نے بہت سے صحابہ کرام سے احادیث روایت کی ہیں آپ کا اصل نام ذکوان السمان ہے یہ زیات کے لقب سے مشہور ہیں۔

انما انا لکم مثل الوالد: یہ روایت کا ابتدائی حصہ ہے کہ میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں جس طرح باپ تمہیں دین کی تعلیم دیتا ہے اسی طرح میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں اہل ایمان نبی اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور آپ ان کے والد کی مانند ہیں الحدیث شریف میں آپ کو روحانی باپ قرار دیا گیا ہے آپ اللہ کے بعد سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور روحانی باپ جسمانی باپ سے افضل و اکمل ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں آپ نے اپنی امت کو دین کی تعلیم دی اور آپ ان کی بھلائی چاہتے ہیں ان کا عقیدہ قرآن کریم میں ہے "النبی اولی بالمومنین" سے اسی طرف اشارہ ہے۔

اذا ذھب احدکم الی: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے تعلیم دی ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اس کی حرمت اور فضیلت کو ملحوظ رکھا جائے تیسری یہ کہ آپ تین پتھروں سے استنجاء کرنے کا حکم فرماتے تھے تاکہ طہارت مکمل ہو جائے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ استنجاء کی تاکید ہوتی ہے وہ تکلیف دہ چیزوں سے پاک ہو اس کی پوری تعلیم دی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وضو کے وقت آپ کی ہدایت میں جو احکام دیے گئے ہیں وہ تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور ان کا تعلق صفائی اور پاکیزگی سے ہے۔

[illegible]

النهى عن الاكتفاء فى الاستطابة باقل من ثلثة احجار

استنجاء میں تین ڈھیلوں سے کم پر کفایت کرنے کی ممانعت

[illegible] ... باقل من ثلثة احجار

[illegible]

ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سلمان منا اهل البيت" فرمایا سلمان کی عمر بڑی طویل ہوئی بعض کہتے ہیں کہ تین سو پچاس برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ڈھائی سو برس اور یہی صحیح ہے آپ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے، ان کی ۳۵ھ میں مدائن میں وفات ہوئی اور ان سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ (کذا فی المرقاۃ)

قال قيل له وجعل: اس قال کا فاعل عبدالرحمن بن یزید ہے جنہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ابن ماجہ اور ابن سعد وغیرہ نے ان کو نقل کیا ہے اور قیل کا فاعل مجہول ہے اور مسلم کی طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے جس کے ساتھ اس شخص نے "ان صاحبكم ليعلمكم حتى الخراءة" کہہ کر طنز سے تمسخر کیا تھا۔ وہ شخص مشرکین میں سے تھا جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں "من المشركين" ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ یہ یہودی نہیں بلکہ مشرک ہی تھا۔

حتى الخراءة: یہ لفظ خاء مکسورہ اور راء کے بعد الف کے ساتھ پڑھنا چاہیے جس کے معنی قضائے حاجت کے وقت بیٹھنے کے طریقے ہیں علامہ سیوطی نے اپنی شرح میں علامہ خطابی کا قول نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ عام لوگ اس لفظ کو خاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں لہٰذا اسے خاء مکسورہ اور الف ممدودہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے لیکن علامہ سندی نے ... سے نقل کیا ہے کہ ... صحیح ہے ... شرح مسلم میں ہے کہ لفظ خراءۃ خاء کے زیر اور مد کے ساتھ ہے کہ نفس حدث کو اور کسرہ اور فتحہ اور مد کے ساتھ بدون تاء کے نفس حدث کو کہتے ہیں جوہری نے کہا ہے کہ خاء کے ضمہ کے ساتھ ... اور کسرہ ... نام ہے جیسے ... ہیں۔

فقال اجل: یعنی شخص نے کہا۔ اجل اور نعم دونوں حرف تصدیق کے لیے آتے ہیں اس لیے حرف تصدیق کہلاتے ہیں لیکن خبر میں اجل کا استعمال نعم سے زیادہ بہتر ہے اور استفہام میں نعم کا استعمال اجل سے زیادہ بہتر ہے۔

غرض جب اس مشرک نے بطور استہزاء یہ بات کہی کہ تمہارے نبی تمہیں ہر بات کی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ قضائے حاجت کے وقت بیٹھنے کے طریقے کی بھی تعلیم دیتے ہیں یہ بھی کوئی دین ہے جس کو تم نے قبول کیا ہے اس کی اس نازیبا حرکت پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اس کا پورا حق تھا کہ اس کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی اشتعال انگیز بات سے صرف نظر کرتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی سے اس کو جواب دیا جس طرح ایک مرشد کامل مخلص ... کے جذبۂ ... سمجھاتا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکت سے جو دین ملا ہے وہ ایک جامع دین ہے اس میں بڑی چھوٹی جتنی بھی باتیں ہیں ہمارے نبی ہمیں ان سب کی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ ... کے آداب بھی سکھاتے ہیں لہٰذا یہ اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ ہمارا دین کامل و مکمل ہے اور جس پر طعن و تشنیع کرنا اور اس کا مذاق اڑانا جس طرح تم کر رہے ہو ... ہے علاوہ ... دین حق ... اللہ تعالیٰ کے نزدیک ... طریق مستقیم کو ... ظاہر

و باطن کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک و صاف ہو جائیں پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ان امور کا ذکر فرمایا جن کی نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کے وقت ممانعت فرمائی ان میں اول وہ ہے جس کی تشریح پیچھے ہو چکی ہے تیسری چیز کہ استنجاء میں تین پتھروں کا عدد ضروری ہے یا نہیں یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کے نزدیک استنجاء میں انقاء کل کے ساتھ تثلیث یعنی تین ڈھیلوں کا ہونا ضروری ہے ان کی ایک دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو ابھی اوپر والے سوال کے تحت نقل کی گئی ہے اس میں "وکان یامر بثلاثۃ احجار" کے الفاظ آتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تثلیث شرط ہے دوسری دلیل حدیث باب ہے اس میں "او یستنجی باقل من ثلاثۃ احجار" کے الفاظ آتے ہیں اس روایت میں تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے طرز استدلال یہ ہے کہ اگر کوئی عدد کا شریعت میں اعتبار نہ ہوتا تو بعید ہے مگر یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہ تھی معلوم ہوا کہ استنجاء میں تین کا عدد بھی مطلوب ہے اگرچہ مقصود یعنی انقاء کل تین عدد سے کم ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے ان حضرات نے اپنے قول کی توضیح اور تقویت میں ایک نظیر بھی پیش کی ہے کہ قرآن پاک میں ہے کہ عدت کے مسئلہ میں تین حیض کا عدد مطلوب ہے اگرچہ رحم کی پاکی وصفائی کا مقصد ایک ہی حیض سے حاصل ہو جاتا ہے لیکن شریعت کی نظر میں تین کا عدد بھی مطلوب ہے اس لئے تین حیض کا انتظار ضروری ہوگا اسی طرح استنجاء کے مسئلہ میں متعدد روایات میں ثلاث کا لفظ آیا ہے بلکہ بعض روایت میں اس کے متعلق صیغہ امر بھی وارد ہوا ہے جس سے عدد ثلاث کے وجوب کا خیال اور بھی پختہ ہو جاتا ہے لیکن اگر تین ڈھیلوں سے بھی صفائی کلی حاصل نہ ہو تو بقدر ضرورت تین سے زائد کا استعمال کرنا واجب ہے تاکہ طہارت کا مقصد حاصل ہو جائے البتہ اس زائد ڈھیلوں میں ایتار کا خیال رکھنا مستحب ہوگا چنانچہ امام بیہقیؒ نے امام ابو داؤد کی روایت "من استجمر فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج" کے بیچ کی مرفوع ٹکڑے کو نقل کر کے زائد کے استعمال میں ایتار کی رعایت مستحب ہے یہ ہے حضرات شوافع کے استدلال کا خلاصہ۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام داؤد ظاہری وغیرہ کے نزدیک تثلیث شرط نہیں اصل مقصد انقاء کل ہے ان حضرات کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اگلے باب میں آرہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے استنجاء میں دو پتھر استعمال فرمائے تیسرے کا استعمال ثابت نہیں اس سے متعلق مزید بحث وہاں آئے گی۔

حضرات شوافع کے مستدلات کے جوابات یہ ہیں کہ آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کی روایات کی بناء پر استنجاء میں تثلیث کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اصل مدار استنجاء میں کلی کی صفائی اور ضرورت کے پورا ہونے پر ہے اور چونکہ اکثر حالات میں کلی استنجاء کی صفائی کے لئے تین عدد ڈھیلے کافی ہو جاتے ہیں اس لئے تین کا عدد احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو ابو داؤد میں ہے اس بات کی طرف رہنمائی کر رہی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو پاکی حاصل کرنے کے لئے اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے "فانھا تجزئ عنہ" اس لئے کہ یہ تین پتھر اس کے لئے کافی ہو جائیں گے اس حدیث کی اسناد صحیح اور حسن ہے کما قال

[illegible]

سے شرمگاہ کی صفائی عام طور پر تین ڈھیلے کفایت کر جاتے ہیں اس لئے روایت میں تین کا ذکر آیا ہے ورنہ اصل مقصود صفائی ہے
تین ڈھیلوں کا استعمال اس لئے کیا جاتا ہے کہ عام طور پر صفائی ہو جاتی ہے یہ تو ممکن ہے کہ ایک ہی ڈھیلے سے کام ہو جائے اور پھر بھی تین کا عدد پورا کرنے کا حکم ہو
ایک ڈھیلے کے تین گوشوں کا استعمال کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور ایک ڈھیلے کے تین گوشوں کا استعمال کرنا ظاہر
حدیث کے مطابق نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں تین ڈھیلے ہی کی ضرورت نہیں ہے۔
بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر تین عدد سے صفائی حاصل نہ ہو تو ... ہے کہ طاق عدد کا خیال رکھا جائے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مذکورہ ... تین ڈھیلے کفایت کر جاتے ہیں لیکن شوافع عدد کفایت کا قول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین ڈھیلوں کا ہونا لازمی ہے اگرچہ صفائی ان سے کم سے حاصل ہو جائے ... ہے کہ ... بھی ظاہر حدیث کا یہی تقاضا ہے اور ان روایات کی تائید کرتی ہیں جن کا ذکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے۔ جس استنجاء کے مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ کہنا بھی درست نہیں کیونکہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں جو عدد کے مسئلہ میں تین کا عدد قرآن و حدیث کی رو سے ضروری ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری نص معارض نہیں ہے حالانکہ تین عدد ... ہے کہ جو تین سے معارض حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت میں آیا ہے اس کے عدد کی ضرورت ہے چنانچہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت ہے من استجمر فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج ... ہے کہ اس روایت کے مطابق تین عدد سے زیادہ کا حکم دیا گیا ہے لیکن تین سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس روایت میں ... ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص سے ... بھی ... عدد کی واقفیت ہے معلوم ہوا کہ تین ڈھیلے کا حکم ... صورت کے مطابق ہے کہ جب ... ضروری ہے۔
غرض ... تحصیل ... استنجاء کے معاملہ میں عدد کا ... کرنا الگ ہے ...

(واللہ اعلم بالصواب)

الرخصة في الاستطابة بحجرين

استنجاء دو پتھروں سے بھی جائز ہے

أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا أبو نعيم عن زهير عن أبي إسحاق قال ليس أبو عبيدة ذكره ولكن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه أنه سمع عبد الله يقول أتى النبي صلى الله عليه وسلم الغائط وأمرني أن آتيه بثلاثة أحجار فوجدت حجرين والتمست الثالث فلم أجده فأخذت روثة فأتيت بهن النبي صلى الله عليه وسلم فأخذ الحجرين وألقى الروثة وقال هذه ركس قال أبو عبد الرحمن الركس طعام الجن

عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ نبی

کریم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور مجھ کو حکم دیا کہ تین پتھر لے کر آؤں میں دو پتھر لے کر آیا تیسرا تلاش کیا مگر نہیں ملا تو میں نے گوبر کا ٹکڑا اٹھا لیا پھر ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے دونوں پتھر لے لیے اور گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا یہ ناپاک چیز ہے۔

عن ابی اسحٰق قال لیس ابو عبیدة ذکرہ الخ حافظ ابن حجرؒ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ چونکہ ابو عبیدہ کا سماع اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے صحیح طور سے ثابت نہیں ہے اس وجہ سے وہ روایت منقطع تھی اس لئے ابو اسحاق نے ان کی روایت کرنے کو باوجود اس کے عالی ہونے کے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ عبدالرحمن بن اسود کی روایت موصول ذکر کیا گویا ابو اسحاق اس کلام مذکور کو نقل کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ **لست ارویہ الآن عن ابی عبیدة وانما ارویہ عن عبد الرحمن** یعنی میں اس وقت ابو عبیدہ کے طریق سے جس میں انقطاع ہے روایت نہیں کرتا بلکہ عبدالرحمن بن اسود کے طریق سے جو متصل ہے اس کو ذکر کر رہا ہوں۔

راوی حدیث اسود بیٹے ہیں یزید بن قیس نخعی کے ابو عبدالرحمن ان کی کنیت ہے اور ابراہیم نخعی کے ماموں اور حضرت ابن مسعود کے شاگردوں میں ثقہ اور زاہد تھے ۷۵ھ میں انتقال ہوا ابن الحنبل نے کہا کہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری ہے۔ کہ ابن یزید النخعی حافظ ابن حجرؒ نے ان کی اس بات کو بالکل غلط قرار دیا ہے کیونکہ اسود زہری تو اسلام تک نہیں لائے تھے چہ جائیکہ وہ حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کرنے تک زندہ رہا ہو۔

بہر حال اس حدیث کی روایت متعدد طرق سے ہوئی ہے جیسا کہ امام نسائی نے یہ روایت طریق زہیر عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود ذکر کی ہے اور ساتھ ہی ابو اسحاق کا قول مذکور بھی نقل کر دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ابو اسحاق کے شاگرد زہیر کا طریق راجح ہے جس سے سند متصل ہو جاتی ہے اور اسرائیل کا طریق جو ابو اسحاق کے دوسرے شاگرد ہیں جس سے اسناد منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ جیسا حافظ ابن حجرؒ نے ابو عبیدہ کا سماع اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے ثابت نہیں ہے امام بخاری نے بھی اس روایت کو ترجیح دی ہے جو زہیر کے طریق سے ہے اور اپنی جامع صحیح میں اسی کو جگہ دی ہے لیکن اس کے برخلاف امام ترمذی نے یہ روایت طریق اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ نقل کی ہے اور یہ کہا ہے کہ ان کی روایت کا طریق امام بخاری کے طریق روایت سے زیادہ صحیح ہے پھر دوسرا یہ کہ اپنے استاذ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی رائے سے کی ہوئی روایت پر کلام کیا ہے اور آخر میں پھر اسرائیل کی روایت پر بھی انقطاع کا اعتراف کیا ہے کیونکہ ابو عبیدہ کا سماع اپنے والد عبداللہ بن مسعود ﷺ سے ثابت نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس روایت میں انقطاع ہے۔

اب رہے یہ سوالات کہ امام ترمذی نے امام بخاری کی نقل کردہ زہیر والی روایت پر کیا نقد کیا ہے اور محدثین نے امام بخاری کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا ہے پھر انہوں نے جامع ترمذی میں اسرائیل کے طریق سے کی ہوئی روایت پر کہ منقطع ہونے کا جو اعتراض کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہے جیسا کہ وہ خود مقر ہیں تو پھر انہوں نے زہیر والی روایت صحیحہ کو چھوڑ کر اسے اپنی کتاب میں کیوں ذکر کیا اور اس کی ترجیح غیر معقول ہے جیسا کہ حافظ عینی وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے

کہ ان کے نزدیک ابو عبیدہ کا سماع اپنے والد حضرت ابن مسعود ﷺ سے ثابت ہے اور انہوں نے اس کو دلیل سے ثابت کیا ہے تفصیل کے لئے صاحب مذہب کے دلائل کی یہاں گنجائش نہیں ہے ان کے لئے شروحات بخاری عینی وغیرہ اور شرح ترمذی معارف السنن للعلامۃ البنوری کی طرف رجوع کریں۔

میں پچھلے عنوان میں اشارہ کر چکا ہوں کہ حضرات حنفیہ کی دلیل حدیث ابن مسعود ﷺ ہے اور یہی حدیث ہے امام نسائی باوجود شافعی المسلک ہونے کے حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ کی روایت پر "الرخصة في الاستطابة بحجرين" کا عنوان رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی کی تحقیق بھی اس موقع پر صرف دو پتھروں کا استنجاء ثابت ہے

امام طحاوی نے بھی اس حدیث سے تثلیث کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ اگر تین پتھروں کا لینا ضروری ہوتا تو رسول اکرم ﷺ تیسرا پتھر ضرور طلب فرماتے حالانکہ کسی معتبر روایت سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے تیسرا طلب کیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ استنجاء میں تین ڈھیلوں کا ہونا ضروری نہیں ہے لیکن حافظ ابن حجر اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ سوال مذکور ضعیف ہے اس لیے کہ مسند احمد میں معمر کے طریق سے جو روایت ہے اس کے بعد "ائتني بحجر" کا جملہ بھی منقول ہے یعنی فرمایا کہ یہ گوبر کا ٹکڑا ناپاک ہے ایک اور پتھر لے آؤ جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے تیسرا پتھر تلاش کرنے کا حکم فرمایا تو ظاہر ہے کہ حکم کی تعمیل کی گئی ہوگی پھر حافظ نے کہا "ورجاله ثقات" یعنی اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اگر یہ اشکال کیا جائے کہ ابو اسحاق کا سماع علقمہ سے نہیں ہے تو کرابیسی نے اس حدیث کا سماع ثابت کیا ہے اور اگر مرسل بھی مان لیا جائے تو وہ بھی محدثین کے نزدیک حجت ہے حافظ ابن حجر نے یہ بھی فرمایا کہ شاید امام طحاوی کو مسند احمد کی اس روایت سے غفلت ہوگئی ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۸۱)

محقق عینی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ امام طحاوی سے غفلت نہیں ہوئی بلکہ غفلت تو انہی کو ہوئی ہے جو امام طحاوی جیسے وسیع النظر محدث کی طرف غفلت کو منسوب کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ امام احمد نے اس حدیث کو بطریق ابی اسحاق عن علقمہ روایت کیا ہے اور امام طحاوی کے نزدیک ابو اسحاق کا سماع علقمہ سے ثابت نہیں ہے لہذا حدیث مذکور تحقیق نظر سے منقطع ہے جس پر محدثین کرام اتفاق نہیں کرتے مزید تفصیل کے لئے عمدۃ القاری (۱/۲۷۴) ملاحظہ ہو۔

رہی یہ بات کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ اگر مرسل بھی مان لیا جائے الخ تو ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ ہم حدیث مرسل کو علی الاطلاق حجت نہیں مانتے بلکہ حدیث مرسل کو بشرط عدم التعارض حجت مانتے ہیں کیونکہ اس روایت اول سے منقطع کے علاوہ یہ کہ آپ نے تیسرے کی تلاش کرنے کا حکم دیا ہے یہ کہاں سے ثابت کرو گے کہ واقع میں تیسرا ڈھیلا حضرت ابن مسعود ﷺ لے کر آئے تھے ظاہر یہی ہے کہ آپ نے منگائے اور ایک روایت جو اس کے ثبوت میں ابو الحسن بن القصار مالکی سے مروی ہے جس کو خود حافظ ابن حجر نے بھی قابل اعتبار نہیں سمجھا اور سند کہہ کر رد کر دیا ہے غرض کہ جب تیسرا ڈھیلا لانا ثابت نہیں ہے تو امام طحاوی پر اعتراض کیسا؟ فیض الباری (۱/۲۶۰) میں حضرت شاہ صاحب کا قول مذکور ہے کہ حافظ ابن حجر نے امام طحاوی پر جو اعتراض کیا ہے کہ ان کا "والقى الروثة" سے احجار پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس جملے کے بعد "وائتني بحجر" کی

ربانی کی جانب سے جناب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ امام طحاویؒ پر کیوں برستے ہیں یہ جو اعتراض کیا ہے وہی اعتراض امام ترمذیؒ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث پر ترجمۃ الباب "باب الاستنجاء بحجرین" قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی روثہ والی زیادتی "وائتنی بثالث" کو قبول نہیں کیا اسی طرح امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث پر "باب ... فی الاستنجاء بحجرین" کا عنوان لگایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی مذکورہ زیادتی کو ساقط النظر سے آزادی قبول نہیں کیا ہے اب ہم حافظ ابن حجرؒ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے تو امام طحاویؒ کی تغلیط کی ہے کیا وہی مخالفت امام ترمذیؒ اور امام بخاریؒ کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔

علاوہ اس کے حضرات حنفیہ کی دوسری دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے **"من اکتحل فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج ومن استجمر فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج"** تو علامہ ابن حجرؒ اس حدیث کی بنا کو دیکھتے ہوئے نقل ... اس حدیث میں ایتار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایتار یعنی طاق عدد کی رعایت کی تو یہ سب سے بہتر مستحب پر عمل کرنے کے اچھا کیا اور اس ایتار میں تین کا عدد بھی داخل ہے جیسا معلوم ہوا کہ استنجا تین پتھروں سے کرنا شرط اور واجب نہیں ہے جیسا کہ شوافع اس کے قائل ہوتے ہیں بلکہ اس سے کم کے ساتھ بھی استنجا جائز ہے اس لئے کہ کسی نے ایک ہی پتھر سے استنجا کیا ہو تو اس نے اس حدیث کے مقتضے پر بالکل عمل کیا اسی طرح حدیث کا آخری جز "ومن لا فلا حرج" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص نے استنجاء میں طاق عدد کی رعایت نہیں کی خواہ وہ ایک پتھر ہو یا تین بلکہ دو پتھروں سے استنجا کیا تو فلا حرج یعنی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ تین پتھروں کا استعمال ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر ضروری ہوتا تو پھر اس کے چھوڑنے پر یہ فلا حرج یہ فرمانا کیسے درست ہوگا۔

غرض کہ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ نہ ایتار ضروری ہے اور نہ تین ڈھیلوں کا استعمال ضروری ہے بلکہ تمام روایات پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ شارع ﷺ کا اصل مقصود محل نجاست کی صفائی ہے اب وہ ایک ڈھیلے سے بھی حاصل ہو جائے کافی ہے ضرورت کی حد تک کسی عدد خاص کو وجوب کا درجہ نہیں دیا جاسکتا لیکن چونکہ عام طور پر نجاست کو دور کرنے کے لئے تین ڈھیلے کافی ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایتار کی بھی رعایت ہوتی ہے جو منشاء شرع ہے اس لئے احادیث میں ان کا ذکر آتا ہے یہ بھی بات ہے کہ شوافع بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر تین سے طہارت حاصل نہ ہو تو تین سے زیادہ استعمال کرنا ان کے نزدیک واجب ہے جس سے وہ خود ظاہر حدیث کی تحدید کو چھوڑ دیتے ہیں عدد ان کے دوسری بات یہ ہے کہ جب شریعت ایتار یعنی طاق عدد کا حکم دیتی ہے تو اس کے ساتھ "من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج" کے الفاظ سے تقیید کو بھی ظاہر کر دیتی ہے جب عدد ثلاث کو بیان کرتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ... تا کہ اس میں ڈھیلے کافی ہو جانے کی طرف سے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں "... معہ بثلاثة احجار" کے بعد "فانها تجزئ عنه" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تین کی طرح ایتار بھی مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے ... بعض روایات میں جو تین ڈھیلوں

باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد

ایک ہی پتھر سے استنجاء کی رخصت کا بیان

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استجمرت فاوتر

سلمہ بن قیس رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم ڈھیلوں سے استنجاء کرو تو طاق عدد اختیار کرو۔

تشریح امام نسائی امام شافعی کے مسلک کی طرف ہوتے ہوئے ... باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد قائم فرمایا ہے جس سے پہلے انہوں نے "باب الرخصة في الاستطابة بحجرين" کا عنوان قائم کیا تھا جس کے ماتحت حدیث ابن مسعود ﷺ روایت کی تھی جس سے دو پتھروں سے استنجاء کرنے کا ثبوت ہوتا ہے اور اس عنوان کے ماتحت حدیث سلمہ بن قیس لائے ہیں جس میں مطلق ایتار کا ذکر ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ ایک بھی شامل ہو جائے اگر ایک ہی ڈھیلا کفایت کر جائے تو دوسرے سے استنجاء ضروری نہیں ہے ... اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے ... امام نسائی ... امام شافعی کے مسلک کو ... ہیں ... تین ... اصل مقصود ... ہے ... حاصل ہو جائے کافی ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۱۰۰/۲) میں ہے ليس في الاستنجاء عدد مسنون وانما الشرط هو الانقاء حتى لو حصل بحجر واحد يكفيه ... ولو لم يحصل بثلثة احجار لا يكفيه حتى ينقيه

الاجتزاء فى الاستطابة بالحجارة دون غيرها

صرف پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے پر بس کرنا نہ کہ دوسری چیز سے

اخبرنا قتيبة قال حدثنا عبد العزيز بن ابي حازم عن ابيه عن مسلم بن قرط عن عروة عن عائشة ﷺ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا ذهب احدكم الى الغائط فليذهب معه بثلاثة احجار فليستطب بها فانها تجزئ عنه

عروہ ﷺ حضرت عائشہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے اور ان سے پاکی حاصل کرے اس لیے کہ تین پتھر کافی ہو جاتے ہیں۔

ابی حازم عن ابیہ ... اس حدیث کے ... ہیں ان کا اصل نام سلمہ بن دینار ہے ... آزاد کردہ غلام ... حدیث میں ... ثقہ ... ہیں ... اس کے بعد ہوا۔

عن مسلم بن قرط ... ہیں ... کے ...

سکون کے ساتھ ہے حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ ابن حبان نے اگرچہ ثقات میں شمار کیا ہے مگر انہوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے "ربما یخطئ" یعنی وہ غلطی کرتے تھے اس کے بعد حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی کم روایت کرتے تھے اور جب وہ قلت حدیث کے باوجود غلطی کرتے تھے تو ان کا شمار ضعیف راویوں میں ہے مزید آگے نقل کرتے ہیں "وله غرائب بحفظ لا يعرف" مگر دارقطنی نے ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

فیه منعه بثلاثة احجار : داؤد ظاہری کے نزدیک علاوہ پتھر کے اور کسی چیز سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے جمہور ائمہ کہتے ہیں کہ احادیث میں پتھر کا جو ذکر آیا ہے وہ تخصیص حکم کے لئے نہیں ہے اس لئے ہر وہ چیز جس میں جذب کی صلاحیت ہو اور نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو بشرطیکہ غیر محترم ہو وہ بھی پتھروں کے حکم میں ہے لہٰذا اس سے استنجاء کرنا درست ہے اور حدیث میں احجار کا ذکر اس لئے آیا ہے کہ عرب میں ہر جگہ بسہولت ملتے تھے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ تنقیح مناط چونکہ منصوصات میں بھی جاری ہوتی ہے اس لئے امام ابو حنیفہؒ نے اس کی روشنی میں فرمایا کہ اگرچہ حدیث میں صرف پتھروں کا ذکر آتا ہے لیکن حکم عام ہے کہ اس لئے ہر غیر محترم پاک صاف چیز کو جس سے ازالۂ نجاست ہو سکے تحصیل مقصود میں مشارک حجر قرار دیا ہے جو کہ عمل ہے۔ (حضرت شاہ صاحب نے) فرمایا کہ پیغمبر ﷺ کی تعلیم کا طریقہ تعلیم بالعمل ہے یعنی جو بات امت سے کرانا چاہا اس کو اپنے عمل سے بتلا دیا پھر ان کو اس کی پیروی کا حکم دیا آپ کا طریقہ یہ نہیں تھا کہ ایک جامع مانع عبارت درست کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دیں کیونکہ یہ تو ایک طریق محدث ہے جو مقتضی فطرت کے خلاف ہے بہرحال جب یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شارع ﷺ کا طریقہ عملی تعلیم دینے کا ہے اس لئے آپ نے اہل حجاز کی عادت کے مطابق استنجاء میں پتھروں کا استعمال کیا جو وہاں بسہولت ہر جگہ ملتے تھے تو اس سے آپ کی غرض عام حکم دینا ہے نہ کہ آپ کے افعال یا قول سے صرف احجار کے ساتھ استنجاء کو خاص کیا جائے اور دوسری چیزوں سے عدم جواز ثابت کرنا تنگ نظری ہے جیسے داؤد ظاہری اور ان کے متبعین اس کے قائل ہوئے۔

الاستنجاء بالماء

پانی سے استنجاء کے بیان میں

اخبرنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا النضر اخبرنا شعبة عن عطاء بن ابي ميمونة قال سمعت انس بن مالك ﷺ يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء احمل انا وغلام معي نحوي اداوة من ماء فيستنجي بالماء

عطاء ابن ابی میمونہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک ﷺ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میرے ساتھ ایک لڑکا جو میرا ہم عمر ہوتا پانی کا چھاگل لے کر ساتھ ہو جاتے آپ

اس پانی سے استنجا فرماتے۔

أخبرنا قتيبة حدثنا أبو عوانة عن قتادة عن معاذة عن عائشة أنها قالت مرن أزواجكن أن يستطيبوا بالماء فإني أستحييهم منه إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعله

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں کو یہ مسئلہ بتلادو کہ وہ پانی سے استنجا کیا کریں اس لئے کہ میں خود ان کو یہ بات بتانے سے شرم محسوس کرتی ہوں بے شک رسول اکرم ﷺ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

تشریح: امام نسائی اس باب سے ان لوگوں کے قول کو رد کرنا چاہتے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ پانی چونکہ مشروب و مطعوم ہے اس لئے اس سے استنجا کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجا مت کرو کیونکہ وہ جنات کی خوراک ہے جب جنات کی غذا اور خوراک میں اس قدر احتیاط اور ادب کی رعایت کی گئی ہے تو انسان کے مشروب و مطعوم میں اس کی بطریق اولیٰ رعایت ہونی چاہئے اس کے علاوہ اور بھی اقوال منقول ہیں پانی سے استنجاء کے متعلق تفصیلات کے لئے فتح الباری وعمدۃ القاری میں ملاحظہ کیجئے۔ غرض کہ امام نسائی اس ترجمہ میں بتلانا چاہتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ سے استنجا بالماء حدیث صحیح سے ثابت ہے تو پھر مشروب و مطعوم ہونے کو علت قرار دے کر پانی سے استنجا نہ کرنا یہ ایک غیر معقول بات ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پانی مطعوم و مشروب ہے لیکن پانی اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں میں فرق ہے۔ پانی کو تو باری تعالیٰ نے طاہر و مطہر اور نجاست کو دور کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور دوسری چیزیں اس کو خود وہ کھانے پینے کی ہیں یا غیر مطعومات میں سے قابل احترام چیزیں ہیں اور اس مقصد کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں لہٰذا پانی کو دوسرے مطعومات پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ اگر مطعوم و مشروب ہونے کی علت نکال کر پانی کو بھی دوسری چیزوں کی طرح محترم قرار دیا جائے تو پھر اس سے وضو کرنا، غسل جنابت کرنا اور ناپاک کپڑوں وغیرہ سے نجاست کو دور کرنے کے لئے پانی سے دھونا جائز نہیں ہونا چاہیے اور صرف پتھر اور مٹی وغیرہ سے نجاست کو دور کرنا کافی ہونا چاہئے "ولم يقل به احد من الائمة" اور کسی کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اس بات کی طرف حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ (بذل المجهود ۱/۲۷)

امام بخاری نے استنجاء بالماء کی فضیلت پر آیت مبارکہ (فيه رجال يحبون ان يتطهروا الآية) سے استدلال کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ اہل قبا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کے معاملہ میں تمہاری تعریف فرمائی ہے تو تمہاری طہارت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور استنجاء پانی سے کرتے ہیں آپ نے فرمایا بس یہی بات ہے ہمیشہ اس کو "فعليكموه" یعنی اسی کو لازم پکڑو۔ (رواه ابن ماجه ودیمی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں طہارت سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے کیونکہ اس سے خوب اچھی طرح سے صفائی حاصل ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ پہلے اہل قبا پتھروں سے استنجاء کرتے تھے پھر پانی سے طہارت

حاصل کرتے تھے اور وضو میں ان حضرات میں سے جو مہاجرین میں ممتاز تھے وضو اور غسل اہم چیزیں بھی کرتے تھے، نیز یہ کہ روایت مرفوعہ بھی استنجاء کے متعلق منقول ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا مستحب ہے چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے پھر واپس ہو کر پانی طلب فرمایا اور یہ بات مستنبط معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ بعد استنجاء بالحجر کے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جب کہ یہ قولی صورت ہے جو موجب نجاست ہے اور کسی دور تک کے لئے بھی نجاست سے آلودہ ہونے کی حالت میں رہنا آپ کی پاکیزہ طبیعت کے تحمل ہو سکتی ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ڈھیلے سے استنجاء سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مغیرہ کے پاس تشریف لائے تھے پھر جب اس کے بعد پانی سے استنجاء فرمایا تو آپ کے فعل سے جمع ثابت ہو گیا اور یہ اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے "کما فی الام للشافعی" "محقق عینی" نے فرمایا کہ جمہور سلف و خلف کا مسلک اور ہمارا مختار یہی ہے اور یہ ہے کہ افضل صورت ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنے کی ہے لیکن کسی ایک پر اکتفاء کرنے کی صورت میں پانی افضل ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پانی نجاست کے عین اور اثر دونوں کو صاف کر دیتا ہے اور ڈھیلوں سے عین نجاست کا ازالہ تو ہو جاتا ہے مگر اس کا اثر باقی رہتا ہے اس لئے صاف واضح ہوتا ہے کہ پانی سے طہارت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا انفرادی صورت میں پانی کا استعمال افضل ہونا چاہئے۔

شیخ ابن ہمام کی توجیہ

شیخ ابن ہمام کی توجیہ فیض الباری (۱/ ۲۵۸) میں مذکور ہے "وحمل الشیخ ابن الهمام سنیۃ الجمع بین الحجر والماء فی زماننا لأن الناس مكثرة أكلهم يثلطون ثلطا" شیخ ابن ہمام نے ترجیح دی ہے اس زمانہ کے لوگوں کا پاخانہ زیادہ کھانے کی وجہ سے نرم اور پتلا ہوتا ہے اس لئے ڈھیلے اور پانی دونوں کا استعمال سنت ہے۔

اتبعه انا وغلام معی نحوی الخ "ای مقارب لي في السن" یعنی وہ لڑکا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا لڑکا دونوں کے ہم عمر تھے پانی کا برتن رسول اکرم ﷺ کے لئے لیا کرتے تھے۔

غلام کا اطلاق پیدائش سے دس (۱۰) سال تک کے لڑکے پر ہوتا ہے "قاله ابو عبيد" بعض نے کہا ہے کہ دودھ چھڑانے کے وقت سے سات سال کی عمر تک کے لڑکے کو غلام کہتے ہیں علامہ زمخشری نے اساس البلاغہ میں لکھا ہے کہ غلام کا اطلاق داڑھی نکلنے کی حد تک چھوٹے لڑکے پر ہوتا ہے اور اگر اس کے بعد بھی داڑھی نکلنے کے بعد غلام کہہ دیا جائے تو یہ مجاز ہوگا۔

اس روایت میں غلام سے کون مراد ہے، روایات میں اس کی کوئی تصریح نہیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس سے مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر غلام کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اس کا اطلاق ایسے لڑکے پر ہوتا ہے جس کی مونچھیں نکلنے والی ہوں، بڑی عمر اور داڑھی والے پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو بڑی عمر والے تھے اور باریش تھے غلام نہیں کہہ سکتے نیز یہ کہ بعض روایات میں انصار کی تصریح ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

انصاری نہیں بلکہ مہاجرین میں سے تھے اس لئے یہاں عمر بن عبدالرحمن کے علاوہ دوسرا کوئی انصاری راوی مراد ہے اور یہی قول روایات کے ظاہری الفاظ کے ساتھ زیادہ مطابق ہے۔

فیصلہ بعض شارحین نے کہا کہ یہاں مذکورہ سے روایت کرنے والے عروہ کا قول ہے لیکن پہلا قول صحیح لگتا ہے کیونکہ یہ حضرت انس ﷺ کا قول ہے واللہ اعلم۔

ترجمہ کے ماتحت کی دوسری حدیث ترمذی میں بھی موجود ہے امام ترمذی نے اس کی تحسین اور تصحیح کی ہے اور فرمایا کہ اس پر اہل علم کا عمل ہے وہ پانی سے استنجاء کرنے کو افضل کہتے ہیں اگرچہ صرف ڈھیلے پر اکتفاء کو بھی جائز کہتے ہیں کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہاں تین امور ہیں ایک تو استنجاء بالماء ہے دوسرا استنجاء بالاحجار ہے تیسرا ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجاء کرنا اول دو کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے جو حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ایوب انصاری اور ابن عمر اور جابر وغیرہ ﷺ سے مروی ہیں دوسری بھی احادیث مشہورہ سے ثابت ہے چنانچہ اس بارے میں احادیث حضرت انس ﷺ، عائشہ ﷺ وغیرہ سے مروی ہیں تیسری چیز تحقیق طلب ہے ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا تو اس بارے میں کوئی حدیث صحیح صریح نہیں ہے اس کا ثبوت بعض ایسی احادیث ضعیفہ میں ہے جو دونوں کو جمع کرنے پر دلالت کرتی ہیں ان میں زیادہ صریح حدیث ابن عباس ﷺ ہے جس کو بزار نے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں "انا نتبع الحجارة الماء" یعنی ہم پتھر کے ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے ہیں اس کے راوی محمد بن عبدالعزیز کو محدثین کے ہاں ضعیف ہے مگر پھر بھی چونکہ دونوں کو جمع کرنے کا مسئلہ باب فضائل سے ہے اس لئے حدیث قابل اعتبار ہے مزید یہ کہ اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صریح حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کا اثر ہے "ان من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا فاتبعوا الحجارة الماء" اس اثر کی سند میں کسی نے کلام نہیں کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے اور عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں تخریج کیا ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں طرق متعددہ سے نقل کیا ہے علامہ زیلعی فرماتے ہیں "هو اثر جيد" (نصب الرایہ) یہ اثر صریح طور پر دونوں کو جمع کرنے پر دال ہے۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگرچہ حدیث صحیح سے واضح طور پر جمع کا ثبوت مشکل ہے لیکن بعض احادیث ضعیفہ اور حضرت علی ﷺ کے اثر سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے اور اس کے مستحب ہونے پر جمہور سلف و خلف متفق ہیں مگر حضرت حسن بصری نے کہا کہ ڈھیلے کے استعمال کے بعد پانی سے استنجاء کرنا اس زمانہ میں بدعت ہے کسی نے ان سے وضاحت کیا کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام ڈھیلے کے استعمال پر اکتفاء کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ "انهم كانوا يبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا" یعنی ان کا پاخانہ مینگنی کی طرح سخت ہوا کرتا تھا اور تمہارا پتلا جس سے کم ہی تعلق رہتا ہے اس لئے ڈھیلے کا استعمال کافی تھا اور تمہارا پاخانہ پتلا اور نرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے نجاست مخرج سے تجاوز ہوکر ادھر ادھر پھیل جاتی ہے اس لئے دونوں کی رعایت کرنی چاہئے اور اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کو جمع کرنے کا عمل عہد رسالت کے بعد اکثر صحابہ سے مسنون ہو کر شروع ہوگیا جیسا کہ تراویح کی بیس رکعت پر صحابہ کا اتفاق ہے اسی طرح ابن نجیم نے بحر میں لکھا ہے "وقيل الجمع سنة في زماننا وقيل سنة على الاطلاق وهو الصحيح وعليه الفتوى كذا في سراج الوهاج"

(ملتقطا من معارف السنن للعلامة البنوری)

النهى عن الاستنجاء باليمين

داہنے ہاتھ سے استنجاء کی ممانعت کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا هشام عن يحيى عن عبد الله بن ابی قتادة عن ابی قتادة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا شرب احدكم فلا يتنفس في انائه واذا اتى الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه ولا يتمسح بيمينه

عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب قضائے حاجت کرے تو داہنے ہاتھ سے عضو مستور کو نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

اخبرنا عبيد الله بن محمد بن عبد الرحمن قال حدثنا عبد الوهاب عن ايوب عن يحيى بن ابی كثير عن ابن ابی قتادة عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يتنفس في الاناء وان يمس ذكره بيمينه وان يستطيب بيمينه

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا اور دائیں ہاتھ سے عضو مستور کو چھونے سے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔

اخبرنا عمرو بن علی وشعيب بن يوسف واللفظ له عن عبد الرحمن بن مهدی عن سفيان عن منصور والاعمش عن ابراهيم عن عبد الرحمن بن يزيد عن سلمان قال قال المشركون انا لنرى صاحبكم يعلمكم الخراءة قال اجل نهانا ان يستنجي احدنا بيمينه ويستقبل القبلة وقال لا يستنجي احدكم بدون ثلاثة احجار

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارے ساتھی یعنی حضور ﷺ تم کو پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں تو سلمان نے کہا کہ ہاں بے شک آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا اور قبلہ رخ بیٹھنے سے اور فرمایا کہ کوئی شخص تین سے کم پتھروں سے استنجا نہ کرے۔

اذا شرب احدكم الخ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو سانس برتن میں نہ لے بلکہ سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے علیحدہ کر لو اور تین سانس میں پیو۔ اس ارشاد مبارک میں جس ادب کی تعلیم دی گئی ہے اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں جن کی طرف علامہ عینی اور شیخ بیضاوی وغیرہ نے اشارہ کیا ہے کہ اگر تین سانس میں پانی پیا جائے تو تھوڑے پانی سے پیاس رفع ہو جاتی ہے اور سیرابی حاصل ہو جاتی ہے اور ہضم کرنے میں مددگار ہوتا ہے اور اس سے معدہ کی حرارت بھی ...

پینے کی کراہیت بھی ہوتی ہے شمائل ترمذی میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے اور ہر دفعہ برتن کو منہ سے علیحدہ کر لیتے یعنی برتن سے باہر سانس لیتے اور فرماتے "هو امرأ واروى" یعنی تین سانس میں پینے کا عمل بہت مفید ہے اور اس سے اچھی طرح پیاس بھی جاتی ہے اس کے برعکس اگر ایک سانس میں پانی پی جائے تو اس کا اندیشہ ہے کہ پانی زیادہ مقدار میں یکدم معدہ میں چلا جائے گا اور اس سے نقصان یہ ہے کہ معدے کی وہ حرارت باقی نہ رہے گی جو غذا کو پکانے کا کام کرتی ہے پھر جب اس کی حرارت بجھ جائے گی تو معدہ اپنے عمل میں کمزور ہو جائے گا جس کی وجہ سے غذا اچھی نہ پچے گی پھر یہ غذا جگر میں پہنچے گی اور وہ بھی اپنا کام بخوبی انجام نہ دے سکے گا یعنی غذا کا جو اصل مقصد ہے وہ پورا نہ ہو سکے گا۔ غذا کا اصل مقصد یہ ہے کہ جسم کے ہر حصہ کو غذا پہنچے اور خون کی صحیح مقدار ہر جگہ پہنچ جائے اور صفراء اسی طرح سوداء اور بلغم بھی اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں اور یہ سب چیزیں ایک دوسرے سے مناسبت الگ ہوتی ہیں جب غذا اچھی طرح پک جاتی ہے [illegible] نہیں پکے گی تو بدن کے تمام اعضاء کو اس کی تقسیم بقدر ضرورت نہ ہو سکے گی لہٰذا بدن بیمار رہے گا اور کمزور ہو جائے گا علاوہ اس کے ایک سانس میں سارا پانی پی جانا اونٹ کی شکل ہے اور یہ حیوانات اور چوپایوں کی عادت ہے جس کی روایت میں ممانعت وارد ہوئی ہے فرمایا "ولا تشربوا واحدا كشرب البعير ولكن اشربوا مثنى وثلاث" یعنی اونٹ کی طرح ایک سانس میں پانی مت پیو بلکہ دو تین سانس میں پیا کرو۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ دو تین دفعہ سانس لے کر پینے سے چند گھونٹ میں پیاس ختم ہو جاتی ہے اور ایک سانس میں پینے سے خصوصاً سخت گرمی میں اور شدت پیاس کی حالت میں پیاس نہیں بجھتی بلکہ بڑھ جاتی ہے ایسی حالت میں پیاس کو ختم کرنے کے لئے زیادہ پانی پینا پڑتا ہے جس سے معدہ بوجھل ہو جاتا ہے جو موجب تکلیف ہے نیز برتن میں سانس لینا نظافت کے بھی خلاف ہے کیونکہ بعض اوقات سانس کے ساتھ لعاب دہن یا ناک یا منہ کی ہوا پیٹ سے خارج ہو کر پانی کو مکدر کر دیتی ہے جس کی وجہ سے دوسرے پینے والوں کو بلکہ خود پینے والے کو بھی بعض اوقات اس پانی سے نفرت ہو جاتی ہے ان تمام مصالح کی رعایت رکھتے ہوئے شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانی ایک ہی سانس میں مت پیو بلکہ تین سانس میں پیا کرو اور سانس کے وقت برتن کو منہ سے الگ کر لیا کرو۔ (ایضاح البخاری)

واذا اتی الخلاء الخ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جائے تو داہنے ہاتھ سے عضو مستور کو نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

ابن بطال کہتے ہیں مجھے اشکال ہوتا ہے کہ یہاں پہلا جملہ "فلا يمس ذكره بيمينه" دوسرا جملہ "ولا يتمسح بيمينه" ان دونوں کا مفہوم ایک ہے پھر فرق کیا ہے؟ علامہ عینی نے فرمایا کہ پہلے جملے کا تعلق استنجے کے پیشاب سے ہے اور دوسرے کا تعلق پاخانہ سے ہے اور موصوف نے توجیہ کی ہے جو بظاہر قرین قیاس ہے مقبول معلوم ہوتی ہے کہ پیشاب کرتے وقت داہنے ہاتھ سے ذکر کو نہ چھوا جائے اور پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد اس ہاتھ سے استنجا کیا جائے یہی جو حدیث باب سے معلوم ہوتی ہے جمہور کے نزدیک نہی تنزیہی ہے اصحاب ظواہر اس کو تحریمی پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

کرنا اپنے ہاتھ سے استنجا کرنے کا تو شرعاً کوئی ... سے دوسرے حضرات کا بعض حنابلہ اور بعض شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(عمدۃ القاری ۷۱۷/۱)

اب رہا یہ سوال کہ ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت اور شرافت دی ہے جو اسلام کی نظر میں ... بڑی حد تک قابل لحاظ ہے ... ہر حق والے کا حق ادا کیا جائے اس کا خیال رکھنا بہت پسندیدہ ہے اس لئے داہنے ہاتھ کی شرافت کا مقتضی یہ ہے کہ گندے کاموں اور نجاست کے کام ہیں مثلاً استنجا کرنا، ناک صاف کرنا وغیرہ ان کے لئے داہنا ہاتھ استعمال نہ کیا جائے بلکہ ایسے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال ہو۔ اس کے برخلاف جتنے بھی شریف کام ہیں مثلاً کھانا پینا، مصافحہ کرنا وغیرہ وہ داہنے ہاتھ سے کئے جائیں اسی لئے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر امتیازی شان حاصل ہے اور رسول اکرم ﷺ کھانے پینے کی چیز اور کوئی اچھا کام داہنے ہاتھ سے لیتے تھے اور ... جو چیز بھی ... اپنے ہاتھ سے دیتے تھے تو وہ بھی داہنے ہاتھ سے دیتے تھے اور جتنے شریف اعمال ہیں ان کے لئے داہنا ہاتھ استعمال فرماتے اور بائیں ہاتھ کو ادنیٰ چیزوں اور نجاست کی چیزوں سے بچانے کے لئے استعمال فرماتے تھے چنانچہ اس کی تصریح حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں آتی ہے فرماتی ہیں کہ "كانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم اليمنى لطهوره وطعامه وكانت يده اليسرى لخلائه وما كان من اذى" اس حدیث میں بالکل صاف بتا رہی ہیں کہ اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا معمول بیان فرما رہی ہیں کہ آپ داہنا ہاتھ کھانے پینے اور طہارت وغیرہ کے لئے استعمال فرماتے تھے اور جتنی بھی گندی اور قابل نفرت چیزیں ہیں ان کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی جیسا کہ حضرت حفصہ ؓ کی حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جو حدیث حضرت عائشہ ؓ کے موافق اور ہم معنی ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں "ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه وثيابه ويجعل شماله لما سوى ذلك"

غرض کہ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ آپ شرافت والے امور کے لئے داہنا ہاتھ استعمال فرماتے تھے اور وہ چیزیں جن سے طبیعت نفرت کرتی ہے ان کے کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرتے تھے علاوہ ازیں حضرت عثمان ؓ کی یہ روایت مشہور ومذکور ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اکرم ﷺ سے بیعت کی ہے اس وقت سے میں نے داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہیں چھوا یہی دوسری وجہ ہے کہ گندے وقت داہنے ہاتھ کا استعمال ... علاوہ جب کھانے کے دوران وہ بات آئے گی کہ اسی ہاتھ سے استنجا بھی کیا تھا تو اس سے طبیعت میں نفرت پیدا ہوگی۔

اس کے بعد دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حدیث باب کی کس چیز کا حکم دے رہی ہے وہ حکم خاص ہے یا عام ہے ترمذی شریف میں حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے "ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يمس الرجل ذكره بيمينه" یہ حدیث مطلقاً مس ذکر کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہے خواہ کسی حال میں ہو ... اس عنوان کے تحت دوسری حدیث دیکھئے "باب النهي عن مس الذكر باليمين عند البول" کے تحت یہی الفاظ آئے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال [illegible] لا یحلف احد [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (فتح الباری وعمدة القاری)

اسی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible] حالت اعتقاد کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شرح [illegible] حاشیہ علی [illegible]

[illegible] تیسری حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واللفظ له تیسری حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واللفظ [illegible]

یہ تیسری حدیث حضرت عبدالرحمن [illegible] حضرت عثمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء

استنجاء کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل لینے کا بیان

أخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك المخرمي قال حدثنا وكيع عن شريك عن إبراهيم عن أبي زرعة عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم توضأ فلما استنجى دلك يده بالأرض

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے بعد استنجاء سے فارغ ہو جاتے تو ہاتھ کو زمین پر رگڑ لیتے تھے۔

أخبرنا أحمد بن الصباح قال حدثنا شعيب يعني ابن حرب قال حدثنا أبان بن عبد الله البجلي قال حدثنا إبراهيم بن جرير عن أبيه قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم فأتى الخلاء فقضى الحاجة ثم قال يا جرير هات طهورا فأتيته بالماء فاستنجى بالماء وقال بيده فدلك بها الأرض قال أبو عبد الرحمن هذا أشبه بالصواب من حديث شريك والله أعلم

ابراہیم بن جریر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے قضائے حاجت کے بعد آپ نے فرمایا اے جریر پانی لے آؤ جریر کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تعمیل کی پانی ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا پھر آپ نے پانی سے استنجاء کیا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مار کر رگڑ لیا۔

عن ابی زرعۃ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض نے ہرم بتایا ہے اور بعض نے عبد الرحمٰن لکھا ہے کہ ان کے نام اور کنیت میں کوئی فرق نہیں ہے کنیت ہی نام ہے ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ملا ہے لیکن حدیث کا سماع ثابت نہیں ہے البتہ اپنے دادا جریر بن عبد اللہ اور حضرت معاویہ و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں ان کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خاص تعلق ہے ثقہ ہیں ان کے دادا جریر بن عبد اللہ البجلی صحابی ہیں اس حدیث کے راوی ابراہیم بن جریر ان کے چچا ہیں حافظ ابن حجر نے یہ روایت نقل کر کے کہا ہے کہ ابراہیم بن جریر کا ان کا چچا ہونے کے باوجود اپنے والد سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں لیکن چونکہ باعتبار عمر ابو زرعہ سے بڑے ہیں اس لحاظ سے یہ روایت روایۃ الاکابر عن الاصاغر کے باب سے نکل ہے۔

اس کے بعد دوسری حدیث ہے جو شریک عن ابراہیم بن جریر کی سند سے مروی ہے امام نسائی نے اس حدیث کو اشبہ بالصواب قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث شریک میں اضطراب ہے اور شریک کا حافظہ بگڑ جانا بھی مشہور ہے اور دوسری بات ابراہیم بن جریر کی شریک سے روایت کی وجہ مجہول ہے لہٰذا حدیث

معلول ہو کر قابل احتجاج نہ رہی۔

اس اشکال کا جواب علامہ [illegible] نے [illegible] اور محدثین کے اصول کی روشنی میں یہ دیا ہے کہ حافظ ابن [illegible] نے شریک کے تفردات [illegible] میں سے شمار کیا ہے اور اس کو قبول نہیں کیا بلکہ معروف ہے جس کی تائید [illegible] ابن عدی کے قول سے ہوتی ہے ابن عدی کہتے ہیں [illegible] حدیث منکر ضعیف [illegible] ان کی [illegible] جانا [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] سے اچھی [illegible] طرح [illegible] ان کی [illegible] ہوتی ہے وہ کہتے ہیں [illegible] "[illegible]" [illegible] سے ہیں [illegible] حدیث [illegible] کی وجہ سے [illegible] جب حافظ ابن حزم وغیرہ نے ان کو [illegible] کیا [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] شریک کو [illegible] سے ابن [illegible] میں [illegible] "وشریک کثیر الغلط" کہ ابن شریک بہت غلطی کرتے تھے [illegible] ان کی [illegible] حدیث قابل اعتبار ہے [illegible] شریک سے مروی [illegible] حدیث کی [illegible] میں یہ شریک بن [illegible] کی [illegible] قابل [illegible] صحیح مسلم [illegible] ہے [illegible] کہ شریک بن عبداللہ [illegible] بخاری و مسلم کے [illegible] ہیں [illegible] حدیث شریک کو ضعیف قرار [illegible] دوسرے طریقے سے [illegible] حدیث شریک کے بعد [illegible] روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں "[illegible] بالصواب من حدیث شریک [illegible]" [illegible] حدیث شریک کے [illegible] الصواب [illegible] کہتے ہیں [illegible] کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل ﷺ کی [illegible] حدیث [illegible] سند سے بیان کی گئی ہے جس کی [illegible] اسی لئے [illegible] حدیث [illegible] کی [illegible] اس کے [illegible] حدیث پر کلام کیا ہے [illegible] بیان [illegible] ہیں۔

اس کا جواب علامہ [illegible] نے [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] حدیث [illegible] شریک سے [illegible] بالصواب [illegible] "[illegible]" [illegible] کی [illegible] روایت میں [illegible] شریک قاضی [illegible] روایت حدیث میں بہت [illegible] وہ قابل تھے اور حافظ کی بہت [illegible] امام مسلم نے [illegible] روایت [illegible] لیکن ان سے کوئی حدیث [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے [illegible] تو یہ میری نظر سے [illegible] "قال الحاکم احتج به مسلم وحدیثه هذا [illegible] فی صحیحه [illegible] بالصواب منه ای من حدیث شریک" [illegible] حدیث [illegible] ایک تو [illegible] سند سے [illegible] ہے [illegible]

فدلك بها الارض یعنی آپ ﷺ نے ہاتھ کو زمین پر مل کر دھو لیا تاکہ بدبو ختم ہو جائے اور خوب اچھی طرح پاک و صاف ہو جائے اور یہ اکمل طہارت ہے مٹی سے بھی حاصل ہوتی ہے بدبو کا ازالہ اور نجاست کا عین اور اثر دونوں کا ازالہ ہوتا ہے۔

اشکال یہ ہے کہ علماء نے حضور اکرم ﷺ کے فضلات کو پاک کہا ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے پھر استنجا کے بعد آپ کا ہاتھ دھونا کیوں ہے؟ اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل تعلیم امت کے لئے تھا کہ جب امت کے لوگ استنجا کریں گے تو ان کا ہاتھ نجاست سے ملوث ہوگا یا بدبو کا کچھ اثر ہاتھ میں باقی رہا تو اس حالت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس عمل کی تعلیم حدیث باب میں فرمائی ہے کہ استنجا کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھو لیا جائے اس سے خوب اچھی طرح سے پاک صاف ہو جائے گا اور بدبو ختم ہو جائے گی اسی وجہ سے علماء نے اس کو افضل قرار دیا ہے۔

باب التوقيت في الماء

بیان میں پانی کی تحدید کے

أخبرنا هناد بن السري والحسين بن حريث عن أبي أسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه من الدواب والسباع فقال إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اس پانی کا کیا حکم ہے جس میں سے جانور اور درندے پیتے ہیں (ارشاد) فرمایا جب پانی دو قلہ ہو تو نجاست اٹھا نہیں سکتا۔

تشریح اس ترجمہ کے الفاظ کا مطلب ہے کہ کس قدر پانی میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی ناپاک نہیں ہوتا اس مسئلہ میں ابن عمر ﷺ کی روایت ہے کہ اگر پانی بقدر قلتین ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اس مقدار سے کم ہو تو ناپاک ہو جاتا ہے اسی حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت امام شافعی نے اسی پر عمل کیا ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی اس کے ساتھ ہیں ان دونوں حضرات نے اس حدیث کی بنا پر قلتین کو کثیر اور قلیل پانی کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے کہ اگر پانی قلتین کی مقدار کو پہنچ جائے تو کثیر ہے اور اگر نجاست کی وجہ سے پانی کا کوئی وصف بدل جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اور اگر پانی قلتین سے کم ہو تو محض نجاست گرنے کے بعد وہ ناپاک ہو جاتا ہے لیکن حنفیہ اعتماد کرتے ہیں اگر پانی میں نجاست کا اثر ظاہر ہو تو پانی ناپاک سمجھا جائے گا اور ان کی دلیل حضرت ابو امامہ کی روایت ہے جس

میں ہے الماء طهور الا ما غلب علی ریحه او طعمه او لونه [illegible] پانی پاک ہے [illegible]
[illegible] نجاست گرنے سے [illegible] پانی [illegible] ہے [illegible]
فرمایا الماء طهور لا ینجسه شیء کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی [illegible]
قلیل ہو یا کثیر ناپاک نہیں ہوگا [illegible] اسی طرح شوافع کی طرف [illegible]
کے درمیان اوصاف کی تبدیلی [illegible]
پانی [illegible] کا جواب [illegible]

حضرات حنفیہ کی تقریر [illegible] قلیل و کثیر [illegible]
[illegible] کا گمان غالب [illegible] دوسری جانب [illegible] نجاست نہیں پہنچی [illegible]
[illegible] امام اعظم سے منقول ہے [illegible]
الاصح کما فی الغنیۃ وغیرها ۔

اور یہ جو بعض کتب فقہ میں [illegible] کی تحدید [illegible]
درست نہیں ہے [illegible] کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحدید [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]
[illegible] امام محمد [illegible] سوال [illegible] کے جواب
میں [illegible]
[illegible]

شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں [illegible]
[illegible] حضرت شیخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] امام ابو یوسف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قلیل و کثیر [illegible]
[illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible] کوئی مستقل [illegible]
[illegible] مستقل [illegible]
اس [illegible] (... ملخصاً)

یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے کہ اوپر جو بیان کیا گیا ہے مختلف اقوال ہیں، سب دہ در دہ کا فاصل ہونا دوسرے ہیں صاحب ودیعتہ امام طحاوی کی تصریح کے مطابق ہمارے ائمہ ثلاثہ کی ظاہر روایت یہی ہے لیکن اس کے باوجود بعض دیگر حضرات نے غدیر عظیم کی تعریف کی ہے مثلاً بما لا یتحرک طرفہ بتحریک الطرف الآخر یعنی بڑے تالاب اور جوہڑ کو کہتے ہیں جس کے ایک کنارہ پر پانی کو حرکت دینے سے دوسری جانب پانی میں حرکت پیدا نہ ہو، صاحب فتح القدیر وغیرہ نے اسی کو ظاہر مذہب قرار دیا ہے اور بعض حضرات نے حنفیہ کا قول ہے حتی کہ صاحب ہدایہ نے بھی اسے کہا کہ "المعتبر فی الروایۃ عن اصحاب مشائخنا من لہ یعتبر بالتحریک" اور تاتارخانیہ میں ہے کہ اعتبار تحریک کا قول کتب مشہورہ میں ہمارے ائمہ ثلاثہ سے منقول ہے غرض کہ اس سے معلوم ہوا کہ کثیر اور قلیل پانی کی حد اعتبار تحریک ہے۔ اب ظاہر ہر دو اقوال میں تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے قول میں غالب گمان کا اعتبار ہے اور دوسرے میں تحریک کا اعتبار ہے تو اس کے ہر ایک سے مختلف ہو سکتا ہے لیکن ایک کنارہ پر حرکت دینے سے دوسری جانب میں حرکت پیدا ہونا یا نہ ہونا بھی ایک امر حسی ہے جو ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے اور مختلف نہیں ہوتا، لہٰذا دونوں میں سے ہر ایک قول کتب معتبرہ کی تصریحات کے مطابق ہمارے ائمہ ثلاثہ کی ظاہر روایت ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے، صاحب البحر نے اس کو نقل کرنے کے بعد دونوں میں اس طرح تطبیق دی ہے "بیان المراد عنہ اللفظی ما لو حرک لوصل الی الجانب الآخر اذا لم یوجد التحریک بالفعل (امانی الاحبار ۱/۵)"
اب دونوں میں کوئی تضاد نہیں رہا، بہرحال اس تفصیل مذکور سے معلوم ہوا کہ احناف کا مسلک دیگر کے مسلک سے مختلف ہے احناف کثیر اور قلیل پانی کے درمیان فرق کے قائل ہیں، اور ہر ایک کا حکم بھی الگ الگ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر جائے تو تغیر اوصاف تک توقف نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ پانی ناپاک ہو جائے گا لیکن اگر کثیر پانی میں نجاست واقع ہو جائے تو اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ، بو یا مزہ نہ بدل جائے، اگر اس میں سے کوئی ایک وصف بدل گیا تو پانی ناپاک ہو جائے گا کیونکہ شریعت نے کثیر کی طہارت و نجاست کا مدار تغیر اوصاف و عدم تغیر پر رکھا ہے چنانچہ جہاں نجاست کی وجہ سے تغیر ہوا ہے وہاں پانی کا حکم بدل جائے گا یعنی پانی کو ناپاک قرار دیا جائے گا اور جہاں نجاست نے پانی کے اوصاف پر اثر نہیں کیا تو پانی طہارت اصلیہ پر باقی رہے گا۔

علاوہ ازیں شوافع کی طرح احناف بھی کثیر و قلیل کا فرق کرتے ہیں اور کثیر میں تغیر اوصاف کو دیکھتے ہیں لیکن وہ پانی جس کی مقدار قلیل ہو اس میں نجاست گرنے سے تغیر اوصاف ہو یا نہ ہو ہر صورت ناپاک ہو جاتا ہے جس پر روایت دلالت کرتی ہیں جسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

دلیل اول: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں "اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرار" (رواہ مسلم وغیرہ) اس حدیث کے تمام روات ثقہ ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پانی پی لے تو اس پانی کو گرا دے پھر سات مرتبہ دھوئے ظاہر بات ہے کہ کتے کے صرف منہ ڈالنے سے پانی وغیرہ میں رنگ، مزہ اور بو میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے برتن دھونے اور پانی وغیرہ کے

[illegible] حدیث کی [illegible] مسلک حنفیہ کی دلیل [illegible]

دلیل سوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "إذا استيقظ أحدكم من نومه [illegible]" [illegible] لا يدري [illegible]

[illegible]

دلیل چہارم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه" [illegible] مسلک حنفیہ کی دلیل [illegible]

حدیث باب سے استدلال کا جواب

شوافع کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ حدیث قلتین مضطرب ہے [illegible]

[illegible]

عمر بن محمد بن جعفر بن الزبیر بن عبداللہ بن عبداللہ بن جعفر سے اور جس نے اس کو چھوڑ کر کسی اور طریق سے روایت کی اس نے غلطی کی تفصیل کے لیے تلخیص الحبیر ملاحظہ ہو۔

ہم کہتے ہیں کہ اس طرح کے احتمالات سے بجائے رفع اضطراب کے اس کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے بہر حال یہ عبارت کہ عدم ضبط راوی کو ظاہر کر رہی ہے جو ضعف حدیث کا موجب ہے اس کی تائید امام ترمذی کے اس حکم اضطراب سے ہوتی ہے جو انہوں نے اپنی سنن میں حضرت زید بن ارقم کی حدیث "فلیقل اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث" پر لگایا ہے اس باب کے آخر میں کہا: قال ابو عیسیٰ سالت محمداً عن ھذا یعنی امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد امام بخاری سے حدیث زید بن ارقم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا 'یحتمل ان یکون قتادۃ روی عنہما جمیعاً' (ممکن ہے قتادہ نے نضر بن انس اور قاسم بن عوف شیبانی دونوں سے سنا ہو) دیکھیے یہ نہ کہہ سکے کہ اس قول کے بعد وہ اس کی طرف کوئی توجیہ نہیں کی اور حدیث زید بن ارقم کی سند میں اضطراب کا حکم لگانے سے باز نہیں رہے، جب تک کہ کسی ایک طریق کو راجح قرار دیا جائے اور دوسرے کو مرجوح یا جمع بین الطریقین کی صورت نکالی جائے جیسے کہ حافظ ابن حجر نے دارقطنی کے طرز پر چلتے ہوئے اختیار کی ہے بہر صورت اضطراب خالی نہیں ہے اس حدیث کی سند میں تو اضطراب باقی رہ جاتا ہے۔

دوسری علت اس حدیث میں اضطراب متن کی بھی ہے کسی روایت میں قلتین ہے اور کسی میں قلتین او ثلاثا ہے کہ یہ بھی راوی کا شک ہے کسی میں اربعین قلہ آیا ہے۔ ایک جگہ حدیث موقوف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اربعین قلہ ہے اور ایک روایت میں جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع نقل ہوئی ہے اربعین غرباً ہے۔ تیسرا اضطراب اس حدیث کے لفظ قلہ کے معنی میں ہے قلہ چھوٹے مٹکے کو بھی کہتے ہیں بڑے مٹکے اور مشکیزے کو بھی کہتے ہیں "راس الجبل" یعنی پہاڑ کی چوٹی کے معنی میں بھی آتا ہے اور قامت انسان کو بھی کہا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ مٹکے سے کون سے مٹکے مراد ہیں پھر اس کا تعین ہونا چاہیے جب تک اس کا تعین نہ ہو اس سے قلتین کی مقدار پر استدلال نہیں ہو سکتا حدیث سے اس کی تفسیر ثابت نہیں مگر قیاس سے اس کی تفسیر کی گئی ہے شوافع نے ذکر کیا ہے اس مقام میں قلہ کے معنی مٹکے کے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مٹکے کس علاقے کے اور کس قسم کے ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ مٹکے ہجر کے مراد ہیں (ہجر عرب کے ایک صوبے کا شہر کا نام ہے) وہاں کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہیں ابن عدی نے اپنی سند سے ابن جریج سے ایک روایت بیان کی ہے جس میں من قلال ہجر کی تصریح ہے مگر ساتھ ہی کہہ دیا "باسناد لا یحضرنی ذکرہ" (اس حدیث کے راوی ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ہجر کے مٹکوں کو دیکھا فالقلۃ تسع قربتین وشیئا) امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے بطور احتیاط کے اس کو ڈھائی مشک کے برابر قرار دیا ہے یعنی مشک کے حساب سے ان کے مذہب کے مطابق دو مٹکوں کے پانچ مشکیں ہوئیں یعنی مشک عرب کے حساب سے پانی کے بجائے ... (واللہ اعلم)

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کی بناء پر قلتین سے ہجر کے مٹکے مراد لینا درست نہیں کیونکہ اس کے اندر ایک چیز کمی ہے جس کی وجہ سے وہ قابل حجت نہیں رہ جاتی ہے علامہ زیلعی نے اس کی نشاندہی کی ہے۔

ایک تو یہ کہ روایت مذکورہ کے راوی مسلم بن خالد ہیں جن سے امام شافعی نے روایت کی ہے ان کو محدثین کی ایک جماعت نے

کی سند میں محمد بن اسحاق ہیں اور امام بیہقی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور خود امام بیہقی نے "باب من رخص ان لا ینجس بالمجاورة الفضل" میں اس کو ضعیف کہا ہے۔

دوسری علت یہ ہے کہ اس حدیث کیلئے اشارہ کی ہے جیسا کہ خود امام شافعی کہتے ہیں "باسناد لا يحضرني ذكره" کیا ایسی حدیث جس کی اسناد ہی معلوم نہ ہو قسم تسلیم کرے گا؟ پھر کوئی نہیں فرق کہ حدیث مذکور کی سند مجہول ہونے کی وجہ سے انقطاع کے درجہ میں ہے اور ایسی منقطع حجت نہیں بن سکتی۔

تیسری علت یہ ہے کہ امام شافعی کا قول "ولا اراني في الحديث بقلال هجر" سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ پیغمبر ﷺ کا ہے لیکن ابن جریج کی روایت سے جس کو بیہقی نے اس حدیث مذکور کے بعد سنن کبری میں نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یحییٰ بن عقیل کا ہے چنانچہ وہاں ہے کہ ابن جریج کہتے ہیں محمد نے اپنے استاد یحییٰ بن عقیل سے پوچھا کہ "قال قلال هجر الخ" یعنی قلتین سے مقصد ہجر مراد ہے تو انہوں نے کہا قلال ہجر کے یہاں مراد مٹکے ہجر کے ہیں اور یحییٰ بن عقیل صحابی نہیں لہٰذا ان کے قول سے قلتین کی تفسیر کرنا اور اس سے استدلال کیسے صحیح ہے بہرحال قلتین کی تفسیر کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں اس کی تفسیر محض قیاس سے کی گئی ہے اور جب مٹکے کے معنی ہی معلوم نہیں ہوئے اور مقدار ہی متعین نہیں ہو سکی تو حدیث قلتین ضعیف ہوگی اس لئے اس سے پہلی کی مقدار نکل ہی سکتی کہ قلتین کونسا مٹکا مراد ہے اور اس سے کیا کوئی تفصیل ہو جائے چنانچہ امام طحاوی نے سند کی بحث تو صحیح کی بلکہ یہ کہا کہ اس پر عمل نہیں ہوسکتا "انما تركناه لانا لا نعلم ما القلتان" یعنی اس حدیث کو ہم نے اس واسطے ترک کردیا کہ ہم نہیں جانتے دو مٹکے کیا ہیں۔ حافظ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ حدیث قلتین صحیح ہے محدثین کی ایک جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے البتہ وہ مضطرب الاسناد ہے اور اس کے بعض الفاظ میں اختلاف ہے جس کا صحیح جواب دیا جا سکتا ہے لیکن میں نے اس کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ہمارے نزدیک مقدار قلتین کی تعیین بطریق استدلال نہیں ہو سکی جس کی طرف شرعاً رجوع کرنا واجب ہو اور قول حافظ ابن حجرؒ کے ان کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کو ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "اذا بلغ الماء قلتين من قلال هجر لم ينجسه شيء" ابن عدی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے اس میں قلال ہجر کی قید صرف اسی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور کسی حدیث میں اس کا ذکر ہی نہیں اور اس کی سند میں مغیرہ بن مسلم ہے راوی منکر الحدیث ہے اور عقیلی نے کہا "لم يكن مؤتمنا على الحديث"۔

بہرحال اس تفصیل مذکور سے واضح ہوا کہ حدیث قلتین ایسی صحیح اور معتبر نہیں ہے جس پر طہارت و نجاست کے سارے احکام و مسائل مرتب کئے جائیں اور اگر ہم سند اور متن سے قطع نظر اس کو تسلیم بھی کریں تب بھی مقدار کا اختلاف اس پر عمل کرنے سے مانع ہے چنانچہ محقق ابن عبدالبر مالکی نے بھی تمہید میں یہی اختیار کیا ہے کہ ناقابل عمل قرار دیا ہے فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے جس مذہب کا اثبات حدیث قلتین سے کیا ہے وہ نظر کی رو سے ضعیف ہے اور اثر کے لحاظ سے غیر ثابت ہے کیونکہ حدیث مذکور میں اہل علم کی ایک جماعت نے کلام کیا ہے اور اس لئے کہ قلتین کی مقدار کسی حدیث یا اجماع سے ثابت اور متعین نہیں ہو سکی اور موصوف نے استذکار میں فرمایا کہ حدیث قلتین معلول ہے اور شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ اس حدیث کو حسن

محدثین نے ضعیف کہا ان میں سے حافظ ابن عبد البر مالکی اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحاق اور ابوبکر ابن العربی مالکی ہیں اور بدائع میں ہے "عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین" یعنی علی ابن المدینی نے کہا حدیث قلتین مرفوعاً حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ حدیث قلتین ثابت نہیں محدثین کی ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے "حسن فی البیہقی من شذ عنہ اما غیر قوی" کہ امام بیہقی کے متعلق بعضوں کا خیال ہے کہ وہ ... شرح ... کا احسان ہے کہ وہ بھی حدیث قلتین کو غیر قوی قرار دیتے ہیں اور امام ... اور ... نے باوجود شافعی کی شدۃ اتباع کے اس حدیث کو ضعیف ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن القیم نے حدیث قلتین کی سند کی تصحیح تسلیم کرنے کے باوجود یہ کہا کہ یہ ... غیر صحیح ہے کیونکہ صرف صحت سند سے کسی حدیث کو صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ اس سے شذوذ اور علت ختم ہو جائے اور یہ حدیث شذوذ اور علت سے خالی نہیں ... شذوذ اور علت ... کی تفصیل کے لئے تہذیب السنن لابن قیم میں ملاحظہ کیجئے یا ... (۲۲۲/۱) ... ابن قیم کی تہذیب السنن نقل کی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس تمام بحث کے بعد اگر حدیث قلتین کو صحیح مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک اس صورت پر محمول ہے جبکہ پانی زمین پر پھیلا ہوا ہو جیسے کہ جنگل ... اس کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے اس میں "عن ... کے بعد یکون فی الفلاۃ من الارض" کی قید ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے جنگل کے پانی کے متعلق دریافت کیا گیا جس سے درندے پانی پیتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب پانی بقدر قلتین ہو تو وہ پاک ہوگا اور ظاہر ہے کہ جنگل کا پانی اکثر پھیلا ہوا ہوتا ہے ... پانی زمین پر پھیلا ہوا ہونے کی شکل میں اگر اس کی گہرائی اس قدر ہو کہ چلو سے پانی لینے سے زمین ظاہر نہ ہو ... اتنی جگہ میں ہوگا کہ ایک کنارے کی حرکت سے دوسری طرف حرکت نہیں کرتی ہے اور یہ مذہب میں اسی پانی کو ماء کثیر کہتے ہیں اور وہ دہ در دہ تمام ہوتا ہے ... (ص ...) اور حدیث کی صحت تسلیم کر لینے کے بعد اس کا محمل ماء کثیر ہونا ... سے بھی معلوم ہوتا ہے جو علامہ سمعانی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ ابو یوسف نے کہا کہ ایک دن میں نے امام اعظم سے پوچھا کہ اس حدیث "اذا کان الماء قلتین الخ" کے کیا معنی ہیں؟ تو میں نے کئی تاویلات کے مگر میرے استاد اس سے خوش نہیں ہوئے تو میں نے کہا آپ بتائیں تو فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں "اذا کان ... کثیراً" (جاری سے مراد کثیر ہے) گویا کنایہ ہے کثرت سے جو عمل ... سے نقل کیا اور ... کی حدیث میں ... کیونکہ ... امام اعظم کی ... شدت سے خوش ہوئے ... بہرحال اس حدیث میں مقصود ... "اذا کان الماء کثیراً" ہے۔

(واللہ اعلم)

اب مالکیہ نے حضرات کا جواب انہوں نے ایک مشہور حدیث سے استدلال کیا جو ... حدیث الماء طہور ... بالکل ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ "ان الماء طهور لا ينجسه شيء" میں الف لام جنس کے لئے ہے لہٰذا اگرچہ مورد خاص ہے مگر حکم عام ہے چنانچہ ان کے نزدیک پانی تھوڑا ہو یا بہت ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے اوصاف میں سے کسی ایک وصف کا تغیر نہ ہو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ الف لام الماء میں جنس کے لئے نہیں بلکہ عہد خارجی کے لئے ہے اور معہود بئر بضاعہ کا پانی ہے کیونکہ اس حدیث میں ایک معروف سوال ہے یعنی کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے بئر بضاعہ کے متعلق کیا تھا کہ ہم کنویں کے متعلق لہٰذا جواب بھی اسی کے مطابق دیا گیا کہ مطلق جیسا بنفسہ کا حکم اس حدیث میں بیان کیا گیا بلکہ تو صرف بئر بضاعہ کے پانی کا حکم بیان فرمایا ہے لہٰذا الماء طهور کا مطلب یہ ہوگا کہ جس کنویں کے متعلق دریافت کر رہے ہو اس کا پانی طاہر و مطہر ہے جب تک کہ اس کے اوصاف میں سے کسی وصف کا تغیر نہ ہو اس قید کی اس لئے ضرورت ہے کہ تغیر اوصاف کے بعد پانی بالکل اجماعاً ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کنویں کا پانی جاری تھا اس کے پانی سے باغات سیراب کئے جاتے تھے جیسا کہ امام طحاوی نے واقدی سے نقل کیا ہے اور واقدی کا قول سیر واخبار اور واقعات میں حجت مانے جاتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد وہ تمام حجت ہیں اور جب وہ جاری تھا تو اس کا پانی ناپاک نہیں ہو سکتا۔

بہرحال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حدیث بئر بضاعہ اپنے اطلاق اور عموم پر نہیں ہے بلکہ اس کے اطلاق کو یہ حدیث بھی ختم کرتی ہے فرمایا "لا يبولن احدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه" (رواہ البخاری) اگر رکے ہوئے غیر جاری پانی میں پیشاب کرنے سے وہ پانی ناپاک نہ ہوتا تو پھر ممانعت کا کوئی فائدہ نہ ہوتا اسی طرح "اذا ولغ الكلب في اناء احدكم فليهرقه الخ" اور "اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في وضوئه الخ" یہ روایات بھی حدیث بئر بضاعہ کے اطلاق اور عموم کو باطل کرتی ہیں لہٰذا ارشاد رسول "الماء طهور لا ينجسه شيء" سے مالکیہ کا اپنے مسلک کے لئے تمسک کرنا صحیح نہیں ہے۔

مالکیہ کی دوسری دلیل حضرت ابوامامہ ﷺ کی حدیث ہے جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہو چکا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی رشدین بن سعد ضعیف ہے ترمذی وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے شیخ ابن ہمام نے کہا کہ اس کو بیہقی نے دو طریق سے روایت کیا ہے اس میں رشدین بن سعد نہیں ہے ایک طریق میں "ان الماء طاهر الا ان تغير ريحه او طعمه او لونه بنجاسة تحدث فيه" دوسرے طریق میں "الماء لا ينجس الا ما غير طعمه او ريحه" کے الفاظ آئے ہیں بیہقی نے کہا "والحديث غير قوي" یعنی یہ حدیث قوی نہیں لہٰذا یہ مستدل والی حدیث دلیل بننے کے قابل نہیں ہے۔

(واللہ اعلم)

ان سب تحقیقات کا حاصل یہ ہے کہ اس باب میں حنفیہ کا مذہب بہت احوط ہے لہٰذا اسی پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ جو پانی حنفیہ کے نزدیک پاک ہوگا وہ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق پاک ہوگا اور برعکس اس کے مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک پاک اور بعض کے نزدیک نجس۔

ترک التوقیت فی الماء

اس امر کے بیان میں کہ پانی میں کوئی تحدید نہیں

أخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ثابت عن أنس أن أعرابيا بال في المسجد فقام إليه بعض القوم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوه لا تزرموه فلما فرغ دعا بدلو فصبه عليه قال أبو عبد الرحمن يعني لا تقطعوا عليه

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا بعض لوگ اس کی طرف بڑھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگایا اور اس کے پیشاب کی جگہ پر بہا دیا۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا عبيدة عن يحيى بن سعيد عن أنس بن مالك قال بال أعرابي في المسجد فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بدلو من ماء فصب عليه

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله عن يحيى بن سعيد قال سمعت أنسا يقول جاء أعرابي إلى المسجد فبال فصاح به الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتركوه فتركوه حتى بال ثم أمر بدلو فصب عليه

أخبرنا عبد الرحمن بن إبراهيم عن عمر بن عبد الواحد عن الأوزاعي عن محمد بن الوليد عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن أبي هريرة قال قام أعرابي فبال في المسجد فتناوله الناس فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوه وأهريقوا على بوله دلوا من ماء فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين

تشریح اعرابی: اعراب کی جمع ہے کہ اعرابی کی نسبت اعراب کی طرف ہے جس کا واحد مستعمل نہیں ہے دیہات کے باشندوں کو کہتے ہیں عربی ہوں یا عجمی اور عربی کی نسبت عرب کی طرف ہے خواہ شہر کے یا دیہات کے رہنے والے ہوں۔

جس دیہاتی شخص نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اس کا بیان اس حدیث میں آیا ہے وہ کون تھا اس میں اختلاف ہے کسی نے کہا کہ وہ اقرع بن حابس تھا اور کسی نے کہا کہ وہ عیینہ بن حصن تھا اور کتاب صحابہ میں ابو موسیٰ مدینی کی روایت میں آیا ہے اطلع ذو الخويصرة اليماني وكان رجلا جافيا مع ... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذوالخویصرہ یمانی تھا اور صاحب قاموس نے کہا ہے کہ ذوالخویصرہ یمانی صحابی تھے انہوں نے ہی مسجد میں پیشاب کیا تھا۔ (والعلم عند اللہ تعالیٰ)

فقام اليه بعض القوم: تیسری روایت میں ہے کہ لوگ اس کی طرف اٹھے تو ... چوتھی روایت میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں فتناوله الناس آیا ہے بخاری میں بھی اسی طرح ہے ... فقال

کرنے کے بعد کچھ کہ روایات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں نے آپ کا ہاتھ سے پکڑ کر روکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ زبان سے ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو اس ناشائستہ فعل سے روکنا چاہا۔

مه مه لا تزرموه امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کا اہتمام ہے جس میں صحابہ کرام کسی زیادہ محنت نہیں کرتے تھے اس سلسلے میں ان کا جوش بہت بلند تھا چنانچہ جب انھوں نے اس اعرابی کے ناپسندیدہ فعل کو دیکھا تو اس کو روکنا چاہا لیکن حضور اکرم ﷺ نے انکو ایسا کرنے سے روک دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صاحب نئے نئے مسلمان ہوئے تھے قبول اسلام کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اس لئے وہ آداب مسجد سے ناواقف ہونے کی بنا پر مسجد کا احترام نہیں کر سکے اور جو ادب ملحوظ ہونا چاہیے اس کا ان کو علم نہیں تھا۔

بعض شارحین نے کہا کہ اس دیہاتی شخص کے ساتھ جو برتاؤ اختیار کیا گیا ہے وہ ایک قاعدے کے ماتحت تھا جو یہ ہے کہ "اذا ابتلی الانسان ببلیتین فلیختر اهونهما" یعنی انسان جب دو مصیبتوں میں گھر جائے تو اسے آسان والی مصیبت کو اختیار کرنا چاہئے کیونکہ یہی تقاضائے عقل ہے اور یہی تقاضائے شریعت ہے اب یہاں دو مصیبتیں ہیں ایک تو مسجد کی دوسری اعرابی کی جان کا خطرہ۔ مسجد تو پیشاب سے آلودہ ہو چکی کیونکہ اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا تھا لیکن پوری مسجد میں نہیں ایک جانب میں شروع کیا تھا جیسا کہ ابو داؤد اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور جس میں ہے فلم یلبث ان بال فی ناحیة المسجد "یعنی اس اعرابی نے دیر نہیں کی فوراً مسجد کے ایک کنارے پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ اور بخاری میں ہے فبال فی طائفة المسجد یا ناحیة المسجد "یعنی مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگا بہرحال اس کو روکنے سے فائدہ تھا کیونکہ جب اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا تو مسجد کے فرش کی نجاست تو متعین تھی جس کو پاک کرنا آسان تھا اور اس کی صفائی بھی کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن اگر اس وقت اسے روکنے کی کوشش کی جاتی تو دو مصیبتوں کا خطرہ تھا یا تو اس پر رعب طاری ہو جاتا اور اس کا پیشاب رک جاتا جس کی وجہ سے اس کو سخت تکلیف ہو جاتی بلکہ پیشاب کی بندش سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا یا وہ خوف کے مارے پیشاب کرتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتا جس کی وجہ سے اس کا بدن اور کپڑا ناپاک ہو جاتا اور جو پیشاب ایک جانب میں تھا اب مسجد کی مختلف جگہوں میں پھیل جاتا اس لئے ہلکی مصیبت کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا اس کو بھی اس کو پیشاب کی حالت میں چھوڑ دو اور بلا خوف و خطر اس سے فارغ ہو جانے دو بہرحال جب وہ فارغ ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ نے اسی موقعہ پر صحابہ کرام کو ناپاک شدہ فرش مسجد کے پاک کرنے کا طریقہ بتا دیا جس کا بیان حدیث باب میں آیا ہے کہ "دعا بدلو فصب علیه" یعنی پانی کا ڈول منگوایا اور اس کے پیشاب پر بہا دیا۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے اس اعرابی کو بلایا اور اس کو نرمی سے سمجھایا کہ ان مساجد کی تعمیر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان میں پیشاب کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان میں صرف نماز و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح وغیرہ کیا جائے ان الفاظ کا اگرچہ نسائی کی روایت میں ذکر نہیں ہے مگر بخاری و مسلم کی روایت میں ہے اور صحابہ کرام کو بھی یہ تلقین و ہدایت فرمائی جس کا ذکر اسی حدیث کے آخری الفاظ میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر اگر پیشاب لگ جائے تو اس پر کثرت سے پانی بہا دینے سے پاک ہو جاتی ہے یہی قول امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ہے اور ان کے نزدیک اس کے دھونے کے لئے پانی بہانا ہی ضروری

طریقہ نہیں ہے بعض حضرات نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے

حضرات حنفیہ کہتے ہیں کہ ناپاک زمین کی تطہیر تین طریقے سے ہو سکتی ہے، زمین کو کھرچ کر ناپاک مٹی کو پھینک دینے سے پاک ہو جاتی ہے یا اتنا کھود دیا جائے کہ جہاں تک نجاست کی تری پہنچی ہو وہاں تک کی مٹی نکال دی جائے اور یا پانی کی کثرت سے پانی بہا دینے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے خواہ وہ خشک ہونا دھوپ سے ہو یا ہوا سے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ حنفیہ طریقہ ناپاک مٹی کو کھود کر پھینک دینے کو واجب نہیں کہتے خواہ مٹی نرم ہو یا سخت جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ حنفیہ یہی کہتے ہیں کہ مکلف کو اختیار دیا گیا ہے کہ ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ناپاک زمین کی طہارت حاصل کر سکے اور حدیث باب میں جس عمل کا بیان ہوا ہے وہ حصول طہارت کے مختلف طریقوں میں سے ایک صورت ہے حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے لہٰذا حدیث باب ہمارے خلاف نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے سمجھا ہے حنفیہ کا اصول ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں متعدد روایات مروی ہوں تو جہاں تک ممکن ہو سکے ان سب کو جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر جمع کرنے کی کوئی شکل نہ ہو تو ترجیح کا طریقہ اختیار کرتے ہیں چنانچہ یہاں بھی ناپاک زمین کو پاک کرنے کے مسئلہ سے متعلق جتنی روایات ہیں حنفیہ نے ان کو اپنے اپنے موقع کے مطابق قابل عمل کہا ہے بخلاف شوافع وغیرہ کے انہوں نے زمین کی طہارت کو صرف پانی بہا دینے ہی میں انحصار کر دیا ہے جس سے تطہیر بالحفر اور تطہیر بالیبس کی روایات کو ترک کرنا لازم آتا ہے مقام حیرت ہے کہ پھر بھی وہ حضرات اہل حدیث کہلاتے ہیں اور حنفیہ کو اہل الرائے سے ملقب کرتے ہیں جو بالکل انصاف کے خلاف ہے

اب ہم ان روایات کا ذکر کرتے ہیں جن کی روشنی میں احناف کہتے ہیں کہ جس طرح ناپاک زمین پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اسی طرح خشک ہو جانے سے بھی پاک ہو جاتی ہے جبکہ نجاست کا ظاہری اثر باقی نہ رہے چنانچہ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ (تابعی امام) سے روایت ہے "اذا جفت الارض فقد زكت" یعنی فرمایا کہ جب زمین خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہ حکم قیاس سے درک نہیں ہو سکتا کیونکہ خشک ہونا عقل کی روشنی میں طہارت کا سبب نہیں لہٰذا یہ حکماً مرفوع ہے اور یہ حدیث مرسل تابعی ہے اور مرسل ہمارے یہاں حجت ہے اور المرسل کالمسند مرفوع میں ہے کہ یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور وہ حدیث موقوف ہمارے یہاں حجت ہے اور عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں ابو قلابہ سے روایت کی ہے "جفوف الارض طهورها" یعنی زمین کا خشک ہونا اس کی طہارت کے لئے کافی ہے ان آثار سے معلوم ہوا کہ زمین سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے جب نجاست کا اثر ختم ہو جائے اور ناپاک مٹی کو کھرچنے کا طریقہ بھی زمین کی تطہیر کا ایک طریقہ ہے جس کو حنفیہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ حدیث سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ امام زیلعی نے تخریج کے وقت جو اعرابی کا واقعہ نقل کیا ہے جس اسی واقعہ سے متعلق سنن دارقطنی میں دو حدیثیں مروی ہیں ایک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس میں ہے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں پیشاب کیا تو رسول اکرم ﷺ نے اس جگہ کی مٹی کھرچنے کا حکم دیا اور اس پر ایک ڈول پانی کا بہا دیا گیا "فامر بمكانه فاحتفر وصب عليه دلو من ماء" کے الفاظ آئے ہیں پہلی روایت جو حضرت عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [illegible] سب ثقہ راوی ہیں اور دوسری حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] روایت کیا [illegible] کہ حضور ﷺ نے فرمایا [illegible] [illegible] طرح [illegible] [illegible] ﷺ نے فرمایا [illegible] [illegible] حاصل ہو جائے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضور ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] ﷺ سے پہلے [illegible] [illegible] [illegible] حکم فرمایا۔

([illegible] ۱۳۹ [illegible])

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [illegible] [illegible]

کردہ بات تھی۔ یہ آخری قسم ہے کوئی عادۃ کام ہو جاتا ہے تو شفقت کے ساتھ صحیح بات دین میں بتا دیا کرو۔ معاذ سے کہا تم دونوں لوگوں میں بعثت کی نسبت صحابہ کرام کی طرف بھی ہو رہی ہے اس لئے کہ در حقیقت نبی ﷺ ہی احکام دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں اس امت کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے لیکن چونکہ صحابہ کرام بھی دور دراز علاقوں میں حضور ﷺ کی موجودگی غیر موجودگی میں آپ کے قائم مقام تھے اس لئے لفظ بعثت کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی۔ یا یہ کہ حضور ﷺ کی طرف سے صحابہ کرام احکام دینیات کے مامور تھے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں جیسا کہ آپ کی شان میں [illegible] کے حق میں یہی تیسیر کی تھی نبی کسی علاقہ کا حاکم بنا کر بھیجا جاتا تو آپ ان کو ہدایت فرماتے "یسروا ولا تعسروا" بہرحال دونوں صورتوں میں بعثت کی نسبت صحابہ کرام کی طرف بطور مجاز ہو گئی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ عنوان سابق کے بعد اس عنوان کے انعقاد کا مقصد کیا ہے؟ اس کا ماخذ کیا ہے؟ تو اس مسئلہ میں مصنف کے طرز و طریقہ سے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ [illegible] الماء علی النجاسۃ اور [illegible] کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں جس کے شافعیہ قائل ہیں۔ یعنی اگر نجاست پانی پر وارد ہو جائے تو [illegible] میں پانی کی قلت و کثرت کا اعتبار ہوگا اگر پانی زیادہ ہے یعنی دو قلے کے برابر ہے تو وہ نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا ہے ورنہ ناپاک ہو جائے گا اس کے لئے عنوان سابق رکھا ہے لیکن اگر پانی نجاست پر وارد ہو جائے تو اس شکل میں [illegible] بہر حال وہ پاک رہے گا اور نجاست کو زائل کر دے گا اسی کے ثبوت کے لئے یہ عنوان قائم کیا ہے اور اس کو حدیث کے الفاظ صبوا علیہ سے نکالا ہے وہ اس طرح سے کہ ظاہر ہے کہ [illegible] پانی قلیل ہے تو جب اس کو پیشاب پر بہا دیا گیا تو اس کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے اگر پیشاب کے ساتھ پانی مل جانے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا تو اس سے [illegible] کے بجائے تنجیس نجاست لازم آئے گی حالانکہ وہ خلاف معقول ہے جب معلوم ہوا کہ پانی اگرچہ تھوڑا ہو لیکن نجاست پر وارد ہونے کی صورت میں پاک رہتا ہے۔ (ع)

علامہ سندی نے اس استدلال کو نقل کرنے کے بعد اس پر اعتراض کیا ہے کہ [illegible] بات نہیں ہے کہ مسجد کو پاک کرنے کے لئے پیشاب پر پانی ڈالا گیا بلکہ ہو سکتا ہے کہ پانی اس لئے بہایا گیا ہو تا کہ بدبو دور ہو جائے اور مسجد کی طہارت بعد میں خشک ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو اور یہ صورت احناف کے قول کے [illegible] ہے جو دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے اس لئے ابوداؤد نے [illegible] میں حدیث باب کو [illegible] المسجد [illegible] طہارت [illegible] پر [illegible] کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

مگر یہ بھی ہو سکتا ہے [illegible] جگہ پیشاب کیا [illegible] تھے جس سے پیشاب کا [illegible] ہے مگر چونکہ پیشاب کے اجزاء زمین کی [illegible] باقی رہ گئے تھے اس لئے جب [illegible] پانی بہا دیا گیا تو وہ [illegible] زمین کے اندر [illegible] گئے اور اس کی جگہ پانی نے [illegible] اس [illegible] پانی [illegible] پاک پانی کے ذریعہ سے پاک و صاف ہو گیا ہے۔ کذا فی المعالم

باب الماء الدائم

رکے ہوئے پانی کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا عيسى بن يونس قال حدثنا عوف عن محمد عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يبولن احدكم فى الماء الدائم ثم يتوضأ منه قال عوف وقال خلاس عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم مثله

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے پھر اس پانی سے وضو کرے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا اسمعيل عن يحيى بن عتيق عن محمد بن سيرين عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبولن احدكم فى الماء الدائم ثم يغتسل منه قال ابو عبد الرحمن كان يعقوب لا يحدث بهذا الحديث الا بدينار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے پھر اس پانی سے غسل بھی کرے۔

لا يبولن احدكم الخ: اس حدیث میں ٹھہرے ہوئے پانی جو جاری نہ ہو اس کا حکم بیان فرمایا ہے کہ ایسے پانی میں پیشاب مت کرو کیونکہ اگر اس میں پیشاب کرو گے تو وہ ناپاک ہو جائے گا پھر اس سے وضو کرنا درست نہ ہوگا۔

دوسری روایت میں آیا ہے **ثم يغتسل منه** "پھر اس سے غسل" کا درست نہ ہوگا یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ پانی جو کہ طہارت ہے اس سے صرف وضو و غسل کی ضرورت ہی پوری نہیں کی جاتی ہے اور کوئی ضرورت پوری نہیں کی جاتی بلکہ اس سے ایک اور ضرورت وابستہ ہے جو وضو و غسل کے علاوہ ہے اور جو انسان کے ساتھ ہر وقت لگی رہتی ہے اور اس کا کوئی وقت بھی متعین نہیں ہے جب کہ وضو غسل کا وقت متعین ہے اور وہ ہے پینے کی ضرورت چنانچہ بخاری میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں **فعلی انه ... علیه فیشرب ویتوضأ منه** کہ پانی کی کس قدر ضرورت کی چیز ہے جو روزانہ پیش آتی ہے اور ... کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اس میں پیشاب کر کے اس کو اپنے حق میں اور دوسرے لوگوں کے حق میں ناقابل استعمال ... کیا جائے ... ہے تم خود ... بچو ... دوسروں کو بھی ... پانی میں پیشاب کرنے سے اجتناب ... نبی ﷺ نے فرمایا کہ **ثم يتوضأ** ... **ثم يغتسل** میں جو ... کے لئے ہے جس کی ... کہ رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرو پھر اسی پانی سے غسل کرنا ... انسان سے نہایت دور کی بات ہے ... یہاں پر کلام ... ایک ... میں بھی فرمایا ... **لا يجلد احدكم امرأته ضرب الامة ثم يضاجعها** ... تم میں سے کوئی شخص ... جس طرح باندی کو مارتا ہے پھر اس سے مجامعت کرنے لگے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ... بات ہے ... کی جاتی ہے

اس طرح کا کام [illegible] کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے اس لئے اگر ایسا سلوک اختیار کرے گا تو تمہیں بلا وجہ [illegible] بھی [illegible] کے ساتھ [illegible] اب یہ صورت [illegible] ایک عقلمند انسان سے نہایت مستبعد ہے اسی طرح حدیث باب میں ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کیونکہ پیشاب کے بعد اگر وضو وغیرہ کی نوبت آئے گی اس وقت کیا کرے گا تم خود ہی سوچ لیا کرو کہ یہ کس قدر نامناسب حرکت ہے جو پانی کی نجاست کا سبب بن جاتی ہے غرض کہ ترمذی اور بیہقی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ارشاد مبارک "ثم یتوضأ منہ" بطور علت کے واقع ہوا تو گویا یوں فرمایا گیا ہے "لا یبولن احدکم فی الماء الدائم لانہ یتوضأ منہ او یغتسل" یعنی ٹھہرے پانی میں پیشاب کرکے تم اس کو ناقابل استعمال نہ بناؤ اس لئے کہ تم کو اسی سے غسل وغیرہ میں اس کے استعمال کی ضرورت پیش آئے گی۔

یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث نے پانی میں صرف پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے تو پاخانے سے اس تخصیص کی کیا وجہ ہے جواب اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پانی میں پیشاب کے وجود کا گمان زیادہ ہے [illegible] بھی ہو جاتا ہے خصوصاً بچوں کی عادت ہے کہ وہ پانی میں پیشاب کرتے ہیں لیکن پانی میں پاخانہ کرنے کو [illegible] سب ہی ناپسند کرتے [illegible] شریعت ان چیزوں کا سد باب کرتی ہے جن کے واقع ہونے کا غالب احتمال ہوتا ہے تو شریعت ایسے امور [illegible] پر کوئی حکم مرتب ہوتا ہے جن کا احتمال [illegible] اس بنا پر حدیث مذکور میں خصوصیت کے ساتھ پیشاب کا ذکر وارد ہوا ہے [illegible] حدیث کی [illegible] پانی میں صرف پیشاب کرنے کی ممانعت ہے اور [illegible] وغیرہ کی ممانعت نہیں ہے جیسا کہ داؤد ظاہری نے کہا کہ حدیث مذکور میں ممانعت کا حکم پیشاب کے ساتھ خاص ہے [illegible] اور اگر کسی برتن میں پیشاب کرکے [illegible] پانی میں ڈال دے تو [illegible] داؤد ظاہری کی طرف سے نقل شدہ [illegible] سب سے [illegible] تعجب ہے کہ علامہ ابن حزم جیسے [illegible] اور [illegible] نے اس موقع پر داؤد ظاہری کا ساتھ دیا ہے۔

بہرحال [illegible] حدیث مذکور میں ماء دائم کا جو لفظ وارد ہوا ہے اس سے ماء قلیل مراد ہے جہاں تک پیشاب وغیرہ کرنے سے وہ [illegible] ناپاک ہو جاتا ہے لیکن اگر کثیر پانی ہے تو چونکہ وہ جاری پانی کے حکم میں ہے اس لئے پیشاب وغیرہ سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا رنگ، مزہ، بو نہ بدل جائے لیکن علماء نے لکھا ہے کہ کثیر پانی میں بھی پیشاب وغیرہ کرنا منع ہے کیونکہ ایک کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کریں گے [illegible] وہ پانی متغیر ہو کر ناقابل استعمال ہو جائے گا۔

[illegible] پہلی صورت [illegible] کے لئے ہے اور دوسری صورت [illegible] کراہت کے لئے ہے اور اس [illegible] اس سے [illegible] متغیر [illegible] ہے بہرحال [illegible] پیشاب وغیرہ کرنے سے [illegible] ناپاک ہو جائے گا [illegible] میں حضرت شاہ صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ حدیث [illegible] امام ابو حنیفہ کے [illegible] آپ ہی [illegible] کے درمیان فرق کیا ہے [illegible]

کے تقسیم کیا ہے اور امام شافعیؒ نے پانی کی طہارت ونجاست کا مدار قلتین پر رکھا ہے ان حضرات میں سے کسی نے بھی کوئی حد بیان کی جو پانی کے درمیان فرق کا اعتبار نہیں کیا اسی طرح ان میں سے کسی نے بھی پانی کی فطری طور پر جو تین قسمیں ہیں ان پر نظر کرنے کی نہیں لیکن امام اعظم نے پانی کی ان تینوں فطری اقسام کا اعتبار کر کے ان سب کی رعایت کی ہے اور ان کے احکام احادیث سے مستنبط کئے جس کی وجہ سے صرف ان تمام روایات پر عمل ہو جاتا ہے جو پانی سے متعلق وارد ہوئی ہیں لہٰذا آپ کا مذہب پانی کے معاملے میں بے شبہ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں زیادہ قوی اور قابل ترجیح قرار پایا اور چونکہ دوسرے حضرات نے اس اصول کو چھوڑ دیا ہے اور پانی کے تینوں حصوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اس لئے ان کے مسلک پر یہ بات لازم آتی ہے کہ پانی کے مسئلہ میں جتنی بھی روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے کسی نہ کسی حدیث کو ترک یا مخالف تاویل کرنا پڑے۔ (واللہ اعلم)

بہرحال حدیث باب حضرت امام ابوحنیفہؒ کی حجت ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت بہر صورت نجس ہونے کا سبب ہے لیکن اگر پانی جاری ہو یا ماء کثیر ہو تو جب وہ جاری پانی کے حکم میں ہے تو وہ بالاتفاق پاک ہے جب تک کہ اس کے اوصاف بدل نہ جائیں۔ غور کیجئے حنفیہ نے حدیث کو بغیر تاویل کے عمل کیا ہے لیکن شوافع وغیرہ کو مجبوراً تاویلات کا سہارا لینا پڑا شوافع نے لا یبولن احدکم والی حدیث کو ماء دون القلتین یعنی دو قلے سے کم پانی پر محمول کیا ہے اور مالکیہ نے تغیر کے ساتھ مقید کیا ہے جو ظاہر حدیث کے خلاف ہے علامہ ابن تیمیہ نے چونکہ مالکیہ کا مسلک اختیار کیا ہے اس لئے انہوں نے حدیث باب کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ نہی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ماء دائم میں پیشاب کرنے سے فوراً نجاست آجاتی ہے بلکہ نہی کا مقصد ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کی عادت ڈالنے سے روکنا ہے کیونکہ جب اس میں کثرت سے پیشاب ہوگا تو ظاہر ہے کہ ٹھہرا ہوا پانی کب تک متغیر نہ ہوگا بار بار پیشاب کرنے کی وجہ سے کچھ عرصے کے بعد ضرور اس کے اوصاف میں تبدیلی آجائے گی اور وہ پانی وضو وغیرہ کے قابل نہیں رہے گا اس لئے ماء دائم میں پیشاب کرنے کی ممانعت نجس ہونے کے ذریعہ کو بند کرنے اور مستقبل میں تغیر ہو جانے کے اندیشے سے کی گئی ہے یہ مطلب نہیں کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے فوراً ناپاک ہو گیا ناپاک مستقبل میں تغیر کے بعد ہی ہوگا غرض کہ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی پانی قبل تغیر پاک ہی رہے گا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ علامہ ابن تیمیہ کے کلام کے اندر طلاقت ہے مگر انہوں نے جو غرض حدیث بیان کی ہے وہ مخالف حدیث ہے نیز وہ فہم راوی کے بھی خلاف ہے انہوں نے حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ ان کی سوچ کا حاصل ہے جو سیاق حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے کیونکہ حدیث ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کے بعد غسل اور وضو کو مستبعد کہتی ہے اور استبعاد اس لئے ہے کہ جس پانی کو خود اس نے اپنے حق میں ناپاک بنا دیا ہے پھر اسی پانی سے غسل یا وضو کرنے لگے اور حدیث کے سیاق وسباق سے ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہو کہ پانی کی نجاست تغیر پر موقوف ہے علاوہ ازیں وہ حکم اس تغیر پر ہے کیونکہ حدیث نبوی میں ماء دائم میں پیشاب کرنے اور پھر اسی پانی سے غسل وغیرہ کرنے کو مستبعد قرار دیا گیا ہے نہ یہ کہ تغیر کے بعد وضو یا غسل کو مستبعد کہا گیا ہے۔

نیز یہ کہ خود راوی حدیث حضرت ابوہریرہؓ کا فتویٰ طحاوی میں منقول ہے اس سے بھی مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے

یہ اس حدیث ہے کہ جو کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص کسی تالاب کے پاس سے گذرے تو کیا اس میں پیشاب کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا "لا حتی یمر بہ اخوہ المسلم فیشرب منہ ویتوضا الخ" نہیں کیونکہ اس کے بعد شاید اس کا دینی مسلمان بھائی وہاں سے گذرے اور اس کا پانی پئے یا اس تالاب کے پانی سے وضو کرے اس سے معلوم ہوا کہ وہ پانی پیشاب کرنے کی وجہ سے پینے اور وضو و غسل کے قابل نہ رہے گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مخالفت حدیث باب اور مستقل میں عمیر ہونے کی وجہ سے نہیں فرمائی ہے بلکہ شیخ وغیرہ کی رائے ہے کہ انہوں نے حدیث کا مفہوم اپنی رائے سے حالات کے مطابق بیان کیا ہے اس کے علاوہ مطلب یا الفاظ حدیث ساکت ہیں اور سند کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفسیر سمجھا (واللہ اعلم بالصواب)

قال ابو عبد الرحمن كان يعقوب الخ: امام نسائی کہتے ہیں کہ میرے استاد یعقوب بن ابراہیم جب یہ حدیث بیان کرتے تو ایک دینار لیتے تھے شاید وہ حدیث شریف کی اہمیت کے لئے لیتے ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

باب ماء البحر

سمندر کے پانی کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن صفوان بن سليم عن سعيد بن سلمة ان المغيرة بن ابي بردة من بني عبد الدار اخبره انه سمع ابا هريرة رضی اللہ عنہ يقول سال رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فان توضانا به عطشنا افنتوضا من ماء البحر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤه والحل ميتته

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی رکھتے ہیں اگر ہم اس پانی سے وضو کریں تو ہم کو پیاس کی تکلیف ہوگی کیا ایسی حالت میں ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

من بنی عبد الدار: یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور وہ شخص بنی عبد الدار سے ہے یہ قریش کے ایک قبیلہ کا نام ہے جو عبد الدار بن قصی بن کلاب بن مرہ کی طرف منسوب ہے جاہلیت کے وقت عبدری کہتے ہیں۔

اخبرہ: کی ضمیر مغیرہ بن ابی بردہ کی طرف راجع ہے یعنی مغیرہ نے سعید بن سلمہ کو خبر دی۔

انہ: کی ضمیر کا مرجع بھی مغیرہ ہی ہے اور سمع کا فاعل بھی وہی ہے اس کے بعد ان کی ملاقات میں سے کوئی نہیں ہے۔

سال رجل: یہ جو سوال کرنے والا شخص کی طرف سے ہے بعض روایات میں اس کی تصریح کی ہے اور بعض نے اس شخص کا نام عبد اللہ مدلجی لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا نام عبد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حمید بن صخر ہے کہ

فی امر الحال علی الصواب۔

اس سائل کو یہ سوال کیوں پیش آیا اور اس کا منشا کیا تھا تحقیق سے اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض نے سوال کی وجہ یہ نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مرفوع میں جو ابوداؤد شریف میں ہے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ تم حج یا عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کا سمندری سفر نہ کیا کرو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا ہے اس حدیث کو ابوداؤد کتاب الجہاد میں لائے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جگہ جہنم کے طبقات میں سے ہے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا محل ہے اس لئے کی شان ایسی ہے وہاں طہارت حاصل کرنا ٹھیک ہے یا نہیں اس کی تحقیق کے لئے حضور ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا گیا بعض نے کہا ہے چونکہ دریا میں سے نکل جانے والے جانوروں کے مرنے کی وجہ سے یہ سوال ہوا کہ جب ان کا پانی سے باہر نکلنا معلوم ہے تو ان کے پانی کے متعلق شبہ ہوا کہ یا تو اس کا حکم بھی ویسا ہی ہے یا یہ کہ اس سے طہارت حاصل کرنے کا طریقہ الگ ہے اس لئے تحقیق کے لئے سوال کیا۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ سوال کی وجہ یہ ہے کہ سمندر کا پانی کھارا اور بدمزہ اور رنگ اور بو بدلا ہوا ہے اور اس کا پینا ممکن نہیں ہے تو ایسی حالت میں سائل کو شک ہوا کہ یہ پانی دوسرے پانیوں کی طرح ہے یا الگ ہے اس لئے ان کو پانی کے متعلق ایسی حالت میں معلوم نہیں تھا کہ اس سے طہارت جائز ہوتی ہے یا نہیں اس لئے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا آپ نے فرمایا ہو الطہور ماؤہ الحل میتتہ یعنی اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اس میں آپ نے بتا دیا کہ بات یہ ہے کہ پانی کی صفت میں یہ بات ہے کہ سمندر ہو یا کوئی دوسرا پانی سب ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر کیا ہے فرمایا وهو الذي مرج البحرين هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج یعنی سمندر کے پانی سے طہارت جائز ہے۔

جواب تفصیلی دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا پانی پاک کرنے والا ہے یہ جواب مختصر ہے اس سے اختیار فرمایا کہ سائل کی تسلی اچھی طرح ہو جائے کہ سمندر کا پانی ناپاک ہو جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔

اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ سائل کے سوال کی جگہ "نتوضأ بماء البحر" کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے "هو الطهور ماؤه" فرمایا، صرف "نعم" کے ساتھ جواب نہیں دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے اس میں کئی وجوہات لکھی ہیں کہ اگر جواب میں صرف نعم فرماتے تو سائل یہ خیال کرتے کہ صرف وضو ہی جائز ہے غسل وغیرہ جائز نہیں یعنی سمجھا جاتا کہ صرف وضو کی اجازت ہے جبکہ "هو الطهور ماؤه" فرمانا اس بات کی تفصیل ہے کہ ہر قسم کی طہارت جائز ہے اور یہ کہ بظاہر سائل ضرورت کی حالت میں مشغول کی طہارت طلب کر رہے تھے جیسا کہ ان کے سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ "فان توضأنا به عطشنا" یعنی اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں گے اگر آپ فرماتے تو سائل یہ سمجھتے کہ صرف ضرورت کی حالت میں سمندر کے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے لیکن غیر ضروری حالت میں جائز نہیں اس لئے آپ نے تعمیم فرمائی کہ سمندر کے پانی سے جواز طہارت کا حکم مطلق اور عام ہے جیسا کہ بیان فرمایا کہ سمندر کا حکم حالت مجبوری کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ حکم عام ہے یعنی اگر نعم فرماتے تو ان کو شبہ ہوتا کہ سمندر کے پانی سے طہارت کی اجازت جب ہم بحری سفر میں ہوں صرف اسی وقت خاص ہے دوسروں کے لئے اجازت نہیں ہے اسی شبہ کو زائل کرنے کے لئے حضور ﷺ نے "هو الطهور ماؤه" کے

الفاظ سے ایک عام جواب دیا تاکہ سائل اور غیر سائل سب کو شامل کرے اور تخصیص کا احتمال ختم ہو جائے اس طرز سے جواب دینا کمال بلاغت اور کمال فصاحت کے باب سے ہے۔

یہاں پر ایک سوال یہ ہے کہ سائل نے صرف سمندر کے پانی سے متعلق سوال کیا تھا اس کے جواب میں "هو الطهور ماؤه" کافی تھا پھر "الحل ميتته" کا جملہ کیوں اضافہ فرمایا ملا علی قاریؒ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ جب سائل نے آپ ﷺ سے سمندر کے متعلق سوال کیا تو حضور ﷺ نے معلوم کر لیا کہ وہ لوگ اس کے پانی کے حکم سے ناواقف ہیں تو اس سے حضور ﷺ نے محسوس فرمایا کہ یہ لوگ سمندر کے شکار کے حکم سے بھی ناواقف ہوں گے اس لئے بطور ارشاد و ہدایت کے جواب میں "الحل ميتته" کا جملہ زائد فرمایا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی ماہر حکیم جو مریض کے مرض اور دوا کو اچھی طرح جاننے والا ہو وہ مریض کی پوچھی ہوئی باتوں کا جواب دیتے وقت اور بھی بہت سی فائدہ کی باتیں اس کے پوچھے بغیر بتا دے علامہ خطابیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب حضور ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ جس طرح وہ لوگ بحری سفر میں میٹھے پانی کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح طعام کی بھی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اس لئے ان کی حاجت کے پیش نظر جواب میں دونوں کو شامل فرمایا۔

دوسری یہ کہ پانی کی طہارت کا علم تو عام لوگوں کے نزدیک ایک جانا پہچانا معروف مشہور بات ہے لیکن سمندر کے مردہ اور اس کے حلال ہونے کا علم واقعی ایک مشکل مسئلہ ہے تو جب شارع ﷺ نے دیکھا کہ سائل کو اس واضح چیز یعنی پانی سے متعلق جو کہ ظاہر ہے اس چیز کے بارے میں بھی علم نہیں ہے تو جو مشکل مسئلہ ہے یعنی مردہ کا مسئلہ اس کے بارے میں بدرجہ اولیٰ علم نہ ہوگا اس لئے طہارت ماء کے بیان کے ساتھ میتہ کے حلال ہونے کا مسئلہ بھی بیان فرما دیا۔

تیسری یہ کہ جب حضور اکرم ﷺ نے ان کو سمندر کے پانی کی طہارت کا حکم بتلایا اور چونکہ سمندر میں بے شمار جانور مرتے رہتے ہیں تو مردار تو ناپاک ہے تو ایسی صورت حال میں اس کا پانی کس طرح پاک ہو سکتا ہے اس شبہ کو ختم کرنے کی غرض سے میتہ کا حکم بھی بیان فرما دیا تاکہ سائل مردہ جانوروں کی وجہ سے پانی کی نجاست کا وہم نہ کرے۔

بہر حال حدیث باب سے معلوم ہوا کہ سمندر کا مردہ حلال ہے میتہ اس کو کہتے ہیں جو بغیر ذبح کے خود مر جائے یہاں اس سے مراد مچھلی ہے اس کا شکار کرنا اور اس کا پانی سے نکالنا ہی اس کا ذبح ہے سمندری جانوروں میں سے مچھلی بالاتفاق حلال ہے البتہ حضرات حنفیہ کے نزدیک طافی حلال نہیں ہے طافی اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں بغیر سردی و گرمی کی آفت کے طبعی موت سے مر کر پانی کے اوپر آ جائے اور اگر سردی و گرمی کی آفت سے مر جائے تو وہ حلال ہے مچھلی کے علاوہ دوسرے جانوروں میں اختلاف ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کے حوالے سے معارف السنن میں حضرت شیخ الہندؒ کا یہ قول نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس حدیث میں لفظ حلال سے معنی میں نہیں ہے جو حرام کی ضد ہے بلکہ طاہر کے معنی میں ہے اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ لفظ حل بمعنی طاہر کے محاورات سے ثابت ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب الحج کے آخر میں حضرت ابن

بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ مذکور ہیں حتی بلغنا سد الصهباء حلت فبنی بها الخ اور دوسری حدیث میں خیبر کے قصے میں بھی اسی طرح کے الفاظ حتی اذا کانت بالصهباء آئے ہیں یہاں اتفاقا حلت کی صورت کہا گیا ہے۔ ایک دوسری حدیث حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قصہ اسلام میں بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا سلمان کل طعام و شراب وقعت فیه دابة لیس لها دم فماتت فیه فهو حلال اکله و شربه و وضوءه" بہرحال حضرت شاہ صاحب کا منشاء اصل یہ بتانا ہے کہ یہاں حلال پر اکل و شرب اور وضو تینوں چیزوں کو مرتب فرمایا ہے جس کی صورت میں حلال کے جو معنی ہیں وہ اس معنی کے مغائر ہیں جس کے ساتھ اکل و شرب کا تعلق ہے لہٰذا یہاں اکل و شرب کی صورت میں لفظ حلال کے معنی علاوہ جائز کے ہیں اور وضو کی صورت میں اس کے معنی طاہر کے ہیں۔ غرض یہ کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ لفظ حل بمعنی طاہر کے آتا ہے اور یہی معنی حضرت شیخ الہند اور حضرت شاہ صاحب کے نزدیک مختار ہے ان حضرات کے قول کی وجہ یہ جواب میں کوئی زیادتی نہیں فرمائی بلکہ اکل میتہ ... سابق کے لوازم حکم میں سے ہے ... یہ کیوں کر ہے اگر یوں نہ فرماتے تو سائل وہم میں مبتلا ہو جاتے اور یہ خیال کرتے کہ سمندر میں اس قدر بے شمار جانور مرتے ہیں اس کا پانی کیسے پاک ہو سکتا ہے اس کے اس وہم کو دور کرنے کی غرض سے حل میتتہ فرمایا کہ سمندر کے مردہ جو حلال ہیں ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے نیز اس توجیہ پر حدیث باب ان حضرات کی دلیل نہیں بن سکتی ہے جو سمندر کے مردار کی حلت پر استدلال کرتے ہیں۔
(واللہ اعلم)

باب الوضوء بالثلج

برف کے پانی سے وضو کرنا

اخبرنا علی بن حجر اخبرنا جریر عن عمارة بن القعقاع عن ابی زرعة ابن عمرو بن جریر عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوٰة سکت هنیهة فقلت بابی انت وامی یا رسول اللہ ما تقول فی سکوتک بین التکبیر والقراءة قال اقول اللّٰهم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب ونقنی من خطایای کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللّٰهم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء والبرد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو قراءت سے پہلے تھوڑی دیر خاموش رہتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان ہوں آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان سکوت کے وقت کیا پڑھتے ہیں فرمایا: اللهم باعد الخ پڑھتا ہوں یا الٰہی میرے اور گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسا کہ تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری پیدا کی ہے یا الٰہی مجھ کو میرے گناہوں سے پاک کر جیسے کہ سفید کپڑا میل سے پاک صاف کیا

جاتا ہے یا اللہ میرے گناہوں کو برف اور پانی اور اولے سے دھو ڈالیے۔

تشریح حدیث باب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے دعا مذکور پڑھتے تھے اس دعا میں حضور ﷺ نے تین جملے استعمال فرمائے ہیں بظاہر یہ تینوں جملے تاکید کے لئے ہیں کیوں کہ تنقیہ اصل ہے مباعدت سے اسی طرح غسل خاص ہے تنقیہ سے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ دعا ثلاثہ میں مباعدت کا تعلق کی طرف اشارہ فرمایا ہو مباعدت سے مستقبل کے گناہ کی طرف اشارہ ہو غسل سے ماضی کی طرف اور تنقیہ سے حال کی طرف اشارہ ہو اور مستقبل کا اہتمام کے لئے مقدم فرمایا ہو۔

نیز ممکن ہے کہ مباعدت کی دعا سے ان گناہوں سے متعلق ہو جو ابھی واقع نہیں ہوئے اور تنقیہ کا تعلق حال اور استقبال کے گناہوں سے ہو اور غسل کا تعلق زمانہ ماضی کے گناہوں سے ہو جو واقع ہو چکے ہیں اور چونکہ گناہ کے مراتب مختلف ہیں اس لئے اس کے مٹانے میں غسل کے متعدد آلات ذکر فرمائے ہیں جن میں سے ہر ایک کی شان تطہیر کے سلسلہ میں یہی ہے کہ صرف انہیں میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے طہارت کاملہ کا حصول ممکن ہے اور مدعا یہاں کے اس کا حصول ہی نہیں ہے کہ ان آلات تطہیر کا ذکر فرما کر انواع مغفرت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ یا اللہ طرح طرح کی بخششوں کے ساتھ مجھ کو ہر قسم کے گناہ سے پاک کر دے مغفرت میں کمال مبالغہ مقصود ہے اور ان چیزوں سے حقیقۃً دھونا مراد نہیں۔

علامہ خطابی نے کہا کہ یہاں در حقیقت ان آلات غسل کے مساوات بیان نہیں جب یہ تینوں چیزیں پاک ہیں اور دھونے کا ارادہ بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ مثال ہیں جن کے ذکر سے بطور استعارہ گناہوں کی تطہیر اور تنقیہ ہونے میں نہایت تاکید اور مبالغہ مقصود ہے۔

علامہ طیبی نے کہا کہ دھونے کا ذکر کرنے کے بعد ثلج اور برد کا ذکر شاید اس لئے فرمایا ہو کہ معافی کے بعد انواع رحمت اور مغفرت کی طلب میں عموم و شمول مقصود ہو کہ دوزخ کی آگ کی حرارت کا جو احتمال ہو بھی ہوگی بجھانے کے لئے وسیلہ بن جائے۔

بہرحال یہ ایک جامع دعا ہے جس کا پڑھنا تکبیر و قرأت کے درمیان حضور اکرم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم تھے پھر اس کے باوجود استغفار کیوں کرتے تھے، اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ حضور ﷺ کا باوجود معصوم ہونے کے استغفار کرنا اس بنا پر تھا کہ وہ قرب میں ترقی کے طالب رہتے تھے بلکہ اس کا اصل داعیہ یہ ہے کہ مقام عصمت کی نزاکت اور رب العزت کی شان بے نیازی کا تقاضا ہے کہ نفس کی حالت اور کیفیت آپ تصور کرنے لگیں رہتا اس لئے اس بارگاہ صمدیت میں جہاں تقدس کا زوال کردیتی سب سے زیادہ مقصود ہے اپنے لئے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ بلا شبہ گناہ سے معصوم تھے مگر اس کے باوجود استغفار میں جانتے تھے کہ مجھ سے بندگی میں قصور ہوا ہے اور حق تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہوئی ہو اسی لئے استغفار کرتے تھے اصل مقصود امت کو تعلیم و ترغیب دینا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ باوجود معصوم ہونے کے استغفار کرتے تھے تو امت کے لوگوں کو بطریق اولیٰ اس کی کثرت کرنی چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام نسائی نے اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا کہ وضو کے لئے برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا افضل اور بہتر ہے اس لئے کہ وضو اور غسل سے مقصود گناہوں کی آگ کو بجھانا ہے اس لئے آپ دعا میں فرماتے ہیں "اللھم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء والبرد" یعنی دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے ایک تو گناہوں کی نجاست کی طرف کہ ان کے دھونے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس لئے کہ وضو سے گناہ پاک ہوتے ہیں پانی سے آنحضرت دھوتے دوسرے گناہوں کی حرارت اور گرمی کی طرف کہ برف اور اولوں کے پانی سے ان کے بجھنے کی درخواست کی اس لئے کہ اگر معاصی میں صرف نجاست ہوتی اور حرارت نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ حضور اکرم ﷺ بجائے برف اور اولے کے پانی کے گرم پانی سے گناہوں کے دھونے کی درخواست فرماتے لیکن ایسی دعا درخواست نہیں فرمائی تو معلوم ہوا کہ گناہوں میں نجاست کے ساتھ حرارت کا اثر بھی ہے اس لئے نجاست کی تطہیر کے علاوہ تبرید اور ٹھنڈک کی بھی ضرورت ہے گرم پانی سے اگرچہ تطہیر ہو سکتی ہے لیکن تبرید اور تسکین کا مقصد خوب اچھی طرح برف اور اولے ہی کے پانی سے حاصل ہو سکتا ہے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بجائے گرم پانی کے بصراحت برف اور اولے کے پانی سے جو ٹھنڈا ہوتا ہے گناہوں کے دھونے کی دعا فرمائی۔ (کذا قال العلامۃ محمد ادریس کاندھلوی)

الوضوء بماء الثلج

برف کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا جرير عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول اللّٰهم اغسل خطاياي بماء الثلج والبرد ونق قلبي من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے الٰہی میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو ڈالئے اور میرے قلب کو گناہوں سے ایسے پاک و صاف کیجئے جیسا کہ تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کرتا ہے۔

باب الوضوء بماء البرد

اولے کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

أخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا معاوية بن صالح عن حبيب بن عبيد عن جبير بن نفير قال شهدت عوف بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي على ميت فسمعت من دعائه وهو يقول اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس

جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت عوف بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا وہ کہتے ہیں کہ جب حضور

اکرم ﷺ کی سنت ہے اور پڑھنے کا جو آپ ... پڑھتے تھے جس کو شش ... فرمایا ... حضرت ... پر

... اور اس کو ... کی ... ہے ... جس کی ... اس کی ... کے

اور اس کو پانی اور ... اور اس کو ... سے پاک ... جیسے کہ ... سے ...

صاف کیا جاتا ہے

تشریح ... روایت کرو ... حدیث پر ... پہلا عنوان ... لفظ ... اور

... مقصد ... ہے ... ہے

... باب ... کی حدیث میں جو ... پڑھنے کی ... وارد ہوئی ہے ... تکبیر کے بعد ... پڑھنا مستحب

ہے ... آپ ... حضور ﷺ نے ... حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ ... حضور ﷺ ... پڑھتے ... "اللهم اغفر له" الخ

سؤر الكلب

کتے کے جھوٹے کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے پانی پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھو لے۔

أخبرني إبراهيم بن الحسن قال حدثنا حجاج قال قال ابن جريج أخبرني زياد بن سعد أن ثابتا مولى عبد الرحمن بن زيد أخبره أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات

ثابت ... سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھویا کرو۔

أخبرني إبراهيم بن الحسن قال حدثنا حجاج قال قال ابن جريج أخبرني زياد بن سعد أنه أخبره هلال بن أسامة أنه سمع أبا سلمة يخبر عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

تشریح ... روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ... روایت میں لفظ شرب ... دوسری روایت میں ولغ کا

لفظ آیا ہے ولغ کے معنی ... پانی ... عربی سے ...

ولغ کا استعمال ... پانی پینے ... استعمال ... لفظ شرب کا استعمال سب ...

ہوتا ہے۔

بہر حال ابن رشد کبیر و محمد بن شجاع ثلجی کی تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ پہلے جو مدنی اور مشائخ کے باب سے ہے کہ نقصان سے بچایا جائے اور شرع میں اس کی عدد اور تعیین کے لئے حکم وجوبی کے بجائے استحبابی کے مبالغہ کی بات سات بار دھونے کا حکم علاوہ ہوں سے استدلال کیا گیا۔ عدد تین کا ذکر طہارت کے لئے دوسرے مواضع میں بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین بار دھو لے (مجموعی طور پر یہ حکم استحبابی ہے) تو ان روایات میں تعدد کا حکم اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ سے یہ کہ روایات میں عدد کا تعین آیا ہے جو مختلف حالات کے لحاظ سے ہے اسی طرح شرعی مصالح اور مقاصد کے تحت بھی اسی طرح عدد مذکور ہی کا ہے۔

ابن رشد کے قول پر ابن حزم نے اعتراض کیا کہ پاک کتا تو پانی کے قریب نہیں آتا اس کا جواب ان کے پوتے ابن رشد صغیر نے دیا کہ پانی کے قریب اس لئے نہیں آتا کہ پانی پینے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ وہ پانی کے پاس پہنچ سکتا ہے۔

علامہ ابن رشد کے جد امجد ابن رشد کبیر نے اس حدیث میں تعبد کا قول اختیار کیا ہے جبکہ ان کے پوتے ابن رشد صغیر نے یہ کہا ہے کہ غسل کا حکم نجاست کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ابن رشد صغیر نے بھی اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ نجاست کی وجہ سے ہے اور یہی ابن رشد کبیر کے نزدیک مختار ہے۔

عدد غسل کے وجوب میں اختلاف

بہر حال پہلی بحث ثابت ہو چکی کہ کتے کے منہ ڈالنے کے بعد دوسری بحث یہ ہے کہ اس کے غسل میں عدد کا حکم ضروری ہے یا نہیں اس کی وجہ سے دھونا ضروری ہے یا مستحب ہے امام شافعی اور امام احمد اور حنابلہ بھی یہی کہتے ہیں کہ عدد غسل کے وجوب میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک برتن کی طہارت کے لئے سات بار دھونا ضروری ہے ان حضرات نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث مذکور سے استدلال کیا ہے جس میں "فلیغسله سبع مرات" کے الفاظ آئے ہیں احناف کا مسلک یہ ہے کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور برتن کو تین مرتبہ دھونا واجب ہے تین بار دھونے سے ہمارے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور سات بار دھونے کا حکم استحباب پر محمول ہے احناف کی دلیل حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی وہ حدیث ہے جس کو امام ابن عدی نے کامل میں بروایت حسین بن علی الکرابیسی مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے چاہئے کہ اس کو بہا دے "ثم لیغسله ثلاث مرات" اسی طرح امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کو موقوف قرار دیا ہے۔ امام ابن عدی نے اس کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث حسین بن علی کرابیسی کے طریق سے مرفوعاً روایت کرنے میں منفرد ہیں لیکن امام شوکانی نے اس کو ضعیف نہیں کہا اور اس نے اس حدیث کے راوی کرابیسی کی ثقاہت پر بحث کی ہے اور امام احمد نے ان پر قرآن کے مسئلہ کی وجہ سے کلام کیا ہے فلما هی الحدیث فلم

راوی ہے یعنی "ہم رفوعاً" روایت حدیث میں اس کے اندر کوئی وجہ مجروح نہیں پاتا (زیلعی)۔ حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے استدراک الحسن (۱/۹۲) میں لکھا ہے کہ امام طحاوی کے استاذ علی بن مدینی سے ہے جیسا کہ ابن عدی نے "التسبیع والتحمل" میں حافظ ... سے نقل کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم ... نے بھی اس کی توثیق کی ہے ... کے حدیث کی کتاب جن میں ... "کمت فی الرفع ایضاً عن ابن عدی" ... حدیث سے موقوف ... قبول ہے ... کے رجال ثقہ ہیں ... والی حدیث کا مرفوع ہونا نہیں ہو سکتا۔ (استدراک الحسن ۱/۹۲)

حضرت شاہ صاحبؒ ... فرماتے ہیں ... جو امام احمد کے معاصر تھے اور محدثین میں سے تھے ان پر کسی نے بھی سوائے امام احمد کے کلام نہیں ... امام احمد نے ان پر صرف مسئلہ قرآن کی وجہ سے طعن کیا ہے اس مسئلہ میں دونوں کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا تھا ... اگر یہی مسئلہ قرآن کا سبب جرح ہو جائے تو پھر امام بخاری بھی ... ہو جائیں گے ... کرابیسی ... امام بخاری کے ... امام بخاری وغیرہ نے "لفظی بالقرآن مخلوق" کا مسئلہ انہی سے لیا تھا ... کرابیسی کی اس مسئلہ کی وجہ سے ... روایت کا ... بخاری کے بارے میں ... لکھے جاتے ہیں۔

غرض یہ کہ اس تحریک ... امام طحاوی سے بھی ثابت ہے ... کی حدیث ... زندگی ... امام طحاوی ... "تہذیب الآثار" ... کہ اس حدیث کا موقوف ہونا ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قولی اور فعلی سے ثابت ہوتا ہے کہ تین مرتبہ دھونا برتن کی طہارت کے لئے کافی ہے چنانچہ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ... برتن میں منہ ڈال دے تو ... تین مرتبہ دھوئے ... اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن)

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے استدراک الحسن (۱/۹۶) میں لکھا ہے کہ ... دارقطنی اور طحاوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قولاً بھی روایت کیا ہے ... جیسا کہ آثار ... میں آیا ہے ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو ... اس کو ... دھوئے ... دارقطنی کی "ثم اغسله ثلاث مرات" اور طحاوی کی "یغسل ثلاث مرات" کے الفاظ ... حدیث قولی اور فعلی ... تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے ... اعمش کی حدیث ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ... کا عمل ... اعمش کے مطابق ہے ... اس لئے اس حدیث ... موقوف ہے ... اعمش کی حدیث مرفوع کی تقویت ہوگی ... حدیث مرفوع اور موقوف ... احناف کا مسلک ... ثابت ہو گیا ... (ک) (۸)

وجوب عدد اور عدد واجب نہیں بلکہ اس کی طہارت کے لئے تین بار دھولینا کافی ہے اور اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ متفرد نہیں بلکہ حضرت عطاء جو جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے بھی سات دفعہ دھونے کو واجب نہیں سمجھا چنانچہ ابن جریجؒ سے مروی ہے کہ عطاء نے مجھ سے فرمایا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو دھو ڈالو "کل ذالک سمعت سبعا و خمسا وثلاث مرات" فرمایا کہ سب میں نے سنا ہے سات دفعہ بھی اور پانچ دفعہ بھی اور تین دفعہ بھی رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ و سندہ صحیح (آثار السنن)

اب رہا یہ سوال کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت مرفوعہ میں تو "فلیغسلہ سبعا" آیا ہے جس سے شوافع وغیرہ نے استدلال کیا ہے جیسا کہ ماقبل میں اس کا بیان ہو چکا ہے پھر حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تائید میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سات دفعہ دھونے کا فتویٰ بھی نقل کیا ہے اس کا کیا جواب ہے حضرات حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "فلیغسلہ سبعا" کی روایت ثابت ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب خود راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس نص صریح کے خلاف تثلیث کی روایت فرماتے ہیں اور فتویٰ بھی تین دفعہ دھونے کا دیا تو کیا وہ حضرت سبع والی روایت بھول گئے تھے یا وہ روایت مرفوعہ ان کے سامنے موجود نہیں تھی، اگر کوئی کہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تین دفعہ دھونے کا فتویٰ دیتے وقت سبع والی روایت بھول گئے ہوں اس لئے تثلیث کا فتویٰ دیا تھا تو ہم کہیں گے کہ اولاً تو نسیان کی نسبت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا ان کی شان کے خلاف ہے اور بلاوجہ بھی غلط ہے دوسرے یہ احتمال بلا دلیل قائم کیا گیا ہے عقلاً اس کا کوئی وزن نہیں ہے جو شخص کسی کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت بھول گئے ہوں گے اس لئے تثلیث کا فتویٰ دیا تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہی شخص جو روایت کو یاد کرتے رسول اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے اس قدر قوی ہو چکا تھا کہ حافظہ ایسا عطا فرمایا گیا تھا جس کی مثال نہیں ملتی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے اور مجھ سے برکت اس کی دعا اس کے کپڑے میں ڈالے گی پھر سینہ کی طرف ملا دے تو جو کچھ میری حدیثیں ہیں ان میں سے یاد رکھے گا بھولے گا نہیں میں نے اپنی کملی کو سوائے اس کے کچھ کوئی چیز نہ تھا پھیلا دیا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی بات ختم کر دی تو مجھے فرمایا "ثم جمعتها الی صدری فوالذی بعثه بالحق ما نسیت من مقالته تلک الی یومی هذا" یعنی میں نے اس کملی کو اپنے سینے کی طرف جمع کیا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی کوئی حدیث فراموش نہیں کی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تو حافظہ میں امتیازی مقام حاصل تھا اسی لئے امام شافعی نے فرمایا کہ "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احفظ من روی الحدیث فی دهره" اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں "لا اعرف احدا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم احفظ لحدیثه منی" تو اس حفظ و ضبط کے باوجود بھول کی نسبت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا جیسا کہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تثلیث کا فتویٰ دیتے وقت تسبیع والی روایت بھول گئے ہوں گے یا انہوں نے وہ فتویٰ اس لئے دیا ہو کہ

سات بار دھونے کا آپ ﷺ نے حکم ذکر فرمایا ہے اور جب احتمال موجود ہے کہ تین بار دھونے کا فتویٰ اس لیے ہے کہ اس روایت کا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں تو حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول بے محل ہے اس کے ساتھ ساتھ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی ہے ہم نے بھی دلیل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کو بھولنے والے راوی نہ تھے اس لئے جب انہوں نے تین دفعہ دھونے کا فتویٰ دیا تو اس وقت [illegible] کی روایت بھول نہیں سکتے تھے لیکن اس کے باوجود اس کے خلاف یہ فتویٰ بھی دیا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس روایت کے منسوخ ہونے کا علم ہو چکا تھا انہوں نے مخالف فتویٰ دے دیا یہاں اسی صورت بالکل ایسی ہے جیسے امام شافعی نے حدیث الماء من الماء کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا ہے چنانچہ علامہ حازمی نے الاعتبار (۳۲) میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حدیث الماء من الماء حضور ﷺ سے سنی ہے اس کے خلاف نہیں جب کہ انہوں نے [illegible] میں اس حدیث کی بنا پر انزال نہ ہونے کی صورت میں عدم وجوب غسل کے قائل تھے پھر بعد میں ان کا اس حدیث کو چھوڑ دینا اور یہ قول سابق سے رجوع کر لینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کو کسی طرح اس حدیث کے حکم کا منسوخ ہونا معلوم ہو گیا ہے اسی روایت وہ بھی ہے جس کو انہوں نے حضور ﷺ سے بعد میں سنا تھا اور حضرت علی نے بھی بعینہٖ اسی طرح فرمایا ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی اپنے قول سابق سے رجوع کر لیا ہے۔

7 جس طرح سے اس مسئلہ میں امام شافعی اور کئی کے قول کے مطابق روایت ناسخ کے ثبوت کے بعد (یعنی وہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس کو انہوں نے حضور ﷺ سے بیان کیا ہے) یہ بات صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی قول سے غسل واجب ہوتا ہے (یعنی بغیر انزال کے) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حدیث الماء من الماء پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اسی طرح یہاں بھی ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سات مرتبہ دھونے کی روایت کی روایت بھی اسی کی فرمائی اور فتویٰ بھی دیا، پھر جب بعد میں تین مرتبہ دھونے کا فتویٰ دیا تو روایت بھی اسی کی اور یہی عمل اور قول بھی اسی کے مطابق دیتے رہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ تسبیع کی روایت کو منسوخ مانتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں، بلکہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے کہ امام صاحب کی روایت کو وجوب پر اور سات مرتبہ دھونے کی روایت کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اس طرح سے دلائل میں تطبیق ہو جائے گی اور استحباب کے قائل ہیں چنانچہ اللامع الدراری اور ہمارے شیخ کی تقریر میں بھی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ آپ تین مرتبہ بھی سات دفعہ دھونے کو مستحب فرماتے ہیں اور فقہائے حنفیہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ دھونا مستحب ہے کیونکہ نجاستوں کے ازالہ کا ضابطہ اور طریقہ تثلیث ہے لیکن چونکہ شارع علیہ السلام نے سات مرتبہ دھونے کے لئے بھی فرمایا ہے اس لئے احتیاط کی وجہ سے سات بار تک دھونا مستحب ہوگا۔ (واللہ اعلم)

الامر باراقة ما فی الاناء اذا ولغ فیه الکلب

جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کے اندر جو کچھ ہے اُسے ڈال دینے کا بیان

اخبرنا علی بن حجر اخبرنا علی بن مسہر عن الاعمش عن ابی رزین وابی صالح عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات قال ابو عبد الرحمن لا اعلم احدا تابع علی مسہر علی قولہ فلیرقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس کے اندر جو کچھ ہے اس کو گرا دے پھر اس کو سات مرتبہ دھو ڈالے۔

تشریح اس روایت میں بجائے شرب کے ولغ کا لفظ وارد ہے ولغ ولوغ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کتے کا پانی میں زبان ڈالنا اور حرکت دینا، زبان سے پانی پینا اور اس میں کچھ نہ کچھ باقی رہتا ہے جو دوسری روایت میں ہے۔ محققین نے اس لفظ کے متعلق بعض علماء نے کلام کیا ہے کہ یہ بات کہی گئی کہ لفظ فلیرقہ کی روایت میں علی بن مسہر کی اور کسی نے متابعت کی ہے حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ حفاظ کے طبقے میں سے علاوہ علی بن مسہر کے یہ لفظ اور کسی نے بیان نہیں کیا اس لفظ کا ذکر کسی نے نہیں کیا اور حمزہ کنانی نے کہا ہے کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہے علامہ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص میں فرمایا ہے دارقطنی نے اسناد حدیث باب کی تصحیح کی ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور حافظ نے فتح الباری میں فرمایا کہ امر باراقہ یعنی پانی وغیرہ ڈال دینے کا حکم بطریق عطاء عن ابی ہریرہ مرفوعا بھی وارد ہوا ہے جس کی تخریج ابن عدی نے کی ہے "لکن فی رفعہ نظر والصحیح انہ موقوف" اس طرح حکم اور لفظ کا کرما وہی ہے جو کہ حماد بن زید نے ایوب عن ابن سیرین عن ابی ہریرة موقوفا کیا ہے اس کی سند صحیح ہے اور دارقطنی وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے لہٰذا امام نسائی وغیرہ کا یہ کہنا کہ علی بن مسہر کی کسی اور نے متابعت نہیں کی قابل تسلیم نہیں۔

سابقہ ترجمہ کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ مالکیہ سؤر کلب کو پاک کہتے ہیں ان کے نزدیک برتن کا دھونا نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ امر تعبدی کی وجہ سے ہے مگر نسائی کی روایت میں "فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات" اور صحیح مسلم کی الفاظ صحیح مسلم کی روایت میں موجود ہیں کہ شارع علیہ السلام کا حکم ہے کہ پانی بہا دیں اور برتن کو سات دفعہ دھو لیں اور غور کرنے کی بات ہے کہ اگر پانی پاک ہوتا اور اس کا استعمال درست ہوتا تو ہرگز گرا دینے کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ شریعت نے اضاعت مال سے منع فرمایا ہے تو پانی وغیرہ گرا دینے کا اور برتن دھونے کا حکم سات مرتبہ ہونے کا بعض روایت میں مٹی سے مانجھنے کا حکم واضح طور پر ہے کہ برتن کے دھونے کا حکم سؤر کلب کی نجاست کی وجہ سے دیا گیا ہے اور نسائی اور صحیح مسلم کی روایت مذکورہ سے حضرات حنفیہ اور شوافع کی تائید ہوتی ہے کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور شریعت نے برتن کے دھونے کا حکم ناپاکی کی وجہ سے دیا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا طہور اناء

احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع مرات ... اس روایت سے بھی مسلک احناف و شوافع کی تائید ہوتی ہے کہ برتن کے دھونے کا حکم نجاست کی وجہ سے ہے ... [illegible]

[illegible]

باب تعفير الاناء الذي ولغ فيه الكلب بالتراب

جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو مٹی سے مل کر دھونے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى الصنعاني قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة عن ابي التياح قال سمعت مطرفا عن عبد الله بن مغفل ان رسول الله ﷺ امر بقتل الكلاب ورخص في كلب الصيد والغنم وقال اذا ولغ الكلب في الاناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کتوں کو مار ڈالنے کا پھر شکاری

[illegible] کی حفاظت کے لئے [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] وفات [illegible]
[illegible] سے ہوا۔

عن ابی التیاح [illegible] ان کا اصل نام یزید بن حمید ضبعی بصری ہے [illegible] کے راویوں میں سے ہیں [illegible] ثقہ [illegible] ۱۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

مطرف آپ [illegible] عبداللہ بن الشخیر [illegible] حضور اکرم ﷺ [illegible]
[illegible] میں وفات پائی۔

عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ آپ صحابی [illegible] سے [illegible] مسجد جامع کے قریب ہی مکان بنایا آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے [illegible] حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ان دس اشخاص میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] دین کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا تھا [illegible] حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ [illegible] میں انتقال ہوا۔

[illegible] نقل کیا ہے [illegible] آخر [illegible] نقل کیا ہے [illegible] الباری۔

[illegible]

[illegible] لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیں کی تعمیم کے لئے تھا تو اور وہ اسی ترتیب پر جس سے ثابت ہوا حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے اخذ ہے "فکان الآخر بردہ"
مسوطہ "البتہ" بھی اس روایت پر اور ترتیب ہے۔ مختصر کی احتیاط بھی ہے کہ کسی روایت پر عمل کیا جائے۔ حافظ ابن حجر
نے بھی شیخ کے اس جواب کو رد کر دیا ہے جس سے کہ ترجیح کے قول کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یہاں جمع کی صورت ممکن
ہے کہ حدیث ابن مغفل ﷺ پر عمل مستلزم ہے حدیث ابو ہریرہ ﷺ پر عمل کو بغیر اس کے کہ بعض کی صورت میں نکل اور
"والثامنة عفروه بالتراب" کے ضابطے کے مطابق "وعفروا الثامنة بالتراب" صحیح ہے اور اگر ان سب میں جمع کے
طریقہ پر چلتے تو تیمم بالکل ترتیب کے قائل ہوتے کیونکہ امام مالک کی روایت بدون ترتیب کے اور وہ ضعیف ہے تو ان
لوگوں کی روایت سے ہوتا ہے جس کو سب سے ترتیب المسلک قریب ہے اور امام مسلم کی روایت تو فقہی نظر سے
ترتیب کے قائل ہوتے۔

امام نووی وغیرہ نے صحیح ابن مغفل کا ایک جواب دیا ہے کہ حدیث یہ ہے "اغسلوه سبعا واحدة منهن
بالتراب مع الماء" یعنی برتن کو سات دفعہ دھلی جس میں ایک بار مٹی کے ساتھ پانی سے دھونا ہو تو مٹی سے مانجھنا
حالانکہ دوسری تعداد نہیں ہوتی ہے کہ وہ جب مٹی سے ایک بار ہوئے تو گویا آٹھویں بار دھونا ہوا جو قواب مستحق
ہو سکتی ہیں دونوں روایتیں جمع ہو سکیں ہم اس تاویل کا جواب ذکر کریں گے بعد میں حافظ ابن حجر کی اس تاویل سے خوش معلوم
نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ ابن دقیق العید نے اس پر اعتراض کیا جو کہا اور ارشاد ہے کہ "وعفروه الثامنة بالتراب" سے
ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے ملا کر دھونا مستقل طور سے ہونا چاہئے جو غسلات سبعہ سے علیحدہ ہے پھر ابن دقیق العید
نے اپنی طرف سے تاویل کی ہے کہ تعلیم یعنی مٹی سے مانجھنا غسلات سبعہ سے پہلے شروع ہو تو اس صورت میں
آٹھواں دھونا متحقق ہوگا اور حدیث کا ظاہر بھی ترتیب پر محمول ہو سکے گا۔

شرح ابو داؤد حضرت مولانا خلیل احمد نے اس کا جواب دیا ہے کہ امام نووی اور ابن دقیق العید کی تاویل ضعیف اور
معقول ہے جس کو حضور اکرم ﷺ کا فرمان اور الفاظ حدیث پر محمول ہوں تو اس کی مراد یہ ہے کہ "وعفروه الثامنة
بالتراب" یعنی آٹھویں بار کے غسل میں برتن کو مٹی سے مانجھنا یہ ظاہر ہے کہ جب پانی کے ساتھ مٹی
نہیں ملے تو آٹھویں بار کا غسل پانی کے ساتھ ہوا اور مٹی کے ساتھ تیمم کا اعادہ ہے یہ تو امام نووی کی تاویل کا
جواب ہے اور ابن دقیق العید کی تاویل کا جواب یہ ہے جس نے دونوں پر گرفت کی پھر نووی نے اپنی طرف سے ایک تاویل کی
ہے جو پہلے تمام نے ذکر کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تاویل مذکور حدیث کے مقتضی کے خلاف ہے مقتضی لفظ
حدیث تو یہ ہے کہ ترتیب تعداد کے ساتھ ہو جو غسلات سبعہ سے علیحدہ ہے لہٰذا اس قسم کی تاویلات حدیث کے صریح
خلاف ہیں۔

امام طحاوی کا ارشاد

امام طحاوی نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ کی اس حدیث میں سات مرتبہ کے بعد آٹھویں دفعہ مٹی سے ملنے

کا حکم ہے اور اس کو کسی نے بھی واجب نہیں کہا، لہٰذا حدیث کے مخالف ہے ۔ سب کا اتفاق ہے تو امام طحاوی نے اس حدیث سے منسوخ ہونے کا الزام دیا ہے کہ اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سات والی روایت سے سات دفعہ دھونا واجب ہوتا تو [illegible] اس حدیث سے آٹھویں دفعہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور [illegible] ہے کہ [illegible] ہے ۔ [illegible] الا تفاق [illegible] سے والی حدیث چھوڑ دی گئی (شرح) [illegible] ساتھ والی حدیث کے چھوڑنے کا الزام [illegible] طرف سے یا [illegible] سے [illegible] آٹھویں دفعہ والی حدیث [illegible] ہیں، امام ابن حجر نے اس الزام کا جواب [illegible] کے حوالے سے [illegible] ہے کہ [illegible] ﷺ کی اس حدیث کے قائل ہونے سے بالکل [illegible] حدیث کا الزام [illegible] شافعیہ کی طرف سے اس حدیث پر عمل نہ کرنے کا جواب بیان کیا [illegible] حدیث کے چھوڑنے کی وجہ [illegible] امام [illegible] ہیں ۔ (فتح الباری ۱ / ۲۶۲)

اس کا جواب حضرت علامہ عینی [illegible] ۹۵ [illegible] حدیث میں کیا حنفیہ نے تسبیع اور تتریب کے حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے اور تثلیث کے [illegible] واجب [illegible] سات والی روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو سات دفعہ کی حدیث سے [illegible] ہوا، بلکہ مقصود یہ ہے کہ صفائی کے ساتھ خوب اچھی طرح پاک کر لیا جائے [illegible] واجب اس [illegible] آپ نے کبھی سات مرتبہ سے تعبیر کیا کبھی [illegible] روایات [illegible] سات والی روایت [illegible] پر محمول [illegible]

[illegible] کی حدیث [illegible] حدیث واقع ہوئی ہے جو ایک ثقہ مخصوص فقیہ صحابی کی روایت ہے [illegible] چھوڑنے کی [illegible] دونوں حدیث واقع میں ایک حدیث [illegible] حدیث پر عمل کرنا [illegible] ہے ۔ شافعیہ نے ترک عمل بالحدیث کا جو عذر بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں [illegible] حدیث کا الزام [illegible] حنفیہ پر کیوں [illegible] حدیث ثانیاً منسوخ ہے تو [illegible] انہوں نے تثلیث والی حدیث [illegible] والی روایت پر عمل بطور وجوب کے چھوڑ دیا ہے [illegible] نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث بتا رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آٹھویں دفعہ دھونے کا حکم اس وقت دیا تھا جب کتوں کے بارے میں شدید حکم دیا گیا تھا حتیٰ کہ تمام کتوں کے مارنے کا حکم تھا چنانچہ اسی نے [illegible] ہے آٹھویں دفعہ دھونے کا حکم بالکل [illegible] اس سے [illegible] کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ سات مرتبہ دھونے کا حکم [illegible] محمول ہے اور شارحین میں سے اتفاقاً اور بھی وجوہ ہیں اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شروع میں شدید حکم فرمائے تھے جب ان کی عادت [illegible] ان کا ضرر [illegible] کتوں کو [illegible] کے پالنے اور [illegible] سے منع فرمایا پھر اس کے بعد اس تشدید کو ترک فرما دیا اور فرمایا "[illegible] کتوں سے کیا [illegible] ایک حکم [illegible]

سنت ہے احوط یہی ہے [illegible] کی جگہ [illegible] تک کی جائے، بلی کی جگہ شکار کے لئے شکاری کتے
کی حفاظت کے لئے [illegible] کی عادت سے احتمال تھا کہ کہیں [illegible] کی لوٹ کر [illegible] حقیقت ظاہر
[illegible] کیا کہ [illegible] ہوتا ہے۔
[illegible] کا حکم [illegible] حسب کی ابتداء [illegible] گئے [illegible] میں
[illegible] کا حکم دیا گیا [illegible] ہونے کا حکم بھی منسوخ ہو گیا۔

باب سؤر الهرة

بلی کے جھوٹے کا کیا حکم ہے اس کے بیان میں

اخبرنا قتيبة عن مالك عن اسحق بن عبد الله بن ابي طلحة عن حميدة بنت عبيد بن رفاعة عن كبشة بنت كعب بن مالك ان ابا قتادة دخل عليها ثم ذكرت كلمة معناها فسكبت له وضوءا فجاءت هرة فشربت منه فاصغى لها الاناء حتى شربت قالت كبشة فرآني انظر اليه فقال اتعجبين يا ابنة اخي فقلت نعم فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم والطوافات ۔

کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ابو قتادہ جو ان کے سسر تھے ان کے پاس آئے تو میں نے ان کے واسطے وضو کا پانی ڈالا اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے پانی پینا شروع کیا تو ابو قتادہ نے برتن اس کی طرف جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا [illegible] میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا کہ اے بھتیجی کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا ہاں، ابو قتادہ ﷺ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے وہ تم پر طواف کرنے والوں اور طواف کرنے والیوں میں سے ہے۔

تشریح یہ حدیث کی روایت ہے [illegible] حمیدہ بنت عبید کی والدہ ہیں اور ابو قتادہ کے بیٹے عبداللہ کے نکاح میں تھیں ان سے [illegible] میں سے تھیں [illegible] یہ واقعہ بیان کرتی ہیں کہ میں وضو کے لئے برتن میں پانی ڈال رہی تھی کہ بلی نے پینا شروع کر دیا، حضرت ابو قتادہ ﷺ نے برتن جھکا دیا تاکہ اس کے لئے پانی کا پینا آسان ہو [illegible] ﷺ [illegible] میری طرف دیکھ کر کہا "اتعجبين يا ابنة اخي" اے میری بھتیجی [illegible] ہوتا ہے [illegible] کے اعتبار سے [illegible] تعجب [illegible] ابو قتادہ ﷺ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم والطوافات" یہ قرآن کریم سے ماخوذ ہے [illegible] "طوافون عليكم بعضكم على بعض" [illegible] روایت میں [illegible] الطوافات

ابن حجر کی طرف سے ان کے دعوی کو رد کر دیا ہے اور کہا کہ چونکہ امام ترمذی نے اس کو بواسطہ معتمر سلیمان بن حرب مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اس لئے بیہقی کے اس دعوی کا کوئی وزن نہیں رہا اور خود بیہقی نے بھی اس حدیث کو بواسطہ عبد الوارث عن ایوب اور بواسطہ ابن عاصم بن ابی اسحاق اور بطریق ... ان کی روایت کیا ہے عن ایوب اور قرۃ ... یہ سب حضرات بھی حفاظ کی ایک جماعت ہیں جنہوں نے اس کو مرفوعاً بطریق محمد بن سیرین سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہے لہٰذا ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ وہ مدرج من الراوی ہے کیونکہ راوی کبھی نشاط اور پوری شادابی کی حالت میں ہوتا ہے تو حدیث مرفوعاً روایت کرتا ہے اور کبھی اس کے مطابق فتوی دیتا ہے تو بطریق موقوف بھی روایت کر دیتا ہے چنانچہ مسح کرنے والوں پر عمل کا التزام ہونے سے یہی توجیہ بہتر ہے۔

بظاہر یہ حدیث مذکور بلی کے جھوٹے کے نجس ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر بلی کا جھوٹا پاک ہوتا تو پھر غسل کی کیا ضرورت تھی اور حدیث میں برتن کے دھونے کا حکم کیوں دیا گیا۔

حنفیہ کی دوسری دلیل اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "لاتوضؤوا من سؤر الحمار ولا الکلب ولا السنور" رواہ الطحاوی۔ اس کے دیکھنے سے ہی معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بلی کے جھوٹے کی نجاست پر دلالت کرتا ہے ورنہ اس کے جھوٹے سے وضو کرنے سے کیوں منع فرمایا۔

تیسری دلیل حدیث کی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "السنور سبع" یعنی بلی درندہ ہے اور درندوں کا جھوٹا نجس ہے لہٰذا بلی کا جھوٹا بھی ناپاک ہوتا ہے اس حدیث کو حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو عقیلی اور بیہقی نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عیسیٰ بن مسیب ہے حاکم نے اس کے بارے میں صدوق کا لفظ کہہ کر اس کی توثیق کی ہے اور عقیلی نے بھی اس کو صالح الحدیث کہا ہے۔ یعنی اس حدیث میں مستند ہونے کے قابل ہے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ روایات بلی کے جھوٹے کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں پھر تو اس کو بھی نجس قرار دینا چاہئے حالانکہ حنفیہ اس کو مع الکراہت طاہر کہتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ بلی اکثر گھروں میں رہتی ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے اگر اس کے جھوٹے کو نجس قرار دیا جائے تو گھر والوں کے لئے حرج ہے کیونکہ گھر میں سب چیزوں کا رہنا اور گھر میں بلی کا کثرت سے چلنا پھرنا جہاں تک کھانے پینے کی چیزوں کو ان سے بچا نہیں تو جس طرح گھر میں آنے کے لئے اجازت طلب کرنا ضروری قرار دیا پھر اس سے قرآن پاک میں خادموں اور نابالغ بچوں کو مستثنیٰ قرار دیا اور وسعت دی گئی اسی طرح یہاں بھی کثرت سے آمد و رفت رکھنے کی علت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اصل میں نجاست ہے لیکن صرف ضرورت کی وجہ سے معاف کر دی گئی ہے اب رہی بات ... جیسا کہ چوہا وغیرہ ... میں تو تیسیر کی گئی کہ ان کا جھوٹا اس واسطے مکروہ ہے کہ گوشت ان کا حرام ہے ... سبب ... جیسے کہ بلی ... سے حرج لازم آتا ہے اور کراہت باقی رہی اس لئے کہ بعد ضرورت کے ... سے کراہت لازم نہیں آتا اور دلیل اس سے کہ کراہت کی تعلیم ہو سکتی ہے کہ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند سے جاگے ہوئے شخص کو ہاتھ دھونے سے پہلے پانی میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے

[illegible]

باب سؤر الحمار

گدھے کے جھوٹے کا کیا حکم ہے اس کے بیان میں

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن ايوب عن محمد عن انس ﷺ قال اتانا منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر فانها رجس

[illegible]

تشریح [illegible]

علاوہ ازیں جب اس سے گدھے اور خچر کے لعاب اور پسینہ کی طہارت ثابت ہوتی ہے اور حدیث باب سے نجاست ثابت ہوتی ہے اس لئے ان کے بچے ہوئے خوردہ سے وضو صحیح ہونے میں شک پیدا ہو گیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ ان کا لعاب اور پسینہ پاک ہے اور جس پانی میں یہ منہ ڈال دیں وہ پانی بھی پاک ہے لیکن مطہر ہونے میں شبہ ہے اور مشکوک ہونے کی حالت میں اس سے وضو نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے جو طہارت حاصل کی جائے گی وہ بھی مشتبہ و مشکوک رہے گی اور جس کو گدھے اور خچر کے بچے خوردہ کے علاوہ کوئی پانی نہ ملے تو وہ اس سے وضو بھی کرے اور تیمم بھی کر لے۔

(ملخصا من اعلاء السنن للعلامة ظفر احمد عثمانی رحمة الله عليه)

اب یہ سوال کہ ایک روایت تو صراحۃً گدھے کے بچے خوردہ کی طہارت پر دلالت کرتی ہے اس کا کیا جواب دو گے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ حدیث میں ہے کہ قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انتوضأ بما افضلت الحمر قال نعم وبما افضلت السباع یعنی حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم گدھے کے چھوڑے گئے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس پانی سے بھی جائز ہے جس سے درندے پی کر بقیہ پانی چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث کو دارقطنی وغیرہ نے بہ سند داؤد بن حصین عن ابیہ عن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز ابن ماجہ نے بواسطہ عطاء بن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا ان تالابوں اور حوضوں کے بارے میں جو مکہ مدینہ کے درمیان واقع ہیں۔ وہاں سے درندے کتے اور گدھے پانی پی جاتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لها ما حملت في بطونها ولنا ما غبر طهور "درندے وغیرہ جو پانی پیٹ میں لے کر چلے گئے ہیں وہ ان کا ہے اور بقیہ پانی جو چھوڑ گئے ہیں وہ ہمارے لئے طہور ہے۔" اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً ان روایات مذکورہ کی صحت میں کلام ہے کیونکہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اسناد میں داؤد بن حصین ہے اور حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اسناد میں عبدالرحمن بن زید ہے اور محدثین کے نزدیک دونوں متکلم فیہ ہیں اسی لئے حافظ ابن حجر نے بھی الدرایہ میں دونوں حدیثوں کے ضعیف ہونے کا اعتراف کیا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ صحت کو پہنچی ہیں تو ان سے مراد وہ حوض کا پانی ہے جن میں پانی بہت ہوتا تھا اور اگر پانی اور حوض کے قلیل ہونے پر محمول کریں تو پھر لازم آتا ہے کہ کتے کا جھوٹا بھی پاک ہو حالانکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اس کا جھوٹا بھی پاک ہے صاحب عنایہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں "فيحتمل ان المراد به الحمر الوحشية وسباع الطير او المراد به الماء الكثير" یعنی حدیث مذکور میں حمار اور سباع سے مراد حمار وحشی اور سباع طیر ہے اور حمار وحشی حلال ہے لہذا اس کا جھوٹا بھی پاک ہے یا اس سے ماء کثیر مراد ہے تو اگر گدھے وغیرہ اس سے پانی پی لیں تو وہ ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

باب سؤر الحائض

حیض والی عورت کے سور کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبدالرحمن عن سفيان عن المقدام بن شريح عن ابيه عن

عائشة رضي الله عنها قالت كنت أتعرق العرق فيضع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاه حيث وضعت وأنا حائض وكنت أشرب من الإناء فيضع فاه حيث وضعت وأنا حائض

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ہڈی چوستی تھی پھر حضور کریم ﷺ اپنا منہ اسی جگہ رکھ کر چوستے جہاں پر میں اپنا منہ رکھتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی اور میں برتن سے پانی پیتی تھی پھر حضور کریم ﷺ اپنا منہ اسی جگہ رکھ کر پانی پیتے جہاں منہ رکھتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کے اعضا جسمانی منہ ہاتھ وغیرہ اور اس کا جھوٹا پاک ہے نجس نہیں ہوتا ہے پاک ہے حائضہ کے بارے میں یہود کا طریقہ نہایت تشدد کا تھا سو حضور کریم ﷺ نے اپنے اس عمل سے ہدایت فرما دی کہ تم یہود کی مخالفت کرو یہود والا طریقہ اختیار کرنا تمہارے لئے درست نہیں ہے غرض اس حدیث باب سے حائضہ کے جسم خوردونوش کی طہارت اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور اس کے ساتھ کھانا پینا سب کی اجازت معلوم ہوتی ہے ہر طرح سے جائز ہے۔

باب وضوء الرجال والنساء جميعا

مردوں اور عورتوں کے ایک ساتھ وضو کرنے کا بیان

أخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا مالك ح والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كان الرجال والنساء يتوضئون في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں مرد اور عورت ایک ساتھ مل کر وضو کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث کی دلالت واضح طور پر ظاہر ہے کہ عہد رسالت میں مرد اور عورت ایک ہی برتن سے ایک ساتھ وضو کر لیتے تھے حضور اکرم ﷺ کا اس پر کوئی اعتراض نہ فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس طریقے سے اجتماعی طور پر وضو کرنے کی یہ صورت بلاشبہ درست ہے کیونکہ اگر اس میں شرعاً کوئی کراہت ہوتی تو عہد رسالت میں ہرگز اس عمل کی اجازت نہ دی جاتی شارع علیہ السلام کی اجازت سے معلوم ہوا کہ اس طریقے سے وضو کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے یہی مسلک تمام علماء کا ہے اس مسئلے میں دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ مرد کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے عورت وضو کر سکتی ہے یا نہیں؟ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ بیشک کر سکتی ہے اور یہ صورت بھی بالاتفاق درست ہے دوسری صورت یہ ہے کہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کا کیا حکم ہے مرد اس کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں امام نووی کہتے ہیں کہ ہمارے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ پانی مرد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے خواہ عورت نے مرد کی غیر موجودگی میں تنہائی میں پانی استعمال کیا ہو یا اس کے

سامنے استعمال کیا ہو البتہ اس دوسری صورت میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ کے علاوہ چند حضرات کہتے ہیں کہ اگر عورت نے وضو تنہائی میں غیر موجودگی میں پانی استعمال کیا ہو تو باقی بچا ہوا پانی مرد کے حق میں ناقابل استعمال ہو جاتا ہے ان کا مستدل حضرت حکم بن عمرو غفاری کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة" اس کو امام احمد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ اور نسائی کی روایت میں بجائے لفظ طہور کے وضوء المرأة ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لئے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کا استعمال ممنوع ہے اس لئے وہ اس سے وضو نہیں کر سکتا۔

علماء نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں ابن ماجہ نے یہ کہا کہ اباحت والی احادیث سے نہی والی حدیث منسوخ ہو چکی ہے یہ حدیث نہی کا تعلق خاص صورت سے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مرد کو اجنبیہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کیا گیا اس لئے کہ اگر اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے تو ممکن ہے درمیان میں اس عورت کا خیال پیدا ہو اور وہ اجنبیہ عورت ہو تو اس کا دل اس میں مشغول رہا ہو تو اس سے نقصان دہ وساوس پیدا ہوں گے اس نے اصول حسن کے مد نظر اس کے استعمال سے منع کر دیا گیا ہے۔ علامہ خطابی نے حدیث نہی کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اعضاء سے ٹپکنے والے پانی مراد ہے جس کو وہ مستعمل کہا جاتا ہے اور احادیث جواز کا تعلق بقیہ اس پانی سے ہے جو برتن میں بچا ہوا ہے علاوہ اس کے حدیث نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے اور علامہ عینی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے علاوہ کہا کہ نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ نہی تنزیہی ہے اور علامہ شوکانی نے بھی اسی مذہب کو پسند کیا ہے اس جواب سے تمام روایات میں تطبیق ہو گی کیونکہ کراہت تنزیہی جواز کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

علامہ عثمانی نے فتح الملہم میں حضرت شاہ صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حکم بن عمرو الغفاری کی روایت کی احادیث نہی آداب معاشرت کی تعلیم کے باب سے ہیں کہ نہ مرد عورت کے لئے جھوٹا چھوڑے اور نہ عورت مرد کے لئے جھوٹا چھوڑے بلکہ دونوں ایک ساتھ مل کر استعمال کریں تاکہ مرد و عورت کے درمیان شادی اور محبت و الفت پیدا ہو اور بگاڑ اور دوری نہ پیدا ہو۔

حدیث باب میں جمیعا کا لفظ وارد ہوا ہے جس کی مراد یہ ہے کہ عورت اجتماعی طور پر وضو کیا کرتے تھے اس کو دو صورتوں میں تقسیم کیا ہے کہ محارم اور غیر محارم سب عورتیں مردوں کے ساتھ ایک ہی وقت میں وضو کر لیتی تھیں تو نزول حجاب سے پہلے کی بات ہوگی اور اگر حکم حجاب کے بعد کی بات ہے تو ہر روایت میں جو نساء کا لفظ وارد ہوا ہے وہ بیوی اور محارم کے ساتھ خاص رہے گا۔

(ایضاح البخاری)

باب فضل الجنب

جنبی کے بقیہ پانی کا کیا حکم ہے اس کا بیان

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا اللیث عن ابن شہاب عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا اخبرته انها

كنت أغتسل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الإناء الواحد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

تشریح: باب مذکورہ میں [illegible] حدیث [illegible] کہ ایک ہی برتن سے میاں بیوی ایک ساتھ غسل کر سکتے ہیں جیسا کہ اس باب کی حدیث سے [illegible] بعض روایات میں [illegible] تختلف أيدينا [illegible] بعرف نعم وتعرف قبله [illegible] رسول اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] ایک دوسرے سے پہلے پانی لے لیتے تھے [illegible] حضور ﷺ [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] پانی [illegible] ﷺ کے [illegible] غسل [illegible] ایک ہی برتن سے [illegible] حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] حدیث [illegible] دونوں [illegible] ایک دوسرے کا غسل کیا ہوا پانی استعمال کر سکتے ہیں۔

(المصابیح للبغوی)

باب القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للوضوء

پانی کی اس مقدار کا بیان جو ایک شخص کے وضو کے لئے کافی ہے

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثني عبد الله بن عبد الله بن جبر قال سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ بمكوك ويغتسل بخمسة مكاكي

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مد پانی سے وضو فرماتے اور پانچ مدوں سے غسل فرماتے تھے۔

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد ثم ذكر كلمة معناها قال حدثنا شعبة عن حبيب قال سمعت عباد بن تميم يحدث عن جدتي وهي أم عمارة بنت كعب أن النبي صلى الله عليه وسلم توضأ فأتي بماء في إناء قدر ثلثي المد قال شعبة فأحفظ أنه غسل ذراعيه وجعل يدلكهما ويمسح أذنيه باطنهما ولا أحفظ أنه مسح ظاهرهما

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کے سامنے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن حاضر کیا گیا جو دو تہائی مد کے برابر تھا۔

تشریح اس باب کی حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ ایک مکوک سے وضو اور پانچ مکوک سے غسل فرماتے تھے لفظ مکوک میم کے زبر اور کاف کے پیش اور تشدید کے ساتھ ہے اس کی جمع مکاکیک و مکاکی آتی ہے ایک معروف پیمانہ ہے جو ڈیڑھ صاع کے برابر ہوتا ہے [illegible] نے کہا کہ یہاں مکوک سے مراد مد ہے تمام [illegible] میں بھی ہے کہ مکوک سے مراد مد ہے۔ [illegible] نے بھی یہی فرمایا ہے [illegible] دوسری روایت کے صحیح [illegible] ہے کہ یہاں مکوک سے مراد مد ہے اور مد ایک پیمانہ ہوتا ہے [illegible] شوافع اس کے خلاف کہتے ہیں اس کی بحث آگے آرہی ہے۔

اب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ایک مد پانی سے وضو اور پانچ مد سے غسل فرماتے تھے [illegible] سے بھی غسل فرماتے تھے [illegible] ایک صاع یعنی چار مد سے غسل فرماتے تھے [illegible] پانی استعمال فرماتے [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ روایت یہ ہے کہ "کان یغتسل بالصاع الی خمسة امداد ویتوضا بالمد" کہ رسول اکرم ﷺ غسل فرماتے تھے ایک صاع سے [illegible] پانی سے اور وضو ایک مد سے فرماتے تھے [illegible] آپ ﷺ اکثر اوقات میں ایک صاع یعنی چار مد سے غسل فرماتے تھے [illegible] پانچ مد سے بھی غسل فرمایا ہے۔

ترمذی میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت [illegible] ہے جس میں [illegible] ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے [illegible] کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ عام احوال میں ایک صاع یعنی چار مد پانی سے غسل فرماتے اور ایک مد وضو میں استعمال فرماتے تھے۔ بعض اوقات میں پانچ مد پانی سے بھی غسل فرمایا ہے جیسے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ پانچ مد سے غسل [illegible] ایک مد پانی استعمال فرماتے [illegible] ایک مد سے [illegible] روایت بھی [illegible] فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے [illegible] "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا بنصف المد" کہ حضور ﷺ نے آدھے مد سے وضو فرمایا [illegible] قابل اعتبار ہے۔

[illegible] ایک صاع [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] کی روایت [illegible] ایک صاع [illegible] وضو [illegible] غسل [illegible] ایک مد [illegible] ایک صاع [illegible] فرماتے تھے [illegible]

ہے کہ اس سے زیادہ یا کم پانی استعمال کی گنجائش ہے۔ ان روایات میں مقدار پانی کا بیان ہے امام نسائی نے جو ترجمہ لکھا ہے اس سے اسی بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ وضو اور غسل کے لئے جو وزن پانی کا بیان کیا گیا ہے وہ تحدید حقیقی کے لئے نہیں ہے روایت میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وضو اور غسل کا عمل اس مقدار سے کیا جا سکتا ہے اس قدر پانی کافی ہو جاتا ہے اس سے زیادہ پانی کی ضرورت ہو تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ مقدار مقرر ہو۔ کم پانی استعمال کرنے پر شریعت کی طرف سے پابندی لگائی گئی ہے اگر اس مقدار کی پابندی لازم کی جاتی تو امت مشقت اور [illegible] میں پڑ جاتی جس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ دل کے اعتبار سے انسان کو معیار بنایا گیا ہے اسراف سے اجتناب کرتے ہوئے بقدر ضرورت اس سے کم یا زیادہ پانی استعمال کی اجازت ہے۔ (ایضاح بخاری)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے اس بات میں سب علماء کا اتفاق ہے کہ وضو اور غسل کے پانی کی کوئی مقدار متعین شرط نہیں لیکن سنت یہ ہے کہ اس سے کم نہ ہونا چاہئے [illegible] جس سے ایک صاع ثابت کم ہو۔

اب رہی یہ بات کہ مد اور صاع کی مقدار کیا ہے تو اس میں اختلاف ہو چکا ہے اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے لیکن مد کی مقدار میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ امام محمد اور اہل عراق کے نزدیک ایک مد دو رطل کے برابر ہے اس اعتبار سے صاع کا وزن آٹھ رطل کا ہوا اور امام مالک [illegible] امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک مد ایک رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے اس کے لحاظ سے ان کے یہاں صاع پانچ رطل اور ایک ثلث کا ہوا امام ابو یوسف بھی اسی کے قائل ہیں اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے موافق تھے پھر حج سے واپس آئے تو [illegible] ہو گیا اور یہاں واقعہ علامہ عثمانی نے شرح مسلم فتح الملہم میں نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ سے صاع کی مقدار دریافت کی انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس صاع کا [illegible] رسول اکرم ﷺ کا صاع ہے میں نے ان سے پوچھا اس کا کیا ثبوت ہے انہوں نے کہا کل ثبوت دیں گے دوسرے دن صبح کے وقت تو تقریباً پچاس بوڑھے مہاجرین و انصار کی اولاد میں سے اپنے اپنے صاع لے کر آئے ہر شخص اپنے باپ اور اہل بیت سے نقل کرتا ہے کہ یہ صاع رسول ﷺ کا صاع ہے پھر میں نے غور کیا تو دیکھا تو سب برابر تھے پھر میں نے ان کو ناپا تو معلوم ہوا کہ ان کی مقدار پانچ رطل اور ثلث رطل کے برابر ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں فرأیت امرا قویا فترکت قول ابی حنیفة فی الصاع و اخذت بقول اهل المدینة هذا هو المشهور "[illegible]" یہ بھی منقول ہے کہ امام ابو یوسف نے امام مالک سے بحث کی [illegible] صاع کی [illegible] اس وقت جو لوگ [illegible] کرتے تھے [illegible] امام مالک کی طرف [illegible] منسوب کیا [illegible] حسین بن ولید قرشی سے نقل کیا ہے۔

(سنن کبری للبیہقی ج۴ ص۱۷۱)

تحقیق یہ ہے [illegible] اس واقعہ کو فتح القدیر میں [illegible] روایت [illegible] اعتبار سے [illegible] قرار دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ کو جن راویوں سے نقل کیا گیا ہے محدثین کے ضابطے کے مطابق ہے واقعہ سے استدلال صحیح نہیں ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ [illegible] مسئلہ [illegible] امام محمد کی [illegible] کتب [illegible] میں [illegible] کوئی [illegible] ہے

مسئلہ امام محمد سے نقل کرتے ہیں کہ امام ... نے بھی امام ابو یوسف کا قول ... امام اعظم کو چھوڑ کر امام مالک کی طرف رجوع اور ... سے پوشیدہ ... امام ابو یوسف کی مخالفت کا ... سے ... کا عمل اور صحابہ کی ... ہے۔

شیخ ابن ہمام نے بعض مشائخ کا قول نقل کیا ہے کہ درحقیقت ہمارے ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کیونکہ امام ابو یوسف نے جب صاع مدنی کو ناپا تو اس کی مقدار اہل مدینہ کے رطل سے پانچ رطل اور ایک تہائی کے برابر پائی اور اہل مدینہ کا رطل اہل بغداد کے رطل سے بڑا ہوتا ہے اس کے رطل کے تیس استار ہوتے ہیں اور اہل بغداد کے بیس استار ہوتے ہیں تو اگر تیس کو بغدادی کے پانچ اور ثلث رطل مدنی سے ... مقابلہ کیا جائے تو دونوں برابر ہوں گے شیخ ابن ہمام کے قول کی تائید و تقویت شیخ مسعود بن شیبہ سندی کے قول سے ہوتی ہے جو معارف السنن (١/٢٠٧) میں نقل کیا گیا ہے شیخ موصوف مقدمہ کتاب التعلیم (التعلیم) میں فرماتے ہیں کہ امام صاحب اور امام ابو یوسف کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے بجز اس کے کہ امام اعظم کے نزدیک ایک رطل بیس استار کا ہوتا ہے، اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیس استار کا۔

محقق علامہ کوثری کے قول سے بھی شیخ ابن ہمام کا قول مؤکد ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے ان کے اس قول کو معارف السنن ... میں بحوالہ حقائق ... نقل کیا ہے علامہ موصوف نے اس کتاب کے ص ٣٢ میں فرمایا ہے کہ بیہقی نے حسین بن ولید قرشی کی سند سے امام ابو یوسف کے رجوع کا جو واقعہ نقل کیا ہے اس کے راوی تو مجہول ہیں تمام کتب طبقات میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ... ایسے واقعہ سے ... امام ابو یوسف کا تمسک نہایت بعید بات ہے ... یہ خبر صحیح ہوتی تو ... ایک مجہول ... کے ... امام محمد بھی، شیخ ... چھپے پوشیدہ نہ رہ سکتا بلکہ ... حالانکہ صورت حال اس کے برعکس ہے ... کی علت ہے جو کہ خبر کے منافی ہے اور بعض اوقات سند مرکب ہوتی ہے ... اگرچہ ... ممکن ہے کہ اس واقعہ کی سند مرکب ہو اور اس صورت میں ... ثقہ ہونا کافی نہ ہوگا آگے چل کر علامہ کوثری نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ اس مسئلہ میں منفرد نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ آپ کے ساتھ ابراہیم نخعی، موسیٰ بن طلحہ، شعبی، ابن ابی لیلیٰ اور شریک وغیرہ ہیں جیسا کہ ابو عبید نے الاموال میں مع سند کے ذکر کیا ہے اور بعض صحابہ کے ... سے ... کے صاع ... احتجاج اس لئے درست نہیں کہ اس سے صرف یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں صاع مختلف قسم کے تھے جیسا کہ الفاظ حدیث ... ہے ... سے آٹھ رطل والا صاع ہے جو حضرت ... ﷺ کے گھر میں ... صاع ... باقی سے ... علامہ کوثری نے یہ بھی فرمایا کہ صاع کی مقدار کے بارے میں اہل مدینہ کا قول ... ہے اس کے لئے کوئی صریح مسند حدیث نہیں ہے بخلاف قول اہل عراق کے ... حدیث صحیح ... آثار صحیحہ ... متوارث سے ثابت ہے ... اعمال کے بارے میں

اہل عراق کا قول نقل کرنا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ دونوں ہی قسم کے صاع واقع ہیں تاکہ کسی کو تنگی نہ ہو، دونوں ہی صحیح ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف مقدار کے پانی سے غسل فرمایا ہے جس کو اہل حجاز نقل کرتے ہیں مثلاً بیہقی وغیرہ میں حضرت انس ﷺ کی حدیث جو مسلم کی شرط پر ہے اس میں ہے کہ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک ایسے برتن سے وضو فرماتے تھے کہ جس میں دو رطل آ جاتے اور کبھی ایک صاع سے غسل فرماتے تھے اور بخاری مسلم کی روایت سے حضور ﷺ کا ایک مد سے وضو کرنا ثابت ہے۔

نسائی شریف میں موسیٰ جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجاہد کے پاس ایک برتن لایا گیا اور مجھے دکھلایا میں نے اس کی پیمائش کی تو وہ آٹھ رطل کا تھا اور مجاہد نے کہا کہ مجھ سے حضرت عائشہ ﷺ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ اس جیسے برتن سے غسل فرماتے تھے۔

طحاوی میں بسند مجاہد ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم نے حضرت عمر ﷺ کے صاع کا اندازہ کیا تو اس کو صاع حجاجی کے برابر پایا اور صاع حجاجی آٹھ رطل بغدادی کا تھا۔

جزء ابن حبان میں ابن ابی حاتم نے موسیٰ جہنی سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "صاع عمر ثمانیة ارطال" کہ حضرت عمر ﷺ کا صاع آٹھ رطل کا تھا، ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ صاع عراقی حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھا اور مستعمل ہوتا تھا اس لئے اس کے ثبوت سے انکار کر دینا جب کہ نقل و دلیل موجود ہو درست نہیں، صاف کی بات ہے کہ روایات میں دونوں قسم کے صاع کا ثبوت ملتا ہے، تاہم صاع حجازی کا استعمال زیادہ تھا اور صاع عراقی کا کم جس کی وجہ سے اس کا شہرہ نہ ہوا، پھر جب حضرت عمر ﷺ کا دور خلافت آیا تو فتوحات کی کثرت ہوئی جس کی وجہ سے صاع حجازی کم پڑ گیا تو حضرت عمر ﷺ نے صاع عراقی کو رواج دیا جس کی وجہ سے صاع عمری مشہور ہوا پھر جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور خلافت آیا تو آپ نے بھی اسی کو رواج دیا، پھر کچھ عرصہ اس کے کم ہو جانے کے بعد حجاج نے دوبارہ رائج کیا اس لئے وہ اس پر فخر کرتا تھا اور اپنے خطبہ میں اہل عراق سے کہتا تھا "الم اخرج لکم صاع عمر ﷺ" کیا میں نے تمہارے واسطے فاروق کے صاع عمر ﷺ کو نہیں نکالا، اسی لئے اس کو صاع حجاجی کہتے ہیں لیکن حجاج کے طرز و طریق سے تعجب ہوا کہ انہوں نے صاف طور سے حضرت عمر بن عبد العزیز کی طرف منسوب نہ کیا، حضرت عمر فاروق ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو ان کی عادت کے خلاف ہے۔

غرض کہ صاع حنفیہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اسی وجہ سے امام احمد نے بھی دونوں صاع کا اعتراف کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ وضو و غسل میں پانچ رطل کا صاع اختیار کیا جائے اور صدقہ فطر میں آٹھ رطل کا، اور امام اعظم حنفیہ کہتے ہیں کہ متعدی احتیاط یہی ہے کہ تمام مواقع میں آٹھ رطل کا صاع اختیار کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

باب النية في الوضوء

وضو میں نیت کرنے کا بیان

أخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي عن حماد والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن القاسم حدثني مالك ح وأخبرنا سليمان بن منصور قال أخبرنا عبد الله بن المبارك واللفظ له عن يحيى بن سعيد عن محمد بن إبراهيم عن علقمة بن وقاص عن عمر بن الخطاب ﷺ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنية وإنما لامرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى الله وإلى رسوله فهجرته إلى الله وإلى رسوله ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ اعمال کا مدار نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کے واسطے وہ چیز ہے جس کی اس نے نیت کی جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور جس نے ہجرت حصول دنیا کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے کی ہو تو اس کی ہجرت اس کی نیت کے مطابق ہی کی گئی ہوگی۔

تشریح: اس حدیث کو طرح طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی سنن نسائی شریف میں "انما الاعمال بالنیۃ" ہے امام بخاری کی روایت میں "انما الاعمال بالنیات" کے الفاظ ہیں بعض روایت میں "الاعمال بالنیۃ" اور بعض میں "العمل بالنیۃ" وارد ہوا ہے یہ حدیث مشہور ہے اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے ابن ماجہ وغیرہ نے بھی اس حدیث پر کلام کیا ہے اس کو غالباً خبر واحد کہا ہے۔

بعض علماء نے اس کو متواتر بھی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے صرف حضرت عمر ﷺ نے روایت کیا ہے ان کے علاوہ کسی نے حضور ﷺ سے روایت نہیں کی اور حضرت عمر ﷺ سے علقمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی اور علقمہ سے محمد بن ابراہیم کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی اور ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کیا ہے ان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی پھر یحییٰ بن سعید انصاری سے بطریق تواتر لوگوں نے اس حدیث کو بیان کیا امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ سو (۱۰۰) سے زیادہ لوگوں نے ان سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اس کے بعد مشہور ہے کہ حافظ ابن حجر نے ایک محدث سے کہا کہ ان سے سات سو اشخاص نے روایت کی ہے لیکن ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے تلاش کیا مگر سو تک بھی نہ پہنچ سکا بہرحال یہ حدیث بہت اہم اور مشہور ہے اور اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

حدیث باب میں اعمال کے قبول ہونے کا مدار نیت پر ہے اعمال سے مراد نیک عمل ہیں جیسے نماز روزہ وضو اور حج

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو، اور اگر ضرورت سے متعلق عبارت محذوف مانی جائے جس پر قرینہ بھی پایا جاتا ہے تو ہم اس کو درست کہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ محذوف سے خصوصاً جب ذکر سے پہلے نہ ہو اگر چہ حضرت شیخ موصوف کی فہم مذکورہ کے مطابق عبادت سے متعلق قرات عادت بھی تو عبادات ہیں اس لئے کہ ان پر اعتراض اٹھتا ہے اور شیخ موصوف کی تحقیق کے مطابق قربات و طاعات میں نیت ضروری نہیں۔

علامہ سندھی نے اس حدیث کے متعلق تفصیل بحث کی ہے جو حاشیہ میں ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ فقہاء وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عبادات میں نیت کے شرط ہونے کو بتلاتی ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ اس حدیث کے بیان کا مقصد یہ نہیں ہے جیسا کہ قاضی بیضاوی نے شرح مصابیح میں اس کی تصریح کی ہے اور نبی کے ارشاد مبارک ''وانما لامرئ ما نوی'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو وہی چیز دی جائے گی جو اس کی نیت میں ہے اگر خیر کی نیت ہے تو وہی دی جائے گی اور اگر شر کی نیت ہے تو وہی چیز دی جائے گی اسی طرح ''فمن کانت هجرته الخ'' میں وہ مذہب اور اس کا کلام حالیہ پر مرتب کرنے اسے جو نتائج اور فروع نکالتے ہیں وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں نیت کو نیت شرعیہ کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں ہے صاحب تحقیق ہے ہند وہ تکلف کرتے ہیں کہ حدیث میں نیت سے مراد مطلق قصد ہے خواہ نیت خیر ہو یا نیت شر، جیسا کہ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ دونوں لغت کے نیت قصد کو کہتے ہیں اور شریعت میں نیت کہتے ہیں قلب کا اللہ تعالیٰ کے حکم کے امتثال اور اس کی رضا طلب کرنے کے لئے کسی فعل کی طرف متوجہ کرنا، لیکن یہاں پر نیت معنی لغوی پر محمول ہے تا کہ کلام سابق اس کے بعد کے کلام کے ساتھ حسن میں نیت وہ بات بعید لگتی ہے مہاجرین کے احوال کی تقسیم کی ہے کیونکہ جزئیں تعلیق ہو سکتے اب عمال الاعمال بالنیۃ کے یہ معنی ہوں گے کہ اعمال اختیاریہ جو ان نیت اور قصد کے جو فاعل کو فعل کی طرف داعی ہوتا ہے بغیر نہیں۔

یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ نحوی قاعدہ سے شرط اور جزا کے درمیان حصول فائدہ کے لئے تغایر ضروری ہے لیکن یہاں ''فمن کانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله'' میں شرط اور جزا دونوں ایک ہو گئے نحوی قاعدہ کے اعتبار سے درست نہیں اس کا جواب بعض شارحین نے یہ دیا ہے کہ ''فمن کانت هجرته الى الله ورسوله نية وقصدا فهجرته الى الله ورسوله حكما وشرعا'' اب دونوں میں تغایر ہو گیا یعنی جس کی ہجرت دنیا میں اللہ اور رسول کی طرف ہو گی اس کی ہجرت آخرت میں بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی۔

بعض نے جواب دیا ہے کہ فهجرته میں فهجرته کے بعد کچھ حذف ہے، یعنی سب کا سب قائم مقام ہو گیا بعض نے کہا ہے کہ جزا کی جانب میں جو مقدر ہے ''ای فهجرته الى الله ورسوله مقبولة'' یعنی نیت صادق کی بنا پر اس کی ہجرت مقبول ہے اور ادا ت میں عرب نے یا تو محض تعظیم یا تحقیر کی نیت سے جیسا کہ آیت قرآنی ''ومن يخرج من بيته مهاجرا'' اس پر شاہد ہے بعض نے یہ مبالغہ کے لئے شرط اور جزا دونوں کو ایک ہی رکھا جاتا ہے جیسے ''انا ابو النجم وشعری شعری'' کہ میں ابو نجم ہوں اور میرے شعر وہی کے شاعری تو بس ہے کچھ تم سمجھو ہو اسی طرح یہاں ارشاد ہوا کہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو گی تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے

پھر منقول ہونے کی کیا وجہ ہے وہ منقول ہی سے اور جس کی ابتداء نیت ہو کسی فائدہ کی غرض سے حتیٰ کہ قرآن کی غرض سے کیوں نہ ہو کر وہ ایک حدیث عظیم ہے اور نیک مقصد ہے کہ اس کا اجر منقول اللہ تعالیٰ کیا جائے گا اور نہ اس پر کچھ اجر مرتب ہوں گے۔

حضرت امام شافعیؒ سے اس حدیث کی فضیلت میں منقول ہے کہ اس حدیث میں نصف علم آ گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ نیت قلب کے ساتھ ہے اور عمل ظاہر کے ساتھ ہے۔ جب یہ کہہ دیا تو ظاہر ہے اور عمل ہو یا باطن ہو اور نیت ہو تو یہ امر ایسا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا "تعلموا الفرائض فإنها نصف العلم" کہ علم الفرائض سیکھو اس لئے کہ وہ نصف علم ہے۔ یہاں حدیث میں علم فرائض کو اس لئے نصف علم فرمایا ہے کہ اس کا تعلق موت سے ہے جو حیات کے مقابل ہے۔ امام شافعیؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ حدیث باب ثلث علم ہے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے یہ اشعار فرمائے ہیں۔

عمدة الخير عندنا كلمات أربع قالهن خير البرية

اتق الشبهات وازهد ودع ما ليس يعنيك واعملن بنية

ہمارے نزدیک دین کے ستون چار کلمات ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (۱) شبہات سے پرہیز کرو۔ (۲) دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو۔ (۳) بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دو۔ (۴) اور نیت کے ساتھ عمل کرو۔

ان ابیات میں چار احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں سے ایک تو حدیث باب ہے جس کو ثلث علم قرار دیا ہے باقی تین حدیثیں وہ ہیں جو شبہات سے پرہیز کرنے، زہد اختیار کرنے اور فضول چیزوں کے چھوڑنے کے بارے میں وارد ہوئی تھیں۔

نیز امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے منقول ہے کہ یہ حدیث ثلث اسلام یا ثلث علم ہے امام بیہقیؒ نے اس کی توجیہ کی ہے کہ بندے کے کسب کا تعلق قلب سے ہے جیسے نیت یا زبان سے ہے یا دوسرے اعضاء سے ہے تو گویا ان میں سے نیت راجح ہے اور وہ اس لئے ہے کیونکہ صرف اکیلی نیت بھی عبادت ہے یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ "نیة المؤمن خیر من عمله" تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت میں ریا کا احتمال نہیں ہے اور عمل میں ریا کی آمیزش ہو سکتی ہے۔

الوضوء من الإناء

برتن سے وضو کرنے کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن إسحق بن عبد الله بن أبي طلحة عن أنس رضی اللہ عنہ قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وحانت صلاة العصر فالتمس الناس الوضوء فلم يجدوه فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بوضوء فوضع يده في ذلك الإناء وأمر الناس أن يتوضؤوا فرأيت الماء ينبع من تحت أصابعه حتى توضؤوا من عند آخرهم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا لوگوں نے پانی تلاش کیا مگر پانی نہ ملا پھر وضو کا پانی لایا گیا آپ ﷺ کی خدمت میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے چشمہ کی طرح ابل رہا ہے یہاں تک کہ شروع سے آخر تک سب نے وضو کر لیا

حدثنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا سفيان عن الاعمش عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله رضي الله عنه قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فلم يجدوا ماء فاتي بتور فادخل يده فلقد رأيت الماء يتفجر من بين اصابعه ويقول حي على الطهور والبركة من الله قال الاعمش فحدثني سالم بن ابي الجعد قال قلت لجابر كم كنتم يومئذ قال الف وخمسمائة

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو لوگوں نے پانی نہ پایا تو آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ کی طرح پھوٹ رہا ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ طہارت اور پاک کرنے والے پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ راوی حدیث اعمش کہتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا اس دن تم کتنے آدمی تھے آپ نے جواب دیا ایک ہزار پانچ سو۔

تشریح: ترجمہ سے وضاحت ہو رہی ہے پہلی روایت میں اس کا لفظ ہے کہ پیغمبر ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ دیا جس سے پانی میں عظیم الشان برکت ظاہر ہوئی اس کی تائید ایک اور روایت کے الفاظ سے ہوتی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابلتے ہوئے دیکھا اور اس موقع پر جتنے صحابہ موجود تھے سب نے اس کے پانی سے وضو کیا چاہے وہ کتنے ہی تھے تو حضرت انس عند آخرهم یعنی وضو کیا آخر تک اور یہ بات بھی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ سب کی طرف کر دیا حضور ﷺ نے اور جتنے صحابہ تھے سب نے وضو کیا اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ جو واقعہ بیان کرتے ہیں وہ مدینہ منورہ کا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی برکت اور معجزہ کا ظاہر ہونا ہے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس واقعہ کو کثرت سے صحابہ کرام نے روایت کیا ہے تو یہ ایک روایت کی طرح نقل ہوتی ہے صحابہ میں سے کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا اور کسی نے بھی اس واقعہ کا انکار نہیں کیا یہاں تک کہ جو اس کے مخالف تھے انہوں نے بھی اس کا سکوت اختیار کیا اور انکار نہیں کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باطل پر سکوت اور جھوٹ پر موافقت سے اجتناب کرتے تھے اور یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کے معجزہ کی

[illegible] نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں [illegible] کا لفظ ہے جو ایک قسم کے چھوٹے برتن کو کہتے ہیں جس میں تھوڑا سا پانی [illegible] نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک [illegible] اس میں عظیم الشان برکت [illegible] حضرت جابر رضی اللہ عنہ [illegible] فرأیت الماء ینبع من بین اصابعہ [illegible] میں نے دیکھا کہ پانی نبی کریم ﷺ کی انگلیوں [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] حی علی الطہور والبرکۃ من اللہ [illegible] عطف [illegible] آپ ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

باب التسمیة عند الوضوء

وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ثابت وقتادة عن أنس رضي الله عنه قال طلب بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وضوءا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل مع أحد منكم ماء فوضع يده في الماء ويقول توضؤوا بسم الله فرأيت الماء يخرج من بين أصابعه حتى توضؤوا من عند آخرهم قال ثابت قلت لأنس كم تراهم قال نحوا من سبعين

حضرت انس رضی اللہ عنہ [illegible] ﷺ کے [illegible] پانی [illegible]

رسول ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ (کسی نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا) تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھ دیا اور فرمایا کہ وضو کرو اللہ کے نام سے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کیا۔ راوی حدیث ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے خیال میں کتنے لوگ موجود تھے تو انہوں نے جواب دیا تقریباً ستر (۷۰) کے قریب ہوں گے۔

تشریح تسمیہ عند الوضوء کے سلسلہ میں محدثین کے نزدیک معروف و مشہور یہی حدیث ہے "لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ" اس حدیث کو امام نسائی یہ حدیث اس لئے نہیں لائے کہ باب کے تحت مذکور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے جس کی وجہ سے وہ صحت کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہے اس لئے ترجمہ کے ذیل میں اس کو نقل نہ کرتے ہوئے اس کے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں۔ یہ حدیث "توضؤوا باسم اللہ" امام احمد، ابن خزیمہ اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے بیہقی نے روایت حدیث کے بعد فرمایا "ھذا اصح ما فی التسمیۃ" کہ وضو کے وقت تسمیہ کے بارے میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ امام نووی نے کہا اسناد جید، کہ اس حدیث کی اسناد عمدہ و جید ہے اسی لئے امام نسائی نے لا وضوء والی متکلم فیہ حدیث کو چھوڑ کر یہ حدیث ترجمہ کے ماتحت نقل فرمائی ہے۔

وضو کے شروع میں تسمیہ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ابن قدامہ نے المغنی (۱/ ۸۵) میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، سفیان ثوری، ابو عبیدہ، ابن المنذر اور جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک وضو کے شروع میں تسمیہ سنت ہے۔ امام احمد سے ظاہر روایت میں یہی منقول ہے۔ داؤد ظاہری، اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک وضو کی ابتداء میں تسمیہ یعنی بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

ابن قدامہ کے قول سے معلوم ہوا کہ امام مالک عند الوضوء تسمیہ کو سنت کہتے تھے لیکن قاضی ابو بکر ابن العربی نے شرح ترمذی میں اس سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام مالک تو استحباب کے بھی قائل نہ تھے چہ جائیکہ وہ سنت ہونے کے قائل ہوں اور انہوں نے لکھا ہے کہ امام مالک سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ وضو کے وقت تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا تریدان یذبح اس سے اشارہ کیا ہے کہ تسمیہ تو ذبح کے وقت مشروع ہے نہ کہ وضو کے وقت۔ امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس کو نقل کیا ہے۔ احناف میں سے شیخ ابن ہمام بھی مثل داؤد ظاہری وغیرہ کے تسمیہ کے وجوب کے قائل ہیں یہ بھی ان کے تفردات میں سے ہے جو تقریباً دس (۱۰) مسائل ہیں لیکن ان کے شاگرد محقق حافظ قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ کے تفردات قابل تمسک نہیں ہیں تفصیل کے لئے فتح القدیر ملاحظہ ہو۔

داؤد ظاہری وغیرہ لا وضوء والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں امام احمد کا قول ترمذی میں موجود ہے "لا اعلم فی ھذا الباب حدیثا لہ اسناد جید" کہ تسمیہ کے مسئلہ میں مجھے کوئی ایسی حدیث معلوم نہیں ہے جس کی اسناد جید ہو لیکن اس کے باوجود ان کے نزدیک تسمیہ واجب ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ عند الوضوء تسمیہ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں اگرچہ وہ کلام سے

[illegible] ایک [illegible] ہوگئی [illegible]
[illegible] ہیں۔

[illegible] حدیث [illegible] لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد [illegible] حقیقت [illegible] حضور ﷺ [illegible] لا صلوة الا بطہور [illegible] لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد اور ومن سمع النداء فلم یجب فلا صلوة له [illegible] ہے۔

اب [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] نے حسن قرار دیا ہے۔

[illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صب الخادم الماء على الرجل للوضوء

وضو کرنے کے لئے خادم کا پانی ڈالنا یعنی مخدوم پر

اخبرنا سليمان بن داود والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن وهب عن مالك ويونس وعمرو بن الحارث ان ابن شهاب اخبرهم عن عباد بن زياد عن عروة بن المغيرة انه

سمعت اباه يقول سكبت على رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توضأ في غزوة تبوك فمسح على الخفين قال ابو عبد الرحمن لم يذكر مالك عروة بن المغيرة

عروہ اپنے والد مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں رسول کریم ﷺ وضو فرمانے لگے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا [illegible] آپ نے دونوں موزوں پر مسح کیا۔

تشریح [illegible] حدیث سے معلوم ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

حاصل بحث کا یہ ہے [illegible] [illegible] انا لا نستعین علی وضوئنا باحد [illegible] حدیث باطل لا اصل له [illegible] اصلیت نہیں ہے۔

مسح علی الخفین کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

الوضوء مرة مرة

باب: وضو کو ایک ایک دفعہ دھونے کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى عن سفيان قال حدثنا زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابن عباس رضي الله عنهما قال الا اخبركم بوضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم فتوضأ مرة مرة

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا میں تم لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے وضو کی خبر نہ دوں؟ پھر [illegible] آپ نے وضو فرمایا ایک ایک بار دھویا۔

تشریح مذکورہ حدیث سے [illegible] ﷺ [illegible] ایک ایک بار [illegible] فرض [illegible] [illegible] ایک ایک بار دھونے کا عمل [illegible]

اعضائے وضو کو ادا کرے اور اسی جگہ بھی فضل ہے اور ہر ایک وضو سے یا ہر نماز کی ... بھی درست ہے دو دو مرتبہ دھونے کا عمل بھی حضرت ابو ہریرہ ﷺ وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے یہ سنت کا درجہ ہے اس سے اصل سنت ادا ہو جاتی ہے مگر کمال سنت کا درجہ تین مرتبہ دھونے کی صورت میں حاصل ہوگا جس کے حاصل نہیں ہو سکا اس کے ثبوت کے لئے امام نسائی آگے عنوان کے تحت تثلیث کی روایت لاتے ہیں۔

باب الوضوء ثلاثا ثلاثا

اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کا بیان

اخبرنا سوید بن نصر قال انبانا عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ توضا ثلاثا ثلاثا يسند ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم

راوی حدیث اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی مطلب بن عبد اللہ بن حنطب نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وضو میں اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور اس کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

تشریح نبی کریم ﷺ سے وضو کے مختلف طریقے مروی ہیں دراصل وہ مختلف حالات پر محمول ہیں اور سب درست ہیں مگر حضور ﷺ کی سنت ہمیشہ کی تین تین مرتبہ دھونے کی تھی اس پر کثرت سے روایات دال ہیں تو بعض اوقات ایک ایک بار اور دو دو بار دھونے پر بھی اکتفا فرماتے مگر اس کا مقصد بیان جواز تھا اور وہ اسی وقت حضور ﷺ کے حق میں افضل تھا کیونکہ ... جواز کو بیان کرنا تھا آپ ﷺ کے ... اگر کوئی کہے کہ بیان تو قول سے بھی ہو سکتا ہے فعل سے کیوں اس کی تعلیم دی تو جواب یہ ہے کہ دراصل عملی تعلیم میں جو تاثیر اور اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ قولی تعلیم میں اس درجہ میں نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی حضور اکرم ﷺ کے وضو کے متعلق سوال کرتا تو وضو کر کے دکھا دیتے تھے۔

صفة الوضوء

غسل الكفين

دونوں ہتھیلیوں کے دھونے کا بیان

أخبرنا محمد بن إبراهيم البصري عن بشر بن المفضل عن ابن عون عن عامر الشعبي عن عروة
بن المغيرة عن المغيرة وعن محمد بن سيرين عن رجل حتى رده إلى المغيرة قال ابن عون ولا أحفظ
حديث ذا من حديث ذا أن المغيرة قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فقرع ظهري بعصا
كانت معه فعدل وعدلت معه حتى أتى كذا وكذا من الأرض فأناخ ثم انطلق قال فانطلق حتى توارى عني
ثم جاء فقال أمعك ماء ومعي سطيحة لي فأتيته بها فأفرغت عليه فغسل يديه ووجهه وذهب ليغسل
ذراعيه وعليه جبة شامية ضيقة الكمين فأخرج يده من تحت الجبة فغسل وجهه وذراعيه وذكر من
ناصيته شيئا وعمامته شيئا قال ابن عون لا أحفظ كما أريد ثم مسح على خفيه ثم قال حاجتك قلت
يا رسول الله ليست لي حاجة فجئنا وقد أم الناس عبد الرحمن بن عوف وقد صلى بهم ركعة من صلاة
الصبح فذهبت لأوذنه فنهاني فصلينا ما أدركنا وقضينا ما سبقنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ کے
ساتھ ایک چھڑی تھی اس سے میری پیٹھ پر ٹھوکا دیا اور آپ نے راستہ بدلا اور میں نے بھی راستہ بدلا یہاں تک کہ ایک جگہ
زمین کی طرف ﷺ نے اونٹ بٹھایا پھر آپ چلے گئے یہاں تک کہ آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے پھر واپس
لے کر تشریف لائے اور فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
میرے ساتھ پانی کی ایک چھاگل تھی میں نے آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ
دھوئے اور چہرہ دھویا پھر دونوں بازو دھونے لگے لیکن آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستینیں تنگ
تھیں آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکالے اور چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے ایک روایت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ
نے پیشانی اور عمامہ پر مسح کا ذکر کیا ابن عون کہتے ہیں کہ مجھے جیسا یاد رکھنا چاہیے ویسا یاد نہیں
پھر آپ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا پھر فرمایا تمہیں کوئی ضرورت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
مجھے کوئی ضرورت نہیں پھر ہم آئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور
فجر کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے میں نے ان کو خبر کرنا چاہا تو آپ نے منع فرمایا جو نماز ملی وہ ہم نے پڑھی اور جو رہ گئی تھی اس کو ادا کیا

دی مگر حضور اکرم ﷺ نے منع فرما دیا پھر ہم نے ان کے پیچھے دوسری رکعت ادا کی اور ان کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت جو ہم سے چھوٹ گئی تھی ادا کر لی۔

تشریح اس حدیث میں جس سفر کا ذکر ہے اس سے غزوہ تبوک کا سفر مراد ہے جو آخری غزوہ ہے جو ۹ھ میں ماہ رجب میں واقع ہوا حضور اکرم ﷺ بذات خود اس جہاد میں شریک ہوئے اور تیس ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے اس سفر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی جس کا بیان حدیث میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی وضو کرا دے تو جائز ہے اس کی تفصیل ما قبل میں گذر چکی ہے۔

اس حدیث میں راوی سے دونوں ہاتھوں اور منہ کے دھونے کا تذکرہ کیا گیا اور ناک میں پانی ڈالنے کا تذکرہ نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ راوی نے کل جسم کے بیان میں حضور کے عمل اور تیامن کی بنا پر مقصود بیان کے اعتبار سے تذکرہ نہیں کیا ہوگا کیوں کہ حد میں داخل ہے جب منہ دھونے کا ذکر کیا تو ظاہر ہے کہ کلی بھی کی ہوگی اور ناک میں پانی بھی ڈالا ہوگا۔ اور پگڑی پر مسح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چوتھائی سر پر مسح کرنے کے بعد ادائے سنت کے لئے بجائے تمام سر کے پگڑی پر مسح کر لیا اس کے متعلق اور پوری تفصیل بحث ان شاء اللہ اپنے موقع پر آئے گی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل شخص کی اقتداء مفضول یعنی کم درجے والے کے پیچھے جائز ہے اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ افضل ہونے کے باوجود حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے اقتداء کی حدیث باب میں ہے "فصلينا معه" کا لفظ "اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا معصوم ہونا شرط نہیں اس میں فرق ہے مسبوق کا جو کہتے ہیں کہ امام جو معصوم ہو تو وہ ہے اور آخری جملہ حدیث یعنی "ولنقض ما سبقنا" سے معلوم ہوا کہ جس کی کوئی رکعت رہ جائے اس کی ادا کے لئے اس وقت اٹھے جب امام سلام پھیر لے ابو داؤد میں ہے "ثم سلم عبد الرحمن فقام النبي صلى الله عليه وسلم في صلوته" یعنی حضور اکرم ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلام نہ پھیرا بلکہ بغیر سلام کے ایک رکعت کے لئے جو رہ گئی تھی کھڑے ہو گئے اور ادا فرمائی چنانچہ حضرت امام شافعی کے نزدیک سلام سے پہلے اٹھنا جائز نہیں اور احناف کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے مگر جس صورت میں اس کو اس کا یقین ہو جائے کہ اگر انتظار کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً فجر کی نماز میں اگر امام کے سلام کا انتظار کرے تو طلوع شمس کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں سلام سے پہلے اٹھنا جائز ہے۔

یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں اپنی جگہ پر ثابت رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے تھے حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے دونوں کو اشارے سے برقرار رہنے کے لئے فرمایا تھا اس میں کیا فرق ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ کمال ادب کی رعایت امتثال امر سے جو وجوب کے لئے نہیں ہے افضل ہے اس لئے پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ امتثال امر اولیٰ ہے اس لئے قائم رہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اولیٰ اکمل ہے کیوں کہ طریقہ ادب کی ترجیح میں حال آخری روایت اور حال وجوہ سے معاملہ کا اظہار

[illegible]

[illegible]

كم تغتسلان

کتنی مقدار کے پانی سے غسل کرنا چاہئے اس کا بیان

أخبرنا [illegible] عن شعبة عن [illegible] [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

المضمضة والاستنشاق

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا بیان

أخبرنا [illegible] أخبرنا عبد الله عن معمر عن الزهري عن عطاء بن يزيد الليثي عن حمران بن أبان قال: رأيت عثمان بن عفان رضي الله عنه دعا بإناء فأفرغ على يديه ثلاث مرات فغسلهما ثم تمضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاثا ثم اليسرى مثل ذلك ثم مسح برأسه ثم غسل قدمه اليمنى ثلاثا ثم اليسرى مثل ذلك ثم قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال: من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لا يحدث نفسه فيهما بشيء غفر له ما تقدم من ذنبه

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

المرفقين ويمسح برأسه ورجليه إلى الكعبين (رواه الطحاوي) [illegible]

[illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible] حدیث "عشرة من الفطرة" [illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible] استنشاق [illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible] اختلاف [illegible] استنشاق [illegible]

[illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible]

تو فارق ہے۔

پھر بعض حضرات جو نصوص میں مضمضہ اور استنشاق کے وجوب کے قائل ہیں [illegible]

[illegible]

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرچہ مضمضہ اور استنشاق کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں جن سے ظاہری طور کے اعتبار سے ان کا وجوب معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری احادیث ان کے معارض ہیں [illegible] مضمضہ اور استنشاق [illegible] مضمضہ اور استنشاق کو سنت پر محمول کیا جائے [illegible] احادیث سے وجوب کا اثبات مشکل ہے [illegible]

[illegible]

باب باى اليدين يتمضمض

کس ہاتھ سے کلی کرنی چاہیے

تشریح

اتخاذ الاستنشاق

ناک میں پانی چڑھانے کا بیان

أخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا أبو الزناد ح وحدثنا الحسين بن عيسى عن معن عن مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا توضأ أحدكم فليجعل في أنفه ماء ثم ليستنثر

[illegible]

تشریح [illegible]

المبالغة في الاستنشاق

مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی داخل کرنا

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا يحيى بن سليم عن إسماعيل بن كثير ح وأخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال أخبرنا وكيع عن سفيان عن أبي هاشم عن عاصم بن لقيط بن صبرة عن أبيه قال قلت يا رسول الله أخبرني عن الوضوء قال أسبغ الوضوء وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

المضمضة والاستنشاق لا تكون صلاة إلا بهما آنحضرت ﷺ نے مداومت فرمائی ہے حدیث کی بنا پر امام احمد وغیرہ حضرات نے
کتاب میں جیسے امر وارد ہے اس سے ظاہر ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

الامر بالاستنثار

ناک جھاڑنے کا حکم دینا

أخبرنا قتيبة عن مالك ح وأخبرنا إسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن عن مالك عن ابن شهاب عن أبي إدريس الخولاني عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ ناک جھاڑے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق عدد لے۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن منصور عن هلال بن يساف عن سلمة بن قيس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا توضأت فاستنثر وإذا استجمرت فأوتر

حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم وضو کرو تو ناک جھاڑ لیا کرو اور جب ڈھیلوں سے استنجا کرو تو طاق عدد لیا کرو۔

تشریح استنثار مصدر استعمال ہے جو نثرہ سے ہے جس کے معنی ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنے کے ہیں۔ ان احادیث میں صیغہ امر استعمال فرمایا گیا ہے اس لیے امام احمد اور اسحاق وغیرہ حضرات نے اس کو واجب قرار دیا ہے اور دوسرے حضرات اس کو سنت قرار دیتے ہیں۔

باب الامر بالاستنثار عند الاستيقاظ من النوم

نیند سے جاگنے کے بعد وضو کرنے کے وقت ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنے کے حکم دینے کے بیان میں

أخبرنا محمد بن زنبور المكي قال حدثنا ابن أبي حازم عن يزيد بن عبد الله أن محمد بن إبراهيم حدثه عن عيسى بن طلحة عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا استيقظ أحدكم من منامه فتوضأ فليستنثر ثلاث مرات فإن الشيطان يبيت على خيشومه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ ناک میں پانی چڑھا کر تین مرتبہ جھاڑے کیونکہ شیطان اس کی ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔

تشریح فإن الشيطان يبيت على خيشومه اس کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ شیطان کے ناک کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب بأی الیدین یستنثر

ناک میں پانی چڑھانے کے بعد کس ہاتھ سے جھاڑنا چاہئے اس کا بیان

أخبرنا موسى بن عبد الرحمن قال حدثنا حسين بن علي عن زائدة حدثنا خالد بن علقمة عن عبد خير عن علي ﷺ أنه دعا بوضوء فتمضمض واستنشق ونثر بيده اليسرى ففعل هذا ثلاثا ثم قال هذا طهور نبي الله صلى الله عليه وسلم

عبد خیر حضرت علی ﷺ سے روایت ہے [illegible] بائیں ہاتھ سے [illegible] ﷺ کا وضو [illegible]

شرح [illegible]

[illegible]

باب غسل الوجه

غسل وجہ کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو عوانة عن خالد بن علقمة عن عبد خير قال أتينا علي بن أبي طالب رضي الله عنه وقد صلى فدعا بطهور فقلنا ما يصنع به وقد صلى ما يريد إلا ليعلمنا فأتي بإناء فيه ماء وطست فأفرغ من الإناء على يده فغسلها ثلاثا ثم تمضمض واستنشق ثلاثا من الكف الذي يأخذ به الماء ثم غسل وجهه ثلاثا وغسل يده اليمنى ثلاثا ويده الشمال ثلاثا ومسح برأسه مرة واحدة ثم غسل رجله اليمنى ثلاثا ورجله الشمال ثلاثا ثم قال من سره أن يعلم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو هذا

[illegible]

تشریح [illegible]

عدد غسل الوجه

غسل وجہ کی تعداد کا بیان

[illegible] مالك بن عرفطة [illegible]

[illegible] وغسل وجهه ثلاثا [illegible]

[illegible] قال أبو عبد الرحمن [illegible] مالك بن عرفطة

[illegible]

تشریح [illegible]

بہر حال حضور اکرم ﷺ سے جو طریقہ کامل ثابت ہے وہ سب فضیلت کے لئے ہے فرض کی ادائیگی کی غرض سے کیوں فرض تو ایک ہی ہے ... کیونکہ ... تفصیل بحث کے لئے ... ہے۔

حدیث میں مسح کا لفظ ہے جس کا اطلاق ہے کہ ... ہو جاتا ہے لیکن کمال ... مسح ... درمیان فرق ... تفصیل میں اختلاف ... پایا جاتا ہے ... جو مشہور ہے ... ہے کہ ... واجب ہے ... کے قائل ہیں اور ایک قول ... نقل کیا ہے ... کے نزدیک ... مطلقاً مسح کا حکم دیا ہے ... کی ... ہے ... کہ پانی ... اپنے ہاتھ سے ... ہے۔

اس حدیث میں ... ہی کے ذکر کے بعد یہ الفاظ ہیں "فمسح برأسه" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سر کا مسح کیا ... اس روایت ... کہ ... کی روایت میں ... "ومسح برأسه مرة واحدة" کے الفاظ ... حضرت ... "ثم مسح برأسه مقدمه ومؤخره" کے الفاظ ... اسی طرح ... کی روایت میں بھی "مرة" کا لفظ ... مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ... بیان ... ہے ... "فمسح برأسه" کا لفظ ... ہاتھوں کو ... پیچھے سے ... "ثم اقبل الى شعبه" ... کر ... ہاتھوں کو ... پیچھے سے ... لیکن ... ثبوت کی ... ہے ... کی روایت میں اس کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ آگے حضور اکرم ﷺ کے وضو کی حکایت کرنے والے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت آرہی ہے اس میں "مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر" کے الفاظ آئے ہیں ... کہ حضور ﷺ نے ... سر کا مسح ... فرمایا ... آپ ﷺ نے ... فرماتے ہیں "ومسح كفيه على مقدم رأسه فاقبل بهما حتى بلغ القفا ثم ردهما الى المكان الذي بدأ منه" ... ہاتھ سر پر رکھ کر ... پیچھے کی طرف لے جائے پھر دونوں ہاتھوں کو ... پیچھے سے اسی جگہ کی طرف لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔

قال ابو عبد الرحمن الخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غسل الیدین

دونوں ہاتھوں کے دھونے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی وحمید بن مسعدة عن یزید وهو ابن زریع قال حدثنی شعبة عن مالک بن عرفطة عن عبد خیر قال شهدت علیا دعا بکرسی فقعد علیه ثم دعا بماء فی تور فغسل یدیه ثلاثا ثم مضمض واستنشق بکف واحد ثلاثا فغسل وجهه ثلاثا ویدیه ثلاثا ثلاثا ثم غمس یده فی الاناء فمسح برأسه ثم غسل رجلیه ثلاثا ثلاثا ثم قال من سره ان ینظر الی وضوء رسول الله صلی الله علیه وسلم فهذا وضوؤه

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ﷺ کا

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(واللہ اعلم بالصواب)

باب صفة الوضوء

صفت وضو کے بیان میں

اخبرنا ابراهیم بن الحسن المقسمی قال حدثنا حجاج قال قال ابن جریج حدثنی شیبة ان محمد بن علی اخبره قال اخبرنی ابی علی ان الحسین بن علی قال دعانی ابی علی بوضوء فقربته له فبدأ فغسل

[illegible] ثلاثا [illegible] ثم تمضمض ثلاثا [illegible] ثم غسل وجهه ثلاثا [illegible]
[illegible] اليسرى كذلك ثم مسح برأسه [illegible] واحدة ثم غسل رجله
[illegible] كذلك [illegible]
[illegible] النبي صلى الله
عليه وسلم [illegible] فهذا [illegible]

حضرت [illegible] روایت ہے [illegible] حضرت علی [illegible]
[illegible]

تشریح [illegible]
[illegible]

[illegible]

ان تمام حالات سے ثابت ہوا [illegible] پانی [illegible] کھڑے ہو کر [illegible]
[illegible] پانی پینے سے [illegible] نقصان سے بچانا مقصود
[illegible] سے معلوم ہوتی ہے [illegible] (واللہ تعالیٰ اعلم)
[illegible] مقصود [illegible]
پہنچانا [illegible] ظاہری اور باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ [illegible] مقصود
[illegible] حاصل ہوتے ہیں۔

عدد غسل الیدین

دونوں ہاتھوں کو کتنی دفعہ دھونا چاہیے اس کا بیان

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحق عن ابی حیة وهو ابن قیس قال رأیت علیا رضی الله عنه توضأ فغسل کفیه حتی انقاهما ثم تمضمض ثلاثا واستنشق ثلاثا وغسل وجهه ثلاثا وغسل ذراعیه ثلاثا ثلاثا ثم مسح براسه ثم غسل قدمیه الی الکعبین ثم قام فاخذ فضل طهوره فشرب وهو قائم ثم قال احببت ان اریکم کیف طهور النبی صلی الله علیه وسلم

[illegible] قیس سے روایت ہے [illegible] حضرت علی [illegible] کو دیکھا [illegible] وضو کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھویا [illegible] تین مرتبہ کلی کی [illegible] تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا [illegible] ٹخنوں تک دھویا پھر کھڑے ہو گئے اور وضو کا بچا ہوا پانی لیا [illegible] رسول کریم ﷺ کا وضو [illegible] دکھلاؤں۔

تشریح [illegible]
[illegible]

[illegible] دونوں ہاتھوں کو کتنی [illegible] احادیث کے ضمن میں [illegible]
[illegible] مستقل [illegible] حدیث میں [illegible] ﷺ [illegible] دونوں ہاتھوں [illegible]
[illegible] اس [illegible]
[illegible] تین مرتبہ [illegible]
[illegible] حدیث [illegible]
[illegible] سے [illegible] حدیث [illegible]

[illegible]

ثم مسح برأسه [illegible]

[illegible]

باب حد الغسل

غسل کی حد کیا ہے

أخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أنه قال لعبد الله بن زيد بن عاصم وكان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وهو جد عمرو بن يحيى هل تستطيع أن تريني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ فقال عبد الله بن زيد نعم فدعا بوضوء فأفرغ على يده اليمنى فغسل يديه مرتين مرتين ثم مضمض واستنشق ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يديه مرتين مرتين إلى المرفقين ثم مسح رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما إلى قفاه ثم ردهما حتى رجع إلى المكان الذي بدأ منه ثم غسل رجليه

[illegible]

تشریح عن عمرو بن یحیی المازنی [illegible]

عن ابیہ [illegible]

عبد اللہ بن زید بن عاصم [illegible]

[illegible]

(کلام الاسناد) [illegible]

[illegible]

وضوحہ عمرو بن یحیی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عمدۃ القاری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

(کما فی الاصابہ للحافظ ابن حجر)

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب صفة مسح الرأس

مسح راس کی کیفیت کا بیان

اخبرنا عتبة بن عبد الله عن مالك هو ابن انس عن عمرو بن يحيى عن ابيه قال قلت لعبد الله بن زيد

ابی حسن وھو جد عمرو بن یحیی ھل تستطیع ان تریني کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ فقال عبد اللہ بن زید نعم فدعا بوضوء فافرغ علی یدہ الیمنی فغسل یدیہ مرتین ثم تمضمض واستنشق ثلثا ثم غسل وجھہ ثلثا ثم غسل یدیہ مرتین مرتین الی المرفقین ثم مسح رأسہ بیدیہ فاقبل بھما وادبر بدأ بمقدم رأسہ ثم ذھب بھما الی قفاہ ثم ردھما حتی رجع الی المکان الذی بدأ منہ ثم غسل رجلیہ

تشریح حدیث دوئی سے جو اسی عنوان سابق کے ذیل میں آچکی ہے اس کو دوسرے طریق سے اس باب میں لائے ہیں امام نسائی کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو متعدد جگہ مکرر لاتے ہیں لیکن ہر جگہ عنوان صرف اس حدیث کے لحاظ سے قائم کرتے ہیں جس سے استنباط ہو سکے چونکہ اس حدیث میں سر کے مسح کی کیفیت کا بیان آیا ہے اس لئے اس کو اسی عنوان کے تحت قائم کیا ہے۔

اس حدیث میں آیا ہے "ثم مسح رأسہ بیدیہ فاقبل بھما الخ" یعنی حضور اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا ہے اس میں احتمال بھی تھا اور دوسری بھی پھر راوی حدیث نے اقبال و ادبار کی تفسیر کی ہے اپنے قول "بدأ بمقدم رأسہ الخ" سے یعنی حضور ﷺ نے سر کے آگے کی جانب سے شروع کیا یہاں تک کہ پیچھے کی طرف گدی تک لے گئے پھر دونوں ہاتھوں کو وہاں سے شروع فرما کر وہیں لے آئے یہی طریقہ ہے سر کے مسح کا جو حضرت عبد اللہ بن زید ﷺ نے بیان کیا ہے جو اس پر دال ہے "بدأ بمقدم رأسہ" الفاظ حدیث میں ہے ... امام مالک کا یہی مسلک ہے اس حدیث سے روایت ہیں اور اس قول کو دوبارہ کے ساتھ جو مسح آپ ﷺ نے کیا ہے مقصد سر کے دونوں جانب کا استیعاب ہے یعنی پورے سر کا مسح فرمایا حنفیہ بھی سنت کی حد تک اس کے قائل ہیں مگر فرض کی ادائیگی کے لئے چوتھائی کا مسح کرنا ضروری ہے اس سے کم مقدار میں مسح کا فرض ادا نہ ہوگا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ اور حضرت انس بن مالک ﷺ کی روایات دلالت کرتی ہیں جو سابق میں مسلم گذر چکا ہے۔

حدیث باب میں آیا ہے "ثم غسل رجلیہ" کہ پھر پاؤں دھوئے اس کا ذکر نہیں ہے کہ کس طرح دھوئے کی روایت میں الی الکعبین آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا ہے حدیث کی باقی تشریحات عنوان سابق کے ذیل میں ہو چکی ہیں اس حدیث میں چہرہ مبارک کو تین اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھونے کا ذکر بیان آیا ہے اس کی توجیہ امام نووی نے یہ کی ہے کہ حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی وضو میں مختلف صورتیں غسل اعضاء کی جمع ہو سکتی ہیں یعنی بعض اعضاء کو تین مرتبہ اور بعض کو دو مرتبہ اور بعض کو ایک مرتبہ اور اس طریقے سے وضو کرنا بلاشبہ درست ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا جائے اور بعض اوقات اس طریقے سے جو حدیث باب میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ کا وضو فرمانا بیان جواز کے لئے تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے بعض اوقات میں بیان جواز کی غرض سے اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا ہے اور وہ عمل اس وقت حضور ﷺ کے حق میں افضل تھا کیونکہ بیان جواز کے بعد کی چیزوں کا بیان کرنا بھی حضور ﷺ کے ذمہ واجب تھا۔ (واللہ اعلم)

عدد مسح الرأس

مسح راس کتنی مرتبہ کرنا چاہئے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن عبد الله بن زيد الذي اري النداء قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضا فغسل وجهه ثلاثا ويديه مرتين وغسل رجليه مرتين ومسح برأسه مرتين

[illegible]

تشریح [illegible]

ومسح برأسه مرتين [illegible]

اور مسح بتکرار کے بجائے جو ادا کرنا ہے (اسے کے الفاظ) بھی تو سے بھی مسح کا ادا ہونا ہے جس کو راوی نے مرتین سے تعبیر کر دیا ہے وہ اقبال و ادبار کی وجہ سے دو ہو گئیں مسح راس کے استیعاب کے لئے تھیں اور چونکہ اس کے مسح کا استیعاب نہیں ہو سکتا لیکن راوی نے صورت مسح پر نظر کر کے اس مسح کو "ومسح برأسه مرتین" سے تعبیر کیا ہے۔

بہرحال اس تقریر مذکور سے ثابت ہوا کہ مسح راس میں تکرار نہیں ہے بلکہ مسح ایک ہی مرتبہ ہے یہی مسلک حنفیہ اور جمہور علماء کا ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نے کہا کہ مذہب جمہور جیسے امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا یہ ہے کہ مسح راس میں تکرار مستحب نہیں ہے لیکن امام شافعی نے فرمایا کہ تکرار مستحب ہے اور امام احمدؒ سے بھی ایک قول اسی طرح کا منقول ہے حضرت امام شافعی نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے کہا کہ میں تم کو حضور اکرم ﷺ کے وضو کی کیفیت نہ بتلاؤں پھر اس میں ہے "ثم توضأ ثلاثاً" اس سے معلوم ہوا کہ تین بار کرنا ثابت ہے اور یہ عام ہے جس میں مسح بھی شامل ہے سنن ابی داؤد میں ہے "ومسح برأسه ثلاثاً" کہ حضور ﷺ نے مسح بھی تین مرتبہ کیا۔

جن دو اعضاء وضوء میں سے ایک عضو ہے لہٰذا سر کے اعضاء کی طرح تین بار مسح ہونا ہے اسی طرح مسح بھی تین بار ہونا چاہئے امام شافعی کی اس دلیل نقلی و عقلی کے جواب میں علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ پہلا مذہب جو جمہور کا ہے زیادہ صحیح ہے کیونکہ صحیح احادیث جو رسول اکرم ﷺ سے مروی ہیں ان سے ایک ہی مرتبہ مسح کرنا ثابت ہوتا ہے اسی لئے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان ؓ کی تمام احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح راس ایک بار کیا جائے گا۔ چنانچہ اسی وجہ سے تثلیث والی روایت کو غیر صحیح قرار دے رہے ہیں کیونکہ وہ حضرت عثمان ؓ کی صحیح احادیث کی بابت صاف کہہ رہے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سر مبارک پر مسح ایک ہی مرتبہ کیا تھا اور حضرت عثمان ؓ کی مفصل حدیث سے مجمل حدیث کی مراد کھل کر بیان کر دیا ہے کہ تین مرتبہ دھونا ان اعضاء کے ساتھ مخصوص ہے جو دھوئے جاتے ہیں لہٰذا سر کے مسح میں تکرار نہیں ہے وہ ایک ہی مرتبہ ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا "جب تم اذان کے کلمات سنو "فقولوا مثل ما یقول المؤذن" یہ مجمل ہے اس کی تفسیر حضرت عمر ؓ کی حدیث سے کر دی کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے کہ مجمل حدیث محتمل ہے اس کی وضاحت اور تفسیر دوسری مفصل روایت سے ہوگی۔ نیز عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسح میں تکرار مسنون نہ ہونا چاہئے جیسے کہ موزوں پر مسح اور تیمم کا مسح اور جبیرہ میں تکرار نہیں ہے اور مسح کو غسل کے ساتھ لاحق کرنے سے (جیسے امام شافعی نے کیا ہے) اس کو مسح کے ساتھ لاحق کرنا زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ اگر مسح میں تکرار ہو تو وہ بھی غسل کی طرح ہو جائے گا۔

(فتح الملہم ۱/۳۶۱)

امام بیہقی باوجود اس کے کہ وہ مذہب امام شافعی کی ترجیح ثابت کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتے ہیں مگر اس موقع پر کہتے ہیں کہ امام شافعی نے تکرار مسح کے اثبات میں حضرت عثمان ؓ کی حدیث مطلق "توضأ ثلاثاً ثلاثاً" کو مستدل بنایا ہے حالانکہ روایت مطلق ہے اور حمران (حضرت عثمان ؓ کے آزاد کردہ غلام) سے جتنی روایات مفسرہ مروی ہیں سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تکرار مسح سر کے علاوہ دوسرے اعضاء وضو میں واقع ہوا تھا مگر مسح میں حضور ﷺ کا معمول تھا "وضو نے

مسح برأسه مرة واحدة [illegible]

[illegible]

باب مسح المرأة رأسها

عورت کا اپنے سر پر مسح کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن حريث قال حدثنا الفضل بن موسى عن جعيد بن عبد الرحمن قال اخبرني عبد

[illegible] عن سالم سبلان قال وكانت [illegible] فأرتني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ فتمضمضت واستنثرت ثلاثا وغسلت وجهها ثلاثا ثم غسلت يدها اليمنى ثلاثا واليسرى ثلاثا ووضعت يدها في مقدم رأسها ثم مسحت رأسها مسحة واحدة إلى مؤخره ثم أمرت يديها بأذنيها ثم مرت على الخدين قال سالم كنت آتيها مكاتبا ما تختفي مني فتجلس بين يدي وتتحدث معي حتى جئتها ذات يوم فقلت ادعي لي بالبركة يا أم المؤمنين قالت وما ذاك قلت أعتقني الله قالت بارك الله لك وأرخت الحجاب دوني فلم أرها بعد ذلك اليوم

[illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] کے پاس [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت عائشہ [illegible]

تشریح [illegible]

ثم أمرت على الخدين [illegible] حضرت عائشہ [illegible] ہاتھ پھیرے جاتے ہیں۔

كنت آتيها مكاتبا [illegible] حضرت عائشہ [illegible]

[illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible]
[illegible] (واللہ تعالیٰ اعلم کذا قالہ العلامۃ السندی)

[illegible] حضرت [illegible] کی [illegible]

مسح الأذنين

دونوں کانوں کا مسح کرنا

أخبرنا الهيثم بن أيوب الطالقاني قال حدثنا عبد العزيز بن محمد قال حدثنا زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن ابن عباس رضي الله عنهما قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فغسل يديه ثم تمضمض واستنشق من غرفة واحدة وغسل وجهه وغسل يديه مرة مرة ومسح برأسه وأذنيه مرة قال عبد العزيز وأخبرني من سمع ابن عجلان يقول في ذلك وغسل رجليه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کلائی تک دھویا پھر ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرہ مبارک کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور سر اور دونوں کانوں کا مسح ایک ہی بار کیا۔ راوی حدیث عبدالعزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابن عجلان سے سنا وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ دونوں پاؤں کو دھویا۔

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

(معارف السنن ۱/۱۴۲)

صرف صورۃ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ اس میں ایک غسل کی ترتیب ہے جو مطلوب ہے اور وہ بات کہتے ہیں علامہ کرمانی نے کہا کہ حدیث میں ذکر مطلوب ہیں اس غسل کی صفت مرۃ واحدۃ یعنی ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا علامہ عینی نے کہا کہ اس حدیث سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ جب چہرہ کو ایک مرتبہ دھویں تو حضور ﷺ کے پاس ہر ایک عضو کو دھونے کا بیان ہے علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ اس حدیث سے ان لوگوں کا قول رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہاتھ سے چہرہ دھویا جاتا ہے۔

علامہ عینی نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو وضو حکایت کر رہے ہیں یہ وضو اس وقت ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا تھا۔ بخاری کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ یہ اس وقت حضور اکرم ﷺ نے پہلی مرتبہ جواز کے لئے کیا تھا۔

بہر حال اس ترجمۃ الباب سے مقصود یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی کریم ﷺ کی عادت کو بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ کی ہمیشہ کی عادت نہیں تھی بلکہ کبھی کبھی ایسا کرتے تھے جس سے مقصود بیان جواز ہے اور امام نسائی نے اس حدیث میں ترجمہ غسل رجلین کا قائم کیا ہے لیکن دوسری روایت میں اس کا ذکر ہے جیسا کہ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے کہ مجھے ایک پیالہ میں پانی دیا جس سے ایک چلو پانی لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ اس حدیث میں غسل رجلہ یعنی پاؤں دھونے کا ذکر ہے اور جو دوسری حدیث میں ہے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مسح الاذنين مع الرأس ومايستدل به على انهما من الرأس

دونوں کانوں کا سر کے ساتھ مسح کرنے اور جس چیز سے دونوں کان سر میں سے ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اس کے بیان میں

اخبرنا مجاهد بن موسى قال حدثنا عبد الله بن ادريس قال حدثنا ابن عجلان عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابن عباس قال رأيت رسول الله صلى فغرف غرفة فمضمض واستنشق ثم غرف غرفة فغسل وجهه ثم غرف غرفة فغسل يده اليمنى ثم غرف غرفة فغسل يده اليسرى ثم مسح برأسه واذنيه باطنهما بالسباحتين وظاهرهما بابهاميه ثم غرف غرفة فغسل رجله اليمنى ثم غرف غرفة فغسل رجله اليسرى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ ﷺ نے ایک چلو پانی لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ایک چلو پانی سے اپنا منہ دھویا پھر ایک چلو پانی سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لے کر بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے اندر کا شہادت کی انگلیوں سے کیا اور انگوٹھے

دونوں کانوں سے [illegible] دونوں کانوں سے نکل جاتی اور پاؤں کے دھونے کا [illegible] پھر اس کا مسجد تک چل کر جانا اور
نماز پڑھنا اس کے لیے زائد ہے۔

أخبرنا قتيبة بن سعيد وعتبة بن عبد الله عن مالك عن زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن عبد الله الصنابحي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا توضأ العبد المؤمن فتمضمض خرجت الخطايا من فيه فإذا استنثر خرجت الخطايا من أنفه فإذا غسل وجهه خرجت الخطايا من وجهه حتى تخرج من تحت أشفار عينيه فإذا غسل يديه خرجت الخطايا من يديه حتى تخرج من تحت أظفار يديه فإذا مسح برأسه خرجت الخطايا من رأسه حتى تخرج من أذنيه فإذا غسل رجليه خرجت الخطايا من رجليه حتى تخرج من تحت أظفار رجليه ثم كان مشيه إلى المسجد وصلاته نافلة له قال قتيبة عن الصنابحي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو تمام گناہ اس کے منہ سے نکل جاتے ہیں پھر جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو تمام گناہ ناک کے راستے سے نکل جاتے ہیں پھر جب اپنے چہرہ کو دھوتا ہے تو تمام گناہ دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے خارج ہو جاتے ہیں پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو تمام گناہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے خارج ہو جاتے ہیں پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو تمام گناہ اس کے سر سے دونوں کانوں کے راستے سے نکل جاتے ہیں پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو تمام گناہ اس کے دونوں پاؤں سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے خارج ہو جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنا مزید ہے اس کے واسطے۔

تشریح عبد اللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ: [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ صنابحی صحابی ہیں لیکن [illegible] صنابحی تابعی ہیں صحابی نہیں ہیں [illegible] ابو عبداللہ صنابحی [illegible] صحابیؓ ہیں [illegible] صنابحی کو صحابی کہتے ہیں [illegible] امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ صنابحی ایک شخص ہے مراد [illegible] اور امام ترمذی [illegible] کہا ہے کہ ابو عبداللہ صنابحی کا سماع آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور حافظ ابن حجر کے کلام سے صراحت معلوم ہوتی ہے کہ عبداللہ صنابحی اور ابو عبداللہ صنابحی دو الگ الگ شخص ہیں (ملاحظہ ہو التقریب) [illegible] ابو عبداللہ صنابحی [illegible] حضور اکرم ﷺ کے وصال کے پانچ دن بعد پہنچے تھے [illegible] بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے [illegible] کتاب المغازی کے آخر میں [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible]

معلوم ہوا کہ ابو عبداللہ صنابحی بھی تابعی ہیں۔ درست یہی ہے کہ امام ... صنابحی کا انتقال عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبد
اللہ صنابحی اور ابو عبداللہ صنابحی دو الگ الگ شخص ہیں اول صحابی ہیں دوسرے تابعی ہیں (واللہ اعلم بالصواب)

خرجت الخطایا من فیہ یعنی جب کلی کرتا ہے تو تمام گناہ منہ کے راستے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ
ہے کہ جب کلی کے ساتھ ہی تمام گناہ دور ہو گئے اور ... معاف ہو گئے تو پھر ... ناک ... سے کون سے گناہ نکلیں گے کیونکہ کوئی گناہ
ہی باقی نہیں رہا۔ ... بعد کے جملے ... ہیں اور دوسرے اعضاء کو بھی دھونے اور مسح کرنے کے ساتھ گناہ معاف
ہوتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ الخطایا میں الف لام عہد کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ... ای خطایا الفم من فیہ و خطایا الانف
من انفہ علی ہذا القیاس یعنی الف لام عہد ... مطلب یہ ہوگا کہ ہر عضو اپنے گناہوں سے
پاک و صاف ہوتا ہے لیکن اس عضو سے ... کا خارج ہو جانا ... وضو کی عبادت ... بعض اعضاء کی تطہیر کے
ساتھ ہی ... متعلق تمام گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ اب کوئی اشکال نہیں رہا۔

ایک روایت میں خرجت ... آیا ہے کہ ... گناہ جھڑ جاتے ہیں ... احادیث ... سے معلوم ہوا کہ وضو
... تمام ... گناہ ... سے خارج ہوتے ہیں لیکن اختلاف اس میں ہے کہ ... صرف صغائر کا خروج ہوتا ہے یا صغائر
و کبائر دونوں کا؟ متاخرین ... کہ صغائر کا خروج ہوتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے ان الحسنات یذہبن
السیئات ... اور حدیث میں ... اجتنب الکبائر ... نکفر عنکم سیئاتکم ... الفاظ کی قید بھی ...
... [illegible]
... کہ اس سے تو ... معلوم ہوتا ہے ... صغائر معاف ہوتے ہیں ... کبائر ... نہیں ...
اس کے ... جو ... معلوم ... گناہوں کا خروج مراد ہوگا جو پہلے ہو چکے
ہیں ... تمام ... اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
معاف فرما دیں تو معاف ہو سکتے ہیں لیکن حنفیہ ... صغائر کے ساتھ مقید کرنے کے قائل نہیں
ہیں جیسے متاخرین ... حنفیہ ... کسی ایک کے ساتھ مقید کئے بغیر مغفرت ... کا معاملہ اللہ تعالیٰ
کی مشیت ... پر چھوڑ دیا ہے ... معاف فرما دے ... یا ... اس مقام پر اشکال ہے کہ
حدیث میں "خرجت الخطایا" ... خروج ... جسم ... یہاں خطایا ... میں سے ہیں
... ان کا خروج کیونکر متحقق ہو سکتا ہے ... اس کے مختلف جوابات دیے ہیں ... یہاں خروج کے معنی
مراد نہیں ہیں کیونکہ ... جسم میں ... مجاز مغفرت مراد لی گئی ہے۔

ابن العربی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ ... اعراض ہیں جو باقی نہیں رہتے ... خروج ... کی بات
... کا انتقال ... یا خروج ... ارشاد نبوی ﷺ خرجت الخطایا " سے
مراد خرجت الخطایا " ... اللہ تعالیٰ ... مغفرت ... ہے ...

کے بعد تجلّی ختم ہو جاتی کا اشارہ کیا گیا ہے یعنی جس طرح تجلّی جسم مثالی میں ہے اسی طرح [illegible] ہوتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس میں تاویل ہی نہ کی جائے کوئی ضرورت نہیں اسی طرح ﷺ کا قول بھی ممکن ہو اور آپ سے جیسا مروی ہے اسی طرح مان لینا چاہیے پس اس کی مراد واللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی جائے۔

حدیث شریف میں ہے فرمایا کہ "خرجت الخطایا" یعنی خطیئات مجسم ہو کر نکلتی ہیں [illegible] ظاہر [illegible] ہوتے ہیں جن پر صاحب احوال اور اہل کشف مطلع ہوتے ہیں اور طہارت کا اثر [illegible] ہے جس کو امام ترمذی اور منذری نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ [illegible] کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے پھر اگر توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے اور اگر گناہ کرتا ہی رہتا ہے تو سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ قلب پر غالب آ جاتا ہے اور یہی ران (زنگ) ہے جس کا ذکر قرآن کریم کے ان الفاظ میں ہے کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون۔

[illegible] حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت کا یاقوت ہے [illegible] سفید تھا "واسودته خطايا المشركين" مشرکین کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے [illegible] گناہوں نے اس کو [illegible] ان کے کرنے والے کے جسم پر [illegible] گے اس حدیث میں لفظ خطایا سے پہلے مضاف محذوف مانا جائے گا [illegible] عبارت یوں ہے "خرجت آثار الخطايا" [illegible] گناہوں کے آثار [illegible] ہوتے ہیں [illegible] جائے گا کہ [illegible] خود ان کے ساتھ قائم ہے [illegible] بات پہنچی ہے کہ [illegible] (ذی روح) کے علاوہ ایک عالم مثال ثابت کیا جائے چنانچہ [illegible] ہیں اور [illegible] کا قائل ہوں [illegible] بہت سی احادیث ہیں [illegible] شاہ ولی اللہ [illegible] حافظ میں بہت سی احادیث کی روشنی میں [illegible] خطایا [illegible] عالم مثال میں ایک صورت ہے جو [illegible] حضرت آدم ﷺ [illegible] عالم مثال میں [illegible] عالم مثال کی [illegible] ہوتا ہے۔

یہاں پر اگر کوئی یہ سوال کرے کہ [illegible] ہوں کا [illegible] ہے ہم سے [illegible] کیوں ہم سے [illegible] جواب ہے کہ [illegible] ہماری ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] نظر [illegible] کے [illegible] انہیں [illegible] جس [illegible] میں [illegible] نظر [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] گے اس سے معلوم ہوا کہ [illegible]

کے طور پر آدمی کے بدن سے نکل رہے ہیں، جس طرح یہاں خود بھی سے گناہ نکلتے نظر آتے ہیں اسی طرح اہل بصیرت حقیقت شناس آنکھ سے خروج ذنوب کو دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص آیا جو راستے میں کسی اجنبی عورت کو دیکھ کر آیا تھا آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہماری مجلس میں آتے ہیں جب کہ ان کی آنکھوں کے زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس گناہ کا اثر اس کی آنکھوں میں موجود تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بصیرت سے معلوم کر لیا تو پتہ چلا [illegible] کا واقعہ معلوم ہو جس کا آپ نے مشاہدہ کیا ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانہ میں تشریف لے گئے اور لوگ وضو کر رہے تھے آپ نے ایک جوان شخص کے اعضاء وضو سے جو پانی ٹپک رہا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا "یا ولدی تب من عقوق الوالدین" اس نے کہا "تبت الی اللہ عن ذلک" کہ میں نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔

اور دوسرے ایک شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا "یا اخی تب من الزنا" اس نے کہا میں نے اس سے توبہ کر لی اور ایک تیسرے شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا "یا اخی تب من شرب الخمر وسماع آلات اللهو" اس نے کہا "تبت عنهما" تو چونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک [illegible] محسوس کرتے تھے کہ آپ پانی میں جو [illegible] گناہوں کے اثرات دیکھتے تھے اور معلوم کر لیتے تھے کہ اس کا استعمال کرنے والا کس گناہ کا مرتکب ہے اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ گناہوں کے اثرات خارج ہو جاتے ہیں لیکن اس کے لئے چشم بصیرت کی ضرورت ہے جو ہر ایک کی بات نہیں غالباً یہی وجہ ہو گی کہ امام اعظم سے ماء مستعمل کے متعلق متعدد اقوال منقول ہیں جہاں خروج [illegible] دیکھی وہاں نجاست غلیظہ فرمایا اور جہاں [illegible] دیکھا وہاں نجاست خفیفہ کا حکم دیا اور جہاں ترک اولیٰ کا اثر دیکھا وہاں طاہر غیر مطہر کا فتویٰ دیا اس سے معلوم ہوا کہ کشف کی حالت میں امام اعظم کا قول ماء مستعمل کے متعلق گناہوں کے ان اثرات کے تابع ہو جن کو آپ مشاہدہ میں دیکھتے تھے لیکن بعد میں وہ کشف اٹھا لیا گیا چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی کہ وہ کشف مجھ سے ہٹا لے اور یہ فرماتے کہ اس سے لوگوں کے عیوب منکشف ہوتے ہیں [illegible] ہے اور یہ دعا قبول ہوئی پھر آپ کسی شخص کے عیب پر متنبہ نہیں ہوتے واللہ اعلم بالصواب (فتح الملہم ۱۹۹۱)

حتی تخرج من اشفار عینیہ اس سے امام سرخسی نے استدلال کیا ہے کہ [illegible] سے دونوں کانوں سے گناہوں کا خروج اس وقت درست ہو گا جب کہ [illegible] یہ ہے کہ اس مسئلہ کے اثبات کے لئے کہ دونوں کان [illegible] ہیں اور اس کا مسح سر کے ساتھ کیا جاتا ہے حدیث مشہور موجود ہے اور وہ "الاذنان من الراس" ہے تو امام سرخسی اس حدیث سے [illegible] علامہ سرخسی نے [illegible] حدیث مشہور سے بحث کر [illegible] حدیث اس لئے اختیار کی ہے کہ اس حدیث مشہور کے متعلق [illegible] تردد کیا ہے کہ آیا وہ مرفوع ہے یا موقوف اور اس کی اسناد [illegible] میں کلام کیا گیا ہے [illegible] کا جواب محدثین نے دیا ہے کہ حدیث "الاذنان من الراس" متعدد طرق سے بطرق مرفوع نقل کی گئی ہے جس سے اس کے مرفوع ہونے کو تقویت حاصل ہے اور حدیث ضعف سے [illegible] ہو گئی ہے [illegible] نے

جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے جو امام نسائی کی دقت فہم اور وسعت نظر کا نتیجہ ہے۔

یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے اس لئے کہ جب مسح سے اس کے تمام گناہ کانوں سمیت سر سے خارج ہو جاتے ہیں تو یہ اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے کہ دونوں کان سر کے تابع ہیں لہٰذا کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینا مسنون نہیں بلکہ وہی پانی کافی ہے جو مسح راس کے لئے لیا گیا ہے اور کثیر احادیث قولیہ اور فعلیہ سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا ہے اور ایک روایت کے مطابق امام مالک کا بھی یہی قول ہے بلکہ امام مالک اور امام احمد سے ایک دوسرا قول بھی نقل کیا گیا ہے جو مذہب امام شافعی کے موافق ہے۔

حضرت امام شافعی کے نزدیک دونوں کانوں کا مسح الگ پانی سے کرنا سنت ہے اور اس کے متعلق ایک حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے حاکم نے اس کو بسند حرملہ بن وہب عن عمرو بن الحارث عن حبان بن واسع عن ابیہ عن عبداللہ بن زید روایت کیا ہے اس میں کہا ہے کہ عبداللہ بن زید کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے فاخذ لاذنیہ ماء خلاف الماء الذی مسح بہ راسہ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین صحیح ہے اس سے امام شافعی استدلال کرتے ہیں کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے دونوں کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لیا ہے اور احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شاید ہاتھ میں تری باقی نہیں رہی ہو اس لئے نیا پانی لیا ہے ورنہ حضور ﷺ ہمیشہ ایک ہی پانی سے سر اور کانوں کا مسح کرتے تھے۔ بہرحال محض ہاتھ میں تری باقی نہ رہنے کی صورت میں صرف جواز بتانے کے لئے اختیار فرمائی تھی اور اسی روایت کو جس میں دونوں کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کا ذکر آیا ہے اسی پر محمول کیا جائے گا اسی سے دونوں قسم کی احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے اور احناف اس کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر دونوں ہاتھ میں تری باقی ہے تو کانوں کا مسح سر کے بچے ہوئے پانی سے کرے نیا پانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تاہم جدید پانی لینا جائز ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس کی تصریح کی ہے۔

وصلاته نافلة له یعنی اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے واسطے زائد چیز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو سے تو وہ تمام گناہوں سے پاک ہو چکا ہے نماز کا عمل زائد ہے جو سبب ہوتا ہے بلندی درجات کا واللہ اعلم۔ یا اس کی نماز زائد ہے اعضاء وضو کے گناہوں کی تکفیر سے جو باقی اعضاء کی بدولت جو خطائیں صادر ہوئی ہیں وہ معاف ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

باب المسح على العمامة

عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن منصور قال حدثنا ابو معاوية حدثنا الاعمش ح و اخبرنا الحسين بن منصور قال حدثنا عبد الله بن نمير قال حدثنا الاعمش عن الحكم عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن كعب بن عجرة عن بلال قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين والخمار.

کعب بن عجرہ حضرت بلال ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دونوں موزوں اور عمامہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

واخبرنا الحسین بن عبد الرحمن الجرجرائی عن طلق بن غنام قال حدثنا زائدۃ وحفص بن غیاث عن الاعمش عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب عن بلال قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین

براء بن عازب ؓ حضرت بلال ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اخبرنا ھناد بن السری عن وکیع عن شعبۃ عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن بلال قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخمار والخفین

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ حضرت بلال ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

تشریح روایت میں آیا ہے یمسح علی الخمار الخ" یعنی آپ ﷺ عمامہ پر مسح فرماتے تھے [illegible] امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک اور ان کے علاوہ [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] طریقہ صرف عمامہ پر مسح کرنے سے درست نہیں ہوگا [illegible] ترمذی نے کہا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے جمہور نے باری تعالیٰ کے قول وامسحوا برؤسکم سے تمسک کیا ہے [illegible] سر کا مسح [illegible] یہ احتمال نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسح راس [illegible] اور چونکہ عمامہ سر نہیں اس لئے جس طرح موزے پر مسح کرنے والے کو پاؤں پر مسح کرنے والا کہنا صحیح نہیں ہے اسی طرح عمامہ پر مسح کرنے والے کو مسح راس کرنے والا کہنا صحیح نہیں ہے بہرحال مسح راس کا حکم نص قطعی سے ثابت ہے اسی طرح سنت متواترہ سے بھی ثابت ہے لیکن مسح علی العمامہ کا ثبوت اخبار آحاد سے ہے اس لئے [illegible] کتاب اللہ پر [illegible] نہیں ہے [illegible] ہے اس لئے [illegible] مسح جائز نہیں ہے [illegible]

بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ صرف عمامہ پر مسح کا قول درست نہیں ہے اسی لئے امام محمدؒ نے موطا میں فرمایا ہے کہ ہمیں امام مالک نے بواسطہ حضرت جابر ؓ خبر دی ہے کہ جب ان سے مسح عمامہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت جابر ؓ نے جواب دیا "لا حتی یمسح الشعر بالماء" کہ جب تک بالوں کو پانی سے نہ چھوئے مسح درست نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ صرف مسح عمامہ کافی نہیں کیونکہ قرآن کریم کے مسح راس کا حکم [illegible] اور حضرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بالخفین وعلی الخمار او العمامة " ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ خمار سے عمامہ کے علاوہ دوسرا کپڑا یعنی چادر یا اس سے ملتی جلتی چیز مراد ہے جو سر پر عمامہ کے پیچھے لپیٹا جاتا ہے جس سے عمامہ کے ساتھ سر ڈھکا رہتا ہے اور عادت کے مطابق وہ بندھا ہوا اور اتارنے میں دشواری ہوتی ہے لہٰذا ان سے تو مسح ہی جائز ہوا نہ کہ عمامہ پر، اس صورت میں ان کا احتمال موجود ہے تو اس سے مسح عمامہ پر استدلال باطل ہے اور جواب دوم کی تائید امام محمدؒ کے قول سے ہوتی ہے جو موطا میں ہے فرمایا " بلغنا ان المسح علی العمامة کان فترک " کہ عمامہ پر مسح پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

اور یہی جواب حضرت ثوبان ﷺ اور راشد بن راشد کی حدیث قولی میں بھی جاری ہوگا بشرطیکہ ان احادیث کی صرف عمامہ کے مسح پر اکتفاء کرنے پر صراحۃً دلالت (یہ حدیث ثوبان کی طرف اشارہ ہے جو ابوداؤد میں ہے) کو اور باعتبار سند اس کی صحت کو (یہ اشارہ ہے حدیث راشد بن راشد امسحوا علی الخفین والخمار کی طرف جو مسند احمد میں ہے) تسلیم کر لیا جائے۔

(المستدرک للحاکم ۱۶۹/۱، ۱۷)

علامہ خطابی نے معالم السنن میں لکھا ہے کہ اصل حکم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سر پر مسح کو فرض کیا ہے اور اس حدیث باب میں تاویل کا احتمال ہے اس لئے حکم قطعی کو احتمال والی حدیث کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے۔

علامہ ماردینی نے نقل کیا کہ امام بخاری نے حضرت بلال ﷺ کی اس حدیث کو اس کی اسناد میں اضطراب کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے چنانچہ بعض نے اس کو بلا واسطہ عن ابن ابی لیلیٰ عن بلال روایت کیا ہے، اور بعض نے بواسطہ روایت کیا ہے پھر اس واسطہ میں اختلاف ہو گیا بعض راویوں نے ابن ابی لیلیٰ اور حضرت بلال کے درمیان کعب بن عجرہ کو داخل کیا ہے اور بعض نے براء بن عازب کو نقل کیا ہے خود حضرت امام ابوعبداللہ الحاکمؒ علی بن ابی طالب عن بلال کے طریق سے روایت کیا ہے، مستدرک الحاکم (۱۵۰/۱) میں علامہ عمر احمد شاکرؒ نے لکھا ہے کہ بعض نے اس کو بواسطہ عبدالرحمٰن بن عوف عن بلال روایت کیا ہے جیسے مسند احمد (۱۲/۶) میں ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ ابو بکر بن حفص نے بواسطہ ابن ابی نعیم عن سالم عن ابی مسلم عن بلال روایت کیا چنانچہ اس کے متن حدیث میں بھی اضطراب ہے کہ حضرت بلال ﷺ کبھی تو کہتے ہیں " مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخفين والخمار " جیسا کہ مسلم میں ہے، اور کبھی کہتے ہیں " رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين والخمار كما هو عند النسائي " اور کبھی کہتے ہیں " مسح على خفيه وعلى خمار العمامة (كما هو عند احمد بطريق عبدالرحمن بن عوف ﷺ) " اور کبھی کہتے ہیں " كان يمسح على الخفين والخمار " یہ روایت بھی مسند احمد میں ہے۔

ان تمام روایات میں باوجود اختلاف متون و اضطراب اسناد کے عمل کی حکایت ہے شارع کا قول نقل نہیں کیا کہ تمام الفاظ حدیث جنہوں نے حضرت بلال ﷺ سے روایت کی ہے ان سب نے صرف نبی علیہ السلام کے فعل کی حکایت کی ہے مگر راشد بن راشد کی ایک روایت جو تمام ثقہ راویوں کے خلاف ہے مسند احمد (۱۲/۶) میں لفظ امر کے ساتھ نقل کی گئی ہے اس کی روایت میں آیا ہے " امسحوا علی الخفین والخمار "۔

بہرحال [illegible] حدیث [illegible] میں بہت اضطراب ہے [illegible] روایت [illegible] حضرت بلال ﷺ کی روایت [illegible] [illegible] حدیث [illegible] [illegible] حضرت بلال ﷺ [illegible] حدیث [illegible] [illegible] حدیث کا جواب [illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible] [illegible] حدیث [illegible] حضرت [illegible] حدیث [illegible] [illegible] بلال ﷺ کی [illegible] حدیث [illegible] کرکے قول سے بیان کر دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

اب کلام [illegible] حدیث میں ہے [illegible] [illegible] اکرم ﷺ [illegible] قرآن پاک کی آیت ﴿[illegible]﴾ [illegible] حضرت بلال ﷺ [illegible] [illegible] ہوگا۔

[illegible] حضرت [illegible] ﷺ کی روایت [illegible] روایت [illegible]

عمامہ والی پر مسح کا ذکر آیا ہے اس لئے مجمل روایت میں بھی وہی مراد ہے۔ اس تاویل کی صحت کی دلیل روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت بلال ﷺ کے متعلق طرق میں [illegible] ہے کہ بعض حدیث بلال ﷺ کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے "مسح علی الخفین والناصیۃ والعمامۃ" [illegible] اس کی سند حسن ہے اور یہ مکمل حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ سے ہے جس میں عمامہ اور ناصیہ دونوں پر مسح کرنے کی صراحت آئی ہے۔

اب حضرت بلال ﷺ کی حدیث باب سے ثابت کیا بات ہوا [illegible] روایت میں کہ رسول اکرم ﷺ نے عمامہ پر مسح کیا اس سے صرف عمامہ پر [illegible] بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال ﷺ نے مراد عمامہ والی پر مسح کا ذکر کیا ہے لیکن راوی نے صرف مسح عمامہ [illegible] یہ ہے کہ وہ [illegible] دونوں کا ذکر کیا ہے اور بعض نے صرف [illegible] کا ذکر کیا ہے [illegible] ذکر نہیں کیا جیسا کہ [illegible] ایک ہی شخص نے [illegible] روایت [illegible] میں حضرت بلال ﷺ سے [illegible] الفاظ نقل کئے ہیں "وضع یدہ و مسح علی الخفین ثم صلی" [illegible] اس کی وضاحت سے جو حال بیان کیا ہے۔

بہر حال حدیث باب مجمل ہے اس سے عمامہ [illegible] ثابت نہیں [illegible] [illegible] اس میں [illegible] [illegible] [illegible] کسی طرح [illegible] ہے اس حدیث سے ثابت ہو کہ تنہا مسح عمامہ [illegible] [illegible] ایسی دلیل پیش [illegible] جس سے قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ حضور ﷺ نے [illegible] صرف عمامہ پر مسح کیا تھا۔

اس موضوع پر تفصیلی کافی شافی بحث [illegible] احسن طریقہ سے ہو چکی ہے۔

باب المسح على العمامة مع الناصية

پیشانی کے ساتھ عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا سليمان التيمي قال حدثنا بكر بن عبد الله المزني عن الحسن عن ابن المغيرة بن شعبة عن المغيرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فمسح ناصيته وعمامته وعلى الخفين قال بكر وقد سمعته من ابن المغيرة بن شعبة عن أبيه

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے وضو فرمایا اور پیشانی کی طرف سے بالوں پر مسح کیا اور عمامہ پر بھی مسح کیا اور اسی طرح موزوں پر بھی۔

أخبرنا عمرو بن علي وحميد بن مسعدة عن يزيد وهو ابن زريع قال حدثنا حميد قال حدثنا بكر بن عبد الله المزني عن حمزة بن المغيرة بن شعبة عن أبيه قال تخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم

فتخلفت معه فلما قضى حاجته قال معك ماء فأتيته بمطهرة فغسل يديه وغسل وجهه ثم ذهب يحسر عن ذراعيه فضاق كم الجبة فألقاه على منكبيه فغسل ذراعيه ومسح بناصيته وعلى العمامة وعلى خفيه

[illegible]

تشریح عن ابن المغیرة بن شعبة [illegible]

[illegible]

المسح بناصیته وعمامته وعلی الخفین [illegible]

[illegible]

[illegible] (۱۵۷)

[illegible]

[illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]

بہر حال [illegible] قول امام صاحب کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسح کر لینے کی تاویل بے جوڑ قابل شمار ہے کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس وقت حاجت کی غرض سے فراغت کے بعد ناصیہ پر مسح کیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے وضو بعد حدث کے کیا تھا اور مسح ناصیہ کے بارے میں اس تاویل مذکور کو جائز مان لیا جائے تو پھر مسح خفین میں بھی یہی تاویل کرنا ہوگی کیونکہ اس وضو میں آپ ﷺ نے موزوں پر بھی مسح کیا تھا تو کیا یہاں بھی مطلب اس کا یہ ہوگا کہ تجدید وضو ﷺ نے موزوں پر مسح ضرورۃً اور معذوری کی وجہ سے ہی ہوگا یا بغیر حدث کے وضو علی الوضو کی حالت میں کیا ہوگا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اس لیے کہ مسح خفین میں جو قید ہے وہ کسی کے نزدیک بعد وضو کے نہیں تو اس لیے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو آیت مبارکہ ﴿وامسحوا برءوسکم﴾ کے اجمال کا بیان قرار دے کر احناف نے اس کی مقدار ربع راس کی ہے جسے ناصیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث آگے کی باب سے جو تفصیل ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مقدار کی تائید ہوتی ہے کہ «مسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة» ہے جو ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اور جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک قابل استدلال ہوتی ہے اب ثابت کریں کہ محققین کا بھی کہ دو ربع راس سے علاوہ جن روایات میں پورے سر پر مسح کا ذکر آیا ہے وہ استحباب اور کمال پر محمول ہیں۔

باب كيف المسح على العمامة

عمامہ پر کس طرح مسح کیا جائے اس کا بیان

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا هشيم قال اخبرنا يونس بن عبيد عن ابن سيرين قال اخبرني عمرو بن وهب الثقفي قال سمعت المغيرة بن شعبة قال خصلتان لا اسال عنهما احدا بعد ما شهدت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنا معه في سفر فبرز لحاجته ثم جاء فتوضا ومسح بناصيته وجانبي عمامته ومسح على خفيه قال وصلوة الامام خلف الرجل من رعيته فشهدت من رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان في سفر فحضرت الصلوة فاحتبس عليهم النبي صلى الله عليه وسلم فاقاموا الصلوة وقدموا ابن عوف ﷺ فصلى بهم فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى خلف ابن عوف ﷺ ما بقي من الصلوة فلما سلم ابن عوف قام النبي صلى الله عليه وسلم فقضى ما سبق به

عمرو بن وہب ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ دو عمل ایسے ہیں کہ جب میں نے خود ان کو رسول اکرم ﷺ سے کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اور کسی سے نہیں پوچھوں گا ایک تو یہ کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ حاجت پوری کرنے کے لئے تشریف لے گئے پھر فارغ ہونے کے بعد تشریف لائے اور وضو فرمایا اور ناصیہ کا مسح کیا اور پگڑی کے دونوں کناروں پر بھی مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا اور دوسرا عمل یہ کہ امام کا اپنی رعایا میں سے ایک شخص کے پیچھے اقتداء کرنا ہے جس میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں تھے نماز کا وقت ہو گیا حضور ﷺ قضائے حاجت کے

سے کہتے تھے کہ آپ ﷺ ... نماز میں دیر ہو گئی تو لوگوں نے ... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا ... حضور ﷺ تشریف لائے ... عبدالرحمن بن عوف نے پیچھے ہٹنا چاہا ... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ... حضور ﷺ ... ایک رکعت ... ادا کی۔

تشریح کتاب مسح علی العمامۃ ... اس حدیث سے معلوم ہوا ... جیسا کہ ... حدیث میں ...

... روایت ... حضرت مغیرہ ... الفاظ ... حدیث میں ... حضرت مغیرہ کی حدیث ... مختلف طرق ... حضرت مغیرہ کی حدیث کو ان سے ساٹھ راویوں نے روایت کیا ہے ... "فمسح بناصیتہ وعمامتہ" کے الفاظ آئے ہیں ... "ومسح بعمامتہ ... علی عمامتہ" ... "ومسح علی عمامتہ" ...

... حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ... سر کا مسح ... پگڑی پر مسح ... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ... "وعلی عمامتہ" ... حضور ﷺ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ... "رفع القلنسوۃ ومسح مقدم رأسہ" ... سر کے اگلے حصے کا مسح کرتے تھے ... روایت ... اس کا پتہ ... کسی نے ... نہیں کی۔

تو معلوم ہوا کہ ... سلف کے ... نہیں تھا۔

اس حدیث سے متعلق بعض ... مسائل ... گزر چکے ہیں۔

باب ایجاب غسل الرجلین

غسل رجلین کے واجب ہونے کا بیان

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا [illegible] عن شعبة ح وأخبرنا مؤمل بن هشام قال حدثنا إسماعيل عن شعبة عن محمد بن زياد عن أبي هريرة قال قال أبو القاسم صلى الله عليه وسلم ويل للعقب من النار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ... کے لئے ... سے ...

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن [illegible] عمرو بن [illegible] قال حدثنا [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ بعض ائمہ ... مسح کا اعادہ ضروری ... ہو جائے گا اور مسح ... طریقہ ... شیخ کی تحقیق ہے۔

مصنف نے دونوں طرح قول اور حالتوں پر لکھا ہے، جیسا کہ آپ کے ساتھ پاؤں پر اور مسح ... سے پہنے ہوئے ہونے کی حالت پر محمول کیا ہے جیسا کہ آثار صحابہ اور تابعین ... دونوں قرأت کے ... اختیار کیا ہے دونوں حالتوں کے مطابق دونوں کا بیان ... حالتوں ... گے۔

باب بأی الرجلین یبدأ بالغسل

اس بیان میں کہ دونوں پیروں میں سے کونسا پاؤں پہلے دھونا چاہیے

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن الأشعث قال سمعت أبي يحدث عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها وذكرت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحب التيمن ما استطاع في طهوره ونعله وترجله قال شعبة ثم سمعت الأشعث بواسط يقول يحب التيامن فذكر شأنه كله ثم سمعته بالكوفة يقول يحب التيامن ما استطاع

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ بے شک رسول کریم ﷺ وضو میں اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں جہاں تک ممکن ہوتا دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

تشریح حدیث کی دلالت مقصود پر یہ ہے کہ ترتیب وار وضو کرتے ہوئے جب پاؤں تک پہنچیں تو پہلے دایاں پاؤں دھوئیں پھر بایاں پاؤں کیونکہ حدیث میں تیامن کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی دائیں جانب سے شروع کرنے کے ہیں اور دائیں کو بائیں پر فضیلت و اولویت ہے اس لئے ... حاصل ہے اور اس تیامن کی رعایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق تمام ایسے کاموں میں فرماتے تھے جو طہارت سے متعلق ہوں یا جوتے پہننے یا کنگھی کرنے وغیرہ سے متعلق ہوں البتہ وہ امور جن میں ... بائیں کو مقدم کیا جاتا ہے مثلاً بیت الخلاء میں جانا وغیرہ ان میں تیامن کی رعایت نہیں کی جائے گی ان کے سوا ... مطلوب ہے شرعاً ... ہے کہ تیامن حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ ... تھی پھر چونکہ حضور ﷺ نے اس کو ... فرمایا ہے اس لئے استحباب ثابت ہوا ... حضرت الاستاذ شاہ کشمیری صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کی کسی قوم میں تیامن کی رعایت نہیں پائی جاتی ... بائیں جانب سے ... ہے۔

مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے فرمایا کہ انتخاب کرو" ... اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یمین ہیں ... حضرت آدم علیہ السلام کا ... انتخاب ... اچھا ... پسندیدہ ... جاری ... حضرت ... علیہ السلام نے سلام کیا اور فرشتوں نے ...

[illegible]

قال شعبة سمعت الاشعث [illegible]

[illegible] يحب التيامن في شأنه كله في طهوره ونعله [illegible]

[illegible]

غسل الرجلين باليدين

دونوں پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے دھونے کا بیان

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن أبي جعفر المدني قال سمعت ابن عثمان بن حنيف يعني عمارة قال حدثني القيسي أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأتي بماء فقال على يديه من إنائه فغسلهما مرة وغسل وجهه وذراعيه مرة مرة وغسل رجليه بيمينه كلتيهما

[illegible]

[illegible]

الامر بتخليل الاصابع

انگلیوں میں خلال کرنے کا بیان

[illegible]

... وخلل بين الاصابع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عدد غسل الرجلین

وضوء میں پیروں کو کتنی مرتبہ دھونا چاہیے اس کا بیان

[illegible]

[illegible]

باب حد الغسل

غسل کے اعضاء کی حد کا بیان

[illegible]

[illegible]

باب الوضوء فی النعل

جوتے پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں پیروں کا حکم غسل کا ہے

أخبرنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابن إدريس عن عبيد الله ومالك وابن جريج عن المقبري عن عبيد بن جريج قال قلت لابن عمر رأيتك تلبس هذه النعال السبتية وتتوضأ فيها قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبسها ويتوضأ فيها

حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ [illegible] جوتے پہنتے ہیں [illegible] ان میں وضو کرتے ہیں [illegible] میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے آپ ﷺ ان کو پہنتے تھے [illegible] ان میں وضو فرماتے تھے۔

تشریح [illegible] جوتے [illegible] پاؤں [illegible] اختلافات [illegible] کا مطلب [illegible] پاؤں کا [illegible] کی طرح [illegible] جوتے کے قائل نہیں [illegible] کی ترکیب [illegible] اس حدیث کے الفاظ [illegible] کہ نبی کریم ﷺ [illegible] جوتے [illegible] سے تعلق ہے۔

[illegible] ﷺ [illegible] ويتوضأ فيها [illegible] ﷺ [illegible] پاؤں [illegible] حالت میں وضو فرمانے لگے [illegible] جوتے [illegible] پاؤں [illegible] معلوم ہو [illegible] ﷺ [illegible] کا اہتمام فرماتے۔

بہرحال [illegible] جوتے کا [illegible] اختیار کیا [illegible] حدیث [illegible] ﷺ [illegible] جوتے پہنے [illegible]

[illegible]

باب المسح على الخفين

دونوں موزوں پر مسح کرنے کا بیان

[illegible]

قضائے حاجت سے تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

أخبرنا سليمان بن داود والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع واللفظ له عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن أبي النضر عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن عمر عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه مسح على الخفين

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا إسماعيل وهو ابن جعفر عن موسى بن عقبة عن أبي النضر عن أبي سلمة عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسح على الخفين أنه لا بأس به

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

أخبرنا علي بن خشرم قال حدثنا عيسى عن الأعمش عن مسلم عن مسروق عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم لحاجته فلما رجع تلقيته بالإداوة فصببت عليه فغسل يديه ثم غسل وجهه ثم ذهب ليغسل ذراعيه فضاقت به الجبة فأخرجهما من أسفل الجبة فغسلهما ومسح على خفيه ثم صلى بنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے گئے جب آپ تشریف لائے تو میں پانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانی ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر چہرہ دھویا پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو دھونے کا ارادہ فرمایا مگر جبہ تنگ تھا اس لئے دونوں ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا پھر ان کو دھویا اور موزوں پر مسح فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی۔

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث بن سعد عن يحيى وهو ابن سعيد عن سعد بن إبراهيم عن نافع بن جبير عن عروة بن المغيرة عن أبيه المغيرة بن شعبة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه خرج لحاجته فاتبعه المغيرة بإداوة فيها ماء فصب عليه حتى فرغ من حاجته فتوضأ ومسح على الخفين

حضرت عروہ اپنے والد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر پیچھے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

تشریح: ان احادیث کا مطلب اس باب کے مطابق ہے کہ اہل السنۃ کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے اور مسافر اور مقیم کا فرق ہے اور ان لوگوں کے جو موزوں پر مسح کو ناجائز کہتے ہیں ان کے لئے علاوہ ازیں بہت سی روایات و احادیث ذکر کی گئی ہیں جن کی دلالت مقصد باب پر ہے

خفین کا ثبوت قرآن سے بھی ہے اور حدیث سے بھی اور احادیث بھی اتنی ہیں جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں حتیٰ کہ محدثین نے کتاب روایات میں مسح علی الخفین کے راوی جمع کیے ہیں جو اسّی (۸۰) سے زیادہ ہیں ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ ابن المنذر نے ابن مبارک سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ مسح علی الخفین کے مسئلہ پر صحابہ کرام میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان میں سے جس صحابی سے عدم جواز کا قول نقل کیا گیا ہے اس سے جواز کا قول بھی نقل کیا گیا ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی نے کہا کہ میں فقہاء سلف میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ انہوں نے مسح خفین کا انکار کیا ہو مگر امام مالک سے انکار نقل کیا گیا ہے حالانکہ صحیح روایات جو امام مالک سے مروی ہیں وہ مسح خفین کو صراحتاً ثابت کرتی ہیں۔

اب فقہاء کے نزدیک یہ مسح اور وضو دونوں میں ایک فرق ہے کہ وضو پر سب سے زیادہ مسح خفین جائز ہے بیہقی نے اس روایت سے ترجیح دی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے علامہ ابن مالک نے بھی مبسوط میں اسی طرح ہے اور مراقی میں ہے کہ مسافر کے لئے اس کی اجازت ہے۔ ابن منذر نے کہا ہے اس حدیث کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور ابن صاحب نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔

حسن بصری نے فرمایا کہ میں نے ستر (۷۰) بدری صحابہ کو پایا کہ سب مسح علی الخفین کا اعتقاد رکھتے تھے اسی لئے امام ابو حنیفہ نے مسح خفین کے جواز کے اعتقاد کو اہل سنت والجماعت کی علامتوں میں سے قرار دیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہم شیخین یعنی فضیلت اور ختنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی محبت اور مسح علی الخفین کے جواز کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی طرح امام مالک سے بھی منقول ہے اور امام ابو حنیفہ سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت تک مسح خفین کا قائل نہیں ہوا حتی جاء فی مثل ضوء النہار جب تک کہ یہ مسائل روز روشن کی طرح ظاہر ہو کر سامنے نہیں آگیا اسی لئے امام ابو الحسن کرخی نے یہاں تک فرمایا ہے کہ مجھے اس شخص پر کفر کا خوف ہے جو مسح علی الخفین کا اعتقاد نہیں رکھتا ہے۔

چونکہ مسح خفین کی احادیث مشہور ہیں اس لئے علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص مسح خفین سے انکار کرتے ہیں وہ گمراہ و بدعتی ہیں لیکن جو شخص معتقد رہتا ہے اور عزیمت پر عمل کرتے ہوئے موزے پر مسح نہیں کرتا تو اسے ثواب دیا جاتا ہے اور بعض علماء سے منقول ہے کہ امام مالک سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے موت سے پہلے اسی طرف رجوع فرمایا تھا۔

علامہ عینی نے کہا کہ حافظ ابن عبد البر مالکی نے فرمایا کہ موزوں پر مسح تمام اہل بدر اور اہل حدیبیہ نے کیا اور ان کے علاوہ مہاجرین اور انصار اور تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے خفین پر مسح کیا۔

اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وضو میں پیر دھونا افضل ہے یا موزوں پر مسح کرنا افضل ہے بعض نے کہا کہ مسح کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں اہل سنت کی موافقت اور اہل بدعت کی مخالفت ہے کیونکہ وہ اس پر طعن کرتے ہیں چنانچہ امام احمد کا تو مذہب یہی ہے۔

امام نووی نے کہا کہ ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ غسل افضل ہے بشرطیکہ سنت سے اعراض کرتے ہوئے مسح کو ترک نہ کرے یہی قول امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا ہے اس مسئلہ کی تفصیل شرح المہذب (۱/ ٤٧٨) میں دیکھیں۔

تیسری روایت میں جو الفاظ بیان کیا گیا ہے حدیث کا جملہ حضرت عمرؓ سے کہو کہ ارشاد فرمایا "دخل رسول اللہ

[illegible]

باب المسح على الخفين في السفر

سفر میں موزوں پر مسح کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال سمعت إسماعيل بن محمد بن سعد قال سمعت حمزة بن المغيرة بن شعبة يحدث عن أبيه قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فقال تخلف يا مغيرة وامضوا أيها الناس فتخلفت ومعي إداوة من ماء ومضى الناس فذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم لحاجته فلما رجع ذهبت أصب عليه وعليه جبة رومية ضيقة الكمين فأراد أن يخرج يده منها فضاقت عليه فأخرج يده من تحت الجبة فغسل وجهه ويديه ومسح برأسه ومسح على خفيه

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمسافر

مسافر کے واسطے مسح علی الخفین کی تحدید کا بیان

حدثنا قتیبة قال حدثنا [illegible] عن عاصم [illegible] عن [illegible] بن [illegible] قال [illegible] النبی صلی الله علیه وسلم [illegible] للمسافر [illegible] ثلاثة ایام ولیالیهن

[illegible]

حدثنا احمد بن منیع [illegible] حدثنا سفیان [illegible] ومالک بن مغول [illegible] عن عاصم [illegible] قال سالت صفوان بن عسال عن المسح علی الخفین فقال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا اذا کنا مسافرین ان نمسح علی خفافنا ولا ننزعها ثلاثة ایام من غائط وبول ونوم الا من جنابة

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس میں "ولو استزدناه لزادنا" کی زیادتی مذکور ہے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت خزیمہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسح علی الخفین مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے اور مقیم کے لئے ایک دن رات ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم زیادہ طلب کرتے تو حضور ﷺ زیادہ کی اجازت دیتے لیکن ہم نے زیادہ مدت طلب نہیں کی اس لئے آپ ﷺ نے تین دن مقرر فرمائی۔

دوسری دلیل ان کی حضرت ابی بن عمارہ ؓ کی حدیث ہے جو ابوداؤد میں موجود ہے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم موزوں پر مسح کر سکتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مسح کر سکتے ہو پھر ابی بن عمارہ ؓ نے کہا کیا مسح ایک دن کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا "یوما" قال یومین قال وثلاثة قال نعم ما شئت" یعنی اگر تم چاہو تین دن سے بھی زیادہ ایام تک مسح کر سکتے ہو معلوم ہوا کہ مسح میں کوئی تحدید نہیں اور ابن ابی مریم مصری کی روایت میں تو گزشتہ کے بعد اس حدیث میں ذکر ہے "حتی بلغ سبعا" آیا ہے پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ما بدا لک" تو ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد بھی مطلق ہوتی ہے کہ مسح علی الخفین میں کوئی توقیت نہیں ہے۔

جمہور علماء کی دلیل حدیث باب ہے زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میرے دل میں تردد پیدا ہوا کہ پاخانہ پیشاب کے بعد موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اس لئے میں نے حضرت صفوان بن عسال ؓ سے سوال کیا کہ آپ صحابہ رسول ہیں اس بارے میں حضور ﷺ سے کچھ سنا ہے اس پر انہوں نے جواب دیا "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا ..." اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مسح علی الخفین میں تحدید ہے کہ مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ مسح علی الخفین میں جو تحدید و توقیت آئی ہے اس بارے میں آپ کے نزدیک کونسی حدیث اصح ہے امام بخاری نے جواب دیا کہ حدیث صفوان بن عسال ؓ اصح ہے نیز حضرت خزیمہ ؓ کی حدیث مذکور سے بھی تحدید ثابت ہوتی ہے نیز دار قطنی میں ہے کہ حضرت ابوبکرہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خفین پر مسح کرنے کی اجازت دی "للمسافر ثلاثة ایام ولیالیهن وللمقیم یوما ولیلة" جبکہ آپ نے خفین کو وضو کرکے پہنا ہو اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے

غرض کہ اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں جن سے جمہور علماء کا مسلک ثابت ہوتا ہے حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ کی حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا یہ ٹکڑا جس میں "ولو استزدناه لزادنا" ضعیف ہے جیسا کہ ابن دقیق العید نے کہا ہے علامہ زیلعی نے اس کو نصب الرایہ میں نقل کیا ہے جو کہ ضعیف حدیث سے صحیح حدیث کا معارضہ نہیں ہو سکتا ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں ایک جواب یہ دیا ہے کہ اگر یہ زیادت ثابت بھی ہو پھر بھی حجت نہیں بن سکتی کیونکہ زیادت علی التحدید کے متعلق نہیں ہے جو راوی "ولو استزدناه لزادنا" فرمایا یہ ان کا گمان ہے کہ اگر ہم مدت مسح میں زیادہ طلب کرتے تو حضور ﷺ زیادہ مدت کی اجازت دیتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ گمان سے کچھ ثابت نہیں۔ یہ طلب کی اور اس کا ان کو ایک اجازت دی ابتداء کی حدیث سے جو زیادہ مدت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے بلکہ اس سے عدم توقیت پر دلالت کرتی ہے جبکہ "ولو استزدناه لزادنا" سے کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کی روایت کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ حضور ﷺ مسح فرماتے تو اس میں ظہور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التوقيت في المسح على الخفين للمقيم

تشریح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفة الوضوء من غير حدث

بلا حدث وضو کا بیان

أخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز بن أسد قال حدثنا شعبة عن عبد الملك بن ميسرة قال سمعت النزال بن سبرة قال رأيت علي رضي الله عنه صلى الظهر ثم قعد لحوائج الناس فلما حضرت العصر أتي بتور من ماء فأخذ منه كفا فمسح به وجهه وذراعيه ورأسه ورجليه ثم أخذ فضله فشرب قائما وقال إن ناسا يكرهون هذا وقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعله وهذا وضوء من لم يحدث

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

الوضوء لكل صلوٰة

ہر نماز کے لئے وضو کا ہونا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقال له عمر رضی اللہ عنہ فعلت شيئا لم تكن تفعله قال عمدا فعلته يا عمر

سلیمان اپنے والد بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو فرماتے تھے جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے آج وہ کام کیا جو اس سے پہلے آپ ﷺ نے کبھی نہیں کیا حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب کے ذیل میں تین حدیثیں لائے ہیں پہلی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے وقت وضو فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ تازہ وضو فرماتے تھے لیکن صحابہ کرام کا یہ معمول نہ تھا ان کا معمول کیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کنا نصلی الصلوات ما لم نحدث" ہم تو جب تک حدث لاحق نہ ہوتا تو ایک وضو سے متعدد وقت کی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

دوسری حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے ان سے روایت کرنے والے ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ زہیر بن عبداللہ بن جدعان ابو محمد ہے ان کو ابوبکر المکی بھی کہا جاتا ہے یہ حضرت ابن زبیر کے قاضی اور موذن تھے انہوں نے تیس صحابہ کرام کو پایا تھا ثقہ اور فقیہ تھے ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

اس روایت میں آتا ہے کہ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد حضور ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا تو بعض صحابہ نے کہا کیا ہم آپ کے واسطے وضو کا پانی تلاش کریں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا "انما امرت بالوضوء الخ" مطلب یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے بطور وجوب کے وضو کا کسی حدث کے بعد جبکہ نماز کے واسطے کھڑا ہونے کا ارادہ کروں اور یہ باعتبار اغلب کے ہے ورنہ وضو واجب ہے سجدہ تلاوت کے واسطے قرآن پاک کے چھونے اور طواف کعبہ کے وقت۔

بہرحال جب حضور اکرم ﷺ نے محسوس فرمایا کہ سائل کی نظر میں وضو قبل کھانے سے پہلے واجب ہے تو آپ ﷺ نے حرف حصر کو مع وجوب اسی طرح اس کی نفی فرمادی لیکن یہ منافی نہیں ہے جواز وضو کو نہ استحباب کو اور یہاں مراد وضو سے وضو شرعی ہے نہ کہ وضو لغوی اور سیاق حدیث بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

تیسری حدیث حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب کی ہے ان کے بیٹے ابن بریدہ رضی اللہ عنہ یعنی سلیمان بن بریدہ نے ان سے روایت کی ہے یہ عبداللہ بن بریدہ کے بھائی ہیں وکیع نے کہا کہ یہ دونوں ایک ہی بطن سے جڑواں پیدا ہوئے تھے دونوں ثقہ تھے مگر سلیمان اپنے بھائی عبداللہ سے زیادہ ثقہ اور زیادہ حدیث کی روایت کرنے والے تھے ابن معین اور ابو حاتم وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے

بہرحال اس روایت میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر وقت کی نماز کے لئے تازہ وضو فرماتے تھے اور یہی آپ کی عادت مبارکہ تھی لیکن جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "لقد صنعت شيئا لم تكن تصنعه" آپ نے آج وہ عمل کیا جو اس سے پہلے عادت کے طور پر نہیں کرتے تھے دوسری روایت ہے کہ آپ نے اس سے پہلے بھی بعض اوقات ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تھیں جو غزوہ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے مقام صہباء میں عصر کی نماز

[illegible] حضور ﷺ [illegible] آپ ﷺ نے صرف کلی کی اور اسی وضو سے مغرب کی نماز پڑھائی ولم یتوضأ [illegible] اور مغرب کی نماز پڑھی" [illegible] حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی روایت [illegible] [illegible] کا تقاضا یہ تھا کہ جب [illegible] کے خلاف [illegible] کے عمل کے [illegible] مقصود تھا حضور ﷺ نے اس احتمال [illegible] آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] [illegible] یہ بھی معلوم ہو [illegible] [illegible] حدث [illegible] [illegible] [illegible] صحابہ کرام کے معمول سے [illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] سوال [illegible] تو انہوں نے فرمایا [illegible] حدث [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] نماز کے وقت [illegible] حضور ﷺ [illegible] [illegible] کے وقت تجدید وضو [illegible] کے متعلق [illegible] حدیث [illegible] اور حدیث [illegible] ﷺ [illegible]

حضرت امام طحاوی نے [illegible] احتمال [illegible] نماز کے لئے وضو [illegible] حضور ﷺ پر واجب تھا پھر بعد [illegible] [illegible] حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بالوضوء لکل صلوٰۃ [illegible] عنہ الا من حدث [illegible] بالسواک [illegible] ہر نماز کے لئے [illegible] آپ ﷺ [illegible] حدث [illegible] کے [illegible]

[illegible] حضور ﷺ [illegible] وضو [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عبداللہ بن [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] روایت [illegible]

[illegible] حدیث [illegible] وضو [illegible] [illegible] مسلم [illegible] روایت [illegible] [illegible] چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث [illegible] حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو پر وضو کرے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی [illegible] ترمذی [illegible] ضعیف [illegible] [illegible] ضعیف ہے [illegible] فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کا [illegible] [illegible] [illegible] عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی کے طریق سے

روایت کیا جاتا ہے اور کلام [illegible] حدیث [illegible]
معتبر ہوتی ہے [illegible] روایت جو خصوصی [illegible] کے بارے میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب النضح

پانی چھڑکنے کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث عن شعبة عن منصور عن مجاهد عن الحکم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا توضأ اخذ حفنة من ماء فقال بها هکذا ووصف شعبة نضح به فرجه فذکرته لابراهیم فاعجبه قال الشیخ ابن السنی الحکم هو ابن سفیان الثقفی رضی الله عنه

حکم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] ایک چلو پانی لے کر [illegible] پانی چھڑکتے۔

اخبرنا العباس بن محمد الدوری قال حدثنا الاحوص بن جواب قال حدثنا عمار بن رزیق عن منصور ح واخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم وهو ابن یزید الجرمی قال حدثنا سفیان قال حدثنا منصور عن مجاهد عن الحکم بن سفیان قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ ونضح فرجه قال احمد فنضح فرجه

حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا [illegible] شرمگاہ پر پانی چھڑکا [illegible]

تشریح [illegible]

اسی طرح کہا کہ جس چوکھٹ پر ایک مسلم [illegible] نبی کریم ﷺ نے پانی [illegible] کر دیا [illegible] پیغمبر کے لئے
دوسری حدیث [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] ایک طریقہ ہے۔

دوسری روایت [illegible] ہے کہ بعض محدثین نے کہا کہ [illegible] ﷺ [illegible] حضرت عمر [illegible]
الخ نے کہا کہ [illegible] ﷺ سے ثابت ہے

مضمون حدیث [illegible] روایت [illegible] حافظ [illegible] بیان کئے ہیں [illegible] پہلے
پانی سے استنجاء کر لیا جائے [illegible] وضو کیا جائے [illegible] ﷺ [illegible]
پہلے استنجاء بالماء کیا کرتے۔

بعض حضرات کہتے ہیں [illegible] غسل [illegible]
جائے اور یہی قول راجح ہے کیونکہ [illegible] روایت [illegible] حدیث [illegible]
اسی روایت کے الفاظ نقل کرتے ہیں [illegible] الفاظ [illegible]
ہے چنانچہ حضرت [illegible] ﷺ سے روایت [illegible] نبی کریم ﷺ [illegible]
کریم ﷺ پر نازل ہوئے [illegible] جب وضو سے فارغ ہوئے تو [illegible] چھڑک [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وضوئہ [illegible] ﷺ [illegible]
فرما چھڑک لیتے تھے۔

اس کا [illegible] روایت [illegible] اسی [illegible] ایک راوی [illegible]
ایک روایت میں امام [illegible] بھی نقل کیا ہے [illegible]
ہو چکا ہے کہ [illegible] حدیث [illegible] اسی طرح [illegible] مضمون کی
حدیث [illegible] وغیرہ میں بھی موجود ہے [illegible] صاف معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible]
ہو جائے [illegible] حضور اکرم ﷺ [illegible] وضو کے بعد [illegible]
[illegible] کے نام سے موسوم کرتے ہیں [illegible] کے لئے پانی چھڑکنے کو مستحب کہتے ہیں لیکن اگر [illegible] سے قطرہ
خروج ہو گیا تو [illegible] ہو جائے [illegible]

باب الانتفاع بفضل الوضوء

باب اس بیان میں کہ وضو کے بچے ہوئے پانی سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

اخبرنا ابو داؤد سلیمان بن سیف قال حدثنا ابو عتاب قال حدثنا شعبة عن ابی اسحق عن ابی حیة قال

... [illegible] الله عنه برصا ... [illegible] ... وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم كله ...

[illegible] ... حضرت علی ﷺ کو دیکھا ... [illegible] ... اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ... [illegible]

حدثنا محمد بن منصور ثنا سفيان حدثنا مالك بن مغول عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم بالبطحاء واخرج بلال فضل وضوئه فابتدره الناس فنلت منه شيئا وركزت له العنزة فصلى بالناس والحمر والكلاب والمرأة يمرون بين يديه.

[illegible] ... نبی کریم ﷺ کی ... [illegible] ... بلال ﷺ نے ... ﷺ کے وضو کا ... [illegible] ... ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ... آپ ﷺ کے سامنے سے گدھے، کتے اور عورتیں گزر رہے تھے۔

حدثنا محمد بن منصور عن سفيان قال سمعت ابن المنكدر يقول سمعت جابرا يقول مرضت فاتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودني وابو بكر وهما ماشيان فوجداني قد اغمي علي فتوضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فصب علي وضوءه.

حضرت جابر ... [illegible] ... رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے ... [illegible] ... آپ ﷺ نے وضو کیا ... [illegible] ... میں ہوش میں آ گیا۔

تشریح [illegible] ... [illegible] ...

[illegible] ... وضو کرتے وقت ... [illegible] ... مختلف روایات ... [illegible] ... قابل اطمینان ... [illegible] ... حضرت علی ﷺ ... [illegible] ... ﷺ کی وجہ سے ... [illegible] ... (۱ / ۲۰۲) ... [illegible] ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب فرض الوضوء

وضو کی فرضیت کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو عوانة عن قتادة عن أبي المليح عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول

ابو الملیح اپنے باپ اسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد اسامہ ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے کوئی نماز قبول نہیں کرتا اور اس صدقہ کو بھی قبول نہیں کرتا جو حرام مال سے دیا جاتا ہے۔

تشریح: عن ابی الملیح بعض نے کہا ان کا نام عامر ہے اور بعض نے کہا زید ہے ان کے والد کا نام اسامہ بن عمیر ہذلی بصری ہے وہ ثقہ تھے یہ حدیث ان کے باپ اسامہ بن عمیر صحابی سے روایت کی ہے وہ اس میں متفرد ہیں۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے کوئی نماز درست نہیں ہوگی صحت صلوٰۃ کے لئے طہارت کے شرط ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے فرماتے الا اس تک نماز کا کوئی حصہ بغیر طہارت کے باطل درست نہیں البتہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں ایک دو حضرات اختلاف کرتے ہیں چنانچہ شعبی اور محمد بن جریر طبری سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کو بدون طہارت کے جائز کہتے ہیں مگر چونکہ یہ قول اجماع کے خلاف ہے اس لئے باطل ہے اور اصل منشاء اختلاف یہ ہے کہ ان دونوں پر صلوٰۃ کا اطلاق حقیقت قاصرہ ہے سجدہ تلاوت اور جز ہے اور صلوٰۃ جنازہ پر اس لئے ہے کہ وہ رکوع و سجود سے خالی ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس مسئلہ میں لا تقبل کے لفظ سے کہیں زیادہ قوی ہے تو کبھی صحت کی نفی ہے جیسے یہاں حدیث باب میں ہے یا نفی کی ثواب ہے جیسے "من اتی عرافا لم تقبل صلوۃ اربعین صباحا" اور "لا تقبل صلوۃ ابق العبد" وغیرہ روایات میں ہے۔

لیکن حضرت انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ قبول دو قسم پر ہے حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ نماز بدون طہارت کے مردود ہوگی یہ بھی مختلف ہیں لیکن کہ قبول اور صحت ایک دوسرے سے متصل ہے تب تقسیم کی ضرورت نہیں ہے۔

فاقد الطہورین کا مسئلہ

چونکہ شارحین کی عادت ہے کہ حدیث باب کی تشریح کے ضمن میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اس لئے یہاں کیا جاتا ہے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی ایسے ناپاک مکان میں محبوس ہے جہاں نہ پانی کا انتظام ہے اور نہ اس کو پاک مٹی بھی کہیں ملتی تو ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے آیا نماز پڑھے یا نہیں اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں اور مشائخ سے چار اقوال امام نووی نے نقل کئے ہیں مگر ان میں راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ ایسی حالت میں نماز ادا کرنا اس پر واجب ہے لیکن بعد میں قضا واجب ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ معذور تھا اس سے فرض ساقط ہو گیا ہے بعد میں قضا ضروری نہیں۔

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایسی حالت ہو تو اس وقت نماز نہ پڑھے پھر امام مالک کہتے ہیں اس کے بعد قضا بھی نہ کرے وہ اس کو حائض والی صورت پر قیاس کرتے ہیں امام اعظم فرماتے ہیں کہ بعد میں قضا کرے پھر امام اعظم اور صاحبین میں اختلاف ہو گیا امام اعظم فرماتے ہیں اس وقت نہ نماز پڑھے اور نہ تشبہ کرے، لیکن صاحبین کہتے ہیں کہ وہ تشبہ کرے یعنی قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ جو نماز میں کیا کرتا ہے ایسی حالت میں بھی سب ادا کرے مگر نماز کی نیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولا صدقة من غلول [illegible]

[illegible] **لا يقبل الله** [illegible]

[illegible] **ولا يسمع** [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الاعتداء فی الوضوء

وضو میں حد مقررہ سے تجاوز کرنا

أخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا يعلى قال حدثنا سفيان عن موسى بن أبي عائشة عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم يسأله عن الوضوء فأراه الوضوء ثلاثا ثلاثا قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدى وظلم

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نام ابوجہضم موسیٰ بن سالم ہے ان سے روایت کی گئی ہے۔

بہرحال مذکورہ تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ سب اور مخصوص اوصاف قابل مدحت ہیں اور ... کی وراثت کا تعلق ہونے سے بھی ہو سکتا ہے جن چیزوں میں وہ مخصوص ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ... سے کردہ مکمل وضو کر کے ... اور کوئی شخص مقصود ہو ... سے مراد ہو ... کوئی شخص مرد کی خواہش کرے مقصود مخصوص ہی ہو ... ہے اور اس کی وراثت کا تعلق ہو سکتا ہے بہرصورت ان آثار سے یہ ہے کہ وہ تعلیم وغیرہ کا مرتب ہیں لیکن صاحب ... نے کہا کہ ... سے احتیاط رکھو کہ کوئی شخص ... سے ... کوئی شخص کسی چیز ... کرے گا ... سے مشتبہ کر سکے گا ... خواص سے کسی مرتبہ کے وجہ سے خصوصیت کی ... کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کی سنت کا مقتدی ہو ... سے دعوت ... سے ... ہو ... سے اس کا ... فرق ہوگا ... کوئی شخص ... ہو ... کرتا ہے اس سے کی کرتا ہے تخصیص ... سے مستحب ... کہ ... (واللہ اعلم)

الامر باسباغ الوضوء
وضو کامل کا حکم دینا

اخبرنا یحیی بن حبیب بن عربی حدثنا حماد حدثنا ابو جهضم قال حدثنی عبدالله بن عبیدالله بن عباس قال کنا جلوسا الی عبدالله بن عباس فقال والله ما خصنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بشیء دون الناس الا بثلاثة اشیاء فانه امرنا ان نسبغ الوضوء ولا ناکل الصدقة ولا ننزی الحمر علی الخیل

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو کسی حکم کے ساتھ مخصوص نہیں کیا دوسرے لوگوں سے سوائے تین چیزوں کے ساتھ ایک تو یہ کہ حضور ﷺ نے ہم کو کامل وضو کرنے کا حکم دیا دوسرے یہ کہ ہم صدقہ کا مال نہ کھائیں تیسری یہ کہ ہم جفتی نہ کرائیں گدھوں سے گھوڑیوں کی۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا جریر عن منصور عن هلال بن یساف عن ابی یحیی عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسبغوا الوضوء

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم کامل وضو کیا کرو۔

تشریح مذکورہ حدیث شریف سے یہ واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کو وضو مکمل کرنے کا امر فرمایا ہے وضو مکمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے تمام اعضاء کو مکمل طریقہ سے دھویا جائے اور حدیث میں فانه امرنا ان نسبغ الوضوء آیا ہے یہاں سے اس شبہ کا ازالہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے کہ ... امر استحبابی ہے لیکن اہل بیت کے لئے وضو مکمل کا حکم ہے ... وجوب کے لئے ... کا کوئی مطلب حاصل نہ ہوگا کیوں کہ ... وضو ... سب کے لئے ... ہے

[illegible]

[illegible] (کذا فی حاشیۃ [illegible])

[illegible]

باب الفضل فی ذالک

وضو کامل کی فضیلت کا بیان

اخبرنا مالک عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم بما یمحو اللہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے عمل نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ وہ یہ ہیں کہ تکلیف کی حالت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

تشریح [illegible] اسباغ الوضوء علی المکارہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثواب من توضأ كما أمر

جس طرح وضو کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح جو شخص وضو کرے گا اس کا ثواب

أخبرنا قتيبة بن سعيد حدثنا الليث عن أبي الزبير عن سفيان بن عبد الرحمن عن عاصم بن سفيان الثقفي أنهم غزوا غزوة السلاسل ففاتهم الغزو فرابطوا ثم رجعوا إلى معاوية وعنده أبو أيوب وعقبة بن عامر فقال عاصم يا أبا أيوب فاتنا الغزو العام وقد أخبرنا أنه من صلى في المساجد الأربعة غفر له ذنبه فقال يا ابن أخي أدلك على أيسر من ذلك إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من توضأ كما أمر وصلى كما أمر غفر له ما تقدم من عمل أكذلك يا عقبة قال نعم

عاصم بن سفیان ثقفی سے روایت ہے [illegible] غزوہ [illegible] حضرت معاویہ کے پاس گئے [illegible] حضرت ابو ایوب [illegible] اور حضرت عقبہ بن عامر [illegible] رسول اللہ ﷺ سے سنا [illegible] جواب دیا ہاں۔

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد عن شعبة عن جامع بن شداد قال سمعت حمران بن أبان أخبر أبا بردة في المسجد أنه سمع عثمان يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أتم الوضوء كما أمره الله عز وجل فالصلوات الخمس كفارات لما بينهن

جامع بن شداد کہتے ہیں [illegible] حضرت عثمان [illegible] سے حدیث بیان کرتے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص [illegible] وضو [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] پانچ نمازیں [illegible] کفارہ [illegible]۔

أخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن حمران مولى عثمان أن عثمان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من امرئ يتوضأ فيحسن وضوءه ثم يصلي الصلاة إلا غفر له ما بينه وبين الصلاة الأخرى حتى يصليها

حضرت عثمان کے [illegible] حضرت عثمان [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] فرمایا جو شخص [illegible] وضو کرے [illegible] نماز [illegible]

تک دھوئے پھر تیمم سے جو دو ضرب سے زائد ہے یہاں تک کہ وہاں تک پہنچ جائے۔

اخبرنا عمرو بن منصور حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا اللیث هو ابن سعد حدثنا معاویة بن صالح قال اخبرنی ابو یحیی سلیم بن عامر وضمرة بن حبیب وابو طلحة نعیم بن زیاد قالوا سمعنا ابا امامة الباهلی یقول سمعت عمرو بن عبسة یقول قلت یا رسول الله کیف الوضوء قال اما الوضوء فانک اذا توضأت فغسلت کفیک فانقیتهما خرجت خطایاک من بین اظفارک واناملک فاذا مضمضت واستنشقت منخریک وغسلت وجهک ویدیک الی المرفقین ومسحت رأسک وغسلت رجلیک الی الکعبین اغتسلت من عامة خطایاک فان انت وضعت وجهک لله عز وجل خرجت من خطایاک کیوم ولدتک امک قال ابو امامة فقلت یا عمرو بن عبسة انظر ما تقول اکل هذا یعطی فی مجلس واحد فقال اما والله لقد کبرت سنی ودنا اجلی وما بی من فقر فاکذب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد سمعته اذنای ووعاه قلبی من رسول الله صلی الله علیه وسلم

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیفیت وضو کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن عبسہ جب تم وضو کا ارادہ کرو اور سب سے پہلے تم اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوؤ اور ان کو خوب صاف کیا تو تمہارے گناہ ناخنوں کے درمیان سے خارج ہو گئے پھر جب تم نے کلی کی اور دونوں ناک میں پانی داخل کیا اور چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا تو تم بہت سارے گناہوں سے پاک صاف ہو گئے پھر اس کے بعد اگر تم نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے واسطے رکھ دیا یعنی سجدہ کیا تو تم اپنے تمام گناہوں سے پاک صاف ہو گئے جیسے تم اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھے۔ حضرت ابو امامہ باہلی نے کہا اے عمرو بن عبسہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو سوچ سمجھ کر کہو کیا یہ سب کچھ ایک ہی مجلس میں دیا جائے گا حضرت عمرو بن عبسہ نے جواب دیا خدا کی قسم میری عمر بڑی ہو گئی اور موت کا وقت نزدیک آ گیا اور مجھے کوئی محتاجی نہیں کہ میں نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولوں خدا کی قسم اس حدیث کو رسول اکرم ﷺ سے میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور اس کو میرے قلب نے یاد رکھا۔

تشریح **غزوۃ السلاسل** یعنی جو زنجیروں کی لڑائی کہلاتی ہے یہ قطع نظر اس بات کے مشہور ہے کہ جس میں حضور اکرم ﷺ بھی تشریف رکھتے ہوں تو اس حدیث میں جس غزوہ کا بیان ہے اس سے مراد غزوہ خاص ہے یہ ۸ھ میں شام کی سرحد پر غزوہ سلاسل ہوا تھا یہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہاں سے مدینہ منورہ دس دن کا راستہ ہے آپ ﷺ نے سنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی کے ہمراہ ان کی طرف روانہ کیا پھر حضور اکرم ﷺ کو مزید کمک کی ضرورت پیش آئی تو دو سو آدمی اور کمک حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کے حملہ سے سب بھاگ کر منتشر ہو گئے مگر سلاسل ایک پانی پر جمع تھا جس کا نام سلاسل تھا اس لئے اس غزوہ کا نام

ہے کہ سوال کیا گیا کہ افضل مسجد کون سی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری مسجد ہے یعنی مسجد نبوی

اس حدیث میں چار مساجد میں نماز پڑھنے سے مغفرت ذنوب کی جو بشارت دی گئی ہے اس سے مراد مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد قبا، مسجد اقصیٰ ہیں کہ ان میں نماز پڑھنے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور عبادت ہو جانے کی وجہ سے نقصان اعمال کی تلافی ہو جاتی ہے [illegible] کی جرأت نہیں کہ شریعت کی مشقت اختیار کیے بغیر حصول مقصد ممکن نہیں اس لئے حضرت ابو ایوب انصاری نے ارشاد رسول ﷺ کے مطابق اس سے آسان اور سہل طریقہ بتلا دیا کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اسی طرح وضو کرے جس طرح وضو کا حکم دیا گیا ہے پھر خشوع کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

آخری حدیث میں ہے "کیوم ولدتہ امہ" یعنی اس طرح ایک ہو جائے گا جیسے پیدائش کے روز گناہوں سے پاک صاف تھا اسی طرح کامل وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے والا تمام گناہوں سے پاک ہو جائے گا یہاں پر اشکال یہ ہے کہ [illegible] کی ابتداء ولادت کے دن اس کا تصور ممکن نہیں ہو سکتا جس سے یہ تشبیہ کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے کہ مغفرت کبائر کی بھی ہو گی کیونکہ انسان ولادت کے وقت تمام صغائر و کبائر سے پاک ہوتا ہے حالانکہ علماء اس کے قائل نہیں صرف مغفرت صغائر کے قائل ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ "کیوم ولدتہ امہ" کا لفظ فرمایا ہے جس چیز پر دلالت کرتا ہے اسی کے ساتھ متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ وہ تمام چھوٹے گناہوں سے پاک ہو گیا جیسے یوم ولادت تمام صغائر سے پاک تھا اور کبیرہ سے [illegible] اور یہ تشبیہ کا [illegible] (کذا قال علامہ السندی)

مسئلہ: اعلموا اللہ لقد کبرت سنی الخ جب حضرت عمرو بن عبسہ ﷺ سے یہ حدیث نقل کی جو بڑی قدر و ثواب عظیم کی بشارت بتلا رہی ہے تو حضرت ابو امامہ ﷺ بولے کہ [illegible] ﷺ سے تم کو مراد ہے [illegible] اس لئے مخاطب ہوئے کہ [illegible] ہے [illegible] اس بیان قدرت کا وعدہ [illegible] ہے۔

بہر حال یہ حدیث [illegible] کے لئے [illegible] بشارت [illegible] حضرت عمرو بن عبسہ ﷺ نے احتیاطاً [illegible] اللہ [illegible] کا اطلاق [illegible] رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث [illegible] اس لئے [illegible] فرمایا [illegible]۔

القول بعد الفراغ من الوضوء

وضو سے فارغ ہونے کے بعد دعا پڑھنے کا بیان

أخبرنا محمد بن علي بن حرب المروزي قال حدثنا زيد بن الحباب قال حدثنا معاوية بن صالح

عن ربيعة بن يزيد عن أبي إدريس الخولاني وأبي عثمان عن عقبة بن عامر الجهني عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے پھر وضو سے فارغ ہو کر اشہد ان لا الہ الا اللہ ... پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

تشریح ثم قال اشهد الخ: یہ کلمہ وضو کے بعد پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ پاکی دو قسم کی ہے ظاہری اور باطنی، وضو سے ظاہری طہارت حاصل ہوئی اور کلمہ شہادت سے باطنی طہارت کہ اپنے قلب کو شرک سے پاک کر لیا اور کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گیا۔

امام نووی نے فرمایا ہے کہ وضو کے بعد شہادتین کے ساتھ یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ قبلہ رخ ہو کر پڑھے، اور یہ جو حضرت عمر کی روایت میں ہے "اللهم اجعلني الخ" بعض حضرات نے ان کلمات کو بھی ملایا ہے اور امام نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں مرفوعاً نقل کیا ہے "سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك" علماء احناف اس دعا کو غسل کرنے والے کے لیے بھی مستحب کہتے ہیں۔

بہر حال جو شخص وضو کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اشکال یہ ہے کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازے مخصوص ہیں، کیونکہ ان احادیث میں ہے کہ ہر دروازہ اعمال مخصوصہ کی وجہ سے کھلنے والے کے لیے ہے، جس شخص پر جس عمل کا غلبہ تھا وہ اسی دروازے سے داخل ہوگا، حالانکہ اب وضو کرنے کے بعد دعا پڑھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جانے کی روایت بظاہر ان احادیث کے خلاف ہے جن میں مختلف ابواب کا ذکر ہے جیسے باب الصلوٰۃ، باب الجہاد، باب الریان وغیرہ کہ ان سے جنت میں داخل ہونے کا بیان آیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وضو کرنے والے کا اکرام اس طرح کیا جائے گا کہ آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے لیکن داخل اسی باب سے ہوگا جس عمل کا غلبہ اس پر غالب تھا، جیسا کہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ میں علم کا وصف موجود نہیں تھا ایسا نہیں تھا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلبہ تھا، جیسا کہ ہمارے اکابر میں شاہ ولی اللہ کہتے ہیں ... کوئی نہیں کہتے (شاہ ولی اللہ) کی صفت ... عالب ... صفت علم کا غلبہ ... علوم کے صاحب تھے ... شیخ ... کہتے ہیں ... صفت علم کا ... غالب تھی ... صفت علم غالب تھی اسی طرح صالحین میں بھی کسی ایک صفت کا غلبہ ہوتا ہے ...

اس سے جو بلاوجہ وضو نہیں ہوسکتا اور یہ وہ ہے کہ پوری رات عبادت میں گزار سکیں اور رات پڑھی جاتی ہے اور جس کے خلاف بھی وضو جائز نہیں تو وہ جاتا ہے۔

وضو کر کے سونے کی ہے پہلا آدمی غالب ہے باب الصلوۃ سے نقل ہوگا اور جس پر دوسری صحت ہو گی ہوگی حدیث میں ہے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کوئی ایسی بات جس سے وضو ٹوٹتا ہو تو حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ وہ سکون ہے کہ امید کی جاتی ہے ان کا خیال ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ اس کے بعد عورت ہے اور اس کے بعد باب لطیف بات ہے جماعت کی ہوئی جو وضو ہے داخل ہوگی اور جسم میں داخل ہونے والا ہے اور اس کا حکم بھی ہے۔

حلیۃ الوضوء

جنت میں مومن کو وضو کی بدولت زیور پہنایا جائے گا

اخبرنا قتیبۃ بن سعید عن خلف وھو ابن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی عن ابی حازم قال کنت خلف ابی ھریرۃ وھو یتوضأ للصلاۃ وکان یغسل یدیہ حتی یبلغ ابطیہ فقلت یا ابا ھریرۃ ما ھذا الوضوء فقال لی یا بنی فروخ انتم ھھنا لو علمت انکم ھھنا ما توضات ھذا الوضوء سمعت خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم یقول تبلغ حلیۃ المؤمن حیث یبلغ الوضوء۔

ابو حازم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے اور وہ دونوں ہاتھوں کو بغل تک دھو رہے تھے میں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کیسا وضو ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فروخ تم یہاں ہو اگر مجھے علم ہوتا کہ تم لوگ موجود ہو تو میں اس طرح کا وضو نہ کرتا میں نے اپنے دوست حضور ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن کو جنت میں زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔

اخبرنا قتیبۃ ابن سعید عن مالک عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون وددت انی قد رایت اخواننا قالوا یا رسول اللہ السنا اخوانک قال بل انتم اصحابی واخوانی الذین لم یاتوا بعد وانا فرطھم علی الحوض قالوا یا رسول اللہ کیف تعرف من یاتی بعدک من امتک قال ارایت لو کان لرجل خیل غر محجلۃ فی خیل بھم دھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی قال فانھم یاتون یوم القیامۃ

[illegible] علی الحوض

[illegible]

تشریح: [illegible]

[illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] ایک شخص [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible]

[illegible] نکل جاتے ہیں۔

[illegible] کے سامنے [illegible]

زائد اضافہ فرمایا تحجیل کی غرض سے عضو کو اس کی حد مفروضہ سے تجاوز کرا دے تو وہ ظلم و تعدی کی وعید سے مستحق رہے گا لیکن یہ ہر ایک کے لئے مطلوب شرعی نہیں ان حضرات کا یہ عمل مطابق شرعی نہیں کیونکہ یہ عمل مخالف ہے جو حضور اکرم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے جس کی صحابہ کرام نے بیان وضو کے وقت حکایت کی ہے۔

اس حدیث میں لفظ حلیہ وارد ہے اس سے مراد یہاں تحجیل (ہاتھ پاؤں کی سفیدی) ہے جو آثار وضو سے قیامت کے دن ظاہر ہوگی یہاں اس کا اطلاق زینت پر کیا گیا ہے اور مراد اس سے وہی ہے جس کی طرف باری تعالیٰ کا قول اشارہ کر رہا ہے فرمایا "یحلون فیہا من اساور" جنت میں ان کو کنگن پہنائے جائیں گے، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک زیور پہنائے جائیں گے۔

(واللہ اعلم)

اس حدیث میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "سمعت خلیلی" کا جملہ منقول ہے اس کے معارض نہیں ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا" کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خلیل نہیں بنایا گویا آپ کے لئے غیر اللہ کو خلیل بنانا امر ممتنع تھا لیکن اگر کوئی دوسرا شخص حضور ﷺ کو خلیل بنا لیتا تو یہ ممنوع نہیں ہے اسی بناء پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خلیلی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مقبرہ یعنی جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اہل بقیع کو سلام کیا اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اہل قبرستان زیارت کرنے والے کو پہچان لیتے ہیں اور ان کے سلام و کلام کو سن لیتے ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ السلام کو علیکم پر مقدم کرنے میں زندہ اور مردہ سب برابر ہیں۔

دار قوم مؤمنین: دار قوم کو اختصاص یا ندا کی صورت کی بناء پر نصب کے ساتھ پڑھا جائے گا لیکن کم کی ضمیر سے بدل قرار دے کر جر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے اور اس سے مجازاً اہل مقبرہ یعنی مشرف اہل، مراد ہیں۔

ان شاء اللہ الخ: امام نوویؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ موت کے برحق ہونے اور اس کے واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں لیکن یقینی چیز ہونے کے باوجود اس کو قید استثناء کے ساتھ کیوں مقید فرمایا کسی یقینی چیز کے لئے تو تعلیق کی حاجت نہیں ہوتی اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں پر استثناء شک کے لئے نہیں ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ نے بطور تبرک اللہ تعالیٰ کے قول "ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک الخ" پر عمل کرتے ہوئے اس کو استعمال فرمایا اور یہ بھی "وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون" ایسے ہی ہے جیسا کہ فرمایا "لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ" کہ دخول مسجد حرام امر واجب ہے اس کے باوجود اس کو قید استثناء کے ساتھ مقید کیا ہے جس کا مقصد صرف تبرک اور اللہ تعالیٰ کے قول "ولا تقولن الخ" پر عمل ہے کیونکہ شک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو ہی نہیں سکتی۔

احمد بن یحییٰ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ شک سے متصف ہونے کے بغیر کائنات عالم کے وجود اور وقوع ہونے والی چیز کو بھی جانتا ہے مگر اس نے چاہا کہ بندوں کی تعلیم کے لئے استثناء کا لفظ استعمال فرمایا تاکہ مخلوق ان اشیاء میں جو ان کو معلوم نہیں استثناء کا

جو استثناء ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا [illegible] ثابت "ولا تقولن لشیء" [illegible] حکم دیا ہے کہ حدیث [illegible] وارد ہے کہ جب [illegible] یہ [illegible] حضرت [illegible] استثناء کا لفظ استعمال [illegible] حدیث باب [illegible] "ان شاء اللہ بکم لاحقون" فرمایا ہے [illegible] سے حضور ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ استثناء راجع ہے مدینہ میں مرنے اور مکان جنت البقیع میں دفن ہونے کی طرف کیونکہ یہ چیز مستقبل سے متعلق امور ہیں "وما تدری نفس بای ارض تموت" یا یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس وقت کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کے بارے میں نفاق کا اندیشہ تھا تو استثناء ان کی طرف راجع ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں [illegible] استثناء وصف کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ "بکم لاحقون فی حال الایمان" یعنی ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ حالت ایمان لاحق ہونے والے ہیں اس لئے کہ اچھے خاتمہ اور حالت ایمان کی بڑی [illegible] کوئی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی "واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام" اور حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تھی "توفنی مسلما والحقنی بالصالحین"

اور حضور اکرم ﷺ نے السلام علیکم [illegible] کی "فاللهم الاقصی الیک غیر مغبون" [illegible] سے [illegible] اس میں [illegible] کی طرف راجع ہے بہرحال اشکال [illegible] جوابات دیئے گئے ہیں۔

اگلی حدیث میں ہے "وددت انا قد رأینا اخواننا" [illegible] اشکال یہ ہے کہ [illegible] صحابہ [illegible] [illegible] ذکر فرمایا تو اس سے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اس کا جواب کی طرف دیا ہے [illegible] کے [illegible] کا خیال [illegible] یہاں پر جب حضور اکرم ﷺ نے اس [illegible] کو [illegible] بتلایا [illegible] بطور کشف حضور ﷺ کے سامنے [illegible] ظاہر کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے اس وقت [illegible] کا مشاہدہ فرمایا [illegible] جب [illegible] کشف اس کا مشاہدہ ہوا تو ان کی [illegible] کا شوق پیدا ہوا جس کو ان الفاظ سے [illegible] "وددت انی قد رأیت اخواننا" کاش میں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا اس سے [illegible] کی [illegible] کے ساتھ ان کی محبت اور [illegible] کا اظہار بھی ہوا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے بعد میں آئیں گے۔

بل انتم اصحابی: [illegible] میرے اصحاب ہو [illegible] تو [illegible] کی نفی نہیں فرمائی لیکن چونکہ صحبت کی برکت سے ان کو اصحاب ہونے کی فضیلت اور فوقیت حاصل ہے جو دوسری [illegible] سے حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے اس امتیازی مقام کو ظاہر کرنے کے لئے اصحاب کا لفظ فرمایا تو مطلب یہ ہوا کہ تم بھائی بھی ہو اور صحابی بھی ہو لیکن جو لوگ بعد میں آئیں گے وہ صرف اسلامی بھائی ہونے [illegible] رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "انما المؤمنون اخوۃ" یہاں پر کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس سے محبت میں صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت لازم آتی ہے لیکن [illegible] سے دیکھا جائے تو اس طرح کا شبہ پیش نہیں آتا جس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ دوست

[illegible]

[illegible]

باب ثواب من احسن الوضوء ثم صلى ركعتين

جو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي قال حدثنا زيد بن الحباب قال حدثنا معاوية بن صالح قال حدثني ربيعة بن يزيد الدمشقي عن ابي ادريس الخولاني وابي عثمان عن جبير بن نفير الحضرمي عن عقبة بن عامر الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم صلى ركعتين يقبل عليهما بقلبه ووجهه وجبت له الجنة

[illegible]

تشریح فاحسن الوضوء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فاحسن الوضوء [illegible]

فرمایا مختلف علیہ ہے ... حدیث میں جو الفاظ ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ... ہے اور بعض حضرات نے ... اس بات میں علماء کا اختلاف ہے ... کے لئے صرف پانی ... کافی ہے ... حضرت ... سے اس کا جواب ... ہے۔

باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي

مذی کے بیان میں جو وضو کو توڑ دیتی ہے اور جو وضو کو نہیں توڑتی

أخبرنا هناد بن السري عن أبي بكر بن عياش عن أبي حصين عن أبي عبد الرحمن قال قال علي كنت رجلا مذاء وكانت ابنة النبي صلى الله عليه وسلم تحتي فاستحييت أن أسأله فقلت لرجل جالس إلى جنبي سله فسأله فقال فيه الوضوء

ابو عبدالرحمن سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت علی ؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں مذی والا تھا اور رسول کریم ﷺ کی صاحبزادی (حضرت فاطمہ ؓ) میرے نکاح میں تھیں اس لئے آپ ﷺ سے یہ بات دریافت کرنے سے حیا آتی تھی میں نے ایک شخص سے جو میرے پاس بیٹھا تھا کہا کہ آپ ﷺ سے یہ بات دریافت کرو چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس میں وضو لازم ہے۔

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال أخبرنا جرير عن هشام بن عروة عن أبيه عن علي قال قلت للمقداد إذا بنى الرجل بأهله فأمذى ولم يجامع فسل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فإني أستحيي أن أسأله عن ذلك وابنته تحتي فسأله فقال يغسل مذاكيره ويتوضأ وضوءه للصلاة

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مقداد ؓ سے کہا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور مذی نکل آئے اور جماع نہ کرے تو ... رسول کریم ﷺ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ کو ... آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے عضو کو دھو لے اور وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن عمرو بن عطاء عن عائش بن أنس عن علي قال كنت رجلا مذاء فأمرت عمار بن ياسر يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم من أجل ابنته عندي فقال يكفي من ذلك الوضوء

أخبرنا عثمان بن عبد الله قال حدثنا أمية قال حدثنا يزيد بن زريع أن روح بن القاسم حدثه عن ابن أبي نجيح عن عطاء عن إياس بن خليفة عن رافع بن خديج أن عليا أمر عمارا أن يسأل رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن المذي فقال يغسل مذاكيره ويتوضأ

أخبرنا عتبة بن عبد الله المروزي قال قرأت على مالك عن أبي النضر عن سليمان بن يسار عن المقداد بن الأسود أن علي بن أبي طالب أمره أن يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل إذا دنا من أهله فخرج منه المذي ماذا عليه قال علي فإن عندي ابنته وأنا أستحيي أن أسأله فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال إذا وجد أحدكم ذلك فلينضح فرجه ويتوضأ وضوءه للصلاة

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال أخبرني سليمان قال سمعت منذرا عن محمد بن علي عن علي قال استحييت أن أسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المذي من أجل فاطمة فأمرت المقداد بن الأسود فسأله فقال فيه الوضوء

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چونکہ حضور ﷺ [illegible]
نکاح میں تھی اس لیے مجھے شرم آتی تھی [illegible] ﷺ سے [illegible] مذی کا [illegible]
[illegible] سے کہا کہ وہ مذی کا حکم حضور ﷺ سے دریافت کرلے [illegible] حضور ﷺ سے [illegible]
[illegible] ﷺ نے فرمایا [illegible]

[illegible] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ [illegible] کی روایت سے [illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] اختلاف [illegible] شارحین نے [illegible]
[illegible] روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم حضور اکرم ﷺ سے مذی کا حکم دریافت کرو [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضور ﷺ سے [illegible]
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف [illegible] سوال کرنے کی [illegible]
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ
[illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible] (واللہ اعلم بالصواب)

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] مذی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مذی نکلنے کی جگہ یعنی شرمگاہ کو دھونے کا حکم ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے مذی کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ حدیث باب سے الگ مستقل ذکر کی ہے اور حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کا مقصد جمہور علماء کی طرف سے یہ ہے کہ شرمگاہ کا دھونا مذی کی وجہ سے ضروری ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ خصیتین کا دھونا بھی ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات مذی کا اثر وہاں تک پہنچ جاتا ہے اور ممکن ہے کہ مذی خصیتین میں بھی لگ گئی ہو اس لئے احتیاطاً دھونا چاہئے لیکن یہ حکم وجوب کا نہیں ہے۔ بہرحال خصیتین کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے وہ بطور تشریع ہے بلکہ بطور علاج کے ہے کیونکہ ٹھنڈے پانی سے خصیتین پر پانی ڈالنے سے مذی کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مستحاضہ عورت کو حکم دیا تھا کہ غسل کر کے اپنی شرمگاہ میں کپڑا رکھ لے تاکہ خون بند ہو جائے۔

باب کی آخری حدیث میں جو ذکر ہے ابن جریج کی روایت سے مراد یہ ہے کہ چونکہ روایت میں غسل کا لفظ آیا ہے اس لئے اس روایت میں آنحضرت ﷺ کا جو لفظ آیا ہے اس کو غسل پر محمول کیا جائے گا یعنی غسل کے معنی میں۔

باب الوضوء من الغائط والبول

پاخانہ اور پیشاب سے وضو لازم ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال نا خالد قال حدثنا شعبة عن عاصم انه سمع زر بن حبيش يحدث قال اتيت رجلا يدعى صفوان بن عسال فقعدت على بابه فخرج فقال ما شأنك قلت اطلب العلم قال ان الملائكة تضع اجنحتها لطالب العلم رضا بما يطلب فقال عن اي شيء تسأل قلت عن الخفين قال كنا اذا كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر امرنا ان لا ننزعه ثلاثا الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شخص یعنی حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے دروازہ پر بیٹھ گیا پھر وہ باہر نکلے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے میں نے کہا کہ طلب علم کی غرض سے حاضر ہوا ہوں تو انہوں نے کہا کہ فرشتے طالب علم کے مقصد سے خوش ہو کر اس کے لئے پنکھ جھکا دیتے ہیں پھر حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو میں نے کہا موزوں کے بارے میں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول کریم ﷺ ہم سے فرماتے جب ہم سفر میں ہوتے تھے رسول ﷺ کے ہمراہ کہ ہم موزے تین دن تین رات تک پیشاب پاخانہ اور نیند کی وجہ سے نہ اتاریں (البتہ مسح کر لیں) لیکن حالت جنابت میں موزے اتار دیتے تھے۔

تشریح: قال ان الملائكة تضع اجنحتها جب مقصد اچھا ہو اور طالب علم محض رضائے الٰہی کے لئے علم دین کے ارادے سے حاضر ہوا ہو تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق علم و طالب علم کی فضیلت بیان کی۔ طالب علم دین کی اہمیت اور مرتبہ و منزلت بیان کرنے کے لئے ان الملائكة لتضع بیان کی گئی ہے۔

[illegible] البصلاتكة يصبح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لا ينزع خفافه من حدث الا من جنابة [illegible]

[illegible] كنا سفراً [illegible] أن لا ننزع خفافنا [illegible] ولكن لا ننزع [illegible]

من غائط وبول ونوم وغيرها

باقی تخریج مسح خفین کی، قبل ازیں گزر چکی ہے۔

باب الوضوء من الغائط

پاخانہ کی وجہ سے وضو لازم ہونے کا بیان

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

الوضوء من الريح

ہوا خارج ہونے کی وجہ سے وضو لازم ہونے کا بیان

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

دونوں کے گھٹنوں کی آواز سننے سے وضو واجب ہو۔

بہرحال اس صورت میں ... [illegible] ... کا مسئلہ ہو تو ایسی صورت کے لئے حدیث میں یہ ... [illegible] ... معلوم ہوا نہیں ہو۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں ... [illegible] ... کہ حدیث الباب اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے ... [illegible] ... شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ... [illegible] ... اس حدیث کا تعلق ... [illegible] ... کہ اگر کسی شخص کو طہارت کا یقین ہو پھر حدث کا شک ہو ... [illegible] ... (۱۵۶/۱) ... شک فی الطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس حکم بالطہارۃ ... حاصل بحث کا یہ ہے ... [illegible] ... لا ینصرف الخ سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

الوضوء من النوم

نیند سے وضو لازم ہونے کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود وحميد بن مسعدة قالا حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا معمر عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يدخل يده في الاناء حتى يفرغ عليها ثلاث مرات فانه لا يدري اين باتت يده

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اس پر تین مرتبہ پانی نہ ڈال لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ ... [illegible] ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے یہی حدیث کتاب الطہارۃ کے شروع میں بھی ... [illegible] ... ہے وہاں تفصیل سے شرح بیان کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ممانعت جو ممانعت تنزیہی ہے حتیٰ کہ اس کو دھو لے [illegible] پانی میں ہاتھ ڈالنے سے منع [illegible] تنزیہی ہے اور نیند سے اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کی اہمیت وضو کے پانی کی حفاظت سے متعلق ہے کیونکہ نیند سے جاگ کر وضو کرنا چاہے تو وہ پہلے دونوں ہاتھوں کو پانی کے برتن میں نہ ڈالے بلکہ پہلے ان کو تین مرتبہ دھو لے پھر پانی لے اور غسل کرے [illegible] لفظ نیند سے اس کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حدیث میں جو حکم ہے وہ [illegible] سونے والے شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کو [illegible] ہاتھ کے نجس ہونے کا شبہ ہو بیدار ہونے والا سب کے لئے [illegible] حدیث میں وارد ہوئی ہے [illegible] اس لئے [illegible] ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی [illegible] اگر یہ صورت [illegible] اس کے ہاتھ پر نجاست ظاہر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث شریف میں خطاب عاقل بالغ مسلمان کو ہے اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا کافر اس نے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دیا اگر اس پر کوئی نجاست کا یقین نہیں ہے تو اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ [illegible] امام مسلم [illegible] ہاتھ [illegible] نجاست [illegible] طہارت [illegible] ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "فانہ لا یدری الخ" کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہاتھوں کو دھونے کا حکم [illegible] ممکن ہے کہ [illegible] ہاتھ [illegible] پانی [illegible] جس کی وجہ سے [illegible] پانی ناپاک ہو جائے [illegible] سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے یہی وجہ ہے۔

باب النعاس

اونگھنا ناقض وضو ہے یا نہیں اس کا بیان

اخبرنا بشر بن هلال قال حدثنا عبد الوارث عن ایوب عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نعس الرجل وهو في الصلوة فلينصرف لعله يدعو على نفسه وهو لا يدري

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شخص پر نماز کی حالت میں اونگھ طاری ہو تو وہ نماز کو جلدی ختم کر کے سونے کے لئے بستر کی طرف لوٹ جائے اس لئے کہ اونگھنے والا نماز جانتا نہیں کہ کس صورت میں شاید کہ وہ بے شعوری میں اپنے حق میں بددعا کر بیٹھے۔

تشریح اگر نماز کی حالت میں کسی شخص پر اونگھ طاری ہو جائے تو وہ کیا کرے کہ نماز جاری رکھے یا کوئی اور طریقہ

میں رہے تاہم حدیث باب سے معلوم ہوا کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ فلینصرف کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اونگھنے کی حالت میں نماز کو جاری نہ رکھا جائے جس کی وجہ یہ ہے کہ اونگھنے والے کو پورا احساس و شعور نہیں رہتا اس لئے ہوسکتا ہے کہ بے خبری کی حالت میں اس کی زبان سے اپنے حق میں کوئی بددعا کا کلمہ نکل جائے اس لئے جب ایسی حالت پیدا ہو جائے تو نماز کا مسلسل جاری رکھنا عند الشرع پسندیدہ نہیں اور وہ مصلحت کے خلاف ہے بلکہ ایسی صورت میں تو فلیرقد کا حکم ہے یعنی سو جانا چاہئے یہاں تک کہ نیند کا اثر ختم ہو جائے لیکن ارشاد مبارک فلینصرف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ نماز کو تمام حالت میں ہی اس کو توڑ کر سو جائے کیونکہ اس میں ابطال عمل ہے جس سے منع کیا گیا ہے بلکہ حضور کریم ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت پیش آنے کے بعد نماز کو طویل نہ کرے بلکہ جلد سے جلد اس نماز کو پورا کر کے سو جائے۔

معلوم ہوا کہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اگر اس سے وضو ٹوٹتا تو آپ ﷺ دوبارہ وضو کرنے کے لئے یہ جملہ بیان فرماتے کہ شاید اونگھنے والا اپنے حق میں بددعا کر بیٹھے بلکہ آپ واضح طور پر یہ ارشاد فرماتے کہ اونگھ سے اونگھنے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے اس کی نماز درست نہیں مگر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ایسا نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ اونگھنا ناقض وضو نہیں ہے اس سے مصنف نے یہ مسئلہ نکالا ہے۔

الوضوء من مس الذكر

اپنے آلۂ تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس کا بیان

أخبرنا هارون بن عبد الله حدثنا معن حدثنا مالك ح والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن القاسم قال حدثنا مالك عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم أنه سمع عروة بن الزبير يقول دخلت على مروان بن الحكم فذكرنا ما يكون منه الوضوء فقال مروان من مس الذكر الوضوء فقال عروة ما علمت ذلك فقال مروان أخبرتني بسرة بنت صفوان أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا مس أحدكم ذكره فليتوضأ.

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا اور ہم نے نقض وضو پر گفتگو کی مروان نے کہا عضو تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اس کے بعد وضو ضروری ہے عروہ نے کہا کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں کہ ذکر کو چھونے سے وضو لازم ہو جاتا ہے پھر مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان نے خبر دی ہے کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے تو وہ وضو کرے۔

أخبرنا أحمد بن محمد بن المغيرة قال حدثنا عثمان بن سعيد عن شعيب عن الزهري قال أخبرني عبد الله بن أبي بكر بن عمرو بن حزم أنه سمع عروة بن الزبير يقول ذكر مروان في إمارته على المدينة أنه يتوضأ من مس الذكر إذا أفضى إليه الرجل بيده فأنكرت ذلك وقلت لا وضوء على من مسه فقال

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ساتھ مخصوص کیا جائے گا۔

حضرت امام صاحب اور آپ کے متبعین کہتے ہیں کہ مس ذکر کسی بھی حالت میں ناقض وضو نہیں جیسا کہ حضرت ان حدیث طلق بن علی ﷺ ہے۔

اب حضرت طلق بن علی ﷺ کی حدیث جو حنفیہ کی دلیل ہے اور حدیث بسرہ جو شوافع کا مستدل ہے دونوں کے درمیان تعارض پیدا ہو گیا اب دلائل خارجیہ سے ترجیح ہوگی وجوہ ترجیح جو پیش کرتے شوافع کی طرف سے امام بیہقی کہتے ہیں کہ حدیث بسرہ اور حدیث طلق پر ترجیح دینے سے پہلے کہا ہے کہ حدیث طلق کو ترک کیا جائے اس کے راویوں میں سے کسی راوی سے احتجاج نہیں کیا ہے لیکن حدیث بسرہ کے تمام راویوں سے شیخین نے احتجاج کیا ہے اور یہ جواب کہ حدیث بسرہ کو کیوں چھوڑیں تو بیہقی کہتے ہیں کہ اگرچہ حدیث بسرہ کے راوی عروہ کا مروان سے سماع ثابت ہے یا نہیں اسی طرح ہشام کا سماع اپنے والد عروہ سے ثابت ہے مگر اس میں اختلاف ہوا ہے اس لئے بخاری و مسلم نے حدیث بسرہ کو ترک کیا ہے اور ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس طرح کا اختلاف حدیث بسرہ کی صحت میں نقص نہیں ہے اگرچہ شیخین کی شروط کے مطابق نہیں ہے کہتے ہیں کہ بیہقی نے جو بیان کیا ہے وہ حدیث بسرہ کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتا ہے تو اس کی صحت پر کیوں کہ حدیث بسرہ کے حال شیخین کے ہاں معلوم تھے اس کے باوجود بخاری و مسلم نے اس حدیث سے کیوں اعراض کیا حالانکہ ایک حدیث سے تو اعراض نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس کو کتاب میں درج کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اعراض بھی کسی وجہ سے تھا ممکن ہے امام بخاری و مسلم کو کوئی ایسی علت پر نظر ہو جو ہم سے پوشیدہ ہے اس لئے تو انہوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں داخل نہیں کیا تو اس حدیث کی اسناد میں مروان کا ذکر ہے اور وہ مجہول ہے جس کا حال معلوم نہیں معتبر ہے یا غیر معتبر اور یہ جو کہتے ہیں کہ مروان نے بسرہ سے بلا واسطہ سنا ہے یہ بات مدرج ہے ابن معین اور ابن حزم امام بخاری و مسلم وغیرہ نے اس کا انکار کیا اور جب اس حفاظ حدیث نے جو جرح و تعدیل میں حافظ ہیں اس کا انکار کیا تو ان کا قول مرجوح ہے۔

بہرحال بیہقی نے جو وجوہ ترجیح بیان کی ہے وہ ایجاب وضو کے لئے کافی نہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث طلق کو حدیث بسرہ پر ترجیح ہے وجوہ ترجیح بیان کرتے ہیں امام مسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اس مسئلہ میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں سب سے زیادہ صحیح اور سب سے بہتر حضرت طلق بن علی کی حدیث ہے اور اس حدیث کے تمام طریقوں میں سے زیادہ بہتر طریق ملازم بن عمرو کا طریق ہے جس کو آگے باب کے تحت نسائی کے طریق سے لا رہے ہیں علاوہ ازیں ابو حفص فلاس سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے کہا کہ حدیث قیس بن طلق عندنا اثبت من حدیث بسرۃ "علامہ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن حبان طبرانی اور ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے"

غرض کہ حدیث طلق کو علی بن مدینی ابو حفص عمرو بن علی فلاس ابن حبان طحاوی وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے بخلاف حدیث بسرہ کے کہ وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی اسناد اور متن میں اضطراب ہے جس کی تفصیل اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک میں مذکور ہے ہم

سے طہارت کے خروج سے جانے کے پیچھے پڑ جائے۔

جہاں تک حدیث قلتین کا تعلق ہے ... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ... ابن دقیق العید کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا "ما استصغرت نفسي عند أحد إلا عند علي بن المديني" یعنی میں نے اپنے آپ کو کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا سوائے علی بن مدینی کے ... ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ "أعلم من أدركت بالحديث وعلله جميعًا من نفسي" ... حدیث قلتین پر ... ہوگی تو ... اس کی ... کی صحت میں ... حدیث قلتین ... سے حدیث ... حدیث قلتین کو ترجیح دینے پر مجبور ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ حدیث قلتین کو ترجیح نہیں ... اس حدیث کے رواۃ میں سے کسی راوی سے احتجاج کیا ہے بخلاف حدیث ... کے ... سے بخاری و مسلم نے احتجاج کیا ہے لہٰذا حدیث ... حدیث قلتین پر ترجیح ہوگی ہم کہتے ہیں کہ ... کی صحت ... کی وجہ سے ... اس حدیث کے ضعیف ہونے پر ... نہیں ... سے ثقہ اور مشہور ... ہیں کہ بخاری و مسلم نے ... سے احتجاج نہیں کیا ... ہے ... ان کی احادیث کو ... صحیح ... ہے ... حاکم نے ... حدیث صحیح ... ہے ... بخاری و مسلم نے ... کی تخریج نہیں کی ... حدیث قلتین ... ہے ... حدیث ... کی تخریج نہیں کی۔

دوسری وجہ حدیث قلتین کو حدیث ... پر ... یہ ہے کہ اصول میں جہاں ... بحث ... کہ ایک حدیث ... ہے اور جو موافق بالقیاس ہو اس کو ترجیح ہوگی ... حدیث موافق ... ہوگی اور اس سے ... کی طرف ... ہے ... کے ساتھ ... کہ ... ہے ... ہیں ... عمل کرتے ہیں ... ہم کہتے ہیں کہ ... حدیث ... موافق بالقیاس ہو ... عمل کرتے ہیں اور ... موافق ... حدیث قلتین ... خلاف اصول ہے۔

اب حدیث قلتین موافق ... ہے ... سے ... کتاب ... اس اصول کے مطابق ... کتب ... "... ولا يجد ... حکم من ... الغائط" ... تم میں سے کوئی شخص ... کے ... سے فارغ ہو کر آیا ہو جس سے وضو ... ہو جاتا ہے یہاں مجیئی (آ) من الغائط کا تعلق ... قضائے حاجت سے ... معلوم ہو گیا کہ ... پیشاب ... حضرت ... امام ... فرماتے ہیں کہ ...

ہو۔ شرمگاہ کے چھونے میں صرف خروج نجس کا احتمال ہے جب جہاں خروج نجس ہوگا وہاں نقض وضو کا حکم دیں گے آگے چھوڑ دیں اس میں صرف خروج نجس کا شبہ ہے یہ باب میں خروج کا احتمال جیسے نوم نقض وضو، صاحب نے لکھے ہیں سب اس میں داخل ہیں البتہ قہقہہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ قیاس کے خلاف ہے لیکن چونکہ نص سے ثابت ہے اس لئے ہم قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن مس ذکر میں اس کے متعلق کوئی نص بھی نہیں لہٰذا قیاس کو ترک کرنا نہ پڑے گا۔

اب یہ مسئلہ فتاویٰ میں شوافع سے پوچھتے ہیں کہ مس ذکر کس میں داخل ہے اگر کسی نے یہ بار بار چھوا تو یہاں بھی خروج نجس کے احتمال کا مظنہ ہے۔

بہرحال دو حدیثیں ترجیح دی ہوگئیں ایک تو حفاظ حدیث اور بڑے بڑے نقاد ابن المدینی اور ابو حفص فلاس وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حدیث طلق حدیث بسرہ سے اثبت و احسن ہے دوسری یہ کہ قیاس کے علاوہ ان کے حدیث طلق کتاب اللہ کے موافق ہے یعنی کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہے کہ شرمگاہ عضو کا ٹکڑا ہے۔ حضرت علی، عمار، ابن مسعود، ابن عباس، حذیفہ، عمران بن حصین اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم سب یہی کہتے ہیں کہ مس ذکر ناقض نہیں ہے، ابن عبد البر مالکی نے اس کی تصریح کی ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم کو کسی صحابی کا علم نہیں سوائے ابن عمر ﷺ کے اور کسی نے بھی مس ذکر سے وضو کا فتویٰ دیا ہو۔

یہ سب وجوہ ترجیح ہیں جس کی بنا پر ہم حضرت طلق بن علی کی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور تطبیق بھی دی جا سکتی ہے کہ حدیث بسرہ کو استحباب پر اور حضرت طلق بن علی کی حدیث کو عدم وجوب پر محمول کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب ترک الوضوء من ذلک

مس ذکر سے ترک وضو کا بیان

أخبرنا هناد عن ملازم بن عمرو قال حدثنا عبد الله بن بدر عن قيس بن طلق بن علي عن أبيه قال خرجنا وفداً حتى قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعناه وصلينا معه فلما قضى الصلوة جاء رجل كأنه بدوي فقال يا رسول الله ما ترى في رجل مس ذكره في الصلوة قال وهل هو إلا مضغة منك أو بضعة منك۔

قیس اپنے والد طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک وفد کے ساتھ نکلے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک بدوی شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے نماز کی حالت میں اپنے ذکر کو چھوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ وہ تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے۔

تشریح وهل هو إلا مضغة الخ یعنی ذکر بدن کا حصہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدن کے دوسرے حصے کو چھونے سے وضو واجب نہیں ہوتا ہے اسی طرح مس ذکر سے بھی واجب نہیں ہوتا ہے، مشکوٰۃ شریف میں حضرت طلق بن

علیؓ کی حدیث نقل کرنے کے بعد امام مکی رحمۃ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ حدیث طلق حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے منسوخ ہوگئی ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ حضرت طلق بن علیؓ کی آمد کے بعد اسلام لائے ہیں جیسا کہ حدیث ابی ہریرہؓ جس کو حاکم لائے ہیں اس کا نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اذا افضی احدکم بیدہ الی ذکرہ لیس بینہ وبینہا شیء فلیتوضأ" کہ جو شخص اپنا ہاتھ بغیر کسی حائل کے اپنے عضو مخصوص تک پہنچائے وہ وضو کرے۔ لیکن علامہ زیلعی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ نسخ کا دعویٰ دو وجہ سے محض احتمال پر مبنی ہے جو استدلال سے خارج ہے ہاں اگر امام موصوف یہ ثابت کردیں کہ حضرت طلق بن علیؓ انتقال کر گئے تھے حضرت ابوہریرہؓ کے اسلام لانے سے پہلے یعنی وہ اپنے وطن کی طرف واپس چلے گئے تھے پھر دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت میں ان کی حاضری کا موقع نہیں ملا ہو تو بھی نسخ کے قول کو ہم مان لیں گے لیکن جب تک اس کو ثابت نہ کیا جائے اس کا قول قابل تسلیم نہیں۔ ثانیاً امام موصوف کے علم میں یہ بات نہیں کہ حضرت طلق بن علیؓ نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کے اسلام کے بعد سنی ہے۔

رقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ زیلعی کے قول کو واقدی وغیرہ کے قول سے تائید وتقویت حاصل ہے چنانچہ واقدی اور ابن سعد نے تصریح کی ہے کہ حضرت طلقؓ کی حاضری وفد بنی حنیفہ کے ساتھ ہوئی تھی اور بقول واقدی کے اس وفد میں دس سے زیادہ آدمی تھے اور اس وفد کی آمد ۹ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر اور علامہ عینی نے واقدی سے نقل کیا ہے اور اسی کو راجح قرار دیا جاسکتا ہے اگر یہاں بقول امام مکی النسخ کا قول کیا جائے تو ہر صاحب کے مسلک کے مطابق حدیث بسرہ اور حدیث ابوہریرہؓ وغیرہ کو منسوخ ماننا پڑے گا کیونکہ حضرت بسرہؓ قدیم الہجرت اور قدیم الصحبۃ ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ ۷ھ میں مشرف باسلام ہوئے جبکہ حضرت طلقؓ نے اپنی روایت کردہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے دو سال بعد سنی ہے۔

بہر حال بحث کا حاصل یہ نکلا کہ اگر شوافع نسخ کی بات کریں تو حدیث بسرہ وغیرہ مقدم ہونے کی وجہ سے حدیث طلق منسوخ ہو چکی ہیں اور اگر ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جائے تو پھر تفصیلی وجوہ ترجیح کی بھی عنوان سابق کے ذیل میں گذر چکی ہیں مجملاً ان میں سے ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ جو حضرات مس ذکر سے نقض وضو کے قائل ہیں ان کے نزدیک حدیث نقض وضو کا محل ابھی متعین نہیں ہو سکا اس کے مصداق میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے چنانچہ امام شافعی اور احمد کہتے ہیں کہ اس کا مصداق باطن کف ہے یعنی اگر ہاتھ کے اندر کے حصے سے چھوا تو وضو ٹوٹ جائے گا امام احمد کے نزدیک ظاہر کف اور باطن کف کے درمیان کوئی فرق نہیں اور اگر حدیث نقض وضو کا مصداق دونوں کو ٹھہرائے تو یہ بھی ایک مذہب امام مالک سے صحیح روایت میں ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت یہ ہے کہ اگر شہوت کے ساتھ چھوا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں عورت کی شرمگاہ کو بھی ہاتھ لگ جائے تو بعض حضرات نے مس کرنا ناقض وضو بتایا ہے مگر یہ تفصیل نہیں ملی ہے اور بعض نے مطلق رکھا ہے وغیرہ ذالک۔

بہر حال جو حضرات نقض وضو کے قائل ہیں ان کے نزدیک حدیث بسرہ وغیرہ کا محمل ابھی متعین نہ ہو سکا اس کے برعکس حضرت طلقؓ کی حدیث صراحۃً عدم نقض وضو پر دلالت کرتی ہے اور عدم نقض وضو کے قائلین میں کوئی اختلاف بھی نہیں

ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد نقل کی ہے۔

اس حدیث کی ایک سند میں ہے جس کی [illegible] روایت حضرت ... کی حدیث ... کی

حدیث ... ثابت ہوئی

تیسری بات یہ ہے کہ ... امام نسائی ... کی ... حدیث ... کے

قائل ... عورت کو ... سے وضو ... نہیں ٹوٹتا ... ہے ...

واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترك الوضوء من مس الرجل امرأته من غير شهوة

مرد کے اپنی عورت کو بغیر شہوت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

حدثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن شعيب عن الليث قال أخبرنا ابن الهاد عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم عن عائشة قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلي واني لمعترضة بين يديه اعتراض الجنازة حتى اذا اراد ان يوتر مسني برجله

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی تھی یہاں تک کہ جب آپ ﷺ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے اپنے پاؤں مبارک سے چھو کر اٹھا دیتے۔

أخبرنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثنا يحيى عن عبيد الله قال سمعت القاسم بن محمد يحدث عن عائشة قالت لقد رأيتموني معترضة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فاذا اراد ان يسجد غمز رجلي فضممتها الي ثم يسجد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم نے مجھے دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں کو دباتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

أخبرنا قتيبة عن مالك عن أبي النضر عن أبي سلمة عن عائشة قالت كنت أنام بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجلاي في قبلته فاذا سجد غمزني فقبضت رجلي فاذا قام بسطتهما والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں اپنے پاؤں پھیلا لیتی ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عائشہ [illegible] فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے [illegible]

[illegible]

لا احصی ثناء علیک [illegible]

[illegible]

انت کما اثنیت علی نفسک [illegible] وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها [illegible] فلله الحمد رب السموات ورب الارض رب العالمين وله الكبرياء في السموات والارض وهو العزيز الحكيم

[illegible]

[illegible]

ترك الوضوء من القبلة

بوسہ دینے کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن المثنى عن يحيى بن سعيد عن سفيان قال أخبرني أبو روق عن إبراهيم التيمي عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل بعض أزواجه ثم يصلي ولا يتوضأ قال أبو عبد الرحمن ليس في هذا الباب حديث أحسن من هذا الحديث وإن كان مرسلا وقد روى هذا الحديث الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن عروة عن عائشة قال يحيى القطان حديث حبيب عن عروة عن عائشة هذا [illegible] وحديث حبيب عن عروة عن عائشة تصلي وإن قطر الدم على الحصير لا شيء

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم قال بعض بعض [illegible] [illegible]

[illegible]

وقد روی ھذا الحدیث الاعمش الخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب الوضوء مما غيرت النار

آگ کی اثر کی ہوئی چیز کھانے سے وضو واجب ہونے کا بیان

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا إسماعيل وعبد الرزاق قالا حدثنا معمر عن الزهري عن عمر بن عبد العزيز عن إبراهيم بن عبد الله بن قارظ عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضئوا مما مست النار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آگ سے اثر کی ہوئی چیز کے کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

حدثنا هشام بن عبد الملك قال حدثنا محمد يعني ابن حرب قال حدثنا الزبيدي عن الزهري أن عمر بن عبد العزيز أخبره أن عبد الله بن قارظ أخبره أن أبا هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضئوا مما مست النار

أخبرنا الربيع بن سليمان بن داود قال حدثنا إسحق بن بكر وهو ابن مضر قال حدثني أبي عن جعفر بن ربيعة عن بكر بن سوادة عن محمد بن مسلم عن عمر بن عبد العزيز عن عبد الله بن إبراهيم بن قارظ قال رأيت أبا هريرة يتوضأ على ظهر المسجد فقال أكلت أثوار أقط فتوضأت منها إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بالوضوء مما مست النار

أخبرنا إبراهيم بن يعقوب قال حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال حدثني أبي عن حسين المعلم قال حدثني يحيى بن أبي كثير عن عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي أنه سمع المطلب بن عبد الله بن حنطب يقول قال ابن عباس أتوضأ من طعام أجده في كتاب الله حلالا لأن النار مسته فجمع أبو هريرة حصى فقال أشهد عدد هذا الحصى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال توضئوا مما مست النار

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن عمرو بن دينار عن يحيى بن جعدة عن عبد الله بن عمرو عن أبي طلحة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال توضئوا مما مست النار

أخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن بشار قالا حدثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن عمرو بن دينار عن يحيى بن جعدة عن عبد الله بن عمرو قال محمد القاري عن أبي أيوب قال قال النبي صلى الله عليه وسلم توضئوا مما مست النار

أخبرنا عبيد الله بن سعيد وهارون بن عبد الله قالا حدثنا حرمي وهو ابن عمارة بن أبي حفصة قال حدثنا شعبة عن عمرو بن دينار قال سمعت يحيى بن جعدة يحدث عن عبد الله بن عمرو القاري عن أبي

طلحة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال توضؤوا مما غيرت النار

اخبرنا هارون بن عبد الله حدثنا حرمي بن عمارة قال حدثنا شعبة عن ابي بكر بن حفص عن ابن شهاب عن ابن ابي طلحة عن ابي طلحة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال توضؤوا مما انضجت النار

اخبرنا عبدة بن عبد الملك قال حدثنا محمد قال حدثنا الزبيدي قال اخبرني الزهري ان عبد الملك بن ابي بكر اخبره ان خارجة بن زيد بن ثابت اخبره ان زيد بن ثابت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضؤوا مما مست النار

اخبرنا هشام بن عبد الملك قال حدثنا ابن حرب حدثنا الزبيدي عن الزهري ان ابا سلمة بن عبد الرحمن اخبره عن ابي سفيان بن سعيد بن الاخنس بن شريق انه اخبره انه دخل على ام حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خالته فسقته سويقا ثم قالت له توضأ يا ابن اختي فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال توضؤوا مما مست النار

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داود قال حدثنا اسحق بن بكر بن مضر قال حدثني بكر بن مضر عن جعفر بن ربيعة عن بكر بن سوادة عن محمد بن مسلم بن شهاب عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي سفيان بن سعيد بن الاخنس ان ام حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت له وشرب سويقا يا ابن اختي توضأ فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضؤوا مما مست النار

تشریح امام نسائی وغیرہ کا دستور ہے کہ وہ جن احادیث کو منسوخ سمجھتے ہیں ان کو پہلے لاتے ہیں پھر ان کے بعد ناسخ احادیث بیان کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہوا کہ اس باب میں وہ احادیث لائے ہیں جو آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں پھر اس کے بعد دوسرا باب قائم کیا ہے اس کے ذیل میں وہ احادیث لائے ہیں جو ترک وضو کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ وضو کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ ابتدائے اسلام میں آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد جو گوشت ہو یا اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز جس میں چکناہٹ نہ ہو جیسے ستو وغیرہ وضو کا حکم دیا گیا تو اس کی حکمت بعضوں نے یہ بیان کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ صفائی اور پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے تھے جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے صفائی کی تعلیم فرمائی اور ان کو یہ حکم دیا کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے استعمال کے بعد وضو کا حکم دیا پھر بعد میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ نظافت وطہارت کے معاملہ میں ثابت ہو گئے ہیں تو آپ نے وضو کی ضرورت نہ سمجھی اور اس کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کا بھی مذہب ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور وہ حدیث جو آگ سے پکی ہوئی چیز کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات سے منسوخ ہو چکی ہیں جن میں ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد نبی کریم ﷺ کے ترک وضو کو بیان کیا ہے اور یہی آپ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرمایا اور کلی فرمائی پھر نماز پڑھی۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلی روایت میں چکنائی والے کھانے کے بعد وضوء لغوی سے کام لینے کا ذکر ہے اور دوسری میں تخفیف کا، اسی طرح ان کو تطبیق دی گئی ہے کہ روغن چیز کے کھانے کے بعد منہ میں چکنائی رہ جاتی ہے، خواہ وہ ستو کا ہو یا گوشت کا، وغیرہ کا گوشت ہو، وضوء لغوی کا حکم ہے بالخصوص اس وقت جب ...

مسند دارمی میں عبدالرحمن بن غنم اشعری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم لوگ آگ پر پکی ہوئی چیز کے بعد وضوء کرتے تھے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں جب ہم میں سے کوئی شخص آگ کے ذریعہ پکی ہوئی چیز کھاتا ہے تو ہاتھ اور منہ دھو لیتا اور ہم اسی کو وضوء کہتے تھے اسی طرح مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا پھر کلی کی اور ہاتھ دھوئے پھر نماز پڑھی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے وضوء لغوی کا ثبوت ملتا ہے گو وہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں لیکن ان کی طرف بار بار رجوع ہوتا ہے اور وضوء شرعی ہے لیکن اس حقیقت سے کوئی بھی صاحب علم انکار نہیں کر سکتا کہ اس لفظ کا استعمال وضوء لغوی پر ہوتا ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ میں وضوء لغوی مراد لیا گیا ہے اور لفظ وضوء ماخوذ ہے وضاءۃ سے جس کے معنی نظافت کے ہیں اور اصل لغت میں بعض اعضاء کے غسل کو بھی وضوء سے تعبیر کرتے ہیں جس کو صفائی اور وضوء لغوی کہتے ہیں اور شریعت میں اعضاء مخصوصہ کے غسل اور مسح کو وضوء کہتے ہیں۔

لیکن یہاں احادیث مذکورہ میں بعض احادیث میں وضوء لغوی مراد لیا گیا ہے تاکہ بعض دیگر وجوہ کی بھی تحقیق ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے امر وضوء کی جو احادیث ہیں ان میں وضوء شرعی ہی کا حکم تھا جو جمہور علماء کے نزدیک منسوخ ہو گیا اور ان احادیث میں وضوء سے مراد وضوء لغوی ہے جو اب بھی غیر منسوخ اور باقی ہے اس جواب ثانی کو علماء کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، امام شافعی نے جیسا کہ بیہقی نے نقل کیا ہے اس جواب کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن اس جواب ثانی پر علامہ ظفر احمد عثمانی نے اعتراض کیا ہے کہ لفظ وضوء کو وضوء لغوی یعنی غسل الید پر محمول کرنے کا قول خلاف ظاہر ہونے کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول "کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار" کے بھی خلاف ہے کیونکہ ان کے اس قول سے وضوء لغوی مراد لینا بہت بعید بات ہے جیسا کہ یہ بات ہر اس شخص سے پوشیدہ نہیں جو محاورات سے واقفیت اور ان کا تجربہ رکھتا ہو، لہذا بہتر جواب یہ ہے کہ امر بالوضوء استحباب پر محمول ہے۔ (اعلاء السنن ۱/۱۲۲)

اسی طرح علامہ خطابی نے بھی امر وضوء کی احادیث کو استحباب وضوء پر محمول کیا ہے لیکن علامہ ذہبی نے اس کو طحاوی شریف کی ایک روایت سے متعارض بتاتے ہوئے رد کیا ہے طحاوی میں ہے کہ عبدالرحمن بن ابان انصاری رضی اللہ عنہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی کھائی پھر میں نماز کے لئے وضوء کی نیت سے کھڑا ہوا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا تم عراق والوں کی طرح وضوء کرتے ہو "لقد صحبت بعراقیۃ" اس کا مطلب یہ ہے

جیسا کہ زرقانی کہتے ہیں کیا تم سے یہ علم اہل عراق سے حاصل ہوا ہے جب کہ اہل مدینہ کا عمل جو رسول کریم ﷺ سے منقول ہے اس کو چھوڑا جاتا ہے۔

بہرحال ان دونوں حضرات نے آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا حالانکہ یہ دونوں خود ہی حضور اکرم ﷺ سے وضو مما مست النار کے راوی ہیں لیکن اس موقع پر انہوں نے وضو نہیں کیا حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کی جو حدیث حضور کریم ﷺ سے روایت کی تھی وہ منسوخ ہو چکی ہے زرقانی کہتے ہیں کہ یہ روایت دلائل قویہ میں سے ایک مضبوط دلیل ہے جس سے اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی روایت کی بنا پر خطابی کا یہ قول کہ امر وضو کی احادیث استحباب پر محمول ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا ہے کیوں کہ اگر آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو مستحب ہوتا تو حضرت انس ﷺ کے ایک فعل مستحب پر ان دونوں حضرات نے انکار کیوں کیا بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت انس ﷺ نے کہا "ليتني لم افعل" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس ﷺ نے ان کے قول کو مان کر ان کی رائے کی طرف رجوع کیا ہے۔

غرض کہ ان دونوں صحابیوں کے انکار سے معلوم ہوتا ہے کہ استحباب بھی باقی نہیں رہا ورنہ وہ حضرت انس ﷺ کے ایک فعل مستحب پر کیوں انکار کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ کہا جائے کہ ممکن ہے کہ باوضو ہوتے ہوئے حضرت انس ﷺ نے تجدید وضو اور وضو علی الوضوء کے ارادے سے وضو کیا ہو جس سے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا اس لئے ان دونوں صحابہ نے حضرت انس ﷺ پر انکار کیا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرتے ہیں اس بنا پر حضرت انس ﷺ نے ليتني لم افعل فرمایا۔

اس کا جواب مصنف امانی الاحبار نے یہ دیا ہے کہ یہ تاویل مسند احمد کی روایت سے غفلت کا نتیجہ ہے کیوں کہ امام احمد کی روایت میں آیا ہے "ثم دخلت وهو يتوضأ فقالا لم تتوضأ فقال لهذا الطعام الذي اكلت" اس سے صاف معلوم ہوا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے پر انکار کیا گیا تھا نہ کہ وضو علی الوضوء کے عمل پر۔

بہرحال علامہ زرقانی کی تقریر کو درست مان کر خطابی کا قول رد ہو گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان بعض حضرات کا قول بھی رد ہو جاتا ہے جو آگ سے پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضو عرفی کے استحباب کے قائل ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب ترك الوضوء مما غيرت النار

آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى عن جعفر بن محمد عن ابيه عن علي بن الحسين عن زينب بنت ام سلمة عن ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل كتفا فجاءه بلال فخرج الى الصلوة ولم يمس ماء.

حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بکری کے شانہ کا گوشت کھایا پھر حضرت ﷺ کے پاس

[illegible]

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا ابن جريج عن محمد بن يوسف عن سليمان بن يسار [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] هذا الحديث [illegible]

[illegible]

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا ابن جريج قال حدثني محمد بن يوسف عن سليمان بن يسار عن ابن عباس [illegible]

[illegible]

أخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب عن محمد بن المنكدر [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] کی خدمت [illegible] ﷺ نے فرمایا [illegible]

تیسری حدیث ابن عباس [illegible] کی روایت میں [illegible]

چوتھی حدیث حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت ابو ہریرہ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اکل [illegible] ثم صلی ولم یتوضأ [illegible]

[illegible] ثم صلی ولم یتوضأ [illegible] مالک [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

المضمضة من السويق

ستو کھانے کے بعد کلی کرنا

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك وهو ابن انس عن يحيى بن سعيد عن بشير بن يسار مولى بني حارثة ان سويد بن النعمان اخبره انه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام خيبر حتى اذا كانوا بالصهباء وهي من ادنى خيبر صلى العصر ثم دعا بالازواد فلم يؤت الا بالسويق فامر به فثري فاكل واكلنا ثم قام الى المغرب

فمضمض وتمضمضنا ثم صلی ولم یتوضأ

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خیبر میں جہاد سے متعلق بیان کی کہ وہ خیبر والے سال میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جس وقت مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کا مدینہ طیبہ سے قریب والا حصہ ہے تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے توشے طلب فرمائے تو سوائے ستو کے اور کچھ حاضر نہیں کیا جا سکا پھر آپ کے حکم دینے اور پانی سے اس کو تر کر لیا گیا اور حضور ﷺ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا اور پھر آپ مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

تشریح صہبا ایک جگہ ہے جہاں خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے جس کا تذکرہ حدیث باب میں ہے جس کو امام طحاوی نے مشکل الآثار میں نقل کی ہے اور اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے شیخ لوگوں کو اس مقام کا تذکرہ کرنے کے لئے خاص طور سے وصیت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اہل علم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حدیث جو کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور جس میں سورج غروب ہونے کا تذکرہ بیان فرمایا ہے یاد کرنے سے غافل رہیں کیونکہ وہ نبوت کی علامات میں سے بڑی علامت ہے۔ (فیض الباری ۱/۲۹۷)

اس روایت میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ستو کھایا پھر کلی کر کے مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا حالانکہ ستو بھی تو مما مست النار کا فرد ہے تو حدیث سابق کے بعد یہ عنوان قائم کرنے کا اور اس کے بعد المضمضة من اللبن کے ترجمہ سے امام نسائی جواب علی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جن روایات میں آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد امر وضو کا بیان آیا ہے وہاں وضو سے مراد وضو لغوی ہے نہ کہ اصطلاحی و شرعی گویا حضور ﷺ کا عمل آپ کے قول کی تشریح ہو گیا اور وضو لغوی سے منہ کی نظافت مقصود ہے ستو میں اگرچہ چکنائی نہیں ہوتی تاہم ستو کھا کر کلی کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ ستو کے اجزاء دانتوں کے درمیان اور منہ کے کناروں میں لگے رہتے ہیں اور ان کو باہر نکالنے کی کوشش سے دوران صلوٰۃ میں خلل پیدا ہوگا اور قرأت میں تکلف پیدا ہوگا اس لئے کلی کر لینی چاہئے تا کہ منہ صاف ہو جائے اور قرأت وغیرہ میں خلل واقع نہ ہو۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں توشہ کے ساتھ لے جانے کے توشہ شامل کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اگر چہ کم کھانے اور کوئی زیادہ کھانے میں یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں اپنے ساتھ کھانے پینے کا توشہ رکھنا توکل کے منافی نہیں۔

(قالہ الحافظ ابن الحجر)

المضمضة من اللبن

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض ثم قال ان له دسما

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

ذکر ما یوجب الغسل وما لا یوجبه

غسل الكافر إذا أسلم

کافر کا غسل کرنا جبکہ وہ مسلمان ہو جائے

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا سفيان عن الأغر وهو ابن الصباح عن خليفة بن حصين عن قيس بن عاصم أنه أسلم فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يغتسل بماء وسدر

[illegible]

تشریح: فامرہ النبی صلی اللہ علیه وسلم الخ [illegible]

[illegible]

تقديم غسل الكافر إذا أراد أن يسلم

کافر جب مسلمان ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرلے

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن سعيد بن أبي سعيد أنه سمع أبا هريرة يقول إن ثمامة بن أثال الحنفي انطلق إلى نجل قريب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده

لاشریک له وان محمدا عبده ورسوله یا محمد والله ما کان علی الارض وجه ابغض الی من وجهک فقد اصبح وجهک احب الوجوه کلها الی وان خیلک اخذتنی وانا ارید العمرة فماذا تری فبشره رسول الله صلی الله علیه وسلم وامره ان یعتمر مختصر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی جاری پانی یا کھجور کے درختوں کے پاس گیا جو مسجد کے نزدیک تھا اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ" "اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ میرے نزدیک آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہیں تھا لیکن اب آپ کا چہرہ میرے نزدیک تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا آپ کے لشکر نے مجھ کو گرفتار کر لیا حالانکہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا اب آپ کیا فرماتے ہیں پس رسول اکرم ﷺ نے ان کو بشارت دی (کہ بسبب اسلام لانے کے سارے گناہ پہلے کے بخشے گئے) اور ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

تشریح امام نسائی نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے پوری روایت مسلم اور بخاری میں ہے نجل نون اور جیم کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں زمین سے نکلنے والا پانی اور بعضوں نے کہا ہے کہ جاری پانی کو کہتے ہیں یا نون اور خاء کے ساتھ ہے جو نخلة کی جمع ہے جس کے معنی درخت کھجور کے ہیں لیکن کہ عام طور پر باغ پانی سے خالی نہیں ہوتا ہے علامہ سندھی نے کہا کہ بعضوں نے نجل جیم کے ساتھ پڑھنے کو صواب کہا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ محققین نے تصریح کی ہے کہ اکثر روایت خاء کے ساتھ ہے اور قاضی عیاض نے بھی کہا کہ روایت خاء کے ساتھ ہے۔

ثم دخل المسجد علامہ سندھی کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ثمامہ بن اثال نے غسل کرنے کو اسلام پر مقدم کیا ہے اگرچہ اس میں اسلام کی تعظیم ہے لیکن اسلام کو غسل پر مقدم کرنا اولیٰ ہے واللہ اعلم۔

امام بیہقی نے کہا کہ اس روایت میں غسل مقدم ہے بعد شہادۃ کے مگر احتمال اس کا بھی ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے پہلے اسلام لائے ہوں پھر غسل کیا ہو پھر مسجد میں داخل ہو کر اظہار شہادۃ کیا ہو اس سے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

الغسل من مواراة المشرك

مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا

اخبرنا محمد بن المثنى عن محمد قال حدثني شعبة عن ابي اسحق قال سمعت ناجية بن كعب عن علي انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان ابا طالب مات فقال اذهب فواره قال انه مات مشركا قال اذهب فواره فلما واريته رجعت اليه فقال لي اغتسل.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ابوطالب کا انتقال ہو گیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ان کو زمین کے اندر چھپا دو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو شرک کی حالت میں مرے ہیں آپ ﷺ نے

[illegible]

تشریح [illegible]

باب وجوب الغسل اذا التقى الختانان

جب مرد اور عورت دونوں کے ختنے کا مقام مل جائے تو غسل واجب ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت الحسن يحدث عن ابي رافع عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا جلس بين شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل

[illegible]

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب بن اسحق الجوزجاني قال حدثني عبد الله بن يوسف قال حدثنا عيسى بن يونس قال حدثنا سعيد عن قتادة عن الحسن عن ابي رافع عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا قعد بين شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ والصواب اشعث عن الحسن عن ابي هريرة وقد روى الحديث عن شعبة نضر بن شميل وغيره كما رواه خالد

تشریح [illegible]

[illegible]

میں بھی یہی مضمون بیان کیا ہے۔

قال ابو عبدالرحمن الخ امام نسائی [illegible] عبدالملک بن [illegible] ابی ہریرہ ﷺ اور [illegible]
[illegible] ہے۔

الغسل من المنی

منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے

اخبرنا قتیبة بن سعید وعلی بن حجر واللفظ لقتیبة قال حدثنا عبیدة بن حمید عن الرکین بن الربیع عن حصین بن قبیصة عن علی قال کنت رجلا مذاء فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیت المذی فاغسل ذکرک وتوضأ وضوءک للصلوة واذا فضخت الماء فاغتسل

حضرت علی ﷺ سے [illegible] ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تم مذی دیکھو تو ذکر دھو ڈالو اور نماز کے لئے وضو کرتے ہو ویسا وضو کرو اور جب تم پانی (منی) اچھلتی دیکھو تو غسل کرو

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا عبدالرحمن عن زائدة ح واخبرنا اسحق بن ابراہیم واللفظ لہ قال حدثنا ابو الولید قال حدثنا زائدة عن الرکین بن الربیع بن عمیلة الفزاری عن حصین بن قبیصة عن علی قال کنت رجلا مذاء فسألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا رأیت المذی فتوضأ واغسل ذکرک واذا رأیت فضخ الماء فاغتسل

تشریح [illegible]
[illegible] غسل [illegible]
[illegible] فضخ الماء فاغتسل [illegible] فضخ الماء [illegible]
"اذا حذفت الماء فاغتسل" [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] غسل [illegible]
[illegible]

غسل واجب نہیں ہے لیکن قرب الٰہی اور تری ورثہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو تب بھی، شافعی کہتے ہیں کہ وہاں تری کے نکلنے سے ہی غسل واجب ہوگا صورت مسئلہ میں ... سے خواب یاد کرتے ہیں اور اس میں منی ... مجھی کی موجب غسل ہے ان کی صورت مطلق ہے لہٰذا ان کے ہر صورت غسل واجب ہوگا اور ان کا مذہب ہے کہ ہر صورت ... ثابت ہے جو خاص حالت پر اسے محمول کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور اس کے موافق ہو جائے جب تک کہ شک نہ ہو "... " ... لیکن کوئی نہیں کرتے ہو۔ مطلق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ... کے ذہن میں تری کا ... ہو تب ہی غسل ... ہوگا۔

اور ... ہے کہ حدیث "الماء من الماء" جمہور علماء کے نزدیک منسوخ ہے ... ابتدا ... کہ ... جماع میں ... انزال کے ... غسل واجب نہیں ... اس حدیث کا مطلب ... تری ... غسل واجب ہوتا ہے ... غسل واجب نہیں ... حدیث ... صلی اللہ علیہ وسلم ... دیکھے کہ تری ... غسل ... حدیث "الماء من الماء" احتلام پر محمول ہے ... غسل ... اور خروج منی کے بغیر غسل واجب نہیں ... حضرت ... کا بھی مسلک ہے۔

غسل المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل

عورت پر غسل کا واجب ہونا جب کہ وہ خواب میں وہ چیز دیکھے جو مرد دیکھا کرتے ہیں

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال حدثنا عبدة قال حدثنا سعيد عن قتادة عن أنس رضي الله عنه أن أم سليم سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل قال إذا أنزلت الماء فلتغتسل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک عورت خواب میں وہ چیز دیکھتی ہے جو مرد دیکھا کرتے ہیں (تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس کی منی نکلے تو اس کو غسل کرنا چاہیے۔

أخبرنا كثير بن عبيد عن محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري عن عروة أن عائشة أخبرته أن أم سليم كلمت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائشة جالسة فقالت له يا رسول الله إن الله لا يستحيي من الحق أرأيت المرأة ترى في النوم ما يرى الرجل أفتغتسل من ذلك فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قالت عائشة فقلت لها أف لك أو ترى المرأة ذلك فالتفت إلي رسول الله صلى الله

عليه وسلم فقال تربت يمينك فمن اين يكون الشبه

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے بات کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس موقع پر بیٹھی ہوئی تھیں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا ہے آپ اس کا جواب دیجئے کہ ایک عورت خواب میں وہ چیز دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا اس پر غسل ہے جب وہ پانی دیکھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہاری اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کیا عورت کو بھی خواب میں احتلام ہوتا ہے؟ پس رسول کریم ﷺ نے میری طرف توجہ فرمایا اور فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پھر اس کا بچہ کس طرح اس کے مشابہ ہوتا ہے۔

اخبرنا شعيب بن يوسف قال حدثنا يحيى عن هشام قال اخبرني ابي عن زينب بنت ام سلمة عن ام سلمة ان امرأة قالت يا رسول الله ان الله لا يستحيي من الحق هل على المرأة غسل اذا هي احتلمت قال نعم اذا رأت الماء فضحكت ام سلمة فقالت اتحتلم المرأة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فبم يشبهها الولد

اخبرنا يوسف بن سعيد قال حدثنا حجاج عن شعبة قال سمعت عطاء الخراساني عن سعيد بن المسيب عن خولة بنت حكيم قالت سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المرأة تحتلم في منامها فقال اذا رأت الماء فلتغتسل

تشریح احتلام کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنے والی عورت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ ام سلیم ملحان کی بیٹی ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں ان کے والد مالک کی وفات کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا ان کے نام میں اختلاف ہے کسی نے سہلہ کسی نے رمیلہ بعض نے رمیثہ کہا ہے۔ بہر حال یہ بڑی پاکیزہ اور صاحب دانش خاتون تھیں انہوں نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ ایک عورت خواب میں وہ بات دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے کیا اس پر غسل ہے جب وہ پانی دیکھے آپ نے فرمایا "اذا ترکت الماء فلتغتسل" "اس کو غسل کر لینا چاہیے جبکہ وہ تری دیکھے" اس سوال سے معلوم ہوا کہ حکم غسل کا مدار انزال منی اور خواب سے بیدار ہونے کے بعد عورت اور تری کے آثار دیکھنے پر ہے۔

بعض روایات میں جس کے الفاظ مرد کی تخریج آیا ہے کہ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا "وهل تجد بللا" کیا وہ جسم یا کپڑے پر تری پاتی ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا فلتغتسل پھر اس کو غسل کرنا چاہیے صرف خواب دیکھنے سے کہ عورت مرد کے پاس گئی ہے اور مرد نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک کہ انزال نہ ہو۔

دوسری روایت میں بھی یہی مسئلہ مذکور ہے لیکن چونکہ اس کا ظاہر اور اس کے متعلق سوال حیاء عرفی کے خلاف تھا اس لیے بطور تمہید حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا کہ ان اللہ لا یستحیی من الحق "بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کے بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا" علماء اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیان حق سے باز نہیں رہتا اس کی صفت یہی ہے

کہ [illegible] علم یا احکام سے تعلق [illegible] سوال [illegible]
[illegible] ﷺ [illegible] سوال [illegible]
[illegible] ہیں۔

[illegible] ایک روایت میں ہے [illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] حضور ﷺ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] صحبت [illegible]
[illegible] حدیثوں میں [illegible] ہے۔

[illegible] حضرت ﷺ [illegible] حضرت عائشہ ﷺ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible]
[illegible] صحیح مسلم [illegible]
[illegible] کے لغوی معنی [illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]
[illegible] احتلام [illegible]
[illegible] احتلام [illegible] حضرت
[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] **تربت**
یمینک [illegible] ﷺ [illegible]
[illegible] احتلام [illegible] عورت [illegible]

[illegible]
[illegible] احتلام [illegible]
[illegible] اختلاف [illegible]
[illegible] احتلام [illegible]
[illegible]

غریب حدیث [illegible]
[illegible] استعمال [illegible] ﷺ [illegible] حضرت عائشہ ﷺ [illegible]
[illegible] حضور ﷺ [illegible]
[illegible] استعمال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(واللہ اعلم بالصواب)

[illegible]

[illegible]

باب الذی یحتلم ولا یری الماء

اس بات کے بیان میں کہ جو شخص خواب دیکھے اور بیدار ہونے کے بعد منی نہ دیکھے اس کا کیا حکم ہے

حدثنا عبد الجبار بن العلاء [illegible] عن عمرو [illegible] عبد الرحمن [illegible] عن أبي أيوب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الماء من الماء

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

مرحمان فیاض صاحب ؓ اور ابن عباس ؓ کے قول میں اختلاف ہیں حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا کہ حدیث "الماء من الماء" کا حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ حکم احتلام کی صورت میں حکم باقی ہے اگرچہ ... منسوخ ہے ... امام نسائی ؒ نے ... حدیث کی تطبیق دینے کے لئے اس صورت مخصوصہ کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب الفصل بين ماء الرجل وماء المرأة

مرد اور عورت کی منی کے درمیان کیا فرق ہے اس کا بیان

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال أنبأنا عبدة قال حدثنا سعيد عن قتادة عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماء الرجل غليظ أبيض وماء المرأة رقيق أصفر فأيهما سبق كان الشبه

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے دونوں میں سے جس کی منی سبقت کر لے گی بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔

تشریح: فايهما سبق كان الشبه ... پس بچہ ... کے ساتھ مشابہ ہوگا ... مرد اور عورت دونوں کی منی میں سے جس کی منی ... پہلے رحم میں پہنچ جائے یا ... جس کی منی غالب ہوگی ... تو بچہ ... اس سے مشابہ ہوگا۔

علامہ سندھی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ مرد کی طرح عورت کے بھی منی ہوتی ہے اور بچہ دونوں کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے ... اگر عورت کے اندر منی نہ ہوتی ... بچہ ... کے مشابہ ہوتا ... نے کہا ... کی طرف ... امام نسائی ؒ فرماتے ہیں کہ اس قول ... صحیح ... ہے جو عروہ سے حضرت عائشہ ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کیا عورت غسل کرے گی اذا احتلمت وابصرت الماء تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس پر غسل واجب ہے کہ ... جو ... کی صرف ... ہوتی ہے خارج نہیں ہے۔

ذكر الاغتسال من الحيض

حیض سے غسل کرنے کا بیان

أخبرنا عمران بن يزيد قال أخبرنا إسماعيل بن عبد الله العدوي قال حدثنا الأوزاعي قال حدثني يحيى بن سعيد قال حدثني هشام بن عروة عن عروة عن فاطمة بنت قيس من بني أسد قريش أنها أتت النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت أنها تستحاض فزعمت أنه قال لها إنما ذلك عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي واغسلي عنك الدم ثم صلي

[illegible] سے حضرت [illegible] ﷺ سے روایت ہے کہ [illegible] ﷺ کی حیات میں [illegible] اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] سے [illegible] زیادہ [illegible] آتا ہے اور [illegible] ہوتی تو [illegible]
[illegible] ﷺ سے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible]
[illegible]

اخبرنا هشام بن عمار قال حدثنا سهل بن هاشم قال حدثنا الاوزاعي عن الزهري عن عروة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا اقبلت الحيضة فاتركي الصلوة فاذا ادبرت فاغتسلي.

اخبرنا عمران بن يزيد قال حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال انبانا الاوزاعي قال حدثنا الزهري عن عروة وعمرة عن عائشة قالت استحيضت ام حبيبة بنت جحش سبع سنين فاشتكت ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذه ليست بالحيضة ولكن هذا عرق فاغتسلي ثم صلي

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داود قال حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا الهيثم بن حميد قال اخبرني النعمان والاوزاعي وابو معيد وهو حفص بن غيلان عن الزهري قال اخبرني عروة بن الزبير وعمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة قالت استحيضت ام حبيبة بنت جحش امرأة عبد الرحمن بن عوف وهي اخت زينب بنت جحش فاستفتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذه ليست بالحيضة ولكن هذا عرق فاذا ادبرت الحيضة فاغتسلي وصلي واذا اقبلت فاتركي لها الصلوة قالت عائشة فكانت تغتسل لكل صلوة وتصلي وكانت تغتسل احيانا في مركن في حجرة اختها زينب وهي عند رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ان حمرة الدم لتعلو الماء وتخرج فتصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فما يمنعها ذلك من الصلوة

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن عمرو بن الحرث عن ابن شهاب عن عروة وعمرة عن عائشة ان ام حبيبة ختنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وتحت عبد الرحمن بن عوف استحيضت سبع سنين استفتت النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذه ليست بالحيضة ولكن هذا عرق فاغتسلي وصلي

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت استفتت ام حبيبة بنت جحش رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله اني استحاض فقال ان ذلك عرق فاغتسلي وصلي فكانت تغتسل لكل صلوة

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن جعفر بن ربيعة عن عراك بن مالك عن عروة عن عائشة ان ام حبيبة سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدم فقالت عائشة رايت مركنها

تشریح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اعلم بالصواب)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تیسری روایت میں حضرت سہلہ بنت سہیل ﷺ کو [illegible] ہر نماز کے لئے [illegible] سے کچھ [illegible] ام حبیبہ ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] حضرت عبدالرحمن بن عوف ﷺ کی بیوی تھیں جیسا کہ [illegible] ﷺ [illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] حضور اکرم ﷺ سے [illegible] غسل کا حکم [illegible]

اس روایت میں ام حبیبہ ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] غسل [illegible] حضرت سہلہ بنت سہیل ﷺ [illegible]

چوتھی روایت میں [illegible] حضرت ام حبیبہ ﷺ [illegible] حضرت عبدالرحمن بن عوف [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible] ہر نماز کے لئے [illegible] غسل [illegible] حضرت ام حبیبہ ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ہر نماز کے لئے غسل ضروری نہیں [illegible] غسل کرنے کی [illegible] حضرت ام حبیبہ ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اخبرنا [illegible] عن مالک [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں۔

اس روایت میں مذکور ہے کہ وہ حضرت عبد الرحمن بن عوف [illegible] کی روایت میں آتا ہے [illegible] حضرت ام حبیبہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذکر الاقراء

لفظ اقراء جو قرء کی جمع ہے اس سے معنی حیض مراد ہونے کا بیان

أخبرنا الربيع بن سليمان بن داود بن إبراهيم قال حدثنا إسحق بن بكر قال حدثني أبي عن يزيد بن عبد الله عن أبي بكر بن محمد عن عمرة عن عائشة أن أم حبيبة بنت جحش التي كانت تحت عبد الرحمن بن عوف وأنها استحيضت لا تطهر فذكر شأنها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ليست بالحيضة ولكنها ركضة من الرحم فلتنظر قدر قرئها التي كانت تحيض له فلتترك الصلوة ثم تنظر ما بعد ذلك فلتغتسل عند كل صلوة

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا سفيان عن الزهري عن عمرة عن عائشة أن أم حبيبة بنت جحش كانت تستحاض سبع سنين فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقال ليست بالحيضة إنما هو عرق فأمرها أن تترك الصلوة قدر أقرائها وحيضتها وتغتسل وتصلي فكانت تغتسل عند كل صلوة

أخبرنا عيسى بن حماد قال حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن بكير بن عبد الله عن المنذر بن المغيرة عن عروة أن فاطمة بنت أبي حبيش حدثته أنها أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فشكت إليه الدم فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق فانظري إذا أتى قرؤك فلا تصلي فإذا

مر قرؤک فلتطہری ثم صلی ما بین القرء الی القرء ھذا الدلیل علی ان الاقراء حیض قال ابو عبدالرحمن وقد روی ھذا الحدیث ھشام بن عروۃ عن عروۃ ولم یذکر فیہ ما ذکر المنذر

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم اخبرنا عبدۃ ووکیع وابو معاویۃ قالوا حدثنا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت جاءت فاطمۃ بنت ابی حبیش الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی امرأۃ استحاض فلا اطہر افادع الصلوٰۃ قال لا انما ذلک عرق ولیس بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوٰۃ واذا ادبرت فاغسلی عنک الدم وصلی

تشریح روایت میں اقراء سے مراد ایام حیض ہیں اس لئے ترجمۃ الباب میں بھی یہی ذکر کیا ہے جو ان کے ماتحت کی بحث اور دوسری حدیث میں حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ کا واقعہ ہے جو اس میں بھی بیان ہے کہ وہ استحاضہ میں مبتلا تھیں ان کی مسلسل بہتا رہتا تھا اس کی بات رسول اکرم ﷺ کے سامنے بیان ہوئی تو آپ ﷺ نے پہلے حیرت کا اظہار فرمایا جیسے "ولکنھا رکضۃ من الرحم" ابن عیینہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "انما ھذہ رکضۃ من رکضات الشیطان" یعنی شیطان نے رحم میں ایڑ لگائی ہے جس سے رگ پھٹ جاتی ہے جو رحم سے [illegible] ہوتی ہے پھر اس کے بہنے سے خون آنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہ استحاضہ کا ظاہری سبب اس رگ سے جس کا نام عاذل ہے خون جاری ہوتا ہے یعنی باطنی سبب ہے کہ شیطان کے ایڑ لگانے سے رگ پھٹ جاتی ہے۔ ابن العربی نے ارشاد نبوی ﷺ "ولکنھا رکضۃ من الرحم" کو اسی حقیقت پر محمول کیا ہے جو شیطان کے فعل کا نتیجہ ہے۔

امام خطابی نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ استحاضہ کی وجہ سے شیطان کو موقع ملتا ہے کہ اس کے معاملے میں طہارت اور نماز وغیرہ میں شبہ ڈالے گویا موقع ملتا ہے اور بہکانے اور خلل ڈالنے کا۔ تو اس کے لئے کہا ہے یعنی یہ مجاز کے اعتبار سے رکضۃ شیطان فرمایا۔ (واللہ اعلم)

ہم جانتے ہیں کہ مدار تحقیق حقیقی پر محمول کیا جائے یا مجاز پر ہے جس استحاضہ سے یہاں جو فرق ہے اس پر تنبیہ فرمانا ہے کہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور مستحاضہ کو نماز ترک نہیں کرنی چاہئے اس کے متعلق مسئلہ بتاتے ہیں "فلتنظر قدر قروئھا التی کانت تحیض" کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو اپنی عادت تک نماز ترک کرنا چاہئے جس میں اس کو استحاضہ سے پہلے ہر مہینہ میں حیض آتا تھا اس قدر دن نماز چھوڑ دے پھر آگے جو خون آئے وہ مانع نماز نہیں اس لئے کہ وہ استحاضہ ہے اور مستحاضہ معذور کی طرح ہے۔ اس حدیث میں ہر نماز کے وقت غسل کا تذکرہ ہے۔ بعض روایات میں ایام حیض گزر جانے کے بعد صرف ایک غسل پھر ہر نماز کے وقت وضو کا ذکر ہے اور ہر نماز کے وقت غسل کرنے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ کہ روایات میں تطبیق ہو جائے تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

تیسری حدیث میں حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ کا قصہ ہے جو پچھلے عنوان کے تحت گزر چکا ہے پچھلی اس عنوان کے تحت کی حدیث میں فاطمہ بنت قیس ؓ مذکور ہے تو دونوں ایک ہیں ان کے والد کا نام قیس ہے اور کنیت ابو حبیش ہے تو کبھی

[illegible]

ذکر اغتسال المستحاضة

مستحاضہ کے غسل کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة أن امرأة مستحاضة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قيل لها إنه عرق عاند وأمرت أن تؤخر الظهر وتعجل العصر وتغتسل لهما غسلا واحدا وتؤخر المغرب وتعجل العشاء وتغتسل لهما غسلا واحدا وتغتسل لصلوة الصبح غسلا واحدا

[illegible]

[illegible]

کہ آپ نے فرمایا: یہ عرق ہے ... یہ خون رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کا زمانہ ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز ادا کرو اور

کے تیرہ دن اسی طرح عادت کی مقدار کے مطابق بھی آئی طرح ... اس کے بعد بھی خون جاری رہتا

ہے ... آنحضرت ﷺ نے ... کو حکم فرمایا کہ ...

... ظہر اور عصر ... ایک غسل ... مغرب اور عشاء ...

وقت میں ... ایک غسل کر ... اور فجر کے لئے ایک غسل کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ... کہ مستحاضہ ... پانچ نمازوں کے لئے

تین مرتبہ غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا ... کیونکہ واجب تو صرف ایک غسل

ہے ... ایک غسل واجب ہے ...

... رسول اللہ ﷺ ...

... الخ ...

...

صورت میں نماز ... کے وقت غسل ...

... غسل کرنے کی ... ہیں ...

... غسل ... (واللہ اعلم بالصواب)

باب الاغتسال من النفاس
نفاس سے غسل کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن قدامة حدثنا جرير عن يحيى بن سعيد عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله في حديث أسماء بنت عميس حين نفست بذي الحليفة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لأبي بكر مرها أن تغتسل وتهل

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ روایت کرتے ہیں کہ جس وقت ذوالحلیفہ میں ان کے یہاں ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسماء رضی اللہ عنہا کو حکم دو کہ غسل کرے اور احرام باندھ لے۔

تشریح حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں جو الوداع کے سفر میں ہمراہ تھیں ... ذوالحلیفہ ... ولادت ہوئی ... ﷺ سے ... دریافت کیا ... آپ ﷺ

سے حضرت نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: "مرھا فلتغتسل ولتھل" "اپنی بیوی کو حکم دو کہ نہائے اور احرام باندھ لے۔"

علامہ سندھی نے فرمایا کہ یہ غسل جس کا حکم دیا گیا ہے احرام سے متعلق ہے جو کہ ہر کسی صاف ستھرا رہنے کے لیے احرام سے پہلے کرنا سنت ہے یہ وہ غسل نہیں جو نفاس بند ہونے کے بعد عورت پر واجب ہوتا ہے کیونکہ نفاس سے غسل تو اس کے بند ہونے کے بعد ہوتا ہے نفاس کے دوران اور اس کے جاری رہنے کی حالت میں غسل کرنے سے کیا وہ نہیں ہے اور جس غسل کا حکم حضرت اسماء بنت عمیس ﷺ کو اس موقع پر دیا گیا تو اس وقت نفاس کا خون بند نہیں ہوا بلکہ نفاس کی ابتداء اور اس کے تمام رہنے کی حالت میں غسل کرنے کا حکم ہوا ہے لہذا اس حدیث کو اس باب کے ذیل میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة

حیض کے خون اور استحاضہ کے درمیان فرق کا بیان

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابن أبي عدي عن محمد وهو ابن عمرو بن علقمة بن وقاص عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن فاطمة بنت أبي حبيش أنها كانت تستحاض فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان دم الحيض فإنه دم أسود يعرف فأمسكي عن الصلاة وإذا كان الآخر فتوضئي فإنما هو عرق.

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابن أبي عدي هذا من كتابه أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابن أبي عدي من حفظه قال حدثنا محمد بن عمرو عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة أن فاطمة بنت أبي حبيش كانت تستحاض فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إن دم الحيض دم أسود يعرف فإذا كان ذلك فأمسكي عن الصلاة وإذا كان الآخر فتوضئي وصلي قال أبو عبد الرحمن قد روى هذا الحديث غير واحد لم يذكر أحد منهم ما ذكره ابن أبي عدي والله أعلم.

أخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي قال حدثنا حماد وهو ابن زيد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت استحيضت فاطمة بنت أبي حبيش فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك أثر الدم وتوضئي فإنما ذلك عرق وليست بالحيضة قيل له فالغسل قال ذلك لا يشك فيه أحد قال أبو عبد الرحمن لا أعلم أحدا ذكر في هذا الحديث وتوضئي غير حماد بن زيد وقد روى غير واحد عن هشام ولم يذكر فيه وتوضئي.

أخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت قالت فاطمة بنت

[illegible] فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني

[illegible] فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حدثنا محمد بن [illegible]

[illegible] (واللہ اعلم)

[illegible] الحدیث غیر واحد [illegible]

[illegible]

[illegible]

(واللہ اعلم بالصواب)

الغرض تمام دیگر وجوہ سے بھی ترجیح ہر طرح کی ائمہ ثلاثہ کے مذہب سے مسلک احناف ہی راجح اور قوی ہے۔

باب کی تیسری روایت میں حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کا قصہ روایت کرنے کے بعد امام نسائی فرماتے ہیں قال ابو عبد الرحمن لا اعلم احدا ذکر فی ھذا الحدیث وتوضئی غیر حماد بن زید الخ " فرماتے ہیں کہ ہشام بن عروہ سے لفظ "وتوضئی" کو روایت کرنے میں حماد بن زید متفرد ہیں ہشام کے شاگردوں میں سے کسی اور نے بھی اس کو روایت نہیں کیا اسی طرح امام مسلم نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس لفظ کی روایت میں حماد بن زید منفرد ہیں اسی لئے انہوں نے صحیح مسلم میں اس زائد لفظ توضئی کو حذف کردیا ہے۔ لیکن امام نسائی اور امام مسلم کا یہ دعویٰ درست نہیں کیونکہ یہ زیادتی دوسرے طرق سے بھی ثابت ہے چنانچہ علامہ ابن الترکمانی نے فرمایا ہے کہ اس لفظ کو ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں حماد بن زید متفرد نہیں بلکہ ہشام سے ابو عوانہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے جیسا کہ حضرت امام طحاوی نے کتاب الرد علی الکرابیسی میں سند جید سے بواسطہ ابو عوانہ ہشام سے لفظ توضئی کو روایت کیا ہے اور حماد بن سلمہ نے بھی "اس" کو ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے چنانچہ دارمی نے اس لفظ کو حماد بن سلمہ کے طریق سے ... ہے اور ابن حبان نے بھی اس زیادتی کو اپنی کتاب میں ابو حمزہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور بیہقی نے فرمایا کہ توضئی کا لفظ ہشام سے ابو حنیفہ نے بھی روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس لفظ کو ہشام بن عروہ سے روایت کرنے والے ابو معاویہ کے طریق سے لائے ہیں اور اس کو صحیح کہا ہے۔

بہر حال امام ابو حنیفہ، ابو معاویہ، ابو عوانہ، ابو حمزہ رحمہم اللہ جیسے ائمہ عادل اور ثقہ ہیں ان سب نے اس لفظ کو ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے لہذا امام مسلم کا یہ دعویٰ کہ اس لفظ کو تنہا حماد بن زید نے روایت کیا ہے ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ علاوہ اس کے اگر کسی کے لئے بھی "اس" کو تنہا حماد بن زید روایت کرتے تب بھی انہی کی روایت کافی ہوتی کیونکہ وہ ایک ثقہ اور حافظ راوی ہیں خصوصاً ہشام کے معاملہ اور ثقہ راوی ہونے میں کیا کلام ہے جن سے حماد بن زید نے اس کو روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں امام نسائی نے فرمایا ہے کہ اس لفظ کو حماد بن زید کے سوا اور کسی نے ذکر نہیں کیا ہم اس کو بالکل تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ ادعا فقط راویوں کی طرف سے بے جا تعصب ہے۔

ابن رشد نے کہا ہے کہ اس حدیث کی ایک جماعت نے اس زیادت کو صحیح کہا ہے نیز یہ کہ امر بالوضوء کا لفظ ابو داؤد اور بیہقی میں بھی آیا ہے چنانچہ بیہقی میں (۳۲۵/۱) یہ الفاظ آئے ہیں "وھذا کان الاحمر فتوضئی وصلی فانما ھو عرق" تو یہ زیادت اس زیادت کو تائید و تقویت پہنچاتی ہے۔ بحث کا ماحصل یہ ہے کہ مستحاضہ معتادہ کے لئے حکم شرعی یہی ہے کہ ایام حیض گذرنے کے بعد ایک مرتبہ غسل کرے گی۔ پھر اس کے ذمہ صرف وضو کا عمل ضروری ہے ہر نماز کے وقت یا ہر نماز کے لئے وضو کرکے نماز پڑھے گی مگر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مستحاضہ عورت ہر فرض کے لئے وضو کرے گی یا ہر نماز کے وقت۔ امام ابو حنیفہ محمد بن زفر و ابو یوسف اور امام احمد رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک مستحاضہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کرے گی اور ہر وقت کے اندر جو نوافل چاہے پڑھ لیا کرے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مستحاضہ کو ہر فرض کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اور نوافل کو فرض کی تبعیت میں پڑھ لیا کرے۔ امام مالک اور ربیعہ اور داؤد ظاہری کے نزدیک ہر نماز کے لئے وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں کیونکہ ان

[illegible]

باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم

اس بیان میں کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں جنبی شخص کو غسل کرنے سے منع کیا گیا ہے

[illegible]

[illegible]

تشریح: لا يغتسل احدكم الخ [illegible]

[illegible]

باب النهي عن البول في الماء الراكد والاغتسال منه

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے پھر اس پانی سے غسل کرنے کی ممانعت کا بیان

[illegible]

[illegible]

تشریح: [illegible]

[illegible]

باب ذکر الاغتسال اول اللیل

اول شب میں غسل کرنے کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بجز مسئول اور سائل کے قول الحمد للہ کی بجائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تقریر کے آخر ہے۔ آخر غسل کا جواز اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے (کذا قال علامۃ السندھی)

الاغتسال اول اللیل وآخرہ

رات کے شروع حصہ اور آخری حصہ میں غسل کرنا

اخبرنا یحیی بن حبیب بن عربی اخبرنا حماد عن برد عن عبادۃ بن نسی عن غضیف بن الحارث قال دخلت علی عائشۃ فسألتها قلت اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل من اول اللیل او من آخرہ قالت کل ذلک ربما اغتسل من اولہ وربما اغتسل من آخرہ قلت الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ

تشریح اس عنوان کے ذیل کی حدیث سے بھی وہی امر ثابت ہوتا ہے جو حدیث سابق سے ثابت ہوا تھا۔ صرف عنوان بدل دیا ہے اور اس کے تحت ہی حدیث سابق کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔

باب ذکر الاستتار عند الاغتسال

غسل کے وقت پردہ کرنے کا بیان

اخبرنا مجاہد بن موسی قال حدثنا عبد الرحمن بن مہدی قال حدثنی یحیی بن الولید قال حدثنی محل بن خلیفۃ قال حدثنی ابو السمح قال کنت اخدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا اراد ان یغتسل قال ولنی قفاک فاولیہ قفای فاسترہ بہ

ابو السمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت کرتا تو جب آپ غسل کرنے کا ارادہ فرماتے تو مجھ سے فرماتے اپنی پیٹھ کو میری طرف پھیر دو تو میں اپنی پیٹھ کو آپ کی طرف کر دیتا اور اس سے حضور ﷺ کا پردہ کر لیتا یعنی پیٹھ آپ کی طرف کر کے کپڑے سے پردہ کر لیتا اور پھر آپ غسل فرماتے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراہیم عن عبد الرحمن عن مالک عن سالم عن ابی مرۃ مولی عقیل بن ابی طالب عن ام ہانئ رضی اللہ عنہا انہا ذہبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح فوجدتہ یغتسل وفاطمۃ تسترہ بثوب فسلمت فقال من ہذا قلت ام ہانئ فلما فرغ من غسلہ قام فصلی ثمانی رکعات فی ثوب ملتحفا بہ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے آپ کو غسل کرتے دیکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ کا پردہ کیے ہوئے تھیں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے سلام کیا حضور ﷺ نے پوچھا کون ہیں میں نے کہا میں ام ہانی ہوں پھر جب حضور ﷺ غسل سے فارغ ہو گئے تو کھڑے ہوئے اور ایک کپڑا

پھر میں نے پوچھا کیا تو نفل نماز ادا کی۔

تشریح: اس حدیث میں پردہ کی صورت بیان کی گئی ہے غسل کے لئے معلوم ہی ہے ایک تو تنہائی میں غسل کیا جائے تو اس صورت میں ستر کا پردہ ضروری نہیں تھے بھی غسل کیا جا سکتا ہے البتہ افضل یہ ہے کہ ستر چھپا کر غسل کرے، دوسری صورت یہ ہے کہ لوگوں کے قریب غسل کرنا چاہے تو اس حالت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ پردے کے ساتھ غسل ضروری ہے مذکورہ دونوں روایات میں نبی کریم ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی موجودگی میں غسل کرتے وقت پردہ کرنا ضروری ہے۔ پردہ کرنے والی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں جو آپ ﷺ کی بیٹی تھیں، اس دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غسل کرنے والے کے لئے بات کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے سلام کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا خوش آمدید۔ آپ ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے اسی روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب غسل سے فارغ ہوئے فصلی ثماني ركعات الخ "آپ ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں" علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز آٹھ رکعات ہیں، حافظ ابن کثیر نے تفسیر میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے اور آٹھ رکعات نماز ادا فرمائی میں نے عرض کیا یہ کون سی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "هذه صلوة الضحى"۔

واضح رہے کہ بعض حضرات ان رکعات کو فتح مکہ کے شکرانے کی نماز قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات ان کو چاشت کی نماز کہتے ہیں کیونکہ وہ وقت چاشت ہی کا تھا۔

باب ذكر القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للغسل

پانی کی اس مقدار کے بیان میں جو ایک شخص کو غسل کے لئے کافی ہوتی ہے

أخبرنا محمد بن عبيد قال حدثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة عن موسى الجهني قال أتي مجاهد بقدح حزرته ثمانية أرطال فقال حدثتني عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل بمثل هذا

موسیٰ جہنی روایت کرتے ہیں کہ مجاہد کے پاس ایک برتن لایا گیا جس کا میں نے اندازہ لگایا تو وہ آٹھ رطل کا تھا، مجاہد نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اسی جیسے برتن سے غسل فرماتے تھے۔

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن أبي بكر بن حفص سمعت أبا سلمة يقول دخلت على عائشة وأخوها من الرضاعة فسألها عن غسل النبي صلى الله عليه وسلم فدعت بإناء فيه ماء قدر صاع فسترت سترا فاغتسلت فأفرغت على رأسها ثلاثا

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جناب نبی اکرم ﷺ کے

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

بہر حال صحیح مسلم والی روایت سے ثابت ہوا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے لہٰذا بخاری کی روایت میں جو لفظ "اخو عائشہ" رضی اللہ عنہا کا آیا ہے اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی مراد ہیں اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبداللہ بن یزید ہیں چنانچہ امام نووی اور دوسرے بعض شارحین نے صحیح مسلم کے کتاب ... کی ایک روایت جو بطریق ابو قلابہ عن عبداللہ بن یزید رضیع عائشہ کی سند سے مروی ہے اس پر اعتماد کرکے کہا ہے کہ عبداللہ بن یزید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی ہیں۔ مگر حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح طور پر اس کا تعین نہیں ہوسکا کہ اس موقع پر جبکہ نبی کریم ﷺ کے غسل کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے جو شخص ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس سے عبداللہ بن یزید ہی مراد ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک اور رضاعی بھائی ہیں جن کا نام کثیر بن عبید ہے انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت حدیث کی ہے اور ان کی حدیث بخاری کی کتاب ادب المفرد میں موجود ہے اور عبداللہ بن یزید بصری ہیں اور کثیر بن عبید کوفی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک ہو۔ واللہ اعلم!

غرض کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حضور اکرم ﷺ کے غسل کے بارے میں دریافت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع کے برابر پانی تھا پھر غسل کیا اور سر پر تین مرتبہ پانی بہایا تو غسل کے وقت ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا یعنی چونکہ یہ دونوں محرم تھے اس لئے سر کا حصہ پردے سے باہر تھا اور دونوں غسل کی ابتداء سے ہوتی اس کو دیکھ رہے تھے جیسا کہ قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر اور جسم کے اوپر کے حصہ جس کی طرف دیکھنا محرم کے لئے جائز ہے کو دیکھتے ہوئے غسل کے عمل کو دیکھا ہے البتہ نیچے کا حصہ جس کا دیکھنا محرم کے لئے بھی جائز نہیں ہے وہ پردے میں تھا کیونکہ اگر وہ دونوں اس موقع پر غسل کا مشاہدہ نہ کرسکتے تو پھر ان کے سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غسل کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور وہ دونوں مشاہدہ کو "فافرغت علی راسها ثلاثا" سے تعبیر نہ کرتے۔

بہر حال اس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ عملی تعلیم مستحب ہے ان دونوں کے دریافت کرنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے غسل کا عمل کرکے دکھلایا اور سلف میں عملی تعلیم کا دستور عام رہا ہے کیونکہ وہ زیادہ واضح اور ذہن نشین ہوتی ہے۔

باب کی تیسری حدیث میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک برتن سے غسل فرماتے تھے جس کو فرق کہا جاتا ہے اور فرق سولہ رطل کے پیمانہ کو کہتے ہیں چنانچہ ابو عبید نے اہل لغت کا اتفاق نقل کیا ہے کہ فرق تین صاع کی مقدار اور سولہ رطل کے پیمانہ کو کہا جاتا ہے فیض الباری میں ہے کہ فرق میں تین صاع سماتے ہیں اگر وہ برتن غسل کے وقت بھرا ہوا تھا تو حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں کے حصہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ صاع آیا اور ہوسکتا ہے کہ بعض حالات میں اس قدر پانی سے بھی حضور ﷺ نے غسل فرمایا ہو اگرچہ اکثر اوقات میں ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے اور اگر وہ برتن بھرا ہوا نہیں تھا تو ہر ایک کے حصہ میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ذکر الدلالة علی انه لا وقت فی ذالک

اس چیز کے بیان میں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پانی کی مقدار میں کوئی تحدید نہیں

حدثنا محمد بن معمر قال حدثنا [illegible] عن شعبة عن [illegible] واخبرنا اسحق بن ابراهیم قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر وابن جریج عن الزهری عن عروة عن عائشة ﷺ قالت کنت اغتسل انا ورسول الله صلی الله علیه وسلم من اناء واحد وهو قدر الفرق

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible] والمصطفی اعلم [illegible]

باب ذكر اغتسال الرجل والمرأة من نسائه من اناء واحد

اس بیان میں کہ مرد اور بیوی کا ایک برتن سے غسل کرنا

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله عن هشام بن عروة ح وأخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل وأنا من إناء واحد نغترف منه جميعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور میں ایک برتن سے غسل کرتے تھے ہم دونوں ایک ساتھ اس میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالتے تھے۔

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال أخبرني عبد الرحمن بن القاسم قال سمعت القاسم يحدث عن عائشة قالت كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد من الجنابة

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا عبيدة بن حميد عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت لقد رأيتني أنازع رسول الله صلى الله عليه وسلم الإناء أغتسل أنا وهو منه

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثني منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد.

أخبرنا يحيى بن موسى عن سفيان عن عمرو عن جابر بن زيد عن ابن عباس قال أخبرتني خالتي ميمونة أنها كانت تغتسل ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد.

أخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن سعيد بن يزيد قال سمعت عبد الرحمن بن هرمز الأعرج يقول حدثني ناعم مولى أم سلمة أن أم سلمة سئلت أتغتسل المرأة مع الرجل قالت نعم إذا كانت كيسة رأيتني ورسول الله صلى الله عليه وسلم نغتسل من مركن واحد نفيض على أيدينا حتى ننقيها ثم نفيض عليها الماء قال الأعرج لا تذكر فرجا ولا تباله.

تشریح اس عنوان کے تحت کی روایات کی تشریح پیچھے "باب فضل الجنب" کے تحت ملاحظہ فرمائیں البتہ آخری حدیث جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں آیا ہے "ان ام سلمة سئلت الخ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا عورت مرد کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہاں کر سکتی ہے جبکہ عورت ہوشیار اور عقلمند ہو۔

لیکن شارحین نے کہا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ مرد کے ساتھ پانی کا استعمال کرنے میں ایک ہی برتن سے اچھی طرح احتیاط کرتی ہو تو شریعت میں عورت کو مرد کے ساتھ غسل کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ امام اعرج کہتے ہیں کہ لفظ کیسہ کی تفسیر اپنے قول لاتذکر فرجا ولا تبالہ سے امام اعرج نے کی ہے جس کو مصنف نے اس حدیث کے آخر میں نقل کیا ہے مطلب یہ ہے کہ عورت غسل کے وقت شرمگاہ کا تذکرہ نہ کرتی ہو اور بے حیا عورتوں کی طرح کوئی احتیاط نہ کرتی ہو تو ایسی عورت اپنے شوہر کے ساتھ غسل کر سکتی ہے۔

بہرحال ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کے ساتھ غسل کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ غسل کے وقت شائستہ طریقہ اختیار کرے اور ان کا یہ عمل بھی ہوتا کے مطابق تھا چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک لگن سے غسل کرتے تھے روایت کے الفاظ یہ ہیں "نغتسل من مرکن واحد الخ"

باب ذکر النھی عن الاغتسال بفضل الجنب

اس بات کے بیان میں کہ جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا منع ہے

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو عوانة عن داود الأودي عن حميد بن عبد الرحمن قال لقيت رجلا صحب النبي صلى الله عليه وسلم كما صحبه أبو هريرة رضي الله عنه أربع سنين قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمتشط أحدنا كل يوم أو يبول في مغتسله أو يغتسل الرجل بفضل المرأة والمرأة بفضل

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ نے فرمایا "ان الماء لا یجنب" کہ پانی جنبی نہیں ہوتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور نسائی کی روایت میں "ان الماء لا ینجسه شئی" آیا ہے یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی سوائے ان چیزوں کے جن سے پانی کا ناپاک ہونا شریعت میں وارد ہے اور عورت کا غسل کرنا ان چیزوں میں سے داخل نہیں ہے لہٰذا جس برتن سے عورت نے وضو یا غسل کیا ہے اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کرنا مرد کے لئے جائز ہے۔

بہرحال ان روایات سے حدیث باب کے برخلاف حکم ثابت ہوتا ہے اس لئے تعارض پیدا ہو گیا اب رفع تعارض کا کیا طریقہ ہے علماء نے تطبیق کے لئے مختلف طریقے بیان کئے ہیں۔ بعض شارحین نے کہا کہ نہی کی روایت میں فضل سے مراد اعضاء سے گرنے والا پانی ہے جس کو ماء مستعمل کہا جاتا ہے اور استعمال کی اجازت کا تعلق اس پانی سے ہے جو برتن میں عورت کے غسل کے بعد باقی رہتا ہے۔ لیکن بعض محققین نے اس تاویل کو پسند نہیں کیا ہے علامہ عینی کہتے ہیں کیونکہ مستعمل پانی کے استعمال کا ممنوع ہونا اس کی نہی سے مستقل وارد ہے حضرت ابن عباس کی حدیث مذکور ابھی فی الظرف کے متعلق ہے کہ بعض ازواج مطہرات ﷺ بھی نہیں کہ عورت کے غسل کے استعمال سے جو کراہت ہوتی ہے وہ بچے پانی کے متعلق تھی اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ان الماء لا یجنب" لہٰذا اس کو ماء مستعمل پر محمول کرنا کیسے صحیح ہوگا۔

بعضوں نے کہا کہ عورت عورت میں فرق کیا جائے کہ اجنبی عورت کے بچے پانی سے غسل نہ کیا جائے کیونکہ جب مرد کو معلوم ہوگا کہ فلاں عورت نے اس برتن سے غسل یا وضو کیا ہے تو ممکن ہے شیطان وسوسہ اندازی کرے اور اس سے اس عورت کے متعلق شہوانی خیالات پیدا ہوں تو نقصان سے بچانے کے لئے مرد کو منع کیا گیا ہے کہ اجنبی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے لیکن یہ تاویل بھی غیر معقول ہے "ولیغترفا جمیعا" کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ ممانعت ہوگی کیونکہ یہ خوب معلوم ہے کہ ممانعت میاں بیوی کی تطہیر کے بارے میں وارد ہوئی ہے اس لئے سوائے میاں بیوی کے ایک ساتھ اغتسال کا وجود ممکن نہیں جس سے معلوم ہوا کہ حدیث باب میں بھی اجنبی عورت کے بچے ہوئے پانی سے کوئی تعلق نہیں ورنہ "ولیغترفا جمیعا" کا کوئی مطلب نہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر نے تطبیق دی ہے جو جمع بین الروایات کے سلسلہ میں سب سے بہتر ہے کہ بقرینہ احادیث جواز حدیث نہی کی کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور کراہت تنزیہی اباحت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ جمہور علماء اس کے قائل ہیں کہ عورت کے وضو اور غسل کے بعد جو پانی برتن میں باقی رہتا ہے اس سے وضو اور غسل کرنا مرد کا جائز ہے البتہ امام احمد اور داؤد ظاہری اس خاص صورت کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر عورت نے تنہائی میں وضو یا غسل کیا ہو اور مرد نے اس کا مشاہدہ نہ کیا ہو تو اس کا بچا ہوا پانی مرد کے لئے ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔

متاخرین علماء میں سے علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کی رائے بھی یہی ہے کہ احادیث نہی کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا جائے اور آپ نے مزید حدیث پر یہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں حسن ادب اور حسن معاشرت کی تعلیم دی گئی تاکہ مرد اور عورت کے تعلقات خوشگوار رہیں اور ان کے تعلق میں بدمزگی پیدا نہ ہونے پائے اسی لئے ایک صورت سے منع فرمایا اور دوسری صورت

بھی ایک ہی ساتھ اغتراف کی اجازت دی اور علیحدہ علیحدہ صورت میں وضو کی حیثیت کا اظہار کر دیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر عورت کے اعضاء میں میل کچیل کے ساتھ آلودہ رہتی ہیں اور ان کی صفائی کے بارے میں احتیاط بھی بہت کم کرتی ہیں اسی لئے مردوں کو ان کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے ناگواری ہوتی ہے اسی طرح عورتوں کے بارے میں مردوں کا احتمال ہے کہ ان کا خیال خوف ہے کہ وہ بھی اچھی طرح طہارت و غسل نہیں کرتے ہیں اس لئے عورتیں بھی مردوں کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے کراہت محسوس کرتی ہیں۔

بہر حال دونوں کی طبیعت کی رعایت رکھتے ہوئے شارع علیہ السلام نے مناسب سمجھا کہ مرد اور عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے مرد عورت اور عورت کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کر دیا جائے تاکہ پانی و صفائی کے معاملہ میں ان کے دلوں میں کسی قسم کے وسوسے پیدا نہ ہوں۔ لیکن اکٹھا غسل کرنے کی صورت میں کسی کو کوئی ناگواری نہیں ہوتی اور اس سے وسوسے پیدا نہیں ہوتے ہیں اس لئے کہ جو لوگ باہم ایک دوسرے کا جھوٹا استعمال کرنے کو ناپسند کرتے ہیں عام طور پر وہ ایک ساتھ پانی نکالنے کو کوئی ناپسند نہیں کرتے؟ آپ نہیں دیکھتے کہ جو شخص کسی کا بچا ہوا کھانا پسند نہیں کرتا ہے وہ اس کے ساتھ کھانا کھانے سے کراہت محسوس نہیں کرتا ہے کیوں کہ وہ اس کو اپنے حق میں جھوٹا کھانا نہیں سمجھتا ہے تو معلوم ہوا کہ کراہت کا مدار اصل میں جھوٹا ہونے کا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مرد عورت کے لئے بچا ہوا پانی چھوڑے اور عورت مرد کے لئے بچا ہوا پانی چھوڑے گویا ایسا ہے جیسے آپ برتن میں بچا ہوا کھانا اور پانی اپنے دوست کو کھلانا پسند نہیں کرتے اسی طرح شریعت یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے لئے جھوٹا پانی نہ چھوڑے البتہ دونوں ایک ساتھ چلو بھر بھر کر برتن سے نکالیں۔ … نظافت کا خیال … معاشرہ کو باقی رکھنے … وہم کے لئے … مصلحت کے پیش نظر منع کے الفاظ وارد ہوئے ہیں ورنہ حدیث مبارک … اجازت ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتا ہے اور عورت بھی مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتی ہے۔

باب الرخصة في ذالك

باب اس بیان میں کہ جنبی کے بقیہ پانی سے غسل کرنے کی اجازت ہے

أخبرنا محمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبة عن عاصم ح وأخبرنا سويد بن نصر أخبرنا عبد الله عن عاصم عن معاذة عن عائشة ﷺ قالت كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد يبادرني وأبادره حتى يقول دعي لي وأنا أقول دع لي قال سويد يبادرني وأبادره فأقول دع لي دع لي

حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول کریم ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے آپ ﷺ پانی لینے میں مجھ سے جلدی کرتے تھے اور میں آپ سے پہلے لینے میں جلدی کرتی تھی یہاں تک کہ آپ فرماتے تھے

کہ میرے لیے چھوڑ دیجئے اور وہ کہتی تھیں کہ میرے لیے چھوڑ دیجئے (تا کہ میں بھی پانی لوں)۔

تشریح مصنف نے اس باب میں جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کی رخصت کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے ذیل میں جو حدیث درج ہے اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد دوسرا باب قائم کرتے ہوئے یہ بتلانا چاہتے ہیں اور اس سے قبل جو حدیث لائے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کی اجازت ہے چنانچہ اس حدیث میں جو غسل کا بیان آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے پانی لینے میں جلدی کرتے تھے حدیث باب میں "یبادرنی وابادرہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر سبقت حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بقیہ پانی غسل جنبی کا ہو گیا اور جو پانی بچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ختم ہو گیا تو پانی حضور ﷺ کے لیے بقیہ غسل جنبی کا ہو گیا اس لیے ایک کا فضل یعنی بقیہ پانی دوسرے کے لیے مستعمل رہنا جائز رہا تو مبادرت کا قصد فرمانے کا یہ ہے کہ اس سے پانی کو دوسرے کے حق میں ... بتلا کر قابل استعمال بنا دینا مقصود تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں مبادرت کا ذکر آتا ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے پانی لینے میں سبقت کرتے تھے تو آپ ﷺ کے اس عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کا بقیہ پانی استعمال کر سکتے ہیں یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

باب ذكر الاغتسال في القصعة التي يعجن فيها

جس برتن میں آٹا گوندھا گیا ہو اس سے غسل کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا إبراهيم بن نافع عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن أم هانئ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اغتسل هو وميمونة من إناء واحد في قصعة فيها أثر العجين

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن سے غسل فرمایا اس برتن میں گندھے ہوئے آٹے کا نشان تھا۔

تشریح فی قصعة لفظ قصعہ کے معنی ہیں بڑا پیالہ قصعہ اور پیالہ واضح ہو جائے کہ قصعہ لکڑی کے پیالہ کو کہتے ہیں جس میں دس آدمیوں کی خوراک آ سکتی ہے اس میں گندھے ہوئے آٹے کا نشان تھا یعنی کہ اس میں آٹا گوندھا جاتا تھا اور ضرورت کے وقت اس میں پانی بھر کر غسل بھی کرتے تھے اور یہ کام لئے جاتے تھے اس روایت سے معلوم ہو کہ تھوڑی سی چیز جو پاک ہو ملنے سے پانی ... اگر تھوڑا سا مل جائے تو وہ پانی کو اوصاف طہوریت سے خارج نہیں کرتی ہے چنانچہ ایسے برتن کے پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

باب ذكر ترك المرأة نقض ضفر رأسها عند اغتسالها من الجنابة

اس باب کے بیان میں کہ عورت کے سر کے گندھے بال نہ کھولنا غسل جنابت کے وقت

أخبرنا سليمان بن منصور عن سفيان عن أيوب بن موسى عن سعيد بن أبي سعيد عن عبد الله بن رافع عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت قلت يا رسول الله إني امرأة أشد ضفر رأسي أفأنقضها عند غسلها من الجنابة قال إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات من ماء ثم تفيضين على جسدك

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ سر کی چوٹی سختی سے گوندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے وقت اس کو کھولا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کو صرف یہ کافی ہے کہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لو پھر اپنے بدن پر پانی بہا لو۔

تشریح: حدیث کی دلالت مقصود پر ظاہر ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا غسل جنابت میں واجب نہیں بلکہ اس کو یہ کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ہے یہ حدیث اگر چہ اس بارے میں ساکت ہے کہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا شرط ہے یا نہیں لیکن صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ ثم تصب على رأسها فتدلكه حتى تبلغ شؤون رأسها سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔

اس حدیث باب میں ثلاث کی جو قید ہے وہ ایجاب کے لئے نہیں ہے بلکہ ... جلد اول سے معلوم ہوا اس میں اس حدیث کی تخریج کے تحت علامہ ... نے فرمایا کہ ... ہے کہ ... یہ شرط نہیں ہے ... مقصود ... علماء اگر یہ مقصود ... ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب ذكر الأمر بذلك للحائض عند الاغتسال للإحرام

اس کے بیان میں کہ احرام کے واسطے غسل کے وقت حیض والی عورت کو گوندھے ہوئے بالوں کے کھولنے کا حکم دینا

أخبرنا يونس بن عبد الأعلى قال حدثنا أشهب عن مالك عن ابن شهاب وهشام بن عروة حدثاه عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام حجة الوداع فأهللت بالعمرة فقدمت مكة وأنا حائض فلم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة فشكوت ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انقضي رأسك وامتشطي وأهلي بالحج ودعي العمرة ففعلت فلما قضينا

تشریح

ذكر غسل الجنب يديه قبل أن يدخلهما الإناء

اس بیان میں کہ جنبی شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھولے

أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا حسين عن زائدة قال حدثنا عطاء بن السائب قال حدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن قال حدثتني عائشة ﷺ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا اغتسل من الجنابة وضع له الإناء فيصب على يديه قبل أن يدخلهما الإناء حتى إذا غسل يديه أدخل يده اليمنى في الإناء ثم صب باليمنى وغسل فرجه باليسرى حتى إذا فرغ صب باليمنى على اليسرى فغسلهما ثم تمضمض واستنشق ثلاثا ثم يصب على رأسه ملء كفيه ثلاث مرات ثم يفيض على جسده

[illegible] رسول کریم ﷺ غسل [illegible] آپ ﷺ [illegible] برتن میں داخل [illegible] ہاتھوں [illegible] پانی ڈالتے [illegible] دونوں ہاتھوں [illegible] پانی بہا دیتے۔

تشریح [illegible] یصب علی یدہ الیمنی [illegible] ﷺ [illegible] ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے [illegible] حضرت عائشہ ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] غسل [illegible] پہلے دھو لے کہ غسل [illegible]

باب ذكر عدد غسل اليدين قبل إدخالهما الإناء

باب اس بیان میں کہ دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے کتنی مرتبہ دھونا چاہیے

أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا يزيد قال أخبرنا شعبة عن عطاء بن السائب عن أبي سلمة قال

سألت عائشة عن غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم من الجنابة فقالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفرغ على يديه ثلاثا ثم يغسل يديه ثم يمضمض ويستنشق ثم يفرغ على رأسه ثلاثا ثم يفيض على سائر جسده

تشریح اس باب میں بیان کردہ حدیث بھی حضرت عائشہ ﷺ سے مروی ہے [illegible] يفرغ على يديه ثلاثا [illegible] حضور ﷺ [illegible] دونوں ہاتھوں [illegible] میں ڈال کر [illegible] دونوں ہاتھوں کو دھوتے [illegible] ہیں۔

ازالة الجنب الاذى عن جسده بعد غسل يديه

جنبی اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد اپنے بدن سے نجاست کو دور کرے۔

أخبرنا محمود بن غيلان حدثنا النضر أخبرنا شعبة حدثنا عطاء بن السائب قال سمعت أبا سلمة أنه دخل على عائشة فسألها عن غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم من الجنابة فقالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يؤتى بالإناء فيصب على يديه ثلاثا فيغسلهما ثم يصب بيمينه على شماله فيغسل ما على فخذيه ثم يغسل يديه ويمضمض ويستنشق ويصب على رأسه ثلاثا ثم يفيض على سائر جسده

تشریح یہ حدیث بھی اسی عنوان کے تحت لائے ہیں حضرت عائشہ ﷺ سے مروی ہے [illegible] فيغسل ما على فخذيه [illegible] نبی کریم ﷺ [illegible] نجاست [illegible] مسنون طریقہ [illegible] نجاست [illegible] جائے۔

باب اعادة الجنب غسل يديه بعد ازالة الاذى عن جسده

باب اس بیان میں کہ جنبی اپنے بدن سے نجاست کو دور کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھوں کو دھولے

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا عمر بن عبيد عن عطاء بن السائب عن أبي سلمة بن عبد الرحمن قال وصفت عائشة غسل النبي صلى الله عليه وسلم من الجنابة قالت كان يغسل يديه ثلاثا ثم يفيض بيده اليمنى على اليسرى فيغسل فرجه وما أصابه قال عمر ولا أعلمه إلا قال يفيض بيده اليمنى على اليسرى ثلاث مرات ثم يتمضمض ثلاثا ويستنشق ثلاثا ويغسل وجهه ويديه ثلاثا ثم يفيض على رأسه ثلاثا ثم يصب عليه الماء

تشریح: [illegible]

[illegible]

ذكر وضوء الجنب قبل الغسل

غسل سے پہلے جنبی کے وضو کرنے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اغتسل من الجنابة بدء فغسل يديه ثم توضا كما يتوضا للصلوة ثم يدخل اصابعه الماء فيخلل بها اصول شعره ثم يصب على راسه ثلاث غرف بيديه ثم يفيض الماء على جسده كله

[illegible]

تشریح: ثم توضأ كما يتوضأ للصلوة [illegible]

[illegible]

نرم اور تر ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد سر پر پانی ڈالتے ہیں تاکہ تمام بالوں اور ظاہری جلد تک پانی بسہولت پہنچ جاتا ہے لیکن یہ جنبی سر کے بالوں کا خلال کرنا باتفاق سب کے واجب نہیں ہے البتہ اگر بال کسی چیز سے جمے ہوئے ہوں جو پانی کو جڑوں تک پہنچنے سے روکتی ہے تو اس حالت صورت میں تخلیل شعر یعنی انگلیوں سے بالوں کا خلال کرنا غسل میں ضروری ہے

باب تخليل الجنب رأسه

جنبی شخص کا اپنے سر کے بالوں میں خلال کرنا

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا هشام بن عروة قال حدثني أبي قال حدثتني عائشة رضي الله عنها عن غسل النبي صلى الله عليه وسلم من الجنابة أنه كان يغسل يديه ويتوضأ ويخلل رأسه حتى يصل إلى شعره ثم يفرغ على سائر جسده

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے نبی کریم ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں بیان کیا کہ آپ ﷺ پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائی تک دھوتے تھے پھر وضو فرماتے تھے اور سر کے بالوں میں خلال فرماتے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر باقی بدن پر پانی ڈالتے تھے

أخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشرب رأسه ثم يحثي عليه ثلاثا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے سر کے بالوں کو پانی پہنچاتے تھے یعنی ان کو پانی سے تر کرتے تھے پھر سر پر تین لپیں ڈالتے تھے۔

تشریح **ويتوضأ ويخلل رأسه الخ** غسل جنابت سے پہلے وضو کرنے کا یہی طریقہ ہے جو نماز کے لئے وضو کرتے ہیں جیسا کہ یہ بات پچھلے عنوان کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہو چکی ہے اور پیر دھونا بیان ہو چکا ہے اور سر کے بالوں کی جڑوں میں خلال کرنے کی تفصیل بھی وہاں گزر چکی ہے بالوں میں خلال کرنے کے بعد تین چلو پانی سر مبارک پر ڈالتے جیسا کہ اگلی روایت میں اس کا ذکر آیا ہے پھر پورے بدن پر پانی ڈالتے تھے لیکن اس کی کیفیت کا بیان اس روایت میں نہیں ہے مگر دوسری روایت میں آیا ہے کہ جسم کے داہنی جانب پر تین مرتبہ اور بائیں جانب پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔

باب کی دوسری روایت ہے کہ ان یشرب رأسه لفظ یشرب اشراب سے ہے جو شرب سے یا اشراب سے جس کے معنی پانی پلانے کے ہیں یہ حاصل اس جملہ کا یہی تخلیل شعر ہے جس کا ذکر اوپر کی روایت میں ہے یعنی پہلے انگلیاں داخل کر کے تھوڑا پانی لے کر بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے پھر خلال فرماتے انگلیوں سے تاکہ بال نرم اور تر ہو جائیں پھر سر پر تین چلو پانی ڈالتے تھے۔

باب ذکر مایکفی الجنب من افاضۃ الماء علی رأسہ

پانی کی اس مقدار کے بیان میں جو جنبی شخص کے اپنے سر پر ڈال دینے سے کافی ہو جاتی ہے

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحق عن سلیمان بن صرد عن جبیر بن مطعم قال تماروا فی الغسل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بعض القوم انی لاغسل کذا وکذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فافیض علی راسی ثلاث اکف

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے غسل کے بارے میں رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بحث کرنا شروع کی ان میں سے کسی نے کہا میں تو اس طرح سے غسل کرتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں جس وقت غسل کرتا ہوں تو تین لپ پانی سر پر ڈالتا ہوں۔

تشریح اس روایت سے معلوم ہوا کہ سر پر تین لپ پانی ڈالنا ... ہے اس میں ... مقدار ... کے بارے میں ... ہے۔

بہر حال ... غسل ... آپ ﷺ نے فرمایا ... پانی ... سر پر ... "ثلاث اکف" ... پانی ... سر پر ... پانی ... ہے۔

باب ذکر العمل فی الغسل من الحیض

اس عمل کے بیان میں جو غسل حیض کے بعد کیا جاتا ہے

اخبرنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن قال حدثنا سفیان عن منصور وھو ابن صفیۃ عن امہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان امراۃ سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلھا من المحیض فاخبرھا کیف تغتسل ثم قال خذی فرصۃ من مسک فتطھری بھا قالت وکیف اتطھر بھا فاستتر کذا ثم قال سبحان اللہ تطھری بھا قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا فجذبت المراۃ وقلت تتبعین بھا اثر الدم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا آپ نے اس کو بتلایا کہ غسل ... پھر فرمایا کہ مشک لگا ہوا کپڑا ... حاصل کرو ... پاکی حاصل کرو ... سبحان اللہ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ... خون ... کے مقام ... لگا لیا کرو۔

تشریح ان امرأة سالت النبی ﷺ ... عورت نے نبی ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا [illegible] ... خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ... [illegible] ... اس کا نام [illegible] ... (رضی اللہ عنہا)

[illegible] ... آپ ﷺ ... [illegible] ... بیان [illegible] ... "[illegible] ... **فتطهر بها** [illegible]" ... فرمایا تم ... [illegible] ... پانی ... [illegible] ... **فرصة ممسكة فتطهري بها** ... [illegible] ... خون ... [illegible] ... **فرصة من مسك** ... سبحان اللہ ... [illegible] ... مطلب ہوگا ... [illegible] ... مسک ... [illegible] ... مطلب ... [illegible] ... **فرصة** ... [illegible] ... مقصد ... [illegible] ... استعمال ... [illegible] ... عورت کے لئے ... [illegible] ... غسل حیض کے بعد ... [illegible] ... استعمال کرے۔

[illegible] ... روایت ... [illegible] ... مسلم ... [illegible] ... مسک ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ترک الوضوء من بعد الغسل

باب غسل کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان

اخبرنا احمد بن عثمان بن حکیم قال حدثنا ابی قال حدثنا الحسن وھو ابن صالح عن ابی اسحق ح واخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا شریک عن ابی اسحق عن الاسود عن

عائشة رضی اللہ عنہا قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے

تشریح لا یتوضأ بعد الغسل علامہ سندی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس روایت سے متعلق معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد دوبارہ وضو نہیں فرماتے تھے بلکہ جو وضو غسل سے پہلے کرتے تھے اسی پر اکتفا فرماتے اور غسل کے ضمن میں ہی وضو ہو جاتا ہے اسی پر اکتفا کرتے تھے اور غسل سے پہلے وضو کی نیت سے نماز پڑھ لیتے تھے۔

(واللہ اعلم)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو مستحب نہیں ہے بلکہ وضو وہ ہے جو غسل سے پہلے کیا جاتا ہے اور دوسرا غسل کے بعد وضو کرنا بدعت ہے، وضو کی نیت سے غسل کرنا احادیث کے منافی ہے۔

بعض علماء نے حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ غسل کے بعد وضو فرماتے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنا مکروہ خلاف سنت ہے، امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من توضأ بعد الغسل فليس منا یعنی جو شخص غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں، اس لیے کہ غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کو بعض علماء نے مکروہ کہا ہے۔

باب غسل الرجلين في غير المكان الذي يغتسل فيه

اس بیان میں کہ جس جگہ غسل کرتے تھے اس جگہ سے ہٹ کر پیروں کا دھونا

أخبرنا علي بن حجر قال أخبرنا عيسى عن الأعمش عن سالم بن أبي الجعد عن كريب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال حدثتني خالتي ميمونة رضی اللہ عنہا قالت أدنيت لرسول الله صلى الله عليه وسلم غسله من الجنابة فغسل كفيه مرتين أو ثلاثا ثم أدخل يمينه في الإناء فأفرغ بها على فرجه ثم غسله بشماله ثم ضرب بشماله الأرض فدلكها دلكا شديدا ثم توضأ وضوءه للصلاة ثم أفرغ على رأسه ثلاث حثيات ملء كفه ثم غسل سائر جسده ثم تنحى عن مقامه فغسل رجليه قالت ثم أتيته بالمنديل فرده

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غسل جنابت کا پانی لا کر آپ کے پاس رکھا آپ نے دونوں ہاتھوں کو دو یا تین مرتبہ دھویا پھر داہنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا اور اس سے پانی شرمگاہ پر ڈالا اور پھر بائیں ہاتھ سے اس کو دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر مارا اور اس کو اچھی طرح سے مل کر وضو فرمایا جس طرح نماز کے واسطے وضو کرتے ہیں پھر اپنے سر مبارک پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر آپ نے تمام بدن کو دھویا پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں ایک رومال (تاکہ اس سے بدن پونچھیں) آپ کے پاس لائی تو آپ نے اس کو واپس فرما دیا یعنی استعمال نہیں کیا۔

تشریح: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا غسل جنابت کی کیفیت بیان فرما رہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا گیا، آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اس پانی کو گرایا [illegible] جس سے غسل کیا، تاکہ اس کے بعد اعضاء کی کوئی نجاست باقی نہ رہے، [illegible] دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا، دونوں ہاتھوں کا صرف زمین پر مارنا [illegible] افضل ہے کیونکہ دوسری روایت میں مٹی کی ملنے کا بیان فرمایا ہے لیکن [illegible] اس جانب سے [illegible] سنت کے بیان سے واضح ہوگیا کہ دونوں ہاتھوں کا دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

دونوں ہاتھوں کے دھونے کے بعد [illegible] [illegible] گیا ہے۔ [illegible] [illegible] عمل کرتے [illegible] جیسا کہ [illegible] حدیث کے الفاظ "[illegible]" سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا [illegible] کے بعد [illegible] تاکہ [illegible] اور [illegible] عمل بھی مستحب ہے [illegible] دونوں ہاتھ [illegible] پھر [illegible] غسل [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ غسل سے فارغ ہونے کے بعد جگہ بدل کر دونوں پاؤں دھوئے۔

فقہاء کرام نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ [illegible] جہاں غسل کیا جا رہا ہے وہاں مستعمل شدہ پانی جمع ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں پاؤں بعد میں دھوئے جائیں [illegible] نبی کریم ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے رومال پیش کیا [illegible] اس سے بدن خشک نہیں کیا [illegible] [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] آپ ﷺ جلدی [illegible] تشریف لے جانا چاہتے تھے [illegible] [illegible] رومال سے بدن خشک نہیں کیا [illegible] عبادت کا اثر باقی رہے [illegible] استعمال مناسب نہیں سمجھا [illegible] رومال [illegible] استعمال نہیں کیا [illegible] ایسا [illegible] اس کے استعمال کی وجہ سے نہیں۔

[illegible] کے احتمالات کے ہوتے ہوئے یہ حدیث ترک تنشیف [illegible] پر دلیل نہیں بن سکتی ہے۔ [illegible] اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ غسل کے بعد جسم پونچھتے تھے [illegible] یہ بات [illegible] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے رومال [illegible] غسل کے بعد [illegible] استعمال ہوتا [illegible] [illegible] ﷺ نے رومال [illegible] [illegible] استعمال [illegible] پر [illegible] فرمائی۔ (واللہ اعلم)

باب ترک المندیل بعد الغسل

غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنے کا بیان

اخبرنا محمد بن یحیی بن ایوب بن ابراہیم قال حدثنا عبداللہ بن ادریس عن الاعمش عن سالم عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغتسل فاتی بمندیل فلم یمسہ وجعل یقول بالماء ھکذا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ کے لئے رومال لایا گیا تو آپ نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور دونوں ہاتھوں سے پانی اس طرح سے پونچھتے تھے۔

تشریح غسل کے بعد منادیل (تولیہ) سے بدن خشک کرنے کا مسئلہ: یہ باب سابق سے بھی معلوم ہو چکا ہے لیکن یہاں پر مصنف نے مستقل باب قائم کر کے اس کے لیے الگ حدیث ذکر فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے غسل کے بعد رومال استعمال نہیں فرمایا بلکہ ہاتھوں سے پانی کو جھاڑا تو حنفیہ کے نزدیک بعض علماء کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث میں ایک احتمال کے لئے بڑی وسعت ہے اور جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے کپڑا واپس کر دیا اور ہاتھوں سے پانی جھاڑ لیا۔

اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ممانعت ہے لیکن بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے غسل کے بعد تولیہ کے استعمال کی ممانعت پر دلیل درست نہیں اس لئے کہ بعض روایات میں ثبوت استعمال کا ذکر ہے چنانچہ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے آپ کے لئے غسل کا پانی رکھا آپ نے غسل فرمایا پھر ہم نے آپ کو ایک چادر دی جو زعفران یا ورس سے رنگی ہوئی تھی آپ نے اسے اوڑھ لیا یا لپیٹ لیا اور بعض روایات میں ہے کہ جسم سے پانی کپڑے کے اندر جذب ہو جاتا ہے اور حضرت معاذ کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو اپنا چہرہ کپڑے کے کنارے سے پونچھ لیا۔ (رواہ الترمذی) ان روایات سے معلوم ہوا کہ غسل یا وضو کے بعد رومال وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ اس وقت طبیعت گرمی چاہتی تھی اس لئے استعمال نہیں کیا۔ اور اس کی مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں جن کی تفصیل باب سابق میں حدیث کے تحت ہو چکی ہے اور مختلف بعض کتب میں مصنف نے بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے غسل کے بعد بیان جواز کے لئے رومال کا استعمال کیا ہے اور ترک استعمال میں ضروری شئ نہ ہونے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

امام مالک اور ثوری وغیرہ نے حضرت قیس بن سعد وغیرہ کی حدیث مذکور کی بنا پر تولیہ یا رومال کے استعمال کو غسل کے بعد جائز فرمایا ہے اور احناف بھی جواز کے قائل ہیں۔

باب وضوء الجنب اذا اراد ان يأكل

باب وضو کرنا جنبی کا جبکہ وہ کھانے کا ارادہ کرے

اخبرنا حميد بن مسعدة عن سفيان بن حبيب عن شعبة ح و اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى وعبد الرحمن عن شعبة عن الحكم عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يأكل او ينام وهو جنب توضأ زاد عمرو في حديثه وضوءه للصلوة

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرما لیتے عمرو نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے تھے۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] جنابت کی حالت میں [illegible] سے پہلے وضو کر لینا [illegible] [illegible] کہ حضرت [illegible] ﷺ [illegible] سے یہ حدیث روایت کی ہے [illegible] ﷺ [illegible] [illegible] آپ نے فرمایا نعم [illegible] معلوم ہوا کہ وضو کی [illegible] مستحب ہے۔

باب اقتصار الجنب على غسل يديه اذا اراد ان يأكل

باب کفایت کرنا جنبی کا دونوں ہاتھوں کے دھونے پر جب وہ کھانے کا ارادہ کرے

اخبرنا محمد بن عبيد بن محمد قال نا عبد الله بن المبارك عن يونس عن الزهري عن ابي سلمة عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينام وهو جنب توضأ واذا اراد ان يأكل غسل يديه

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرما لیتے اور جب کھانے کا ارادہ فرماتے (جنابت کی حالت میں) تو دونوں ہاتھ دھو لیتے۔

تشریح اس حدیث سے [illegible] [illegible] کھانے کی حالت کے درمیان فرق معلوم ہوا [illegible] دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح [illegible] مختلف حالات پر [illegible] کھانے سے صرف دونوں ہاتھوں کے دھونے پر کفایت فرماتے [illegible] کی طرح وضو فرماتے۔

باب اقتصار الجنب على غسل يديه إذا أراد أن يأكل أو يشرب

جنبی جب کھانا پینے کا ارادہ کرے تو دونوں ہاتھوں کے دھونے پر کفایت کرنے کا بیان

أخبرنا سويد بن نصر أخبرنا عبد الله عن يونس عن الزهري عن أبي سلمة عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ وإذا أراد أن يأكل أو يشرب قالت غسل يديه ثم يأكل أو يشرب

[illegible]

تشریح [illegible]

باب وضوء الجنب إذا أراد أن ينام

باب جنبی کے وضو کرنے کا جب وہ سونے کا ارادہ کرے

أخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن ابن شهاب عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ وضوءه للصلاة قبل أن ينام

[illegible]

أخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن عبد الله بن عمر أن عمر قال يا رسول الله أينام أحدنا وهو جنب قال إذا توضأ

[illegible]

تشریح [illegible]

(داؤد ظاہری) استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر جنبی غسل سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے وضو واجب ہے۔ جمہور علماء وضو کے وجوب کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک وضو مستحب ہے اور مسلک جمہور کی تائید حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اس میں آیا ہے "انما امرت بالوضوء اذا قمت الی الصلوۃ" (رواہ اصحاب السنن) یعنی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا حکم دیا گیا ہے جس وقت نماز کا ارادہ کروں۔

اس حدیث مرفوع سے واضح ہوتا ہے کہ جنبی پر سونے سے پہلے وضو واجب نہیں کیونکہ شارع علیہ السلام نے حصر کے ساتھ فرمایا کہ صرف ادائے صلوۃ کے وقت وضو کا عمل ضروری ہے۔

نیز مسلک جمہور کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس حدیث میں آیا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "نعم ویتوضأ ان شاء" ہاں سو سکتا ہے اور اگر چاہے تو وضو کرے یعنی وضو شرعی کرے اس سے معلوم ہوا کہ جنبی پر وضو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جنبی ہوتے "ثم ینام ثم ینتبہ ثم ینام" پھر سو جاتے پھر جاگتے پھر سو جاتے تھے۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس کی سند قوی ہے تو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو بدون غسل اور وضو کے سو جانا درست ہے سونے سے پہلے اس کے لئے وضو ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔

باب وضوء الجنب وغسل ذكره اذا اراد ان ينام

جنبی کے وضو کرنے اور اپنی شرمگاہ کو دھونے کا بیان جب وہ سونے کا ارادہ کرے

حدثنا قتيبة عن مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما قال ذكر عمر رضي الله عنه لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيبه الجنابة من الليل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرك ثم نم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا کہ ان کو رات کے کسی حصے میں جنابت لاحق ہوتی ہے پس رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے آلہ تناسل کو دھو لو اور وضو کر کے سو جاؤ۔

تشریح: اس حدیث میں صیغہ امر "توضأ" وارد ہوا ہے جو ابن حبیب مالکی اور ظاہریہ کا مستدل ہے ان کے نزدیک سونے سے پہلے جنبی کے لئے وضو واجب ہے لیکن جمہور ائمہ اور ہمارے علماء کی رائے یہ ہے جن سے وضو کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے اس حدیث میں صیغہ امر کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور ہم نے مسلک جمہور کی تائید میں پچھلے عنوان کے تحت جو روایات بیان کی ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔

کا حکم تھا ... جو وضو کا حکم جنبی کے لئے ہے تو وہ منسوخ ہو چکا ہے۔ علامہ سندھی نے لکھا ہے کہ ... اور
ابن عبدالبر وغیرہ نے ... اس حدیث کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے" توضأ " یعنی ... وضو کرو ... کو
مقدم کیا ہے ... غسل ... کا حکم ... پھر ... حدیث میں
تقدیم و تاخیر ... معلوم ... اغسل ذکرک ثم توضأ ... ہے خصوصاً ...
... واغسل ذکرک ... مطلق جمع کے لئے آتا ہے اور ... میں
تقاضا ترتیب ... اغسل ... الفاظ حدیث میں تقدیم و تاخیر کی ضرورت کیا ہے وہ اس حدیث کے
دوسرے طریق پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ ... شعبہ عبداللہ بن دینار سے ... حدیث میں اغسل
ذکرک وتوضأ ... کے الفاظ روایت کرتے ہیں ... اس حدیث کو ... نے
دوسرے طریق سے ... الفاظ ... روایت ... اغسل ذکرک ثم توضأ ثم ارقد۔
غرض اس روایت میں ترتیب ... ہو گئی ہے ... کے بعد وضو کا ... عقل ... روایت کا
تقاضا بھی یہی ہے۔

باب فی الجنب اذا لم یتوضأ

باب جنبی کا جبکہ وہ وضو نہ کرے

اخبرنا اسحاق بن ابراہیم قال اخبرنا ہشام بن عبدالملک قال اخبرنا شعبۃ ح واخبرنا عبیداللہ بن سعید قال حدثنا یحیی عن شعبۃ واللفظ لہ عن علی بن مدرک عن ابی زرعۃ عن عبداللہ بن نجی عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں جاندار کی تصویر ہو اور نہ اس گھر میں جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں جنبی ہو۔

تشریح عبداللہ بن نجی کی حدیث کے علاوہ اس حدیث کے راوی ہیں ان کے ... بارے ... حافظ ابن حجر نے ... ثقہ ... روایت ... ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ... حضرت علی رضی اللہ عنہ ... اس حدیث سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنبی ... کے لئے غسل کرنا واجب ہے اور وضو کافی ... جنابت کی حالت ... اگر چہ وضو بھی کرے ... گھر میں ... داخل نہیں ہوتے ... کوئی شخص ... وجوب غسل کے قائل نہیں ... اس بارے میں

علامہ خطابی نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث باب "لا تدخل الملائکۃ بیتا" میں ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں حفاظت کرنے والے یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ تو جنب اور غیر جنب کسی حالت میں جدا نہیں ہوتے۔ اور جنب سے وہ جنبی مراد نہیں ہے کہ جس کو جنابت لاحق ہوئی اور وہ شخص ایسا ہو جو غسل جنابت کا پورا اہتمام کرے بلکہ اس نے نماز کا وقت نکلنے تک غسل میں تاخیر کر دی ہو۔ جنب سے وہ جنبی مراد ہے جو شخص جنابت کے معاملہ میں سستی اور غفلت و بے پرواہی کا عادی ہو اور اس نے اس کی عادت بنالی ہو تو ایسے شخص کے لئے یہ وعید ہے جو حدیث میں مذکور ہے کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جب کہ وہ گھر میں موجود ہو لیکن جو جنب غسل جنابت کا پوری طرح پابند ہو اور وقت نماز تک تاخیر نہ کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

دوسرے حضرات نے ایک اور توجیہ کی ہے جس کی طرف ترجمہ میں "اذا لم یتوضأ" کی قید سے اشارہ کیا ہے کہ مراد وہ جنب ہے جو جنبی شخص نے جس سے وضو نہ کیا ہو تو ایسا شخص جس گھر میں موجود ہوگا اس میں رحمت و برکت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے لیکن اگر وضو کر لے تو اس صورت میں اس کی گھر میں موجودگی دخول فرشتہ سے مانع نہ ہوگی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں رہتے تھے اور اپنی بیویوں سے جماع فرماتے تھے ایک غسل کے ساتھ یعنی سب سے جماع کر کے ایک غسل فرماتے اور جنبی کو وضو کے ساتھ سونے کی اجازت دی اس لئے حدیث باب کو اسی خاص صورت پر محمول کرنے کی ضرورت ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اس حدیث میں کتا اور تصویر کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر موجود ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد وہ کتے اور تصویریں ہیں جن کا پالنا اور رکھنا منع ہے جیسے گھر میں تصویر جاندار کی ہو اور بلا ضرورت کتا پالے تو ایسے گھر میں رحمت اور برکت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے لیکن اگر کتے شکار اور کھیتی وغیرہ کی حفاظت کے لئے پالے اور تصویر درخت وغیرہ کی ہو اسی طرح جو تصویر روندی جائے تو وہ فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہے اسی طرح جنبی سے ہر جنبی مراد نہیں کہ اس کے گھر میں ہونے سے فرشتے نہ آتے ہوں بلکہ وہ جنبی مراد ہے جو عادتاً سستی کرے اور غسل کی عادت ہی ترک کر دے اور نماز کا وقت بھی گذر جائے اور وضو بھی نہ کرے یا مراد وہ جنبی ہے جو وضو نہ کرے۔

باب فی الجنب اذا اراد ان یعود

جنبی جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اس کا بیان

اخبرنا الحسین بن حریث اخبرنا سفیان عن عاصم عن ابی المتوکل عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اراد احدکم ان یعود توضأ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک بار جماع کرنے کے بعد دوبارہ جماع کا قصد کرے تو وضو کر لے۔

تشریح [illegible]

[illegible]

باب اتیان النساء قبل احداث الغسل

احداث غسل سے پہلے تمام بیویوں سے جماع کرنے کا بیان

حدثنا اسحاق بن منصور ويعقوب بن ابراهيم [illegible] قالا حدثنا اسماعيل بن ابراهيم عن حميد الطويل عن انس بن مالك [illegible] ان رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] في ليلة [illegible] واحد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے [illegible] بیویوں سے [illegible] ایک غسل کے ساتھ۔

حدثنا محمد بن عبيد [illegible] حدثنا عبد الله بن المبارك [illegible] معمر عن قتادة عن انس بن مالك ﷺ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يطوف على نسائه في غسل واحد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] ایک غسل کے ساتھ۔

تشریح [illegible]

ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں حدیث باب کے خلاف آیا ہے، ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں دوسرے وقت کا ایک واقعہ نقل ہوا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک رات اپنی ازواج سے صحبت فرمائی اور ہر ایک کے پاس غسل فرمایا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں یغتسل عند ھذہ و عند ھذہ یعنی اس کے پاس بھی غسل کیا اور اس کے پاس بھی۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تمام بیویوں سے فارغ ہو کر آخر میں ایک غسل فرما لیجئے تو مطلب [illegible] ہو جاتا، آپ ﷺ نے فرمایا "ھذا ازکی و اطیب و اطہر" کہ یہ یعنی ہر ایک بیوی سے جماع کے بعد جدا جدا غسل کرنے میں زیادہ پاکیزگی اور طہارت ہے۔

غرض کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک بیوی سے جماع کے بعد جدا جدا غسل کرتے تھے اور حدیث باب سے معلوم ہوا کہ سب سے جماع کرنے کے آخر میں ایک غسل فرما لیتے۔ اب دونوں قسم کی روایات میں تطبیق یہ ہے کہ ابوداؤد اور نسائی کی روایت کو استحباب پر محمول کریں اور حدیث باب کو بیان جواز پر کہ پیغمبر ﷺ نے اپنے اس عمل سے بتلا دیا کہ ایک بیوی سے جماع کے بعد دوسری بیوی سے جماع کا ارادہ ہو تو درمیان میں بغیر غسل کئے بھی [illegible] سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن بات ہے کہ آپ نے دونوں طرح عمل کیا ہو، درمیان میں وضو فرما لیا ہو [illegible] احتمال یہ بھی ہے کہ آپ ہر ایک سے فارغ ہونے کے بعد وضو فرما لیتے ہوں، یہ بھی احتمال ہے کہ بیوی کے پاس جانے کے لیے وضو کر لیتے ہوں (واللہ اعلم)

یہاں پر ایک اشکال ہے کہ یہ واقعہ حدیث باب میں مذکور ہے جس میں ہر ایک کے ساتھ [illegible] کی باری مقرر ہوتی تھی تو ایک بیوی کی باری میں [illegible] اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ان حضور ﷺ کے واسطے تقسیم بھی واجب نہ تھی [illegible] آپ ﷺ نے اس [illegible] مستحب سمجھا!

لیکن اکثر علماء نے کہا کہ حضور ﷺ پر باری مقرر کرنا واجب تھی [illegible] آنحضرت ﷺ کا ایک رات میں تمام بیویوں سے جماع کرنا باری کے وجوب سے پہلے ہو [illegible] دوسرا جواب یہ ہے کہ [illegible] ایک شب میں تمام ازواج سے جماع کرنا [illegible] حضرت [illegible] اس وقت [illegible] تمام بیویوں سے جماع فرمایا اس کے بعد تقسیم کے مطابق دوبارہ شروع فرمایا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

یعنی کہ سب ازواج [illegible] حضور ﷺ کا طریقہ [illegible] ایک کی باری کے وقت میں دوسری بیوی کے پاس نہ جاتے تھے۔

فتح الباری (۱/۳۵۵) میں ہے کہ [illegible] یہ قصہ جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے حج کے موقع پر [illegible] حضور اکرم ﷺ نے [illegible] آپ ﷺ نے مناسب جانا کہ احرام سے پہلے [illegible] تمام ازواج مطہرات سے ملیں

اور قرینہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راوی کے الفاظ "کان یطوف" سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی فرماتے تھے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ اگرچہ راوی کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ جماع کی یہ صورت آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی لیکن میرے نزدیک واقعہ کا احتمال کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ذخیرہ حدیث میں سوائے اس واقعہ مذکورہ کے کوئی اور واقعہ جماع کا پیش نہیں کیا جا سکتا اس واقعہ کو اس کے معمول پر محمول کیا جانا چاہیے۔ ابن حاجب نے کہا کہ لفظ کان بعمل المضارع استمرار پر دلالت نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ ان سے مفہوم ہے کہ اس سے باعتبار عرف استمرار سمجھا جاتا ہے جیسا کہ حاتم کی خبر مضارع ہو۔ میں کہتا ہوں ابن حاجب کی یہ بات درست ہے مگر میری تحقیق یہی ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر صرف ایک ہی مرتبہ واقع ہوا ہے۔

باب حجب الجنب من قراءة القرآن

باب اس بیان میں کہ جنبی کا قرآن پڑھنے سے رکنا

أخبرنا علي بن حجر قال أنبأنا إسماعيل يعني ابن إبراهيم عن شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة قال أتيت عليا أنا ورجلان فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من الخلاء فيقرأ القرآن ويأكل معنا اللحم ولم يكن يحجبه عن القرآن شيء ليس الجنابة

عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور دو آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے اور قرآن کریم پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے سوائے جنابت کے کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔

أخبرنا محمد بن أحمد أبو يوسف الصيدلاني الرقي قال حدثنا عيسى بن يونس قال حدثنا الأعمش عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ القرآن على كل حال إلا الجنابة

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ سوائے جنابت کی حالت کے ہر حال میں قرآن پڑھتے تھے۔

تشریح حدیث کے راوی عبداللہ بن سلمہ مرادی ہیں۔ ان کو علامہ ابن حجر نے صدوق کہا ہے تقریب میں بڑھاپے میں حافظہ میں تغیر آ گیا تھا ان کے ساتھ دو آدمی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے وہ کون تھے نسائی کی روایت میں بطور مجہول بیان ذکر کئے ہیں۔ ابو داؤد میں ہے کہ عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص ہم میں سے تھا یعنی مراد میں سے تھا اور دوسرے کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ بنی اسد میں سے تھا۔

"ولم یکن یحجبه" علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ زرکشی نے تخریج میں کہا کہ یہاں پر لیس بمعنی غیر ہے اور بزار نے کہا کہ بمعنی الا ہے اور اس کی تائید ابن حبان کی روایت سے ہوتی ہے اس میں "الا الجنابة" آیا ہے علامہ ابن حبان کی

کی روایت میں "لیس الجنابة" آیا ہے۔

علامہ سندھی کہتے ہیں کہ قوله لم يكن يحجبه الخ یعنی حدیث میں جو یہ ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قرآن پاک کی تلاوت سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی تو حدیث اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جنابت کے سوا قرآن کی تلاوت کو کوئی چیز مانع نہ تھی اور جنابت کی حالت میں بھی تلاوت قرآن کیا جا سکتا ہے یا ناپاکی کی حالت بھی شرعی نجاست ہے یعنی ہوتی ہے جس کی بناء پر ناپاکی سے طہارت حاصل کرنا ضروری ہے کے بعد ہی کے لئے مستحق ہوتے ہیں۔

حاصل اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن حدث سے لئے طہارت ضروری نہیں البتہ جنبی کے لئے ہے جس پر حدیث اس طرح دلالت کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ جنبی کے لئے آپ ﷺ کی تلاوت جو تھوڑی مقدار میں تلاوت قرآن جائز نہیں ہے یعنی تعلیم قرآن کا تعلق ہے کہ جنابت سے قرآن تعلیم کی اجازت ممکن ہے حدیث ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنابت سے قرآن پڑھنا منع ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور اس کے علاوہ بھی حدیث حسن کے درجہ میں ثابت ہے۔

لیکن بعض حضرات قول جمہور کے برعکس ہیں چنانچہ امام بخاری ابن المنذر اور داؤد ظاہری نے جنبی کو تلاوت قرآن کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے مسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو حضرت عائشہ ﷺ سے مروی ہے کہ "كان يذكر الله على كل أحيانه" آپ ﷺ ہر حال میں ذکر کرتے تھے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر وقت ہر حال میں ذکر الٰہی کرتے تھے تو قرآن کی تلاوت بھی ہر وقت آپ ﷺ تلاوت کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ جنبی کو قرآن پڑھنے سے نہیں روکا گیا۔

جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ باب کی حدیث حضرت علی ﷺ سے مروی ہے جو خاص ہے اور یہ حدیث کہ "يذكر الله على كل أحيانه" عام ہے اور عام کی تخصیص خاص سے ہوتی ہے تو اس میں ذکر سے مراد قرآن کے سوا دوسرے اذکار ہیں اس لئے ان میں تعارض نہیں ہے اور امام نووی نے جنبی کے لئے تلاوت قرآن کی عدم جواز پر اپنی کتاب میں ہر طرح کے دلائل کو جمع کیا ہے۔

باب مماسة الجنب ومجالسته

جنبی سے ہاتھ ملانا اور اس کے پاس بیٹھنا

أخبرنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا جرير عن الشيباني عن أبي بردة عن حذيفة ﷺ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا لقي الرجل من أصحابه مسحه ودعا له قال فرأيته يوما بكرة فحدت عنه ثم أتيته حين ارتفع النهار فقال إني رأيتك فحدت عني فقلت إني كنت جنبا فخشيت أن تمسني فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن المسلم لا ینجس

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول کریم ﷺ اصحاب میں سے کسی شخص سے ملتے تو ان سے مصافحہ فرماتے اور ان کے لئے دعا فرماتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت آپ نے مجھ کو دیکھا تو میں ایک طرف کو ہٹ گیا پھر بعد غسل کے دن چڑھے حاضر ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو دیکھا تھا تم ایک طرف ہٹ گئے تھے کیا بات تھی میں نے عرض کیا کہ میں جنبی تھا اس وجہ سے ڈر گیا کہ آپ کہیں مجھ سے مصافحہ نہ فرمائیں اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

أخبرنا إسحاق بن منصور قال حدثنا یحیی قال حدثنا شعبة قال حدثنی واصل عن أبی وائل عن حذیفة رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیه وهو جنب فأهوی إلیه فقال إنی جنب فقال إن المسلم لا ینجس

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے میری ملاقات ہوئی اور میں جنبی تھا آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے عرض کیا کہ میں جنبی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

أخبرنا حمید بن مسعدة قال حدثنا بشر وهو ابن المفضل قال حدثنا حمید عن بکر عن أبی رافع عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیه فی طریق من طرق المدینة وهو جنب فانسل عنه فاغتسل ففقده النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاء قال أین کنت یا أبا هریرة قال یا رسول اللہ إنک لقیتنی وأنا جنب فکرهت أن أجالسک حتی أغتسل فقال سبحان اللہ إن المؤمن لا ینجس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ میں نبی کریم ﷺ سے میری ملاقات ہوئی اور میں جنبی تھا اس وجہ سے چھپ کر غسل کرنے کے لئے نکل گیا اور پھر واپس ہوا نبی کریم ﷺ نے تلاش فرمایا جب میں آپ کی خدمت میں آیا تو فرمایا اے ابوہریرہ تم کہاں تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس وقت آپ سے میری ملاقات ہوئی اس وقت میں جنبی تھا اس لئے میں نے آپ ﷺ کے پاس بیٹھنا گوارا نہ سمجھا بغیر غسل کئے حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

تشریح ان المسلم لا ینجس یعنی جنابت نجاست حکمی ہے اس سے انسان حقیقۃً ناپاک نہیں ہوتا البتہ غسل واجب ہو جاتا ہے اور جنبی سے مصافحہ کرنا اور اس کے ساتھ بیٹھنا وغیرہ درست ہے جنابت کا اثر اس کے بدن پر ہے لیکن اس کے ساتھ ملنے جلنے یعنی مصافحہ کرنے، ساتھ بیٹھنے وغیرہ اور اس کے ساتھ کھانے پینے میں کوئی قباحت نہیں۔

دوسری روایت میں آیا ہے فاهوی الیه یعنی جب نبی کریم ﷺ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی اور

کی تھی کہ حضور ﷺ جن کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے مصافحہ کرنا چاہا تو حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ میں جنبی ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا جنبی ہونے سے کوئی مسلمان ناپاک نہیں ہو جاتا اگر مسلمان جنبی بھی ہو تب بھی اس کو طاہر و پاک کے اعتبار سے ناپاک نہیں کہا جائے گا اس لئے اس سے مصافحہ کرنے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے وغیرہ کی اجازت ہے حالت جنابت ایک حکمی نجاست ہے جس کا تعلق مخصوص صورت سے ہے۔ بظاہر دوسری روایت اور پہلی روایت کے درمیان منافات ہے کیونکہ پہلی حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت حذیفہ ؓ غسل سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو اس وقت حضور ﷺ سے گفتگو ہوئی اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بحالت جنابت حضرت حذیفہ ؓ کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی تو اسی وقت انہوں نے حضور ﷺ سے گفتگو فرمائی۔ لیکن فی الواقع کوئی منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جس وقت حضرت حذیفہ ؓ کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ چپکے سے ایک طرف ہٹ گئے آپ ﷺ سے کوئی بات نہیں کی پھر جب آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ میں نے تم کو دیکھا تھا کیا بات ہے تم چپکے سے کھسک گئے؟ حضرت حذیفہ ؓ نے جواب دیا "انی کنت جنبا" تو راوی نے اس روایت میں اختصار سے کام لیا ہے پوری بات نقل نہیں کی۔ اور اس اختلاف کو اختلاف واقعہ پر محمول کرنا زیادہ بہتر بات ہے۔

واضح رہے کہ دونوں قسم کی روایت میں منافات مذکورہ اس صورت میں ہے جبکہ دونوں جگہ حضرت حذیفہ ہوں جیسا کہ حاشیہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اس حدیث باب کے پیش نظر علماء اس بات کو مستحسن کہتے ہیں کہ جب شاگرد شیخ کے حلقہ درس یا مجلس میں بیٹھے تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر اور عطر و خوشبو لگا کر بیٹھے کیونکہ یہ اس کے علم اور اہل علم کی تعظیم و توقیر ہے۔

باب استخدام الحائض

اس بیان میں کہ حیض والی عورت سے خدمت لینے کی اجازت ہے

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى بن سعيد عن يزيد بن كيسان قال حدثني ابو حازم قال قال ابو هريرة ؓ بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد اذ قال يا عائشة ناوليني الثوب فقالت اني لا اصلي قال انه ليس في يدك فناولته

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ ؓ مجھ کو کپڑا دو۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا میں نماز نہیں پڑھتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے پھر حضرت عائشہ ؓ نے حضور ﷺ کو کپڑا دیا۔

اخبرنا قتيبة بن سعيد عن عبيدة عن الاعمش ح واخبرنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا جرير عن

الاعمش عن ثابت بن عبيد عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ناوليني الخمرة من المسجد قالت قلت اني حائض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان حيضتك ليست في يدك

[illegible]

[illegible]

تشریح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب بسط الحائض الخمرة فى المسجد

اس بیان میں کہ حائضہ عورت کا مسجد میں [illegible] بچھانا

اخبرنا محمد بن منصور عن سفيان عن منبوذ عن امه ان ميمونة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع راسه فى حجر احدانا فيتلو القرآن وهى حائض وتقوم احدانا بالخمرة الى المسجد فتبسطها وهى حائض

[illegible]

تشریح يضع راسه فى حجر احدانا الخ [illegible]

[illegible]

باب في الذي يقرأ القرآن ورأسه في حجر امرأته وهي حائض

باب حیض والی عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب غسل الحائض رأس زوجها

باب حیض والی عورت کا اپنے شوہر کا سر دھونا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

من رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا حائض

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں [illegible] حالت حیض میں ہوتی تھی۔

أخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك ح وأخبرنا علي بن شعيب قال حدثنا معن قال حدثنا مالك عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها مثل ذلك

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب مؤاكلة الحائض والشرب من سؤرها

حیض والی عورت کا جوٹھا کھانے اور پینے کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا يزيد وهو ابن المقدام بن شريح بن هانئ عن أبيه عن شريح عن عائشة رضي الله عنها سألتها هل تأكل المرأة مع زوجها وهي طامث قالت نعم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوني فآكل معه وأنا عارك كان يأخذ العرق فيقسم علي فيه فأعترق منه ثم أضعه فيأخذه فيعترق منه ويضع فمه حيث وضعت فمي من العرق ويدعو بالشراب فيقسم علي فيه قبل أن يشرب منه فآخذه فأشرب منه ثم أضعه فيأخذه فيشرب منه ويضع فمه حيث وضعت فمي من القدح

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے [illegible] کیا عورت حیض کی حالت میں اپنے شوہر کے ساتھ کھا سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہاں جب رسول اللہ ﷺ مجھ کو بلاتے تھے اور میں آپ کے ساتھ کھانا کھاتی [illegible]

میں روایت ہے کہ آپ میرے ساتھ ہڈی میں سے گوشت کھاتی پھر میں اس کو دے دیتی اور حالت حیض میں ہوتی تو آپ ﷺ اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا اور آپ ﷺ پینے کی چیز منگواتے اور پینے سے پہلے اس میں میرا حصہ لگاتے اور میں حالت حیض میں ہوتی۔ پھر میں اس سے پیتی پھر اس کو رکھ دیتی اور آپ ﷺ اس کو اٹھا لیتے اور آپ ﷺ اسی جگہ پر منہ رکھ کر پیتے جہاں سے میں نے پیا تھا۔

اخبرنا ايوب بن محمد الوزان قال حدثنا عبد الله بن جعفر قال حدثنا عبيد الله بن عمرو عن الاعمش عن المقدام بن شريح عن ابيه عن عائشة ﷺ قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع فاه على الموضع الذي اشرب منه فيشرب من فضل سؤري وانا حائض

حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنا منہ مبارک اسی جگہ پر رکھتے جہاں سے میں پیتی تھی پھر آپ میرا بچا ہوا پانی پیتے اور میں حالت حیض میں ہوتی۔

تشریح یہود حالت حیض میں بیوی کے پاس نہیں بیٹھتے تھے اور نہ اس کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے بلکہ اسلام میں ان کا یہ طریقہ بے بنیاد ہے ان کے خیال میں حائضہ عورت کا جسم نجس ہوتا ہے جو کہ غلط ہے چنانچہ حضرت عائشہ ﷺ کی اس حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ فرمایا "فاعرق منه ثم يتناوله فياخذه" الخ "اسی طرح "فيضع فاه على الموضع الذي اشرب" الخ" الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کے استعمال شدہ برتن اور پیالہ وغیرہ ناپاک نہیں ہیں اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور بیٹھنا سب جائز ہیں ان سے علیحدہ رہنا جیسا کہ یہود کرتے تھے ایک اچھا اور مناسب طریقہ نہیں ہے [illegible] ان سے الگ رہنا اور ان کے ساتھ کھانے پینے اور مجالست وغیرہ سب کو ترک کرنا بدعت ہے۔ لہذا امام ابو یوسف کی طرف جو قول منسوب کیا گیا ہے کہ حائضہ کا جھوٹا پانی مکروہ ہے وہ درست نہیں ہے۔

حضرت عائشہ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے جس کو حضرت عائشہ ﷺ سے حدیث باب "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع فاه" الخ میں نقل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حائضہ کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا کھانا پینا جائز ہے چنانچہ حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں ہوتے ہوئے جس جگہ سے پیتی تھی اسی جگہ پر منہ رکھ کر حضور اکرم ﷺ میرا بچا ہوا پیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ نے کمال اظہار شفقت و محبت کی غرض سے کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حیض والی عورت سے بالکل علیحدگی اختیار کر لینا بلکہ حائضہ بیوی کے ساتھ خوش خوراک اور بالطف زندگی بسر کرنا اور کھانا پینا وغیرہ ساتھ رکھنا ہی مناسب طریقہ ہے۔

باب الانتفاع بفضل الحائض

حائضہ کے جوٹھے سے نفع حاصل کرنا

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن مسعر عن المقدام بن شريح عن ابيه قال سمعت

عائشة رضي الله عنها تقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يناولني الإناء فأشرب منه وأنا حائض ثم أعطيه فيتحرى موضع فمي فيضعه على فيه

حضرت شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتی ہیں رسول ﷺ مجھ کو برتن دیتے تھے جس میں سے میں پیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی پھر میں وہ برتن آپ ﷺ کو دیتی اور آپ ﷺ پیالے اس جگہ پر منہ رکھ کر پیتے اور منہ رکھتے جہاں سے میں نے پیا تھا۔

أخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا مسعر وسفيان عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت أشرب وأنا حائض وأناوله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في فيشرب وأتعرق العرق وأنا حائض وأناوله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی پھر میں وہ برتن نبی کریم ﷺ کو دیتی آپ ﷺ اپنا منہ میرے منہ کی جگہ پر رکھتے پھر پیتے۔ میں گوشت کی ہڈی چوستی حالانکہ میں حیض والی ہوتی اور میں وہ ہڈی نبی کریم ﷺ کو دیتی آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھ کر ہڈی سے گوشت لیتے جہاں سے میں نے لیا تھا۔

تشریح عرق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس کا اکثر گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا سا گوشت اس پر باقی رہ گیا ہو تو وہ گوشت پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھاتی تھیں حالانکہ وہ حائضہ ہوتی تھیں پھر اس ہڈی کو لے لیتے رسول ﷺ لیتے پھر آپ ﷺ اس کے گوشت وہاں جگہ سے کھاتے جہاں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا منہ بھی طاہر اور پاک ہے اسی طرح اس کا جھوٹا بچا ہوا بھی پاک ہے۔ علامہ نووی نے کہا حیض والی عورت کے ساتھ مواکلت ومشاربت کے جواز پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

باب مضاجعة الحائض

حیض والی عورت کے ساتھ لیٹنے کا بیان

أخبرنا إسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا هشام ح وأخبرنا عبيد الله بن سعيد وإسحاق بن إبراهيم قالا حدثنا معاذ بن هشام واللفظ له قال حدثني أبي عن يحيى قال حدثنا أبو سلمة أن زينب بنت أبي سلمة حدثته أن أم سلمة حدثتها قالت بينما أنا مضطجعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخميلة إذ حضت فانسللت فأخذت ثياب حيضتي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنفست قلت نعم فدعاني فاضطجعت معه في الخميلة

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اونی چادر میں لیٹی تھی تو اچانک مجھے حیض آ:

تھیں تو دیکھا کہ میں چادر کے اندر سے نکل گئی اور مجھ سے حیض کا خون آ رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے حیض شروع ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى بن سعيد عن جابر بن صبح قال سمعت خلاسا يحدث عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نبيت في الشعار الواحد وأنا طامث أو حائض فإن أصابه مني شيء غسل مكانه ولم يعده وصلى فيه ثم يعود فإن أصابه مني شيء فعل مثل ذلك ولم يعده وصلى فيه

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں اور رسول کریم ﷺ ایک ہی کپڑے میں رات گزارتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی یا حیض سے ہوتی اگر آپ ﷺ کے کپڑے پر میری کچھ چیز لگ جاتی تو آپ ﷺ اس جگہ کو دھو لیتے اور اس سے تجاوز نہ فرماتے اور اسی کپڑے میں نماز ادا فرما لیتے پھر آپ ﷺ لیٹ جاتے اگر پھر خون لگ جاتا تو آپ ﷺ اسی طرح کرتے اور اس جگہ سے زیادہ نہ دھوتے اور اسی کپڑے میں نماز پڑھتے۔

تشریح اس حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟ لیکن اس سلسلہ میں حدیث میں حیضتی "میں چادر سے باہر نکل گئی" کی وضاحت جس میں حیض کی حالت میں ان کو اس حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ لیٹنے کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور حضور ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئیں۔ حیض کے کپڑے سے مراد وہ کپڑے ہیں جو عورتیں ایام حیض میں پہنتی ہیں تاکہ دوسرے کپڑے خون سے محفوظ رہیں۔ علامہ سندھی نے اس کی تشریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نفاس کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور بعض روایت میں حیضتی کا لفظ ہے تو پھر معنی ہوں گے "اخذت ثياب الحيض" کہ میں نے وہ کپڑے لیے جو حیض کے زمانہ میں استعمال کرتی تھی۔

بہرحال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب چادر کے اندر سے نکل کر دوسرے کپڑے پہن کر آئیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انفست یعنی کیا تمہیں حیض آ گیا؟ یہاں نفاس کا لفظ حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ شارح علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ لفظ نفاس حیض کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے اور حیض کا لفظ نفاس کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ حیض و نفاس کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں اور حیض والی عورت کے احکام نفاس والی عورت پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

علامہ خطابی نے فرمایا کہ لفظ "انفست" نون کے زبر اور فاء کے ساتھ ہے جو کہ حاضت کے معنی میں ہے۔

[illegible] تمیں ان میں سے ہے [illegible] سورۃ [illegible] کے [illegible] مشغول ہوتا ہے [illegible] قرآن پاک [illegible] [illegible] مشغول درست ہے۔

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد [illegible] کے متعلق حضرت [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] قرآن پاک کے ارشاد فاعتزلوا النساء فی المحیض [illegible] طریقہ ہے [illegible] اجازت ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے [illegible] تعلق کا ذکر ہے [illegible]

باب مباشرة الحائض

حائضہ کے بدن سے بدن ملانے کا کیا حکم ہے؟ اس کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو الأحوص عن أبي إسحق عن عمرو بن شرحبيل عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر إحدانا إذا كانت حائضا أن تشد إزارها ثم يباشرها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس وقت ہم لوگوں میں سے کوئی عورت حائضہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تہبند مضبوط باندھنے کا حکم فرماتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن سے بدن لگاتے۔

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أنبأنا جرير عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت كانت إحدانا إذا حاضت أمرها رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تتزر ثم يباشرها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم بیویوں میں سے کسی بیوی کو حیض آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تہبند مضبوط باندھنے کا حکم فرماتے پھر اس کے بدن سے بدن لگاتے۔

أخبرنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن وهب عن يونس والليث عن ابن شهاب عن حبيب مولى عروة عن بدية وكان الليث يقول ندبة مولاة ميمونة عن ميمونة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يباشر المرأة من نسائه وهي حائض إذا كان عليها إزار يبلغ أنصاف الفخذين والركبتين في حديث الليث محتجزة به

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (مجمع الزوائد)

یہ حدیث قول ثانی کی دلیل ہے [illegible] اس لئے کہ [illegible] سے مراد [illegible] ہے۔ آپ [illegible] نے ازار [illegible] کا حکم اس لئے دیا کہ [illegible] سے بچنا آسان ہو، اس لئے ازار کے اوپر کا حصہ [illegible] کی حد میں داخل ہے اور [illegible] اور [illegible] کی جگہ [illegible] حرام ہے، اس کے علاوہ جسم سے استمتاع جائز ہے۔

اس ترجمۃ الباب کی احادیث بھی اسی قول ثانی پر [illegible] حضرت امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے۔ یہ حضرات اس کے قائل ہیں کہ [illegible] سے استمتاع [illegible] ہے۔ حائضہ بیوی کے ساتھ [illegible] حرام ہے [illegible] جمہور کی دلیل قرآن سے بھی ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فاعتزلوا النساء فی المحیض، کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔ [illegible] اعتزال کا حکم [illegible] سے اجتناب کا ہے [illegible] سے بچنے کا حکم [illegible] ہے [illegible] کا اعتزال [illegible] سے [illegible] قرآن کی جگہ پر بھی [illegible] فرمایا: ولا تقربوهن حتى يطهرن، اس سے جمہور کی تائید و تقویت ہوتی ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ [illegible] ولا تقربوهن حتى يطهرن سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے اور قربان کا اطلاق [illegible] کے [illegible] حصہ پر ہوتا ہے [illegible] کے قریب جانے کا [illegible] ہے کہ اس کے اندر چلا جائے اس سے شریعت نے منع کیا [illegible] استمتاع [illegible]۔

اس کے بعد دوسرے فریق کا قول یہ ہے کہ [illegible] فرج کے علاوہ باقی جسم [illegible] امام احمد بن حنبل [illegible] محمد بن حسن [illegible] امام [illegible] وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔

ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام بخاری کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کی ہے [illegible] کہ یہود جب ان میں سے کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کے ساتھ [illegible] رکھتے تو صحابہ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے سوال کیا [illegible] ویسئلونک عن المحيض [illegible] آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] سوائے نکاح کے [illegible] کی حدیث میں "اصنعوا كل شئ الا النكاح" فرمایا [illegible] کہ فرج کے علاوہ باقی تمام جسم سے استمتاع جائز ہے۔

جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث "اصنعوا كل شئ الا النكاح" [illegible] حدیث [illegible] کے تحت [illegible] حدیث [illegible] [illegible] حصہ [illegible] سے استمتاع جائز ہے [illegible]

[illegible]

اسی طرح کی طرح ہے جو قرآن حکیم میں ہے فرمایا: واوتیت من کل شیء (سورۃ نمل) بلقیس کو ہر ایک چیز دی گئی تھی۔ یہاں بھی اس سے عموم کل مراد نہیں ہے حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ بادشاہی کے لوازم میں سے سب ضروری ساماں جو ایک بادشاہ کو درکار ہوتے وہ اس کے پاس موجود تھے۔ ایسے ہی یہاں بھی کل شیء سے مراد عموم نہیں ہے بلکہ حدیث اصنعوا کل شیء الا النکاح میں عموم مراد نہیں ہے۔

یا یہ جواب دیا جائے گا کہ اس حدیث میں الا النکاح جو اصنعوا کل شیء کے بعد مذکور ہے یہ ما تحت الازار کے استمتاع سے کنایہ ہے اگرچہ الفاظ کا عموم ان کے بھی شامل ہوتا ہے لیکن یہاں ما تحت الازار کے استمتاع سے کنایہ ہے۔ مطلب یہ ہو گا کہ حائضہ کے ساتھ ہر طرح سب کام کر سکتے ہو صرف ما تحت الازار کے استمتاع سے پرہیز کرو۔

باب تأویل قول الله عزوجل ویسئلونک عن المحیض

اللہ بزرگ و برتر کے قول ویسئلونک عن المحیض کی تفسیر کا بیان

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس رضی الله عنه قال کانت الیهود اذا حاضت المرأة منهم لم یؤاکلوهن ولم یشاربوهن ولم یجامعوهن فی البیوت فسألوا نبی الله صلی الله علیه وسلم عن ذلک فانزل الله عزوجل ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی الآیة فامرهم رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یؤاکلوهن ویشاربوهن ویجامعوهن فی البیوت وان یصنعوا بهن کل شیء ما خلا الجماع۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کی عادت تھی کہ جب ان میں سے کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کے ساتھ کھاتے اور پیتے نہ تھے اور ان کو ایک گھر میں اپنے ساتھ نہ رکھتے تو صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ویسئلونک عن المحیض الخ۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ تم حائضہ عورت کے ساتھ کھاؤ پیو اور اس کو گھر میں اپنے ساتھ رکھو اور اس کے ساتھ سب باتیں کرو سوائے جماع کے۔

تشریح: یہود ایک قبیلہ ہے اس کے جد امجد یہودا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی تھا اس کے نام سے موسوم ہے۔ یہود کے متعلق حیض والی عورتوں کے ساتھ جو طریقے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حائضہ عورتوں کے ساتھ کھاتے پیتے نہ تھے ان کو ایک کوٹھڑی میں اپنے ساتھ رکھنے کی بجائے گھر سے نکال دیتے تھے اس کا یہ برتاؤ زیادتی اور افراط کا تھا جو اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے اسلام نے حیض والی عورت کے ساتھ ایک مناسب طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے چنانچہ باب کی حدیث میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیض والی عورت کے ساتھ رکھنے اور کھانے پینے وغیرہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ویسئلونک عن المحیض الآیۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حیض والی عورت کے ساتھ سب باتیں کرو سوائے جماع کے اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور رہنا سب جائز ہے

جماع سے کنایہ ہے تو تخصیص کرنے سے بچا جا سکتا ہے اور یہ حدیث "فلم یجامعوهن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان" ہر چیز کر لو سوائے جماع کے" بیان ہے "فاعتزلوا النساء فی المحیض" کا کیونکہ اعتزال سے مطلق علیحدہ رہنا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے خاص مخصوص مقام یعنی فرج سے دوری کے اعتبار سے دور رہنا اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا مراد ہے اور اگلی حدیث بھی اسی مذہب کی تائید ہے جیسا کہ یہ باتیں نبی کریم ﷺ کے بیان سے واضح ہیں۔

اس حدیث سے امام محمد بن حسن اور امام احمد نے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے۔ ان کے نزدیک سوائے شرمگاہ کے جسم کے باقی تمام حصوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں چند چیزوں کا ذکر فرمانے کے بعد "وان یستمتع منها کل شیء ما خلا الجماع" فرمایا اور امام مسلم کی روایت میں "اصنعوا کل شیء الا النکاح" ہے اور نکاح کے معنی یہاں حقیقت میں جماع کے ہیں تو کل شیء کے عموم سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے۔

ان کے اس حدیث سے استدلال کا جواب اس باب سے متصل پچھلے باب کے تحت دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے بعض شارحین نے ایک اور جواب دیا ہے کہ یہ حدیث مسلم و نسائی کی حدیث ہے ایک دوسری حدیث کے چنانچہ عبداللہ بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ مجھے میری بیوی سے کیا حلال ہے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ازار کے اوپر ہے یعنی ناف سے گھٹنے تک کے علاوہ سے استمتاع جائز ہے اس کو ابو داؤد نے تخریج کیا ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا تو یہ حدیث مسلم کی حدیث کے معارض ہوئی اور حدیث مسلم کے عموم کو مخصوص کرنے والی ہے۔ اس سے استدلال کر کے انہوں نے ناف سے گھٹنے تک کے علاوہ سے فائدہ اٹھانے کو جائز قرار دیا ہے۔ بہرحال اگر معارض مانا جائے تو ترجیح حدیث ابو داؤد کو ہو گی کیونکہ وہ منع کرتی ہے اور حدیث مسلم اور نسائی سے اباحت ثابت ہے تو احتیاط کے مقام پر منع کو ترجیح دی جائے گی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب ما یجب علی من اتی حلیلته فی حال حیضتها بعد علمه بنهی الله عزوجل عن وطئها

باب اس کے بیان میں کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیض کی حالت میں صحبت کرے اس بات کے جاننے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے حیض والی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے منع فرمایا ہے تو اس شخص پر کیا واجب ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی عن شعبة عن الحکم عن عبدالحمید عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل یاتی امراته وهی حائض یتصدق بدینار او بنصف دینار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی سے اس کے حیض کی حالت میں جماع کرے تو وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دیوے۔

تشریح اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کر لے تو اسے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دینے کا حکم ہے۔

اس باب میں مصنف نے قائم کردہ باب والی سنت جو حدیث نقل کی ہے اس سے ان کا میلان [illegible] بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس شخص پر کفارہ واجب ہے کہ نصف دینار یا ایک دینار صدقہ دے، یہی قول امام احمد [illegible] اوزاعی اور اسحاق کا [illegible] امام شافعی کا قول قدیم بھی اسی طرح ہے۔ ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرے [illegible] ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے الفاظ کا شک ہے [illegible] خون کے ابتدائی دنوں میں صحبت کی ہو تو ایک دینار [illegible] اور آخری دنوں میں جماع کیا ہو تو نصف دینار دے۔ یہ ایک دینار ہے [illegible] قدرت ہونے کی صورت میں [illegible] صدقہ کرے [illegible] اس کا مفصل ذکر آتا ہے۔

قولہ [illegible] حدیث عبدالحمید عن [illegible] هذا الحديث [illegible] قال نعم هو [illegible] ذکر کرنے [illegible] زوجہ سے صحبت کی ہو۔

دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ [illegible] وہ شخص اپنی بیوی سے صحبت کی حالت میں کہ اس کو علم تھا کہ حیض کی حالت میں صحبت کرنا حرام ہے تو وہ اس سے گناہ گار ہوا [illegible] توبہ و استغفار [illegible] معاف ہونے کی امید ہے یہی قول امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام شافعی کا قول جدید ہے [illegible] ایک روایت میں امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور علامہ خطابی نے [illegible] اکثر اہل علم کا [illegible] یہ ہے کہ [illegible] واجب نہیں [illegible] صرف استغفار ضروری ہے اور اس باب کی حدیث جس میں کفارہ کا ذکر ہے [illegible] اس حدیث کے مراتب [illegible] مقطوع بعض حضرات نے اس کو حدیث مرسل کہتے ہیں [illegible] اسناد اور متن کے اعتبار سے بھی مضطرب ہے [illegible] تفصیل [illegible] دیکھی جا سکتی ہے۔

متن کا اضطراب یہ ہے کہ اس حدیث میں [illegible] بدینار او بنصف دینار [illegible] کسی میں فبنصف دینار [illegible] یتصدق بدینار فان لم یجد فبنصف دینار [illegible] روایت میں یتصدق بخمسی دینار آیا ہے [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] حدیث [illegible] وجوب پر استدلال درست نہیں ہے اس لئے [illegible] صرف توبہ و استغفار کرے لیکن [illegible] ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دیدے تو بہتر ہے [illegible] لہذا جمہور پر یہ اعتراض نہ ہوگا [illegible] وجوب کے قائل نہیں [illegible] حدیث ضعیف [illegible] ثابت نہیں [illegible] صحیح [illegible] مستحب ہے کہ دینار [illegible] نصف دینار [illegible] ایک [illegible] تک [illegible]

تقریر جمعیں ہوج

بہرحال جو واقعی ... یا پا ... سے ... ہی ... صرف ... سے ... صدو ... ہونا چاہیے
قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے ... من المحیض ... کے ... اور ... انما ... یا ... ان
الله یحب التوابین ویحب المتطہرین ... ایا جو شخص ... سے ... کی ... پاک ... حاجت ...
اختیار کرنا چاہیے۔ متطہرین ... زیادہ ... باقی ... دیکھے ... لگتے ہے۔

علامہ شیخ ... الرحمن ... فرماتے ہیں ... کی طرف ... کیا ... جاتا ہے۔
رہائش متطہرین سے مراد ... جن ... مقدمہ ... کیا ... ہے
ذکر ... چاہیے ... متطہرین سے ... ہیں ... ہے۔

بہرحال ... کا مرتکب ... صدقہ ... حال ... ہونے ... کے ... کا
روایت ... ایک دینار یا نصف دینار کی مقدار ... ہے ... ہے ... امر ... کا
مثل کا ... ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب ما تفعل المحرمة اذا حاضت

باب اس بیان میں کہ جب محرمہ کو حیض آجاوے تو وہ کیا کرے گی

اخبرنا اسحق ابن ابراهيم قال حدثنا سفيان عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة ؓ قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نرى الا الحج فلما كان بسرف حضت فدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا ابكى فقال مالك انفست قلت نعم قال هذا امر كتبه الله عزوجل على بنات آدم فاقضى ما يقضى الحاج غير ان لا تطوفى بالبيت وضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نسائه بالبقر

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے ... حج ... کے ... کی طرح کا جب مقام سرف میں پہنچے تو مجھ کو حیض ... رسول کریم ﷺ ... رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا ... حیض ... میں نے ... آپ ﷺ نے ... کی بیٹیوں کے ... ہے ... سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے ... اور رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی۔

تشریح اس حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کی ... حضرت ... ؓ کے قول کے مطابق ... ہیں "لا نری الا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ما تفعل النفساء عند الاحرام

اس بیان میں کہ احرام کے وقت نفاس والی عورت کیا کرے گی

اخبرنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی ویعقوب بن ابراھیم واللفظ له قالوا حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمد قال حدثنی ابی قال اتینا جابر بن عبداللہ ﷺ فسألناہ عن حجة النبی صلی اللہ علیه وسلم فحدثنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خرج لخمس بقین من ذی القعدة وخرجنا معه حتی اذا اتی ذا الحلیفة ولدت اسماء بنت عمیس محمد بن ابی بکر فارسلت الی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کیف اصنع قال اغتسلی واستثفری ثم اھلی

اس حدیث حضرت جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ کے پاس گئے تو ان سے نبی کریم ﷺ کے حج کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ حج کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے نکلے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو کہلا بھیجا کہ میں کیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا غسل کرو اور لنگوٹ باندھ لو پھر احرام باندھو۔

تشریح نفاس والی عورت احرام کے وقت غسل کرے گی امام نسائی یہ حدیث اس باب میں اس کے متعلق لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے جو ذوالحلیفہ میں تھیں فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

ذوالحلیفہ میقات ہے اہل مدینہ کا وہاں سے وہ احرام باندھتے ہیں اور وہاں سے آگے بڑھتے ہیں اس کے پاس ایک درخت تھا ایک مسجد ہے وہ مدینہ سے چھ میل کے قریب ہے اور مکہ سے دوری کے اعتبار سے میقاتوں کا سب سے دور میقات ہے جو لوگ ... حضرت علی ؓ نے خوارج سے قتال کیا تھا ...
اسی مقام پر ... حضرت اسماء ؓ کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے ... اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے حضرت ابوبکر ؓ نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا اغتسلی یعنی غسل کرو اور لنگوٹ باندھ لو تاکہ خون کا بہاؤ رک جائے پھر احرام باندھ لو ... حضرت اسماء ؓ کو ... یہ بات معلوم ہے کہ غسل واجب جو حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد ہوتا ہے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ یہ غسل نظافت یعنی صفائی ستھرائی حاصل کرنے اور پاکیزگی کے واسطے ہے اس سے طہارت مقصود نہیں ہے اس لئے حائضہ اور نفاس والی عورت کو بھی یہ حکم دیا گیا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ غسل ... کی طرف سے فرض ہے ... خون کا جاری ہونا ... احرام سے پہلے غسل کرنا ... معاف تصور کرتا ہے۔
فرض غسل احرام کے لئے ... حضرت اسماء ؓ کو ان کی حالت میں غسل کا حکم فرمایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت احرام باندھ سکتی ہے۔

باب دم الحيض يصيب الثوب

باب اس بیان میں کہ حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو کیا حکم ہے

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى بن سعيد عن سفيان قال حدثني ابو المقدام ثابت الحداد عن عدي بن دينار قال سمعت ام قيس بنت محصن ؓ انها سالت رسول الله صلى الله عليه

وسلم عن دم الحيض يصيب الثوب قال حكيه بضلع واغسليه بماء وسدر

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے خون حیض سے متعلق دریافت کیا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو لکڑی سے کھرچ ڈالو اور پانی اور بیری کے پتوں سے دھو ڈالو۔

اخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي عن حماد بن زيد عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن اسماء بنت ابي بكر رضي الله عنها وكانت تكون في حجرها ان امراة استفتت النبي صلى الله عليه وسلم عن دم الحيض يصيب الثوب فقال حتيه ثم اقرصيه بالماء ثم انضحيه وصلي فيه

فاطمہ بنت منذر حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے خون کے متعلق جو کپڑوں میں لگ جاتا ہے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اس خون کو صاف کرو پھر پانی سے رگڑ کر اس کو دھو ڈالو اور اس پر پانی کے چھینٹے مار کر اس میں نماز پڑھ لو۔

تشریح [illegible] حدیث میں بیان کردہ خون [illegible] کے متعلق [illegible] حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت [illegible] نبی کریم ﷺ سے [illegible] کا حکم [illegible] فرمایا۔

[illegible] نبی ﷺ نے [illegible] حکیہ بضلع [illegible] لکڑی سے کھرچ کر [illegible] پانی اور بیری کے پتوں سے دھو [illegible] طریقہ [illegible] کی تعلیم میں پہلے لکڑی سے کھرچنے کا حکم دیا [illegible] کپڑے [illegible] اور پانی [illegible] بیری کے پتوں کو پانی [illegible] مقصود [illegible] کے حصول کے لئے کافی ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نجاست کا ازالہ پانی [illegible] حدیث ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا [illegible] نجاست کو زائل کرنے کے لئے صرف پانی متعین ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کو پانی سے حیض کے خون کو دھونے کا حکم دیا ہے [illegible] خون کی نجاست [illegible] دوسری کوئی صورت [illegible] کا اتفاق ہے [illegible] نجاست کو پاک کرنے کے لئے پانی کا ہونا ضروری [illegible] اس حدیث سے [illegible] صرف پانی ہی سے نجاست کو [illegible] اور پانی کے علاوہ دوسرے مائعات [illegible] سے نجاست کو دور نہیں کیا جا سکتا [illegible] حدیث میں حیض کے خون کو پانی سے دھونے کی جو تعلیم دی گئی ہے [illegible] عام طور پر نجاست کا

زائل کرنا پانی سے ہوتا ہے اس لئے حدیث میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ حدیث میں [illegible] پانی کے علاوہ دوسرے مائعات نہیں ہے، دوسری چیزوں سے نجاست کا زائل [illegible] ثم لتنضحه بماء [illegible] سے اس پر استدلال کرنا کہ نجاست کے لئے پانی لازمی ہے سوائے پانی کے دوسرے مائعات سے تطہیر جائز نہیں ہے قابل تسلیم نہیں ہے۔ [illegible] وغیرہ [illegible] کا پانی مقصد ہے کہ نجاست کا ازالہ پانی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] کیوں کہ اسی حدیث میں [illegible] بھی [illegible] کا قائل نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ حدیث میں "ثم لتنضحه" کے بعد لفظ بماء کا ذکر صرف پانی کے ساتھ ازالہ نجاست ضروری قرار دینے کے لئے نہیں بلکہ اس کا ذکر حدیث میں بطور امر واقعی اور عادی کے آیا ہے اس لئے حنفیہ [illegible] کہتے ہیں کہ پانی کے علاوہ دوسرے مائعات طاہرہ مزیلہ سے بھی تطہیر جائز ہے بشرطیکہ ان میں [illegible] اپنی ذات میں [illegible] نجاست کا ازالہ [illegible] جیسے عرق گلاب وغیرہ [illegible] کی صفت ہے کی طرح یہ صفت دوسرے مائع مزیل میں بھی موجود ہے اس لئے امام ابو حنیفہ [illegible] کے نزدیک پانی کے علاوہ ہر سیال چیز کے ساتھ بھی نجاست کا ازالہ [illegible]

مسئلہ [illegible] حدیث فاطمہ بنت منذر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت اسماء بنت ابی بکر [illegible] سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے [illegible] حدیث میں [illegible] والی عورت [illegible] روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ امام شافعی کی روایت میں [illegible] ہشام سے روایت کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ وہ عورت حضرت اسماء [illegible] [illegible] نام [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] بھی جائز قرار دیا ہے (عمدۃ القاری ۱/ ۲۲)

پھر حال جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے [illegible] تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تحته ثم تقرصه بالماء ثم" [illegible] [illegible] اور [illegible] کہ حدیث باب خون کی نجاست پر [illegible] خون کی نجاست [illegible]

منی استعمال فرمایا اس سے تمام امور کے نزدیک اس حدیث میں تطہیر سے مراد غسل ہے۔ صاحب بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے ... ہے بلکہ کسی عمل کی ادائیگی میں شرط نہیں بلکہ اصل مقصد طہارت و نظافت ہے۔

باب المنی یصیب الثوب

اس بیان میں کہ اگر منی کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہوگا یا نہیں

اخبرنا عیسی بن حماد قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن سوید بن قیس عن معاویۃ بن حدیج عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ سأل ام حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی الثوب الذی کان یجامع فیہ قالت نعم اذا لم یر فیہ اذی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز ادا کرتے تھے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہن کر ہمبستری فرماتے تھے؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں جبکہ اس میں گندگی نہ دیکھتے۔

تشریح اس حدیث سے منی کے ناپاک ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے منی کو اذیٰ سے تعبیر کیا ہے اذا لم یر فیہ اذی فرمایا ہے اور حدیث شریف میں لفظ اذی سے ناپاکی اور گندگی کو مراد لیا جاتا ہے۔ (قالہ العینی) منی کے ناپاک ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ موجود ہیں۔

حضرت مفتی ... علامہ عینی رحمہ اللہ نے اسی موضوع کے تحت مع اس حدیث باب کے پچیس احادیث مرفوعہ و صحیحہ نقل کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ منی نجس و ناپاک ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ امام مالک ثوری اور اوزاعی وغیرہ حضرات منی کو ناپاک کہتے ہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ ایک خاص صورت میں منی جب کپڑے پر خشک ہو جائے تو اس کو کھرچ دینے ہی کو پاک کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں امام مالک اور امام اوزاعی فرک کو کافی نہیں سمجھتے ان کے یہاں ہر صورت میں دھونا ضروری ہے جیسا کہ ... سے معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارے اور امام مالک کے نزدیک منی ناپاک ہے اور احادیث کثیرہ اس کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک منی پاک ہے۔ امام نووی نے فرمایا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ منی عورت اور مرد کی پاک ہے۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں فرک مذکور ہے۔ جو آگے آرہی ہیں وہاں جواب دیں گے۔

باب غسل المنی من الثوب

کپڑے سے منی کو دھونے کا بیان

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللہ عن عمرو بن میمون الجزری عن سلیمان بن یسار عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنت اغسل الجنابۃ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلاۃ وان

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب فرك المني من الثوب

کپڑے سے منی کو کھرچنے کا بیان

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا حماد عن أبي هاشم عن أبي مجلز عن الحارث بن نوفل عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت أفرك الجنابة وقال مرة أخرى المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم

[illegible]

أخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز قال حدثنا شعبة قال الحكم أخبرني عن إبراهيم عن همام بن الحارث عن عائشة رضي الله عنها قالت لقد رأيتني وما أزيد على أن أفركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز ادا فرماتے تھے۔

اخبرنا الحسین بن حریث اخبرنا سفیان عن منصور عن ابراھیم عن ھمام عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنت افرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی۔

اخبرنا شعیب بن یوسف عن یحیی بن سعید عن الاعمش عن ابراھیم عن ھمام عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لقد رایتنی افرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحکہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دیکھتی تو اسے کھرچ دیتی۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا حماد بن زید عن ھشام بن حسان عن ابی معشر عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لقد رایتنی افرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی۔

اخبرنا محمد بن کامل المروزی قال حدثنا ھشیم عن مغیرۃ عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لقد رایتنی اجدہ فی ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحتہ عنہ

اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں منی پاتی تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی۔

تشریح مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ دیتی تھیں اس سے شوافع نے منی کے پاک ہونے پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر منی ناپاک ہوتی تو صرف کھرچ دینا کافی نہ ہوتا بلکہ دھونا ضروری ہوتا البتہ نظافت کے لیے اس کو دور کر دینا بہتر ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ احناف کے نزدیک بھی منی اگر خشک ہو تو کھرچ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اگر تر ہو تو دھونا ضروری ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے اور منی کا ناپاک ہونا دوسری احادیث سے ثابت ہے کھرچنے سے طہارت حاصل ہو جانے کی دلیل یہ نہیں کہ منی پاک ہے بلکہ یہ تطہیر کا ایک طریقہ ہے جیسا کہ موزے پر نجاست لگ جائے تو رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں "لقد رایتنی افرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ ہیں اور "فرک" کے

[illegible] ... جاتی ہے۔

[illegible] ... [illegible]

ہر حال [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... ثابت نہیں ہے۔

[illegible] ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب بول الصبی الذی لم یأکل الطعام

باب اس بیان میں کہ شیر خوار بچہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب کا کیا حکم ہے

...عن مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ام قیس بنت محصن انہا اتت بابن لہا صغیر لم یاکل الطعام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ فبال علی ثوبہ فدعا بماء فنضحہ ولم یغسلہ

[illegible]

اور آپ ﷺ سے اس کو داخل کیا ... حضور ﷺ کے کپڑوں میں پیشاب کر دیا حضور اکرم ﷺ نے پانی منگایا اور اس کو کپڑے پر چھڑک دیا اور اس کو نہیں دھویا۔

أخبرنا مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي فبال عليه فدعا بماء فأتبعه إياه.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے حضور ﷺ کے کپڑے میں پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے پانی منگایا اور اسے کپڑے پر بہا دیا۔

تشریح: بچہ کون تھا اس کا نام نہیں بتایا گیا ایک صحابیہ عورت ہے جس کا نام ام قیس بنت محصن اسدیہ ہے وہ فرماتی ہیں کہ اپنے شیر خوار چھوٹے بیٹے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں لائیں ہو سکتا ہے تحنیک (کوئی چیز چبا کر بچے کے تالو کو لگانا) کرنے کی غرض سے گئی ہوں حضور ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھایا اس نے حضور اکرم ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے پانی منگایا اور اس کو کپڑے پر بہا دیا اور نہیں دھویا یعنی کپڑے کو دھونے کے طریقہ پر مل کر اور نچوڑ کر نہیں دھویا بلکہ غسل خفیف دیا یہی مطلب ہے امام محمد کا۔

چھوٹا بچہ جو کھانا نہیں کھاتا اس کے پیشاب کے نجس ہونے میں تمام ائمہ متفق ہیں سوائے داؤد ظاہری کے لیکن ان کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے تو اگر ایسے بچے کپڑے پر پیشاب کر دیں تو اس کی تطہیر کا کیا طریقہ ہے اس میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل فرق کرتے ہیں کہ لڑکے کا پیشاب ہو تو نضح کافی ہے اور نضح کے معنی وہ بتاتے ہیں کہ پیشاب آلود کپڑے پر اتنا پانی چھڑک دیا جائے کہ وہ پیشاب کے اجزاء سے زیادہ ہو اور نچوڑنے کی شرط نہیں اور بچی کے پیشاب میں غسل کی ضرورت ہے یہ تفریق کہاں سے نکالی اس کے لئے دوسری حدیث ہے جو آگے باب کے تحت آ رہی ہے "يغسل من بول الجارية ويرش من بول الغلام" یہ حدیث ترمذی کی ہے اس لئے امام شافعی اور امام احمد تفریق کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے البتہ لڑکی کے پیشاب کو دھونے میں جس مبالغہ کی ضرورت ہے بچے کے پیشاب میں اس کی ضرورت نہیں اس میں غسل خفیف کافی ہے کیونکہ لڑکے کے پیشاب میں ... کم ہوتی ہے اور وہ زیادہ پھیلتا بھی نہیں بخلاف لڑکی کے پیشاب کے کہ اس میں ... ہوتی ہے اور وہ پھیلتا بھی ہے۔ اور غسل خفیف یہ ہے کہ بغیر رگڑنے اور بار بار بہانے کے صرف موضع نجاست پر پانی کا بہا دینا۔ لغت عرب میں اس کو بھی رش کہتے ہیں۔ امام طحاوی نے معانی الآثار میں فرمایا کہ شیر خوار بچے کے پیشاب کی تطہیر میں رخصت اور تخفیف رکھی ہے اور یہی احادیث کا مقتضیٰ ہے اور احادیث میں بچے کے پیشاب کی تطہیر کے بارے میں مختلف الفاظ آئے ہیں چنانچہ باب کی پہلی حدیث میں "نضح" کا لفظ آیا ہے اور دوسری حدیث میں "اتباع الماء" کا لفظ ہے اور اگلے باب کی حدیث میں "یرش" کا لفظ آیا ہے اور بعض روایت میں "صب" کا لفظ ہے چنانچہ یہ الفاظ مختلف بول صبی کی تطہیر کے بارے میں نقل کئے گئے ہیں اس لئے فرمایا کہ بول صبی کی تطہیر کے بارے میں شریعت کی طرف سے کوئی تاکیدی حکم نہیں اس لئے اس کے پیشاب کو دھونے میں مبالغہ کی ضرورت نہیں بلکہ غسل خفیف کافی ہے اسی

اسی لئے نضح اور رش کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا اور یہ بھی سب دیکھتے ہیں کہ بخلاف ... کے وقت ... مسئلہ واضح ہو جاتا ہے
اسے تمام الفاظ کی روایت کے بعد ... کیا جاتا ہے کہ بعض الفاظ پر مدار نہیں رکھنا چاہئے مثلاً اس بحث مسئلہ میں ... سے نضح
اور رش پر مدار رکھ کر اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا کہ بچہ کے پیشاب میں بھی نضح ہوگا اور انہوں نے دوسرے الفاظ سے قطع نظر کر لی
حالانکہ جناب شیخ ... کے اول ... الفاظ حدیث کی روایت ... سب ... پر عمل
ہو جاتا ہے جیسا کہ ابھی ... مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بچہ ... کے پیشاب ... ضروری ہے
اس پر بچوں کے پیشاب میں غسل ... حضرت ام الفضل ... کے بارے میں ...
کئے گئے ہیں ان میں ہے فاتبعہ ایاہ (... پیشاب پر پانی بہا دیا) اور ... اس بچے کے پیشاب پر ...
... سے ... طور پر ... ہوتی ہے ... "فنضحہ" ...
حنفیہ مالکیہ کہتے ہیں کہ ... اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ... حدیث میں ... اور رش سے ... غسل ہے جیسا کہ ... کے بارے
میں فرمایا فیغسل ... (...) ... غسل ...
حضرت ... کی حدیث میں "واستحبہ" ... کے ... نضح ... اس ... غسل ... کر دیں ...
کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "... لا ... تنضح ... ما ... " ... نضح ...
... رش ... کے معنی ...
... الفاظ ... کے معنی ... اس ... ہے ... حنفیہ ...
ثم ... وصفی ... " ... ہے ... کے معنی ... ہیں

بہرحال ان دلائل ... سے ... روایات میں نضح اور رش کا لفظ آیا ہے ... اس سے مراد غسل ہے اس لئے
بچوں کے پیشاب کی ... میں جو نضح اور رش کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے غسل مراد لیتے ہیں ... کوئی ... کا
... معنی ... حنفیہ ... کہ ... حدیث ... " ... فاتبعہ ایاہ " ... الفاظ ...
... کے معنی ... ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے ... پر ... اسی لئے حنفیہ و مالکیہ نضح
اور رش کو غسل پر محمول کرتے ہیں ... اس طریقہ سے تمام الفاظ ... میں ... کے ... وارد ہوئے ہیں جمع و تطبیق
ہو جاتی ہے اور سب احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔

اب یہ سوال کہ نضح اور رش سے تعبیر ... کیوں کی گئی ہے ... معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کے پیشاب کو زیادہ
مبالغہ کے ساتھ دھونے کی ضرورت نہیں ... جیسا کہ ... "... " ... الخ ...
تفسیر ... لکھا ہے کہ چونکہ ... کا ... اس ... ...
... کہ بچوں کے ... کی ... ہوتا ... جیسا کہ یہاں ہے
اب ... ولم یغسلہ " ... کہ یہاں ... کی روایت میں ... لم یغسلہ ... غسل۔

[illegible] پانی ڈال دیا جائے اور غسل دینے کی ضرورت نہیں [illegible] کی اصل شرح غسل کی نہیں۔

[illegible] نے کہا کہ حدیث کے جز "ولم یغسلہ" [illegible] غسلا بے شک [illegible] فیہ کے بغیر [illegible] روایت سے اس [illegible] معلوم ہوا کہ غسل نہ دیا گیا [illegible] معروف [illegible] کہا کہ غسلا [illegible] جیسے صریح [illegible] "ولم یغسلہ غسلا" [illegible] پانی کے ساتھ [illegible] ہے۔

اب مذکورہ احادیث [illegible] سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ [illegible] کا پیشاب [illegible] نے تفریق [illegible] لڑکی کے پیشاب [illegible] سے [illegible] کے ساتھ دھونا ضروری ہے [illegible] سب بیان کئے گئے ہیں [illegible] پیشاب سے [illegible] زیادہ ہوتا ہے [illegible] لڑکیوں کے [illegible] پیشاب [illegible] کے ساتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے [illegible] پیشاب سے زیادہ [illegible] کے پیشاب [illegible] (پیشاب) [illegible] پیشاب مطلق [illegible] حکم میں فرق کیا گیا ہے۔

تیسری [illegible] فرق ہے لڑکی کے مزاج [illegible] لئے اس کے پیشاب میں [illegible] پیشاب میں [illegible] کے مزاج [illegible] پیشاب کے [illegible] مزاج کا [illegible] فرق [illegible] اور غسل کا [illegible] ہو۔

باب بول الجارية

لڑکی کے پیشاب کا کیا حکم ہے اس کا بیان

أخبرنا مجاهد بن موسى قال حدثنا عبد الرحمن بن مهدي حدثنا يحيى بن الوليد قال حدثني

محل بن خلیفة قال حدثنی ابو السمح قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغسل من بول الجاریة ویرش من بول الغلام

محل بن خلیفہ کہتے ہیں کہ ابو السمح ﷺ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بچی کے پیشاب کو دھویا جائے اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے۔

تشریح ابو السمح [illegible] رسول اللہ ﷺ کا [illegible] ابو السمح کا اصل نام کیا تھا یہ معلوم نہیں ہو سکا [illegible] سوائے اس حدیث کے [illegible] اس حدیث کی صرف [illegible] ہے جو کتاب میں [illegible]

[illegible] اس حدیث [illegible] کے تحت [illegible] باب ذکر الاختلاف علی الاعمش کے تحت [illegible] قال عمر [illegible] [illegible] فرق [illegible] خفیف ہے [illegible] غسل [illegible] فرق [illegible] جیسے حدیث میں آیا سباب المسلم فسوق وقتاله کفر [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] پیشاب کے درمیان جو فرق ہے [illegible] پیشاب [illegible] سے [illegible] (واللہ اعلم)

باب بول ما یؤکل لحمه

باب اس بیان میں کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب کا کیا حکم ہے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید قال حدثنا قتادة ان انس بن مالک حدثهم ان ناسا من عکل قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتکلموا بالاسلام فقالوا یا رسول اللہ انا اهل ضرع ولم نکن اهل ریف واستوخموا المدینة فامر لهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذود وراع وامرهم ان یخرجوا فیها فیشربوا من البانها وابوالها فلما صحوا وکانوا بناحیة الحرة کفروا بعد اسلامهم وقتلوا راعی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستاقوا الذود فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الطلب فی آثارهم فاتی بهم فسمروا اعینهم وقطعوا ایدیهم وارجلهم ثم ترکوا فی الحرة علی حالهم حتی ماتوا

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ قبیلہ عکل کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

...بنے ہوئے ... کی ہدایت ... مدینہ میں مقیم ہوئے ... جب ان کو مدینہ کی آب و ہوا ناموافق ہوئی تو وہ بیمار ہو گئے ... رسول اللہ ﷺ ... نے ان کو ... اونٹ ... کا دودھ اور پیشاب پیا کرو ... جب وہ تندرست ہو گئے ... چرواہوں ... کو قتل کر کے ... مرتد ہو گئے ... نبی کریم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے ... نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے ان کو ... آپ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے ... ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے ... یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

أخبرنا محمد بن وهب قال حدثنا محمد بن سلمة عن أبي عبد الرحيم قال حدثني زيد بن أبي أنيسة عن طلحة بن مصرف عن يحيى بن سعيد عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قدم أعراب من عرينة إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأسلموا فاجتووا المدينة حتى اصفرت ألوانهم وعظمت بطونهم فبعث بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى لقاح له وأمرهم أن يشربوا من ألبانها وأبوالها حتى صحوا فقتلوا رعاتها واستاقوا الإبل فبعث نبي الله صلى الله عليه وسلم في طلبهم فأتي بهم فقطع أيديهم وأرجلهم وسمر أعينهم قال أمير المؤمنين عبد الملك لأنس وهو يحدثه هذا الحديث بكفر أو بذنب قال بكفر

قال أبو عبد الرحمن لا نعلم أحدا قال عن يحيى عن أنس في هذا الحديث غير طلحة والصواب عندي والله تعالى أعلم يحيى عن سعيد بن المسيب مرسل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند دیہاتی قبیلہ عرینہ کے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو گئے وہاں کی مدینہ کی آب و ہوا ناموافق ہوئی (ان کے لئے) یہاں تک کہ ان کے رنگ زرد ہو گئے اور ان کے پیٹ بڑھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی اونٹنیوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے لئے حکم دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیو یہاں تک کہ وہ تندرست ہو گئے پھر انہوں نے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے اور وہ لوگ پکڑے گئے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث امیر المومنین عبدالملک سے بیان کی تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کفر کی وجہ سے یا گناہ کی وجہ سے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کفر کی وجہ سے۔

تشریح پچھلے باب میں مصنف نے ... کے درمیان فرق ... ثابت کیا ہے ... اب ... کے اثبات کے لئے ... پیش کرتے ہیں ... کے بارے میں اختلاف ہے ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب فرث ما يؤكل لحمه يصيب الثوب

باب اس بیان میں کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا گوبر کپڑے پر لگ جائے تو کیا حکم ہے

أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم قال حدثنا خالد يعني ابن مخلد قال حدثنا علي وهو ابن صالح عن أبي إسحاق عن عمرو بن ميمون قال حدثنا عبد الله في بيت المال قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي عند البيت وملأ من قريش جلوس وقد نحروا جزورا فقال بعضهم أيكم يأخذ هذا الفرث بدمه ثم يمهله حتى يضع وجهه ساجدا فيضعه يعني على ظهره قال عبد الله فانبعث أشقاها فأخذ الفرث فذهب به ثم أمهله فلما خر ساجدا وضعه على ظهره فأخبرت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي جارية فجاءت تسعى فأخذته من ظهره فلما فرغ من صلاته قال اللهم عليك بقريش ثلاث مرات اللهم عليك بأبي جهل بن هشام وشيبة بن ربيعة وعتبة بن ربيعة وعقبة بن أبي معيط حتى عد سبعة من قريش قال عبد الله فوالذي أنزل عليه الكتاب لقد رأيتهم صرعى يوم بدر في قليب واحد

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود ﷺ نے بیت اللہ میں ہم سے یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا
رسول اکرم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ان میں سے ایک نے کہا کہ
یہ تماشا تم میں سے کوئی ہے جو نبی اکرم کی ... کون ایسا ہے جو آل فلاں کی اوجھڑی کو اس کے خون کے ساتھ اٹھا لائے پھر ان کو مہلت
دے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ کریں تو اوجھڑی ان کی پیٹھ پر رکھ دے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کہتے ہیں
کہ سب سے بدبخت آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور وہ عقبہ بن ابی معیط تھا وہ اوجھڑی کو لے آیا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب رسول
اکرم ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دیا پھر جب رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ﷺ کو اس
واقعہ کی خبر دی گئی اس وقت وہ چھوٹی بچی تھیں وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور اس اوجھڑی کو حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ سے ہٹایا پھر
جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے اللہ تو قریش کی گرفت فرما اور ان کو گرفت میں لے لے پھر آپ ﷺ نے نام
لے کر فرمایا اے اللہ عمرو بن ہشام کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور
عمارہ بن ولید کو پکڑ لے یہاں تک کہ ... کے ساتھ ... حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کہتے ہیں کہ اس خدا کی
قسم جس نے حضور ﷺ پر کتاب نازل فرمائی میں نے بدر کے دن ان سب کو ... کنویں میں گرا ہوا
دیکھا۔

تشریح امام بخاری کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ... جیسا کہ ماکول اللحم جانوروں
کے پیشاب و پاخانے ... اور ان کی ... کو بھی پاک کہتے ہیں اور ... کی طہارت کے قائل ہیں اور
... سے بھی ... استدلال کرتے ہیں ... کہتے ہیں کہ ... پاک
ہیں اور انہوں نے ان کی طہارت پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔
استدلال اس طرح ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سجدہ میں تھے تو ... عقبہ بن ابی معیط نے
اوجھڑی حضور اکرم ﷺ کی پشت پر رکھ دی مگر اس کے باوجود حضور ﷺ نے نماز ختم نہیں کی نماز کے مکمل ہونے تک
... معلوم ہوا کہ یہ ناپاک نہیں ہے اگر وہ ناپاک ہوتی تو ... ہوتا ... حضور
اکرم ﷺ نماز کو ... توڑ دیتے ... ختم کرتے۔
... حدیث باب سے استدلال ... یہ ... ہے ... نماز ... ہو ... پاک ہے ...
... جس طرح ابتدائی حالت میں طہارت
نماز کے لئے شرط ہے اسی طرح شروع کرنے کے بعد ... کی حالت میں قائم رہنا بھی شرط ہے اور نماز کا کوئی حصہ بدون
طہارت کے درست نہیں ہے ... جمہور کی طرف سے اس حدیث کا جواب دیا گیا ہے کہ ... اوجھڑی کو
... نماز میں ... حضور اکرم ﷺ کو نجاست کا علم نہیں ... نے
... سوال ... اس کا جواب یہ ہے کہ ...

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللهم علیک بهذا الجهل بن هشام الخ [illegible]

باب البزاق يصيب الثوب

کپڑے میں تھوک لگ جائے تو کیا حکم ہے اس کا بیان

أخبرنا علي بن حجر قال حدثنا إسماعيل عن حميد عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أخذ طرف ردائه فبصق فيه فرد بعضه على بعض

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر کا ایک کونہ لیا اس میں تھوکا پھر بعض کپڑے کو بعض پر ڈال لیا۔

أخبرنا محمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبة قال سمعت القاسم بن مهران يحدث عن أبي رافع عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا صلى أحدكم فلا يبزق بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن يساره أو تحت قدمه وإلا فبزق النبي صلى الله عليه وسلم هكذا في ثوبه ودلكه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ [illegible] تم میں سے کوئی شخص نماز [illegible]

[illegible]

تشریح اس روایت سے [illegible] ثابت [illegible] نبی اکرم ﷺ [illegible]

[illegible]

باب بدء التیمم

تیمم کی ابتداء کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره حتى إذا كنا بالبيداء أو ذات الجيش انقطع عقد لي فأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه وأقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فأتى الناس أبا بكر رضي الله عنه فقالوا ألا ترى ما صنعت عائشة أقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم وبالناس وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء أبو بكر رضي الله عنه ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع رأسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا على ماء وليس معهم ماء قالت عائشة فعاتبني أبو بكر وقال ما شاء الله أن يقول وجعل يطعن بيده في خاصرتي فما منعني من التحرك إلا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أصبح على غير ماء فأنزل الله عز وجل آية التيمم فقال أسيد بن حضير ما هي بأول بركتكم يا آل أبي بكر قالت فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا العقد تحته

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ انہیں کے ہاتھ [illegible] سے یہ مقصود ثابت نہیں ہے۔

یہ حال اس حوالہ سے ہونے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] تلاش [illegible] نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا [illegible] لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا تو لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس تکلیف کی شکایت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل [illegible] اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل [illegible] جب بھی آپ پر [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس میں مسلمانوں کے حق میں بہتری پیدا [illegible] ہوئی۔

[illegible] اس روایت سے معلوم ہوا کہ تیمم کا حکم [illegible] اس کا سبب [illegible] سورۂ مائدہ کی آیت [illegible] آیت تیمم [illegible] سورۂ مائدہ [illegible] یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible] ثابت ہو گئے۔

باب التيمم في الحضر

حضر میں تیمم کا بیان

أخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا شعيب بن الليث عن أبيه عن جعفر بن ربيعة عن عبد الرحمن بن هرمز عن عمير مولى ابن عباس رضي الله عنهما أنه سمعه يقول أقبلت أنا وعبد الله بن يسار مولى ميمونة حتى دخلنا على أبي جهيم بن الحارث بن الصمة الأنصاري فقال أبو جهيم أقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم من نحو بئر الجمل ولقيه رجل فسلم عليه فلم يرد عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أقبل على الجدار فمسح بوجهه ويديه ثم رد عليه السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے [illegible] غلام عمیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں [illegible] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن یسار دونوں ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں [illegible] تو انہوں نے [illegible] نبی اکرم ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے [illegible] ایک شخص کی ملاقات [illegible] نبی اکرم ﷺ [illegible]

اُدھر ﷺ سے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک دیوار کے قریب پہنچے پھر آپ نے چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا پھر ... اس شخص کے سلام کا جواب دیا۔

تشریح: من نحو کے معنی کی جانب کے ہیں۔

بئر جمل: یہ مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو اسی نام کے ساتھ مشہور ہے۔

وحمل: سے مراد وہی ابوجہیم انصاری ﷺ ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ حضر کی حالت میں تیمم کرنے کا مسئلہ: مصنف کا استدلال اس حدیث سے اس طرح پر ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضر کی حالت میں سلام کا جواب دینے کے لئے تیمم فرمایا حالانکہ جواب بغیر طہارت کے بھی جائز ہے تو جس شخص کو حضر میں نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اس کے لئے تیمم بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور دوسرے بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے کہ تیمم پانی پر قدرت ہونے کے باوجود صرف مکروہ ہے لیکن جمہور کے نزدیک پانی پر قدرت ہونے کے باوجود تیمم درست نہیں ہے البتہ اگر پانی پر قدرت نہیں اور نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں بحالت حضر بھی تیمم ہو جاتا ہے کیونکہ تیمم کی صورت میں نماز کے ساتھ مشروط ہے اس لئے جس طرح سفر میں علماء کے نزدیک تیمم کی اجازت دی گئی ہے اسی طرح حضر میں لاحق ہو جائے تو تیمم درست ہے البتہ اس مسئلہ کے بارے میں کچھ اختلاف ہے حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن میں نقل کیا ہے کہ امام مالک کے نزدیک اس نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے جس کو حضر میں تیمم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے اور احناف بیان کرتے ہیں کہ تیمم سفر اور مریض کے حق میں ہے جب حاضر اور مقیم شخص جو پانی پر قادر ہو اس کو اس وقت سے نکل جانے کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اس نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔

امام شافعی سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ حضر میں چونکہ پانی کا نہ ملنا شاذ و نادر ہوتا ہے اس لئے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن پانی ملنے کے بعد اس کا اعادہ واجب ہوگا۔

حضرت امام ابو یوسف و امام زفر کی طرف منسوب ہے کہ حضر میں تیمم کر کے نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ پانی پر قادر ہو اگرچہ وقت نکل جائے لیکن امام ابو یوسف کا دوسرا قول جمہور کی طرح ہے جس سے تعلق نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ کی ایک روایت کے مطابق ان سے منقول ہے کہ پانی نہ پانے والے کو جبکہ وہ پانی کی امید رکھتا ہو یعنی غالب گمان ہو کہ آخر وقت تک پانی مل جائے گا پانی کے انتظار میں نماز کو آخر وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے پھر اگر اس نے پانی پا لیا تو اس سے وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر نہیں پایا تو وقت کے اندر ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لے علماء اس قول کی اصل وہ حدیث ہے جس کو دارقطنی نے بحوالہ علی حضرت علی ﷺ سے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "اذا اجنب الرجل فی السفر تلوم ما بینه وبین آخر الوقت فان لم یجد الماء تیمم ثم صلی"

امام ابو حنیفہ سے یہ قول علامہ عینی نے کتاب الصلاۃ للحسن بن زیاد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جو شخص حضر میں پانی نہ پائے اور پانی کی امید رکھتا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ نماز کو آخر وقت تک مؤخر کرے تاکہ طہارت کامل ...

[illegible] واللہ اعلم بالصواب۔

التيمم في الحضر

حضر کی حالت میں تیمم کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال نا محمد قال حدثنا شعبة عن سلمة عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه ان رجلا اتى عمر ﷺ فقال اني اجنبت فلم اجد الماء قال عمر لا تصل فقال عمار بن ياسر يا امير المؤمنين اما تذكر اذ انا وانت في سرية فاجنبنا فلم نجد ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعكت في التراب فصليت فاتينا النبي صلى الله عليه وسلم فذكرنا ذلك له فقال انما كان يكفيك فضرب النبي صلى الله عليه وسلم يديه الى الارض ثم نفخ فيهما ثم مسح بهما وجهه وكفيه وسلمة شك لا يدري فيه الى المرفقين او الى الكفين فقال عمر نوليك ما توليت

[illegible] ومسح بهما الى المرفقين [illegible] الى الكفين [illegible]

اخبرنا محمد بن عبيد بن محمد قال حدثنا ابو الاحوص عن ابي اسحاق عن ناجية بن خفاف عن عمار بن ياسر ﷺ قال اجنبت وانا في الابل فلم اجد ماء فتمعكت في التراب تمعك الدابة فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته بذلك فقال انما كان يجزيك من ذلك التيمم

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عمار [illegible] حضرت عمر [illegible]
[illegible] روایت [illegible] سے متعلق ہے اور یہ [illegible]

لیکن جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلا واقعہ یاد دلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے [illegible] واقعہ [illegible] بیان کیا ہے [illegible] اس بات کا پورا اقتباس [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ [illegible] کے بیان میں کچھ تفصیل بیان کیا ہے۔

دوسری روایت میں بھی [illegible] کی طرف اشارہ ہے [illegible] پہلے تفصیل سے بیان کیا ہے [illegible] التیمم [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] بخوبی واضح ہے۔

ترجمۃ الباب [illegible] حدیث کی مناسبت سے التیمم لجنب [illegible] التیمم فی الحضر [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ [illegible] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] التیمم فی الحضر کا عنوان قائم کیا ہے [illegible] کوئی مناسبت نہیں ہے۔

باب التیمم فی السفر

سفر میں تیمم کا بیان

أخبرنا محمد بن يحيى بن عبد الله قال حدثنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال حدثني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس عن عمار رضي الله عنه قال عرس رسول الله صلى الله عليه وسلم بأولات الجيش ومعه عائشة زوجته رضي الله عنها فانقطع عقد لها من جزع ظفار فحبس الناس

ابتغاء عقدها ذلك حتى أضاء الفجر وليس مع الناس ماء فتغيظ عليها أبو بكر فقال حبست الناس وليس معهم ماء فأنزل الله عز وجل رخصة التطهير بالصعيد الطيب فقام المسلمون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فضربوا بأيديهم الأرض ثم رفعوا أيديهم ولم يقبضوا من التراب شيئا فمسحوا بها وجوههم وأيديهم إلى المناكب ومن بطون أيديهم إلى الآباط

حضرت عمار ﷺ سے روایت ہے [illegible]

[illegible]

تمام [illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

فضربوا بأيديهم الأرض الخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حدیث کی اسناد صحیح ہے اور دار قطنی نے کہا کہ "رجاله كلهم ثقات" کہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

جو حضرات ۔ تشریح وغیرہ کی حدیث میں تیمم کی مسح کہنیوں تک کرنے کا بیان ہے جس سے مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے اس حدیث عمار کا جواب امام بیہقی نے یہ دیا ہے کہ حضرت عمار ؓ نے جس فعل کی حکایت کی ہے کہ صحابہ نے بغلوں تک مسح کیا ہے وہ نقل کا جب ہے حضرت عمار ؓ نے اس کو حضور اکرم ﷺ سے نقل نہیں کیا ہے بلکہ اس کے خلاف نقل کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے جنابت لاحق ہوئی تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا پھر جب نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے لوٹ پوٹ ہونے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ چہرہ اور ہتھیلیوں کا مسح ہی کافی تھا۔

اس جواب کا حاصل یہ ہوا کہ اس حدیث باب میں حضرت عمار ؓ نے یہ نہیں کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے یہ ان صحابہ کا اجتہادی عمل ہے انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ مسح بغلوں تک ہونا چاہئے کیونکہ قرآن میں ایدی کا لفظ ہے اور یدی ہاتھ اس عضو کو کہتے ہیں جو مونڈھے تک ہوتا ہے اس لئے وہ اس سے سمجھے کہ مونڈھے تک مسح ہونا چاہئے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے چہرہ اور ہتھیلیوں کے مسح کا امر فرمایا تو کوئی تعارض نہیں رہا پس صحابہ کا امر نبوی کے مقابل حجت نہیں ہوسکتا۔

قاضی بیضاوی نے کہا کہ ید کندھے تک کے عضو کو کہتے ہیں لیکن مسح کہاں تک ہونا چاہئے اس کی حد نبی کریم ﷺ کے عمل نے مقرر کردی، احادیث میں آپ ﷺ کا جو عمل نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تیمم میں دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں تک فرمایا اور قیاسی دلیل بھی یہی چاہتی ہے کہ یہاں پر مراد یدین سے مرافق یعنی کہنیوں تک ہو اور قیاس سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کا اصل ہے یعنی وضو اصل ہے اور تیمم خلیفہ ہے اس لئے جس طرح وضو میں دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا جاتا ہے اسی طرح تیمم میں بھی مسح کہنیوں تک کرنا فرض ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ابن شاقلی وغیرہ نے کہا کہ اگر صحابہ نے مسح بغل تک یا اوپر تک حضور ﷺ کے حکم سے کیا تھا تو اس کے بعد آپ ﷺ کا جو عمل تیمم کا بیان احادیث میں آیا ہے وہ حکم سابق کے لئے ناسخ ہے کیونکہ اس سے بغلوں تک مسح کا حکم منسوخ ہوگیا اور اگر صحابہ کرام نے بغلوں تک مسح حضور ﷺ کے امر کے بغیر کیا تھا تو شریعت میں حجت وہی ہے جس کا حکم حضور اکرم ﷺ نے دیا کہ تیمم دو ضرب ہیں ایک چہرہ پر مسح کرنے کے واسطے اور دوسری دونوں ہاتھوں کے واسطے کہنیوں تک ہے۔

(رواه جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم)

الاختلاف في كيفية التيمم

تیمم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان

أخبرنا العباس بن عبد العظيم العنبري قال حدثنا عبد الله بن محمد بن أسماء قال حدثنا جويرية عن مالك عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن أبيه عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال تيممت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتراب فمسحنا بوجوهنا وأيدينا إلى المناكب.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے [illegible] یا [illegible]
[illegible] کیا آپ ﷺ نے [illegible]

تشریح [illegible] ﷺ [illegible] تیمم [illegible]
[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

نوع آخر من التیمم والنفخ فی الیدین

تیمم کی ایک اور صورت اور دونوں ہاتھوں میں پھونک مارنے کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا سفیان عن سلمة عن ابی مالک وعن سلمة عن عبدالله بن عبدالرحمن بن ابزی عن عبدالرحمن بن ابزی قال کنا عند عمر فاتاہ رجل فقال یا امیر المومنین ربما نمکث الشهر والشهرین ولا نجد الماء فقال عمر اما انا فاذا لم اجد الماء لم اکن لاصلی حتی اجد الماء فقال عمار بن یاسر تذکر یا امیر المومنین حیث کنت بمکان کذا وکذا ونحن نرعی الابل فتعلم انا اجنبنا قال نعم قال اما انا فتمرغت فی التراب فاتینا النبی صلی الله علیه وسلم فضحک فقال ان کان الصعید لکافیک وضرب بکفیه الی الارض ثم نفخ فیهما ثم مسح وجهه وبعض ذراعیه فقال اتق الله یا عمار فقال یا امیر المومنین ان شئت لم اذکرہ قال لا ولکن نولیک من ذلک ما تولیت۔

[illegible] عمر رضی اللہ عنہ [illegible] کی خدمت میں [illegible] امیر المومنین [illegible] ایک مہینہ [illegible] دو مہینہ تک [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

نوع آخر من التيمم

تیمم کی ایک اور قسم

أخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن أبزى عن أبيه أن رجلا سأل عمر بن الخطاب عن التيمم فلم يدر ما يقول فقال عمار أتذكر حيث كنا في سرية فأجنبت فتمعكت في التراب فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال إنما كان يكفيك هكذا وضرب شعبة بيديه على ركبتيه ونفخ في يديه ومسح بهما وجهه وكفيه مرة واحدة

[illegible] سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے تیمم کے بارے میں [illegible]

کیا تو حضرت عمار ﷺ نے جواب دینے سے پہلے حضرت عمر ﷺ سے کہا امیر المومنین کیا آپ کو وہ واقعہ یاد ہے جب ہم دونوں ایک سریہ میں تھے اور مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اس طرح کرنا کافی تھا اور شعبہ نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر مارے اور پھونک ماری پھر ان سے ایک ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا اور یہ بات کہی۔

تشریح عن ذر: ذر کی اس حدیث کو اس سند کے ساتھ بیان کرنے کے بعد ... ابن عبد الرحمن ... ذر بن عبداللہ ہمدانی کوفی ہے جو ہمدان کا ایک بڑا قبیلہ ہے نسبت کے وقت مرہبی کہا جاتا ہے۔ ابن معین، نسائی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ابو حاتم اور بخاری نے کہا کہ وہ صدوق تھے لیکن مرجئہ تھے اور امام ابوداؤد نے کہا کہ وہ مرجئہ تھے اس لئے ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر نے ان کی روایت کو چھوڑ دیا۔ مرجئہ ایک جماعت ہے جن کے ہاں اعمال اضافی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نجات کے لئے صرف ایمان کافی ہے)

عبدالرحمن بن ابزیٰ کی اس روایت کو امام نسائی نے یہاں عمرو بن مرہ کی سند سے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے اس روایت میں صرف اتنا آیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے سوال کیا کہ جنابت سے طہارت حاصل کرنے کے لئے تیمم درست ہے یا نہیں وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا جواب دیں یعنی سائل کو مناسب جواب جس سے وہ مطمئن ہو جائے مل سکے بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ "لا تصل" یعنی اس صورت میں جب تک پانی نہ ملے تو نماز نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ رکو تو بہتر تھا

بہر حال اس روایت کے الفاظ "فلم یدر ما یقول" سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر ﷺ سائل کے سوال کا صحیح جواب نہ دے سکے لیکن سوال یہ ہے کہ اس روایت کے بعض طرق میں آیا ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے سائل کو جواب دیا کہ جنابت لاحق ہونے کی حالت میں جب تک تم کو پانی نہ ملے نماز نہ پڑھو چنانچہ پیچھے "باب التیمم فی الحضر" کے تحت کی روایت میں "فقال عمر لا تصل" کے الفاظ آئے ہیں اسی طرح اگلے عنوان کے تحت کی حدیث میں بھی اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں چنانچہ دونوں قسم کی روایات میں تضاد ہے۔ علامہ سندھی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ انسان کے سامنے تیمم اور آسان حکم موجود ہونے کے باوجود وہ خاص اپنے شخص کے حق میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے جس میں شدت ہو تو اس بناء پر بعض راویوں نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے سائل کے سوال کے جواب میں "لا تصل" فرمایا گویا اس نے لا تصل کو حضرت عمر ﷺ کا قول قرار دے دیا ہے۔

بہر حال حضرت عمر ﷺ نے سوال کرنے والے شخص کو یہ نہیں بتایا کہ تم کو جنابت لاحق ہونے کے بعد اگر پانی نہ ملے تو ایسی صورت میں تیمم کیا کرو بلکہ فرمایا کہ میں تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھوں گا جب تک مجھے پانی نہ ملے اسی مجلس میں حضرت عمار ﷺ بھی موجود تھے انہوں نے پورا قصہ بیان کیا تاکہ سائل سے بات واضح ہو جائے کہ جنابت کے لئے بھی تیمم جائز ہے اس پر حضرت عمر ﷺ کا کیا رد عمل تھا اس کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے اس لئے کہ یہ روایت مختصر ہے البتہ اگلے عنوان کے تحت کی مفصل روایت میں آیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا "اتق اللہ یا عمار" الخ "اس کا مفہوم

[illegible]

نوع آخر من التيمم

تیمم کی اور ایک قسم

[illegible]

نوع آخر

تیمم کی ایک اور کیفیت

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

گیا ہے جس کا مقصود تیمم ... بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک ضربہ پر اکتفاء کیا اور اسی سے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا کیونکہ اس میں کفین کا لفظ استعمال ہوا ہے جو پہنچوں تک پر بولا جاتا ہے ... بقول حافظ ابن عبدالبرؒ حضرت عمار ﷺ سے جتنے آثار مروی و منقول ہیں چونکہ ان میں اکثر آثار میں ایک ضربہ کا بیان ہے اور مرفقین والی احادیث جو ان سے نقل کی گئی ہیں وہ مضطرب ہیں اس لئے امام احمد بن حنبلؒ نے ضربہ واحدہ والی روایت کو اختیار فرما کر اس سے استدلال کیا ہے اس کے مقابلہ میں جمہور ائمہ کا استدلال حضرت جابر ﷺ ... کی احادیث سے ہے حضرت جابر ﷺ کی ایک قولی حدیث مرفوع منقول ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین"۔

حاکم نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ذہبی نے بھی اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے اور دارقطنی نے کہا کہ اس کے رجال سب ثقہ ہیں لیکن اس حدیث پر ابن الجوزی نے ایک اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک راوی عثمان بن محمد الانماطی ہے اس کے بارے میں ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ عثمان بن محمد میں کلام کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے اس اعتراض کو مسترد کر دیا ہے کہ چونکہ ابن الجوزی کی یہ جرح مقبول نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ کلام کس نے کیا ہے ... اس راوی سے ... نے ... ابوبکر بن ابی عاصم نے روایت کی ہے اور ابن ابی حاتم نے بغیر جرح کے اس کو ذکر کیا ہے اور ابن حجرؒ نے تقریب میں کہا کہ یہ راوی مقبول ہے اور ... نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس حدیث کو مرفوعاً روایت کرنا ثقات محدثین کی جماعت کے خلاف ہے جو اسے موقوف نقل کرتی ہے ... ابن دقیق العید ... کہتے ہیں "... روایۃ ..." ... حدیث کو ... روایت کیا ہے ... اور دارقطنی نے طریق ... روایت کرنے کے بعد کہا "والصواب موقوف"۔

لیکن یہ اعتراض بھی ... (۱/۱۱۲) میں اس کا جواب دیا ہے کہ اس روایت کو شاذ قرار دینا درست نہیں کیونکہ (مرفوعاً روایت کرنا) ثقہ راوی کی زیادتی ہے جو مقبول ہے ... ابونعیم کی روایت مخالف نہیں ہے کیونکہ مرفوع حدیث اور موقوف کے درمیان ... فرق ہے ... کے معنی ... ہے ... کے اصحاب میں سے سوائے ابونعیم نے عثمان بن محمد کی ... مخالفت نہیں کی اور دونوں ثقہ ہیں اس لئے عثمان بن محمد کی روایت کو شاذ نہیں کہہ سکتے ... دارقطنی نے ... "والصواب موقوف" درست نہیں۔

جمہور کی دوسری دلیل حضرت جابر ﷺ کی حدیث مرفوع ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین" ... حضرت جابر ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی اسناد میں ... ہے ... ابوحاتم اور ... نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب میں فرمایا کہ ... نے ... کے بارے میں فرمایا "..." اور یحییٰ بن القطان نے ... "لیس بہ بأس" اور امام ... سے ... تاریخ

[illegible]

جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا سیاق بتلا رہا ہے کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کا مقصد صرف یہ تھا کہ حضرت عمار کو صورت ضرب کی دکھا دیں کہ جنابت سے پاک ہونے کے لئے اس طرح کرنا کافی تھا مٹی میں لوٹنا درست نہیں، تیمم کی پوری کیفیت بیان کرنی مقصود نہ تھی جس طرح حضور ﷺ نے دکھایا اسی طرح حضرت عمار ؓ نے تعلیم فرمائی روایت کی اسی لئے دوسری روایات جو حضرت عمار ؓ سے تیمم کے بارے میں آئی ہیں ان میں صراحتہً دو ضربیں مذکور ہیں اور مرافقین سے اسی حدیث میں دیا ہے یعنی دونوں ہاتھ کہنیوں تک ہیں کل پر جزء کا اطلاق کیا گیا ہے یا مراد یہ ہے ظاہر کفین پر مسح باقی کے مسح کیا ہے۔ غیر مقلد کہتے ہیں جزء بول کر کل مراد لیں اس کی کوئی نظیر نہیں مگر ان کی یہ بات غلط ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے "کباسط کفیه الی الماء لیبلغ" تو کباسط کفیه سے صرف ہتھیلیاں یا پھیلانا مراد نہیں بلکہ پورے ہاتھ کا پھیلانا مراد ہے اسی طرح حضرت عمار ؓ کی حدیث میں سمجھیں۔

بہر حال تقریر مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمار ؓ کو تیمم سکھلانا نہیں بلکہ ان کو ایک معہود طریقہ کی طرف بطور اشارہ متوجہ کرنا مقصود تھا اور معہود طریقہ یہ تھا کہ حدث اصغر میں کہنیوں تک مسح کیا جاتا ہے وہی طریقہ جنابت کی حالت میں بھی کافی ہے زمین پر لوٹ لگانے کی ضرورت نہیں اس کی نظیر وہ حدیث غسل ہے جس میں حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے فرمایا "انما یکفیک ان تحثی رأسک ثلاث حثیات" یعنی غسل جنابت میں تمہارا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین لپیں پانی سے چوٹی کھولنے کی ضرورت نہیں اس میں مقصود ادائے سنت تھی اور غسل صحیح ہو جائے گا۔ کہ یہیں فرمایا کیونکہ مقصود یہاں نقض شعر کی ضرورت نہ ہونے کا بیان تھا پورے غسل کی تعلیم مقصود نہیں تھی اسی طرح حضرت عمار ؓ کی حدیث میں "انما کان یکفیک هکذا" سے تعبیر کا یہ مطلب نہیں کہ ایک ضرب اور کفین کا مسح کافی ہے بلکہ اس تعبیر سے حضور ﷺ کا مقصد یہاں صورت ضرب اور نفی تمعک تھا پورے تیمم کا طریقہ بیان کرنا مقصود نہ تھا کیونکہ حضرت عمار ؓ کو پہلے سے تیمم فی الحدث کا علم تھا اس ارشاد مذکورہ سے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو صرف کافی ہے بالخصوص اس اختلاف میں اس توجیہ مذکور کی تائید حضرت عمار ؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو مسند بزار میں نقل کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "فامرنا فضربنا واحدة للوجه ثم ضربة اخرى الى المرفقين"۔

حافظ ابن حجر نے اس کی سند حسن قرار دی ہے کی تحسین کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمار ؓ کو حدث اصغر کا تیمم پہلے معلوم تھا مقصود یہ کہ ﷺ نے پچھلے کام [illegible] کی طرف متوجہ فرما دیا۔

بعض حضرات نے ایک اور جواب یہ دیا ہے کہ فریق مخالف یعنی غیر مقلدین نے جس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے اس کا استدلال درست نہیں ہے کیونکہ جس روایت میں وحدت کی تصریح ہے وہ ایک ضرب سے زیادہ کی نفی پر دلالت نہیں کرتی ہیں اسی طرح جن روایات میں وحدت کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان میں صرف ضرب کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی نفی زائد پر دلالت نہیں کرتی ہیں البتہ طریق مسلم میں ان سے نفی زائد ثابت ہوتی ہے اور استدلال بالمفہوم کے ذریعہ سے مقابل پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی اب وہ روایات معارضے سے محفوظ ہیں جو ضرب ثانی کو ثابت کرنے والی ہیں۔

[illegible]

... والوجه والذراعين الخ [illegible]

[illegible]

باب تیمم الجنب

جنبی کے تیمم کا بیان

[illegible]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کی یہ بات نہیں سنی جو انہوں نے حضرت عمر سے کہی تھی کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے کسی ضروری کام سے ایک جگہ بھیجا تھا وہاں میں جنبی ہو گیا اور غسل کا پانی نہیں ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا پھر میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کو اس طرح کرنا کافی تھا پھر حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمار رضی اللہ عنہ کی بات سے اطمینان نہیں ہوا تھا۔

تشریح مصنف نے اس حدیث میں جنبی کے لئے تیمم کے مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے مناظرہ کو نقل کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی جنبی کو تیمم کی اجازت نہیں دیتے تھے اس موضوع پر ان کا مناظرہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہوا، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ محدث اور جنبی دونوں کے لئے جواز تیمم کے قائل تھے اس لئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اولم تسمع قول عمار لعمر رضی اللہ عنہ الخ" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا "اولم تر عمر لم یقنع بقول عمار" کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی اس بات سے اطمینان نہیں ہوا تھا بلکہ فرمایا "اتق اللہ یا عمار" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس جرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث بیان کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد نہیں رہا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمار کے ساتھ نبی ﷺ کی اس مجلس میں حاضر تھے جہاں حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ارشاد فرمایا "انما کان یکفیک ان تقول هکذا الخ"۔

بہرحال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جواب سے مطمئن ہو کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب خود ہی ایک واقعہ سے دوسرے استدلال کرتے ہوئے مجبور ہو گئے ... اس مختصر روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسرا استدلال پیش کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دیجئے آپ سورۂ مائدہ کی آیت تیمم کے بارے میں کیا جواب دیں گے تو جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن سے استدلال کیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے عموم کو تسلیم کیا کہ اس کا حکم محدث اور جنب دونوں کو شامل ہے لیکن قرآن کا ان کو کوئی جواب نہیں ملا البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور انداز کی سد باب کا خیال اور احتیاط سے کام لیتے ہوئے صرف اتنی بات فرمائی کہ اگر ہم جنبی کو تیمم کی اجازت دیں گے تو کوئی بعید نہیں کہ اس کا حال یہاں تک پہنچ جائے کہ تھوڑی سی سردی میں بھی غسل کو چھوڑ کر تیمم کرنے لگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی کسی وقت جنبی کے لئے تیمم کے قائل ہو گئے تھے البتہ احتیاط اور سد ذریعہ کے پیش نظر جنبی کو تیمم نہ کرنے دیتے تھے جو ان کی اجتہادی بات تھی چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شقیق بن سلمہ سے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وجہ سے تیمم کے جواز کا حق نہیں دیتے تھے شقیق بن سلمہ نے جواب دیا یہی بات کہی گئی ہے۔
تیمم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس بات کی طرف رجوع کر لیا تھا کہ جنبی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرے گا۔

اس سے دوسری بات بھی واضح ہوگئی کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جس آیت تیمم سے استدلال کیا تھا اس میں ہے **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ** جس سے معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ملامست سے مراد مس بالید ہے اس لئے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی دلیل کا کوئی جواب نہیں۔ ورنہ اگر ملامست سے مراد جماع ہوتا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہہ سکتے تھے کہ اے ابو موسیٰ تم جس آیت تیمم سے احتجاج کر رہے ہو اس کا جنابت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس میں حدث اصغر کی بات ہے ملامست سے مراد جماع نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مس بالید ہے لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی طرف ملامست کے معنی بیان کرنے میں کہ ہاتھ سے مس کرنے میں وہ بھی متفق ہیں۔

باب التیمم بالصعید

مٹی سے تیمم کرنے کا بیان

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللہ عن عوف عن ابی رجاء قال سمعت عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا معتزلا لم یصل مع القوم فقال یا فلان ما منعک ان تصلی مع القوم فقال یا رسول اللہ اصابتنی جنابۃ ولا ماء قال علیک بالصعید فانہ یکفیک

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ الگ بیٹھا ہے اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں تم کو قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا۔ اس شخص نے کہا مجھ کو جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر پانی نہیں ہے تو مٹی سے تیمم کر لو بیشک وہ تمہارے لئے کافی ہے۔

تشریح تیمم صرف مٹی سے ہوتا ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے فقہاء کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تفصیل ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تیمم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو بشرطیکہ وہ ایسی ہو جیسا کہ مٹی ریت پتھر وغیرہ امام مالک کا قول بھی اسی طرح ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ابن حزم بھی اسی کے قائل ہیں امام شافعی، امام احمد اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم جائز نہیں ہوتا مگر مٹی سے امام ابو یوسف بھی اسی کے قائل ہیں امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا** اور صعید نام ہے روئے زمین کا اس کا معنی ہے جیسا کہ ثعلب

واتب طبری، ابوعبیدہ، زجاج وغیرہ سے منقول ہیں اور زجاج نے جو لغت کا مستند بڑا عالم ہے معانی القرآن میں کہا صعید روئے زمین کو کہتے ہیں خواہ وہ مٹی ہو یا پتھر ہو جس پر مٹی نہ بھی ہو۔

ابو اسحاق زجاج نے کہا "لا اعلم اختلافا بین اھل اللغة" کہ میں نہیں جانتا کہ اہل لغت میں سے کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو۔ اسی لئے امام بیضاوی جو شافعی المسلک ہونے کے لفظ صعید کی تفسیر میں اس کے معنی تحریر کئے وجہ الارض ہیں ہے "الصعید تراب او وجه الارض" یعنی صعید مٹی یا روئے زمین (زمین کی سطح) کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ صاحب قاموس کی تفسیر کے مطابق لفظ صعید کے دو معنی ہوئے تو کہاں سے معلوم ہوا کہ اس جگہ صعید سے مراد روئے زمین ہے تو اس کا جواب تفسیر مظہری میں ہے کہ اگر چہ لفظ صعید تراب اور وجہ ارض کے معنی میں مشترک ہے جیسا کہ صاحب قاموس نے کہا لیکن یہاں مراد وجہ ارض ہے نہ کہ تراب اس پر قرینہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جو سورہ مائدہ میں ہے۔ "ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج" کیونکہ تراب ہی کو ضروری قرار دینے میں حرج ہے خصوصاً ان لوگوں پر جو قابل زراعت میدان میں آباد ہیں! عادی جو مٹی یا ریگستان یا پہاڑی زمین میں آباد ہیں وہاں سے اٹھا کر لانا مٹی کا دشوار ہے تیمم کیسے کریں گے والحرج مدفوع شرعا اس لئے قرینہ ارشاد باری تعالیٰ یہاں صعید سے مراد روئے زمین ہے۔

اور حدیث سے امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے "جعلت لی الارض مسجدا وطهورا" کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی الارض سے مراد یہاں جنس زمین طہور ہے۔

نیز ایک حدیث میں آیا ہے "ایما رجل ادرکته الصلوة فلیصل" جس آدمی کو جہاں نماز کا وقت آ جاوے وہاں نماز پڑھ لے اور یہ حدیث تیمم کے باب میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ ابو امامہ کی حدیث سے واضح ہے۔ ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث مطلق ہے کہ کلا زمین سے خاص ہو یہ زمین کی جنس پر ہے لیکن کبھی ریت میں کبھی شور زمین اور کبھی پہاڑی میں ہر طرح کے مقام پر نماز کا وقت پا لے گا اور امام احمد کی روایت میں ہے "فعنده طهوره ومسجده" یعنی وہ شخص وہاں نماز پڑھ لے جہاں نماز کا وقت آ جائے کیونکہ اس کی طہارت تیمم اور جائے نماز اس کے پاس ہے۔

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے "جعلت لی کل ارض طیبة مسجدا وطهورا" اس کو احمد، ابن ابی داود نے اس کو اسناد صحیح روایت کیا ہے۔ (کما قال الحافظ فی الفتح)

تو ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے تمام اجزاء طہور ہیں جیسا کہ اس کے تمام اجزاء بالاتفاق جائے سجدہ ہیں لہذا زمین کے تمام اجزاء میں سے جس مقام پر نماز جائز ہے اس سے تیمم بھی درست ہے بشرطیکہ وہ زمین کی جنس سے ہو اور اس کے لئے قابل زراعت ہونا بھی شرط نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی وغیرہ کا استدلال حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے اس میں آیا ہے "جعلت لنا الارض کلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا اذا لم نجد الماء" کہتے ہیں یہ حدیث خاص ہے لہذا اسی پر عام جس میں مطلق

[illegible] الصعید الطیب وضوء المسلم [illegible]

[illegible]

باب الصلوات بتیمم واحد

ایک تیمم سے کئی نمازوں کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں اس کا بیان

اخبرنا عمرو بن هشام قال حدثنا محمد عن سفیان عن ایوب عن ابی قلابة عن عمرو بن بجدان عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

وذلك حتى طهرت في مالك لي "تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا "الصعيد الطيب وضوء المسلم" یعنی پاک مٹی مسلمان کے لیے وضو ہے اگرچہ دس برس تک پانی نہ ملے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم کی طہارت عارضی نہیں ہے بلکہ پانی ملنے تک باقی رہتی ہے اور جمہور کے نزدیک اللہ وضوء المسلم فرمانا بھی اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے کہ تیمم کا استعمال مخصوص وقت تک ہی محدود نہیں بلکہ وضو مسلم کہا گیا ہے۔

جمہور ائمہ اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے، وقت نکلنے سے اس کی طہارت ختم نہیں ہوتی، اور حدیث میں دس برس کا ذکر مبالغہ کے لیے ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تک پانی نہ ملے پاک مٹی مسلمان کے لیے وضو ہی کے حکم میں ہے۔

جو حضرات اس حدیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک تیمم سے متعدد نمازیں جائز ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ جس صورت میں پانی نہ ملے وضو باقی رہے گا اور ایک تیمم سے جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتا ہے، ایک وقت میں متعدد فرض و نوافل پڑھنا امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا مذہب ہے، امام شافعی اور دیگر حضرات کا مسلک یہ ہے کہ ہر فرض کے لیے مستقل تیمم کرے، ان کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جس میں ہے "لا يصلي بالتيمم أكثر من صلوة واحدة" (رواہ الدارقطنی والطبرانی)۔

حنفیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی حسن بن عمارہ ضعیف ہے، دارقطنی اور بیہقی وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اس لیے یہ حدیث قابل استدلال نہیں، نیز حضرت ابوذر کی حدیث "الصعيد الطيب وضوء المسلم" صحیح ہے، اور حضرت حسن بصری سے بھی مروی ہے "التيمم بمنزلة الوضوء" حضرت حسن کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ وضو کی طرح تیمم بھی ایک مستقل طہارت ہے، اور امام بخاری نے بھی اسی کے مطابق باب قائم کیا ہے، یہ مسلک احناف کی تائید ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ (واللہ اعلم)

باب فيمن لم يجد الماء ولا الصعيد

باب جو شخص نہ پانی پائے اور نہ پاک مٹی تو وہ کیا کرے گا

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال أنبأنا أبو معاوية قال حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم أسيد بن حضير وناسا يطلبون قلادة كانت لعائشة نسيتها في منزل نزلته فحضرت الصلاة وليسوا على وضوء ولم يجدوا ماء فصلوا بغير وضوء فذكروا ذلك لرسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل آیۃ التیمم قال اسید بن حضیر جزاک اللہ خیرا فواللہ ما نزل بک امر تکرھینہ الا جعل اللہ لک وللمسلمین فیہ خیرا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور چند لوگوں کو ہار تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور وہ ہار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا جو ان کے گلے سے گر گیا تھا اور وہ بھول گئی تھیں اس مقام پر جہاں اصل میں سے ہار گم ہو گیا تھا نماز کا وقت آ گیا اور وہ لوگ بغیر وضو کے تھے اور ان کو پانی نہ ملا تو لوگوں نے بغیر وضو کے نماز ادا کی۔ ان لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اللہ عزوجل نے آیت تیمم نازل فرمائی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ سے اللہ عزوجل اچھا بدلہ عطا فرمائے جب بھی آپ کو کوئی ناپسندیدہ واقعہ پیش آیا جو آپ کی ناگواری کے باعث ہے تو اللہ عزوجل نے اس کے باعث آپ کے اور مسلمانوں کے حق میں بھلائی اور آسانی پیدا فرما دی۔

اخبرنا محمد بن عبدالاعلی قال حدثنا امیۃ بن خالد قال حدثنا شعبۃ ان مخارقا اخبرھم عن طارق ان رجلا اجنب فلم یصل فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال اصبت فاجنب رجل آخر فتیمم وصلی فاتاہ فقال نحو ما قال للآخر یعنی اصبت

طارق سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو جنابت ہو گئی اس نے نماز نہیں پڑھی اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا پھر ایک اور آدمی کو جنابت لاحق ہوئی تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی وہی ارشاد فرمایا جو دوسرے کو ارشاد فرمایا تھا یعنی تم نے ٹھیک کیا یہ عمل درست ہے۔

تشریح علامہ سندھی نے لکھا ہے کہ بظاہر اس ترجمہ سے مصنف کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص پانی نہ پائے اور نہ پاک مٹی تو ایسی صورت میں وہ بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے جب نماز کا وقت آ جائے اور حدیث میں اس کا اعادہ نہیں کرے گا اس بات پر استدلال حدیث باب سے کیا ہے استدلال اس طرح سے کیا ہے کہ وہ مشروعیت تیمم سے قبل کا واقعہ ہے بعد والی حدیث کی جگہ رکھ دی ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اس وقت تک تیمم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو گویا مٹی موجود نہ تھی اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس پانی نہیں تھا اس لیے وہ حضرات مثل فاقد الطہورین کے ہو گئے اس سے اس باب میں بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھی پھر آیت تیمم نازل ہونے کے بعد اعادہ کا حکم نہیں دیا گیا ان حضرات کو اس نماز کا۔ علامہ سندھی نے تفصیل اس طرح سے لکھی ہے کہ یہ اس ارشاد نبوی کے موافق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم او کما قال" یعنی جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس پر عمل کرو معلوم ہوا تکلیف بقدر استطاعت ہے جب پانی اور مٹی دونوں نہ ہوں تو اس صورت میں انسان کی آخری استطاعت یہی ہو سکتی ہے کہ اسی حالت میں بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے اور چونکہ غیر مستطیع کا مکلف نہیں اس لیے وہ درست ہے اور

یہ دلیل غیر مستقل ہے اس سے مستقل ساقط نہیں ہوگا۔ یہی بات قیاس اور اصول کے موافق ہے کیونکہ شرط صلوٰۃ بھی وضو اور تیمم معذور ہونے کی صورت میں اس کا نہ ہونا مضر نہیں بنایا گیا ہے لیکن اس سے اس کو جس شرط کی بھی نماز کا مکلف بنایا گیا ہے وہ ساقط نہیں ہو سکتی جیسا کہ ستر عورت، طہارت ثوب اور طہارت مکان وغیرہ کا حال ہے یعنی ان میں سے کسی بھی شرط کے معدوم ہونے سے نماز کا مطالبہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ انسان کے ذمہ ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ادا کرے پھر اعادہ نہ کرے اسی طرح طہارت کا معاملہ ہے وہ شرط صلوٰۃ ہے اور پانی اور مٹی نہ ملنے کی صورت میں اس کی تکلیف ساقط ہو جانے سے مشروط کی تکلیف ساقط نہ ہوگی اس لئے یہی بات صحیح ہے کہ بدون طہارت کے نماز پڑھے پھر اعادہ کی ضرورت نہیں بلکہ تعذر رکن بھی باقی ارکان کی تکلیف کو ساقط نہیں کرتا ہے تو تعذر شرط تکلیف مشروط کو کس طرح ساقط کرے گا مثلاً اگر بعض اعضائے وضو کا غسل زخم کی وجہ سے متعذر ہو تو باقی اعضاء کا دھونا ساقط نہ ہوگا اور بعض اعضاء کا غسل متعذر ہونے سے وہ ساقط ہو جائے گا اسی طرح جب قرأت فی الصلوٰۃ سے عاجز ہو جائے تو رکوع و سجود وغیرہ سے عاجز نہیں ہے تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی ہے۔

غرض مصنف کے کلام سے اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ فاقد الطہورین نماز پڑھے اور پھر اس کا اعادہ نہ کرے اسی طرح امام بخاری کے کلام سے ان کا میلان اس جانب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی حالت میں بدون طہارت کے نماز ادا کرے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

علامہ سندھی کی اس توجیہ کے مطابق امام بخاری نے اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل کی موافقت کی ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ نماز کا وقت آنے کے بعد جو شخص نہ پانی پائے اور نہ مٹی وہ اسی حال میں بغیر طہارت کے نماز پڑھے اور پھر اس کا اعادہ نہ کرے لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مصنف کے مقصد اور مسلک کو جس طرح علامہ سندھی نے پیش کیا ہے وہ مقصد حدیث باب سے کس طرح ثابت ہو سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ حدیث باب سے اس کا ثبوت مشکل ہے کیا کوئی یقین سے کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے ان کی نماز کو درست قرار دیا تھا اور لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا کیا عدم ذکر عدم واقعی کی دلیل ہو سکتا ہے ظاہر تو یہی ہے کہ انہوں نے بعد میں تیمم سے نماز کا اعادہ کیا ہوگا جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ حدیث باب میں آیا ہے "فصلوا بغیر وضوء" لیکن یہ الفاظ اثبات مقصد کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تیمم کا حکم نازل ہونے کے بعد نماز ادا کی ہو جیسا کہ یہی بات آگے ہوا ابواب "کتاب بدء التیمم" اور "باب التیمم فی السفر" کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوتی ہے اس سے سمجھ سکتا ہے کہ راوی نے واقعات کی ترتیب تبدیل کر دی ہو اور نماز کا بیان مقدم کر دیا ہو کہ حضرت اسید بن حضیر ؓ اور ان کے ساتھیوں کے پاس پانی نہ تھا اس لئے انہوں نے بغیر طہارت کے نماز پڑھ لی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ فعلی اور جزئی واقعہ ہے جس میں عموم نہیں ہے دوسری طرف حدیث قولی کی روشنی میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے "لا صلوۃ الا بطھور" بدون طہارت کے کوئی نماز نہیں ہو سکتی ہے ظاہر بات ہے کہ جب کوئی خاص واقعہ کسی اصول سے متعارض ہو تو ترجیح اصول کو ہوگی۔

تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح امام نسائی نے حضرت اسید بن حضیر ؓ اور ان کے رفقاء کے عمل سے اس بات پر

[illegible]

[illegible]

كتاب المياه

پانی کے احکام

قال الله عزوجل: ﴿وانزلنا من السماء ماء طهورا﴾

وقال الله عزوجل: ﴿وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به﴾

وقال تعالى: ﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا﴾

اخبرنا سويد بن نصر حدثنا عبد الله بن المبارك عن سفيان عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم اغتسلت من الجنابة فتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم بفضلها فذكرت ذلك له فقال ان الماء لا ينجسه شيء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات نے (ایک ٹب میں سے پانی لے کر) جنابت کا غسل کیا پھر نبی کریم ﷺ نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو ان بیوی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اس پانی سے جنابت کا غسل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

تشریح: شروع کتاب سے یہاں تک جتنے احکام و مسائل ذکر کئے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قول یاایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ ہی کی تفسیر سے متعلق ہیں کیونکہ آیت مبارکہ وضو اور غسل کے احکام اور تیمم جو پانی نہ ملنے یا استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں وضو اور غسل کے قائم مقام ہے، اس کے بیان کے لئے اتاری گئی ہے اس لئے جتنی احادیث ابواب سابقہ میں ذکر کی گئی ہیں سب کی سب گویا اس آیت مبارکہ کی تفسیر اور تشریح ہیں۔

اب یہاں سے مصنف ان احادیث کو وارد کرتے ہیں جو پانی کے احکام سے متعلق ہیں، اور اگرچہ اس سلسلے کی بہت سی احادیث پیچھے کتاب الطہارۃ کے ضمن میں گذر چکی ہیں مگر چونکہ ان کا ذکر وہاں ضمناً آگیا تھا اس لئے مصنف رحمہ اللہ نے یہاں مستقل طور پر پانی کے احکام سے متعلق اصولی بحث کی غرض سے کتاب المیاہ کا عنوان قائم کیا ہے اور عنوان کے شروع میں قرآن پاک کی آیات پیش کی ہیں جس سے اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ جتنی احادیث اس کتاب میں بیان کی جائیں گی وہ قرآن پاک کی ان آیات اور ان جیسی دوسری آیات کی تفسیر و تشریح اور ان کے مزید بیان کے طور پر لائی جائیں گی۔ (واللہ اعلم۔ کذا فی الحاشیۃ لعلامۃ السندی)

عنوان کے ماتحت حدیث میں آیا ہے ان الماء لاینجسه شیء ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں "ان

"الماء لا يجنب" فرمایا تو فرق صرف اتنا ہے کہ مطلب دونوں کا ایک ہے یعنی جنبی آدمی کے غسل کے پانی سے غسل و وضو کرنے سے اس کا بچا ہوا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات کا یہ خیال تھا کہ جنبی کے غسل کے بعد برتن میں جو پانی بچا رہتا ہے اس کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے ان کے اس خیال کو نبی کریم ﷺ نے "ان الماء لا ينجسه شيء" سے رد فرما دیا اور بتلا دیا کہ تمہارا خیال غلط ہے جنبی اور حائضہ کے استعمال سے بچا ہوا پانی جو برتن وغیرہ میں رہتا ہے وہ ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

باب ذكر بئر بضاعة

بئر بضاعہ کے پانی کا کیا حکم ہے اس کا بیان

أخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا أبو أسامة قال حدثنا الوليد بن كثير حدثنا محمد بن كعب القرظي عن عبيد الله بن عبد الرحمن بن رافع عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قيل يا رسول الله أتتوضأ من بئر بضاعة وهي بئر يطرح فيها لحوم الكلاب والحيض والنتن فقال الماء طهور لا ينجسه شيء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ بئر بضاعہ سے وضو کرتے ہیں حالانکہ وہ ایک کنواں ہے کہ اس میں کتوں کے گوشت اور حیض کے لتے اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کنوئیں کا پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

أخبرنا العباس بن عبد العظيم حدثنا عبد الملك بن عمرو قال حدثنا عبد العزيز بن مسلم وكان من العابدين عن مطرف بن طريف عن خالد بن أبي عوف عن سليط عن ابن أبي سعيد الخدري عن أبيه قال مررت بالنبي صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ من بئر بضاعة فقلت أتتوضأ منها وهي يطرح فيها ما يكره من النتن فقال الماء لا ينجسه شيء

عبدالرحمن اپنے والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ بئر بضاعہ سے وضو کر رہے تھے میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اس کے پانی سے وضو کرتے ہیں حالانکہ اس میں گندی چیزیں ڈالی جاتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

تشریح بئر بضاعہ مدینہ منورہ میں ایک مشہور کنوئیں کا نام ہے اس میں حیض وغیرہ کے کپڑے وغیرہ پڑی رہ جاتی تھیں کیونکہ وہ کنواں نشیبی جگہ میں تھا کبھی کبھی سیلاب گندی چیزیں وہاں سے بہا کر اس میں ڈال دیتا تھا اور ان چیزوں کی موجودگی کی وجہ سے سائل نے تعبیر اس طرح سے کی ہے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ لوگ نجاست وغیرہ اس میں ڈالتے تھے حقیقت یہ نہیں ہے عام مسلمانوں سے کیا بعید ہے کہ ایسا ہو نہیں اسلام بلکہ جاہلیت کے دور میں بھی ہمیشہ لوگوں کی عادت رہی کہ وہ پانی کی بہت حفاظت کرتے تھے اور ہر قسم کی ناپاک چیزوں سے بچانے کا طریقہ اختیار کرتے تھے اس لئے کنوئیں میں

[illegible]

... الماء طهور لا ينجسه شيء ... [illegible]

[illegible] ... الماء طهور لا ينجسه شيء ... [illegible]

[illegible] (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب التوقيت في الماء

أخبرنا الحسين بن حريث المروزي حدثنا أبو أسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه من الدواب والسباع فقال إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث

أخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ثابت عن أنس أن أعرابيا بال في المسجد فقام إليه بعض القوم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزرموه فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبه عليه

أخبرنا عبد الرحمن [illegible] عن محمد بن [illegible] عن الأوزاعي عن [illegible] عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن أبي هريرة قال قام أعرابي فبال في المسجد فتناوله الناس فقال لهم رسول

صلی اللہ علیہ وسلم دعا بوضوء فتوضأ ... بمثل ذلک ...

اس باب کے تحت کی گئی حدیث کا ترجمہ اور اس کی تخریج "باب التوقیت فی الماء" کے تحت گزر چکی ہے اور اس سے قریب المعنی تیسری حدیث کی تخریج عنوان "ترک التوقیت فی الماء" کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم

حدثنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن وهب عن عمرو وهو ابن الحارث عن بكير أن أبا السائب حدثه أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب

اس عنوان سے متعلق حدیث کا ترجمہ اور اس کی تخریج عنوان "باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم" کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

الوضوء بماء البحر

أخبرنا قتيبة عن مالك عن صفوان بن سليم عن سعيد بن سلمة أن المغيرة بن أبي بردة أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فإن توضأنا به عطشنا أفنتوضأ من ماء البحر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤه الحل ميتته

اس عنوان سے متعلق حدیث کا ترجمہ اور اس کی تخریج عنوان "الوضوء بماء البحر" کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

باب الوضوء بماء الثلج والبرد

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال حدثنا جرير عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم اغسل خطاياي بماء الثلج والبرد ونق قلبي من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس

أخبرنا علي بن حجر قال أخبرنا جرير عن عمارة بن القعقاع عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير عن أبي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم اغسلني من خطاياي بالثلج والماء والبرد

اس باب کے تحت کی حدیث کا ترجمہ اور تخریج عنوان "باب الوضوء بالثلج" اور عنوان "الوضوء بماء الثلج" کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

باب سؤر الكلب

أخبرنا علي بن حجر قال أخبرنا علي بن مسهر عن الأعمش عن أبي رزين وأبي صالح عن أبي هريرة

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات

[illegible] کتے کے منہ ڈالنے [illegible]

باب تعفير الإناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد يعني ابن الحارث عن شعبة عن أبي التياح قال سمعت مطرفا عن عبد الله بن مغفل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بقتل الكلاب ورخص في كلب الصيد والغنم وقال إذا ولغ الكلب في الإناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب

أخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز بن أسد قال حدثنا شعبة عن أبي التياح يزيد بن حميد قال سمعت مطرفا يحدث عن عبد الله بن مغفل قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب قال ما بالهم وبال الكلاب قال ورخص في كلب الصيد وكلب الغنم وقال إذا ولغ الكلب في الإناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب خالفه أبو هريرة فقال إحداهن بالتراب

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني أبي عن قتادة عن خلاس عن أبي رافع عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات أولاهن بالتراب

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال حدثنا عبدة بن سليمان عن ابن أبي عروبة عن قتادة عن ابن سيرين عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات أولاهن بالتراب

اس باب کی حدیث [illegible] باب تعفير الإناء [illegible] ولوغ فيه الكلب بالتراب [illegible] ما بالهم وبال الكلاب [illegible]

باب سؤر الهرة

أخبرنا قتيبة عن مالك عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة عن حميدة بنت عبيد بن رفاعة عن كبشة بنت كعب بن مالك أن أبا قتادة دخل عليها ثم ذكر كلمة معناها فسكبت له وضوءا فجاءت هرة فشربت منه فأصغى لها الإناء حتى شربت قالت كبشة فرآني أنظر إليه فقال أتعجبين يا ابنة أخي فقلت نعم قال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم والطوافات

[illegible]

باب سؤر الحائض

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة قالت كنت أتعرق العرق فيضع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاه حيث وضعت وأنا حائض وكنت أشرب من الإناء فيضع فاه حيث وضعت وأنا حائض

[illegible]

باب الرخصة في فضل المرأة

أخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا مالك عن نافع عن ابن عمر قال كان الرجال والنساء يتوضئون في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا

[illegible]

باب النهي عن فضل وضوء المرأة

عورت کے وضو کے بعد جو پانی بچ جاتا ہے اس سے وضو کی ممانعت کا بیان

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا أبو داود قال حدثنا شعبة عن عاصم الأحول قال سمعت أبا حاجب قال أبو عبد الرحمن واسم أبي حاجب سوادة بن عاصم عن الحكم بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يتوضأ الرجل بفضل وضوء المرأة

[illegible]

تشریح [illegible]

الرخصة في فضل الجنب

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة أنها كانت تغتسل مع رسول الله

صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

باب القدر الذي يكتفي به الانسان من الماء للوضوء والغسل

حدثنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا شعبة حدثني عبد الله بن عبد الله بن جبر قال سمعت انس بن مالك يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ بمكوك ويغتسل بخمس مكاكي

حدثنا هارون بن اسحق الكوفي قال حدثنا عبدة [illegible] عن سعيد عن قتادة عن صفية بنت شيبة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ بالمد ويغتسل بنحو الصاع

حدثنا ابو بكر بن اسحق حدثنا الحسين بن موسى حدثنا شيبان عن قتادة عن الحسن عن امه عن [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

كتاب الحيض والاستحاضة

باب بدء الحيض وهل يسمى الحيض نفاساً

حیض کی ابتداء کا بیان کیا حیض پر نفاس کا اطلاق ہو سکتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذكر الاستحاضة واقبال الدم وادباره

[illegible]

حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا هشام بن عروة عن عروة عن فاطمة بنت قيس من بني أسد قريش أنها أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت أنها تستحاض فزعمت أنه قال لها إنما ذلك عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي واغسلي عنك الدم ثم صلي

أخبرنا هشام بن عمار قال حدثنا سهل بن هاشم قال حدثنا الأوزاعي عن الزهري عن عروة عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت استفتت أم حبيبة بنت جحش رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني أستحاض فقال إن ذلك عرق فاغتسلي ثم صلي فكانت تغتسل عند كل صلاة

ان تمام احادیث کا ترجمہ گزشتہ باب ذکر الاغتسال من الحیض سے گزر چکا ہے۔

المرأة تكون لها أيام معلومة تحيضها كل شهر

جس عورت کے حیض کے ایام ہر مہینہ مقرر ہوں پھر اس کو استحاضہ ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن جعفر بن ربيعة عن عراك بن مالك عن عروة عن عائشة قالت إن أم حبيبة سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدم فقالت عائشة رأيت مركنها ملآن دما فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي

أخبرنا قتيبة مرة أخرى ولم يذكر فيه جعفر بن ربيعة أخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا أبو أسامة قال حدثنا عبيد الله بن عمر قال أخبرني نافع عن سليمان بن يسار عن أم سلمة قالت سألت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم قالت إني أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة قال لا ولكن دعي قدر تلك الأيام والليالي التي كنت تحيضين فيها ثم اغتسلي واستثفري وصلي

أخبرنا قتيبة عن مالك عن نافع عن سليمان بن يسار عن أم سلمة أن امرأة كانت تهراق الدم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتت لها أم سلمة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لتنظر عدد الليالي والأيام التي كانت تحيض من الشهر قبل أن يصيبها الذي أصابها فلتترك الصلاة قدر ذلك من الشهر فإذا خلفت ذلك فلتغتسل ثم لتستثفر بالثوب ثم لتصل

حضرت عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ... ذکر الاغتسال من الحیض

سے متعلقہ احادیث کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

ذكر الاقراء

أخبرنا الربيع بن سليمان بن داود بن إبراهيم قال حدثنا إسحق وهو ابن بكر بن مضر قال حدثني أبي عن يزيد وهو ابن عبد الله بن أسامة بن الهاد عن أبي بكر وهو ابن محمد بن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة أن أم حبيبة بنت جحش التي كانت تحت عبد الرحمن بن عوف وأنها استحيضت لا تطهر فذكر شأنها لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليست بالحيضة ولكنها ركضة من الرحم فلتنظر قدر قرئها التي كانت تحيض لها فلتترك الصلوة ثم تنظر ما بعد ذلك فلتغتسل عند كل صلوة

أخبرنا أبو موسى قال حدثنا سفيان عن الزهري عن عمرة عن عائشة أن ابنة جحش كانت تستحاض سبع سنين فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ليست بالحيضة إنما هو عرق فأمرها أن تترك الصلوة قدر أقرائها وحيضتها وتغتسل وتصلي فكانت تغتسل عند كل صلوة

أخبرنا عيسى بن حماد أخبرنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن بكير بن عبد الله عن المنذر بن المغيرة عن عروة أن فاطمة بنت أبي حبيش حدثته أنها أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فشكت إليه الدم فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق فانظري إذا أتاك قرؤك فلا تصلي وإذا مر قرؤك فلتطهري ثم صلي ما بين القرء إلى القرء قال أبو عبد الرحمن قد روى هذا الحديث هشام بن عروة عن عروة ولم يذكر فيه ما ذكر المنذر

أخبرنا إسحق بن إبراهيم حدثنا عبدة ووكيع وأبو معاوية قالوا حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت جاءت فاطمة بنت أبي حبيش إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلوة قال لا إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلوة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم وصلي.

اس عنوان کے تحت کی احادیث کی تشریح عنوان سابق "ذکر الاقراء" کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

جمع المستحاضة بين الصلاتين وغسلها إذا جمعت

حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة أن امرأة مستحاضة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قيل لها إنه عرق عاند فأمرت أن تؤخر الظهر وتعجل العصر وتغتسل لهما غسلا واحدا وتؤخر المغرب وتعجل العشاء وتغتسل لهما غسلا واحدا وتغتسل لصلوة الصبح غسلا واحدا

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله عن سفيان عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم عن زينب بنت جحش قالت قلت للنبي صلى الله عليه وسلم إنها مستحاضة فقال تجلس أيام أقرائها ثم تغتسل وتؤخر الظهر وتعجل العصر وتغتسل وتصلي وتؤخر المغرب وتعجل العشاء وتغتسل وتصليهما جميعا وتغتسل للفجر

یہاں تک صرف [illegible] کتاب الحیض و
المستحاضۃ [illegible]

باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابن أبي عدي عن محمد بن عمرو وهو ابن علقمة بن وقاص عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن فاطمة بنت أبي حبيش أنها كانت تستحاض فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان دم الحيض فإنه دم أسود يعرف فأمسكي عن الصلاة وإذا كان الآخر فتوضئي فإنما هو عرق قال محمد بن المثنى حدثنا ابن أبي عدي هذا من كتابه

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابن أبي عدي من حفظه قال حدثنا محمد بن عمرو عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة أن فاطمة بنت أبي حبيش كانت تستحاض فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم إن دم الحيض دم أسود يعرف فإذا كان ذلك فأمسكي عن الصلاة وإذا كان الآخر فتوضئي وصلي قال أبو عبد الرحمن قد روى هذا الحديث غير واحد ولم يذكر أحد منهم ما ذكره ابن أبي عدي والله أعلم

أخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي عن حماد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت استحيضت فاطمة بنت أبي حبيش فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم وصلي وتوضئي فإنما ذلك عرق وليست بالحيضة قيل له فالغسل قال وذلك لا يشك فيه أحد قال أبو عبد الرحمن وقد روى هذا الحديث غير واحد عن هشام بن عروة ولم يذكر فيه وتوضئي غير حماد والله أعلم

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أن فاطمة بنت أبي حبيش أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني أستحاض فلا أطهر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فأمسكي عن الصلاة فإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم وصلي

أخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت قالت فاطمة بنت أبي حبيش يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أطهر أفأدع الصلوة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلوة وإذا ذهب قدرها فاغسلي عنك الدم وصلي

أخبرنا أبو الأشعث قال حدثنا خالد بن الحارث قال سمعت هشاما يحدث عن أبيه عن عائشة أن بنت أبي حبيش قالت يا رسول الله إني لا أطهر أفأترك الصلوة قال لا إنما هو عرق قال خالد وفيما قرأت عليه وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلوة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي.

ان احادیث کا ترجمہ [illegible] باب الفرق بین دم الحیض والاستحاضہ کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

باب الصفرة والكدرة

زرد رنگ اور مٹیالا رنگ کا خون حیض ہوگا یا نہیں اس کا بیان

أخبرنا عمرو بن زرارة قال حدثنا إسمعيل عن أيوب عن محمد قال قالت أم عطية كنا لا نعد الصفرة والكدرة شيئا

محمد بن سیرین [illegible] فرمایا حضرت ام عطیہ ﷺ فرماتی ہیں کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کے خون کو کچھ شمار نہیں کرتے تھے۔

تشریح [illegible] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] حیض سے فراغت کے [illegible] اور مصنف نے [illegible] اس کے تحت یہی حدیث لائے ہیں [illegible] معلوم ہوتا ہے اور یہ حدیث اس حدیث کے موافق ہے جو [illegible] باب الفرق بین دم الحیض والاستحاضة کے تحت گزر چکی ہے اس [illegible] حضرت ام عطیہ ﷺ [illegible] اس حدیث کا طہر کے بعد [illegible] مٹیالے رنگ کا خون [illegible] اس کی روایت کے [illegible] ابوداؤد کی حضرت ام عطیہ کی روایت [illegible] چنانچہ [illegible] كنا لا نعد الكدرة والصفرة بعد الطهر شيئا [illegible] طہر کے بعد زرد اور مٹیالے رنگ کے خون کا کوئی اعتبار نہیں [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ طہر سے پہلے [illegible] ایام حیض میں [illegible] امام بخاری بھی جمہور کے ساتھ ہیں چنانچہ انہوں نے باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض [illegible] انہوں نے اس صورت کی طرف اشارہ [illegible] حضرت عائشہ ﷺ کی حدیث [illegible] رنگ [illegible] حیض شمار کیا جائے گا۔

باب ما ينال من الحائض وتاويل قول الله عزوجل ويسألونك عن المحيض قل هو اذىً فاعتزلوا النساء فى المحيض الآية

باب حیض والی عورت سے کس حد تک فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور خداوند قدوس کے قول

ويسألونك عن المحيض الخ کی تفسیر

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال انبانا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس [illegible] ولا يجامعوهن في البيوت فسئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فانزل الله تعالى ويسألونك عن المحيض قل هو اذى الآية [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يواكلوهن ويشاربوهن ويكونوا معهن في البيوت وان يصنعوا بهن كل شيء ما خلا النكاح [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] فقالا [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible]

تشریح [illegible] ويسألونک عن المحيض قل هو اذى [illegible]

[illegible]

ذكر مايجب على من اتى حليلته في حال حيضها مع علمه بنهي الله تعالى

اس بات کے بیان میں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ممانعت کے علم کے باوجود اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرے تو اس پر کیا واجب ہے

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى عن شعبة قال حدثني الحكم عن عبد الحميد عن مقسم عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم في الرجل ياتي امرأته وهي حائض يتصدق بدينار او بنصف دينار

[illegible] سنن ابن ماجه [illegible]

باب مضاجعة الحائض في ثياب حيضها

حدثنا [illegible] اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال انبأنا [illegible]

[illegible]

باب نوم الرجل مع حليلته في الشعار الواحد وهي حائض

مرد کا اپنی حیض والی بیوی کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں سونا

أخبرنا محمد بن المثنى [illegible] يحيى [illegible] جابر بن صبح قال سمعت خلاسا يحدث عن عائشة قالت كنت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نبيت في الشعار الواحد وأنا طامث حائض فإن أصابه مني شيء غسل مكانه لم يعده وصلى فيه

[illegible]

[illegible]

مباشرة الحائض

حائضہ سے مباشرت کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو الأحوص عن أبي إسحق عن عمرو بن شرحبيل عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] ثم يباشرها

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا جرير عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كانت إحدانا إذا حاضت [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] ثم يباشرها

[illegible]

ذكر ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يصنعه إذا حاضت إحدى نسائه

جب نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی کو حیض آتا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ جو طریقہ اختیار فرماتے اس کا بیان

أخبرنا [illegible] عن عائشة [illegible] قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] إذا حاضت إحدانا [illegible] بإزار واسع ثم يلتزم صدرها وثدييها

[illegible]

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو آنحضرت ﷺ اس کو حکم فرماتے تہبند باندھنے کا
حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو آپ ﷺ اس کو حکم فرماتے کہ تہبند باندھ لے پھر
مجھ سے اپنا جسم اور جسم سے اپنا جسم لگاتے۔

أخبرنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن وهب عن يونس والليث عن ابن شهاب عن حبيب مولى عروة عن بدية وكان الليث يقول ندبة مولاة ميمونة عن ميمونة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يباشر المرأة من نسائه وهي حائض إذا كان عليها إزار يبلغ أنصاف الفخذين والركبتين في حديث الليث محتجزة به

تشریح: مذکورہ روایت میں لفظ "ازار" واقع ہے ... حضرت عائشہ ؓ ... [illegible] ... حائض ... [illegible] ... آپ ﷺ ... [illegible] ... امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے "باب مباشرۃ الحائض" کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

باب مؤاكلة الحائض والشرب من سؤرها

أخبرنا قتيبة بن سعيد عن حفص بن غياث أخبرنا يزيد بن المقدام بن شريح بن هانئ عن أبيه عن شريح أنه سأل عائشة هل تأكل المرأة مع زوجها وهي طامث قالت نعم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوني فآكل معه وأنا عارك كان يأخذ العرق فيقسم علي فيه فأعترق منه ثم أضعه فيأخذه فيعترق منه ويضع فمه حيث وضعت فمي من العرق ويدعو بالشراب فيقسم علي فيه من قبل أن يشرب منه فآخذه فأشرب منه ثم أضعه فيأخذه فيشرب منه ويضع فمه حيث وضعت فمي من القدح

أخبرنا أيوب بن محمد الوزان قال حدثنا عبد الله بن جعفر قال حدثنا عبيد الله بن عمرو عن الأعمش عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع فاه على الموضع الذي أشرب منه فيشرب من فضل شرابي وأنا حائض

اس سے متعلق تفصیل اور تشریح "باب مؤاکلة الحائض والشرب من سؤرها" کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

الانتفاع بفضل الحائض

أخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن مسعر عن المقدام بن شريح عن أبيه قال سمعت

عائشة تقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يناولني الإناء فأشرب منه وأنا حائض ثم يعطيه فيتحرى موضع فمي فيضعه على فيه

أخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا مسعر وسفيان عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة قالت كنت أشرب من القدح وأنا حائض فأناوله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في فيشرب منه وأتعرق العرق وأنا حائض فأناوله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع في

اس عنوان کے ماتحت کی احادیث کا ترجمہ اور تشریح عنوان "باب الانتفاع بفضل الحائض" کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

باب الرجل يقرأ القرآن ورأسه في حجر امرأته وهي حائض

أخبرنا إسحق بن إبراهيم وعلي بن حجر واللفظ له قالا حدثنا سفيان عن منصور عن أمه عن عائشة قالت كان رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجر إحدانا وهي حائض وهو يقرأ القرآن

اس عنوان کی حدیث کا ترجمہ اور تشریح عنوان "باب في الذي يقرأ القرآن ورأسه في حجر امرأته وهي حائض" کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

باب سقوط الصلوة عن الحائض

حیض والی عورت سے نماز ساقط ہو جانے کا بیان

أخبرنا عمرو بن زرارة قال أخبرنا إسمعيل عن أيوب عن أبي قلابة عن معاذة العدوية قالت سألت امرأة عائشة أتقضي الحائض الصلاة فقالت أحرورية أنت قد كنا نحيض عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا نقضي ولا نؤمر بقضاء

معاذہ عدویہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حیض والی عورت نماز کی قضا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ ہم لوگ رسول کریم ﷺ کے سامنے حیض سے ہوتی تھیں تو ہم نماز کی قضا نہ کرتے تھے اور نہ ہم کو قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

تشریح ابن معین نے کہا کہ معاذہ بنت عبداللہ العدویہ ثقہ اور حجت ہیں اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں سے شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ عبادت گزار تھیں اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کبھی آسمان کی طرف نہیں دیکھا اور کہتی تھیں "عجبت لعين تنام وقد علمت طول الرقاد في القبور" ان کا انتقال ۸۳ھ میں ہوا۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا حیض والی عورت طہارت کے بعد ایام حیض کی نمازوں کی قضا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ حروریہ ایک فرقہ ہے جو خوارج کا ہے ۔ حروراء کوفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جو کوفہ کے قریب ہے یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا پہلا اجتماع ہوا اور ان کا مقابلہ ہوا تھا

[illegible]

باب استخدام الحائض

[illegible]

بسط الحائض الخمرة في المسجد

[illegible]

باب ترجيل الحائض رأس زوجها وهو معتكف في المسجد

باب حیض والی عورت کا اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کرنا جبکہ وہ مسجد میں معتکف ہو

أخبرنا نصر بن علي قال حدثنا عبد الأعلى قال حدثنا معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها كانت ترجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي حائض وهو معتكف يناولها رأسه وهي في حجرتها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حائضہ ہونے کی حالت میں رسول کریم ﷺ کے سر کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہوتے آپ ﷺ سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قریب کر دیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتیں۔

تشریح اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق معلوم ہوا کہ عورت حیض والی ہو کر بھی حالت حیض میں اپنے شوہر کے بالوں میں کنگھی کر سکتی ہے اور ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد سے متصل تھا اس لیے وہ حجرہ سے ہی کنگھی کر دیتی تھیں اور نبی کریم ﷺ مسجد کے اندر تشریف رکھتے اور سر مبارک کو حجرہ کی طرف نکال دیتے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ معتکف کا سر کو مسجد سے باہر نکال دینے سے اعتکاف میں کوئی نقص نہیں آتا۔

غسل الحائض رأس زوجها

أخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى قال حدثنا سفيان قال حدثني منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدني إلي رأسه وهو معتكف فأغسله وأنا حائض

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الفضيل وهو ابن عياض عن الأعمش عن تميم بن سلمة عن عروة عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج رأسه من المسجد وهو معتكف فأغسله وأنا حائض

أخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كنت أرجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا حائض

ان تینوں احادیث کا ترجمہ اور تشریح عنوان سابق باب غسل الحائض رأس زوجها کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

باب شهود الحيض العيدين ودعوة المسلمين

باب حیض والی عورتوں کا عیدین اور مسلمانوں کی دعاؤں کے مجمع میں شریک ہونا

أخبرنا عمرو بن زرارة قال حدثنا إسماعيل عن أيوب عن حفصة قالت كانت أم عطية لا تذكر رسول

الله صلى الله عليه وسلم ؟ قالت نعم بأبا فقلت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كذا وكذا قالت نعم بأبا قال لتخرج العواتق وذوات الخدور والحيض فيشهدن الخير ودعوة المسلمين ويعتزل الحيض المصلى

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کا ذکر نہیں کرتی تھیں مگر (یہ کہتیں) میرے باپ آپ ﷺ پر قربان، میں دریافت کرتی تھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا تم نے رسول اکرم ﷺ سے ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں میرے باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ نے فرمایا۔ جوان لڑکیاں اور پردہ نشین عورتیں اور حیض والی عورتیں نکلیں اور خیر کی مجلسوں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ سے علیحدہ رہیں۔

تشریح قال لتخرج العواتق الخ امام محمد نے اس کو نقل کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں سب عورتوں کو دونوں عیدوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونے کا حکم دیا گیا تھا اس لئے کہ مسلمان کم تھے تو حضور اکرم ﷺ نے چاہا کہ بسبب ان عورتوں کے مسلمان بہت معلوم ہوں تاکہ دشمن پر رعب پڑے لیکن اب عورتوں کے نکلنے کی حاجت نہیں اس لئے کہ مرد مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں اور زمانہ میں فساد کا اندیشہ ہے اس لئے عورتوں کو بھی حاضر ہونے سے منع کیا جاتا ہے کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔

المرأة تحيض بعد الافاضة

طواف افاضہ کے بعد عورت کو حیض آ جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا عبد الرحمن بن القاسم قال اخبرني مالك عن عبد الله بن ابي بكر عن ابيه عن عمرة عن عائشة رضي الله عنها انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان صفية بنت حيي قد حاضت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلها تحبسنا الم تكن طافت معكن بالبيت قالت بلى قال فاخرجن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو ایام شروع ہو گئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا شاید وہ ہم کو روک دیں گی کیا انہوں نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کیوں نہیں طواف زیارت کر چکی ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تب تو کوئی حرج نہیں اب وہ مکہ سے روانہ ہو سکتی ہیں۔

تشریح اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حائضہ عورت کے واسطے طواف الوداع چھوڑنے کی اجازت دی ہے اور اس پر تمام اماموں کا اجماع ہے کہ اگر عورت کو طواف زیارت کے بعد حیض شروع ہو گیا تو طواف وداع

کہ [illegible] ضروری نہیں ہے بلکہ [illegible] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [illegible] نبی اکرم ﷺ [illegible] تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا صفیہ ہم کو [illegible] طواف [illegible] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا [illegible] طواف زیارت سے فارغ ہو چکی ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا [illegible] رخصت ہو جائے [illegible] طواف [illegible] عورت [illegible] طبیعت [illegible] کہ وہ [illegible] طرف چلی جائے۔

باب ما تفعل النفساء عند الاحرام

نفاس والی عورت عند الاحرام کیا کرے

اخبرنا محمد بن قدامة قال حدثنا جرير عن يحيى بن سعيد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله في حديث اسماء بنت عميس حين نفست بذي الحليفة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر مرها ان تغتسل وتهل

اس حدیث کا ترجمہ [illegible] باب الاغتسال من النفاس [illegible] ملاحظہ کیجئے

باب الصلاة على النفساء

نفاس والی عورت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا حميد بن مسعدة عن عبد الوارث حدثنا حسين يعني المعلم عن ابن بريدة عن سمرة قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على ام كعب ماتت في نفاسها فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة في وسطها

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ام کعب کی نماز جنازہ پڑھی جن کا انتقال حالت نفاس میں ہو گیا تھا تو رسول کریم ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ان کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس کی حالت میں اگر کسی عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ [illegible] اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی [illegible] اس سے ثابت ہوا کہ [illegible] والی عورت [illegible] ناپاک نہیں ہوتا ہے [illegible] (کذا فی تعلیقات السلفیہ)

باب دم الحيض يصيب الثوب

أخبرنا يحيى بن حبيب بن عربي قال حدثنا حماد عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن أسماء بنت أبي بكر وكانت تكون في حجرها أن امرأة استفتت النبي صلى الله عليه وسلم عن دم الحيض يصيب الثوب فقال حتيه واقرصيه وانضحيه وصلي فيه

أخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيى عن سفيان قال حدثني ثابت الحداد عن عدي بن ثابت قال سمعت أم قيس بنت محصن أنها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن دم الحيض يصيب الثوب قال حكيه بضلع واغسليه بماء وسدر آخر كتاب الحيض

اس باب سے متعلق [illegible] باب دم الحيض يصيب الثوب کے تحت گزر چکے۔

كتاب الغسل والتيمم

باب ذكر نهي الجنب عن الاغتسال في الماء الدائم

[illegible] أحدكم في الماء الدائم وهو جنب

[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] أحدكم في الماء الدائم [illegible]

[illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] من جنابة

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب الرخصة في دخول الحمام

حمام میں داخل ہونے کی اجازت کا باب

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال أخبرنا معاذ بن هشام قال حدثني أبي عن عطاء عن أبي الزبير عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام إلا بمئزر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔

تشریح [illegible] ستفتح لكم أرض العجم وستجدون فيها بيوتا يقال لها الحمامات [illegible] واللہ اعلم بالصواب

باب الاغتسال بالثلج والبرد

برف اور اولے سے غسل کرنے کا بیان

أخبرنا محمد بن إبراهيم قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا شعبة عن مجزأة بن زاهر قال سمعت عبد الله بن أبي أوفى يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يدعو اللهم طهرني من الذنوب والخطايا

اللهم نقني منها كما ينقى الثوب الابيض من الدنس اللهم طهرني بالثلج والبرد والماء البارد.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے یا الٰہی مجھ کو گناہوں سے پاک کر یا الٰہی مجھ کو ان سے صاف ستھرا کر جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ستھرا کیا جاتا ہے یا الٰہی مجھ کو پاک کر دے برف سے اولے اور ٹھنڈے پانی سے۔

تشریح مختصر مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوا کرتے ہیں لیکن بعض معاملات میں ان سے لغزش واقع ہو جاتی ہے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا مقام بہت بلند ہوتا ہے اس لحاظ سے ان لغزشوں کے ساتھ استغفار ان کی شان کے مناسب تھا اس لئے ان لغزشوں کے متعلق بھی ان کی دعائیں وارد ہیں نیز انبیاء علیہم السلام کے حق میں ترقی کا ذریعہ ہوتی ہیں کہ وہ حضرات ان پر متنبہ ہو کر دعا اور استغفار کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا امت کو تعلیم دینے کے لئے بھی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

حدیث کے آخری الفاظ والثلج والبرد والماء البارد سے تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے یعنی اے اللہ مجھ کو ہر طرح کی لغزشوں کے ساتھ پاک صاف کر۔

باب الاغتسال بالماء البارد

اخبرنا محمد بن يحيى بن محمد حدثنا محمد بن موسى حدثنا ابراهيم بن يزيد عن رقبة عن مجزاة الاسلمي عن ابن ابي اوفى قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول اللهم طهرني بالثلج والبرد والماء البارد اللهم طهرني من الذنوب كما يطهر الثوب الابيض من الدنس

اس باب کے تحت بھی وہی روایت لائے ہیں جو پہلے باب کے تحت آچکی ہے یعنی روایت محمد بن ابراہیم سے کی گئی ہے لیکن سابق تو بمقام آیا ہے اب الفاظ میں کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ دوسرے شیخ محمد بن یحییٰ بن محمد سے کی گئی ہے اس کا ترجمہ مع تشریح پیچھے ”باب الوضوء بالثلج“ کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

باب الاغتسال قبل النوم

سونے سے پہلے غسل کرنے کا بیان

اخبرنا شعيب بن يوسف حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن معاوية بن صالح عن عبد الله بن ابي قيس رضی اللہ عنہ قال سالت عائشة رضی اللہ عنہا كيف كان نوم رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجنابة يغتسل قبل ان ينام او ينام قبل ان يغتسل قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما اغتسل فنام وربما توضا فنام

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جنابت کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا کیا طریقہ تھا کیا سونے سے پہلے غسل فرما لیتے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے

باب الاغتسال اول الليل

باب الاستتار عند الاغتسال

غسل کے وقت پردہ کرنے کا بیان

[illegible] آپ ﷺ نے [illegible] اللہ عزوجل [illegible] حیا دار [illegible] اور پردہ پوش ہے [illegible]

پڑنے سے حیادار ہونے اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ کر لیا کرے۔

أخبرنا أبو بكر بن إسحاق قال حدثنا الأسود بن عامر قال حدثنا أبو بكر بن عياش عن **عبد الملك** بن أبي سليمان عن عطاء عن صفوان بن يعلى عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله عز وجل حيي ستير فإذا أراد أحدكم أن يغتسل فليتوار بشيء

حضرت یعلیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل حیا دار اور پردہ پوش ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرنے کا ارادہ کرے تو کسی شے کی آڑ کر لینا چاہیے۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا عبيدة عن الأعمش عن سالم عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة قالت وضعت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ماء قالت فسترته فذكر الغسل قالت ثم أتيته بخرقة فلم يردها

حضرت میمونہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے غسل کے واسطے پانی رکھا پھر میں نے پردہ کیا [illegible] آپ ﷺ کے غسل فرمانے کا تذکرہ فرمایا [illegible] پھر میں نے آپ ﷺ کو ایک کپڑا دیا لیکن آپ ﷺ نے اس کا ارادہ نہیں فرمایا۔

أخبرنا أحمد بن حفص بن عبد الله قال حدثني أبي قال حدثني إبراهيم عن موسى بن عقبة عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينما أيوب عليه الصلاة والسلام يغتسل عريانا خر عليه جراد من ذهب فجعل يحثي في ثوبه قال فناداه ربه عز وجل يا أيوب ألم أكن أغنيتك قال بلى يا رب ولكن لا غنى بي عن بركاتك

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے برہنہ ہو کر [illegible] سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں حضرت ایوب علیہ السلام ان کو اپنے کپڑے میں [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی کہ اے ایوب [illegible] کیا میں نے تم کو مالدار نہیں کیا [illegible] عرض کیا [illegible] لیکن [illegible] بے نیاز نہیں ہوں (یعنی [illegible]) [illegible] برکت [illegible]۔

تشریح [illegible] ﷺ [illegible] حدیث شریف [illegible] سے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کہ [illegible] آپ ﷺ [illegible] غسل [illegible] اللہ تعالیٰ کی تعریف [illegible] إن الله عز وجل حيي

[illegible] مبتلا ہو سکتے تھے۔

[illegible]

[illegible] (واللہ اعلم بالصواب)

باب الدليل على ان لا توقيت فى الماء الذى يغتسل فيه

أخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار قال حدثنا إسحق بن منصور عن إبراهيم بن سعد عن الزهري عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل في الإناء وهو الفرق وكنت أغتسل أنا وهو من إناء واحد

اس باب کے تحت کی حدیث کا [illegible] ذکر [illegible] دلالة على انه لا وقت فى ذلك [illegible] [illegible]

باب اغتسال الرجل والمرأة من نسائه من اناء واحد

أخبرنا سويد بن نصر أخبرنا عبد الله عن هشام ح وأخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل وأنا من إناء واحد نغترف منه جميعا وقال سويد قالت كنت أنا

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال أخبرني عبد الرحمن بن القاسم قال سمعت القاسم يحدث عن عائشة قالت كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد من الجنابة.

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا عبيدة بن حميد عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت لقد رأيتني أنازع رسول الله صلى الله عليه وسلم الإناء أغتسل أنا وهو منه.

[illegible]

باب الرخصة في ذلك

اس بات کی اجازت کے بیان میں کہ مرد اور عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کر سکتا ہے

حدثنا محمد [illegible] عن عاصم [illegible] عن معاذة عن عائشة قالت كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب الاغتسال في قصعة فيها اثر العجين

لکڑی کے بڑے پیالے سے جس میں آٹے کا نشان ہو غسل کرنے کا بیان

حدثنا محمد بن يحيى [illegible] عن عطاء [illegible] اغتسل [illegible] في قصعة فيها اثر العجين [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ترک المرأة نقض رأسها عند الاغتسال

غسل کے وقت عورت کا سر کے بالوں کو نہ کھولنا

[illegible]

باب اذا تطيب واغتسل وبقى اثر الطيب

باب جس شخص نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہ گیا تو اس کا کیا حکم ہے

حدثنا هناد بن السري عن وكيع عن مسعر وسفيان عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه قال سمعت ابن عمر رضی اللہ عنہ يقول لان اصبح مطليا بقطران احب الي من ان اصبح محرما انضح طيبا فدخلت على عائشة فاخبرتها بقوله فقالت طيبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فطاف على نسائه ثم اصبح محرما

ہناد بن سری، وکیع، مسعر، سفیان، ابراہیم بن محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ مجھ کو تارکول سے تر ہو جانا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اس بات سے کہ میں احرام کی حالت میں صبح کروں اس حال میں کہ مجھ سے خوشبو مہکتی ہو پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا انہوں نے فرمایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر صبح کو احرام باندھا۔

تشریح اس حدیث کے راوی محمد بن منتشر تابعی ہیں جنہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے حدیث روایت کی ہیں جب محمد بن منتشر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنا کہ مجھ کو تارکول سے لتھڑ جانا زیادہ بہتر لگتا ہے اس بات سے کہ میں حالت احرام میں صبح کروں اور حالت یہ ہو کہ میرے جسم سے خوشبو مہکتی ہو تو چونکہ محمد بن منتشر کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر بڑی حیرانی اور اشتیاق قلب پیدا ہو گیا ہو گا تو اس بات کی تحقیق کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی خبر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے تو خود اپنے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر "طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا رد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے مجامعت فرمائی اور پھر صبح کے وقت احرام باندھا اور احرام غسل کے بعد باندھا جس پر قرینہ "فطاف علی نسائہ" ہے اور ظاہر ہے کہ غسل کے بعد بھی خوشبو کا اثر باقی رہا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول مذکور سے معلوم ہوتا ہے تو مصنف نے اس بات سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ خوشبو کا اثر جسم پر غسل کے بعد بھی باقی رہ جائے تو غسل درست ہے کوئی حرج نہیں ہے اب مسئلہ درمیان صحابہ کرام کا مختلف فیہ ہے حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابن عمر کی طرف اشارہ فرمایا ہے وجہ یہ ہوا کہ ان کو حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب ازالة الجنب الاذى عنه قبل افاضة الماء عليه

جنبی اپنے بدن پر پانی ڈالنے سے پہلے ناپاکی دور کرے

اخبرنا محمد بن علي حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن الاعمش عن سالم عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة قالت توضا رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوءه للصلاة غير رجليه وغسل

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

باب مسح الید بالارض بعد غسل الفرج

شرمگاہ کو دھونے کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑنے کا بیان

اخبرنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونۃ بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل من الجنابۃ [illegible] ثم یضرب بیدہ علی الارض ثم یمسحہا ثم یغسلہا ثم یتوضا وضوءہ للصلاۃ ثم یفرغ علی راسہ وعلی سائر جسدہ ثم یتنحی فیغسل رجلیہ

[illegible] باب غسل الرجلین فی غیر المکان الذی یغتسل فیہ [illegible]

باب الابتداء بالوضوء فی غسل الجنابة

غسل جنابت کی ابتدا وضو سے کرنے کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اغتسل من الجنابة غسل يديه ثم توضأ وضوءه للصلوة ثم يغتسل ثم يخلل بيده شعره حتى اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه الماء ثلاث مرات ثم غسل سائر جسده.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ جنابت کا غسل فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اسی طرح وضو فرماتے جو نماز کے لئے کیا جاتا ہے پھر غسل کرتے پھر ہاتھ سے سر کے بالوں میں خلال کرتے یہاں تک کہ جب یہ گمان ہوتا کہ ظاہری جلد تر ہو گئی ہے تو سر مبارک پر تین مرتبہ پانی ڈالتے پھر تمام جسم کو دھوتے۔

تشریح: حدیث کی عبارت "اذا اغتسل من الجنابة" کے معنی ہیں "اذا اراد الاغتسال من الجنابة" کہ جب رسول کریم ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے پھر غسل فرماتے۔ بظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پورے جسم کو دھونے سے پہلے دونوں پیروں کو دھوتے تھے حالانکہ دوسری روایت میں آیا کہ آپ ﷺ غسل سے فارغ ہونے کے بعد غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پیروں کو دھوتے تھے۔

دونوں قسم کی روایات میں تطبیق یہ ہے کہ کبھی کبھی پورے جسم کو دھونے سے پہلے پیروں کو بھی وضو کے وقت دیگر اعضاء کے ساتھ ساتھ دھو لیتے تھے اور بعض اوقات پورے جسم کو دھونے کے بعد اس جگہ سے ہٹ کر دونوں پیروں کو دھوتے تھے۔

نیز ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلے دونوں پیروں کو نظافت کے لئے دھوتے تھے پھر پورے جسم کو دھونے کے بعد دوسری دفعہ لطافت اور مٹی کیچڑ کو دور کرنے کے لیے دھوتے تھے۔

دوسری بات یہ کہ اس روایت میں ترتیب بدل گئی وضو کے بعد غسل کا بیان ہے پھر سر کے بالوں میں خلال کا بیان ہے حالانکہ ترتیب یہ ہے کہ وضو کے بعد پہلے خلال کرے پھر اس کے بعد غسل کامل ہے جیسا کہ "باب استبراء البشرة الخ" کے تحت جو روایت آ رہی ہے اس میں راوی نے ترتیب کی رعایت کی ہے۔

باب التيمن فی الطهور

وضو وغیرہ کے اعمال کو دائیں جانب سے شروع کرنے کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر اخبرنا عبد الله عن شعبة عن الاشعث بن ابی الشعثاء عن ابيه عن مسروق عن عائشة قالت كان النبی صلى الله عليه وسلم يحب التيمن ما استطاع فی طهوره ونعله وترجله وقال بواسط فی شأنه كله.

اس باب کے تحت یہ حدیث لا کر مؤلف نے اس باب میں ترجمہ الباب بالغسل سے ثابت کیا ہے۔

وضو اور مسح کی سنت کے بعد اس باب میں جنابت کا ذکر تھا۔ حضرت عمر ؓ سے بیان ہے کہ آپ ﷺ

نے ثابت کیا ہے کہ حدیث میں غسل جنابت کا ذکر ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غسل جنابت کے

وقت آپ ﷺ نے مسح نہیں کیا اور سر پر پانی بہا دیا۔ تمام اعمال کو اسی طرح سے شروع کر کے

پورا کرتے تھے۔

باب ترک مسح الرأس فی الوضوء من الجنابة

غسل جنابت کے وضو میں مسح راس نہ کرنے کا بیان

أخبرنا عمران بن يزيد بن خالد قال حدثنا إسماعيل بن عبد الله بن سماعة قال أخبرنا الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن عائشة وعن عمرو بن سعد عن نافع عن ابن عمر أن عمر سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغسل من الجنابة واتسقت الأحاديث على هذا يبدأ فيفرغ على يده اليمنى مرتين أو ثلاثا ثم يدخل يده اليمنى في الإناء فيصب بها على فرجه ويده اليسرى على فرجه فيغسل ما هنالك حتى ينقيه ثم يضع يده اليسرى على التراب إن شاء ثم يصب على يده اليسرى حتى ينقيها ثم يغسل يديه ثلاثا ويستنشق ويمضمض ويغسل وجهه وذراعيه ثلاثا ثلاثا حتى إذا بلغ رأسه لم يمسح وأفرغ عليه الماء فهكذا كان غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ذكر.

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا اور تمام احادیث اس پر متفق ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ابن عمر ؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ غسل جنابت شروع فرماتے تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی ڈالتے پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالتے اور اس سے شرمگاہ پر پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو دھوتے یہاں تک کہ اس کو صاف کر لیتے پھر اگر چاہتے تو بایاں ہاتھ مٹی پر رکھتے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے یہاں تک کہ اس کو صاف کر لیتے پھر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوتے اور ناک میں پانی ڈالتے اور کلی کرتے اور چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھوتے یہاں تک کہ جب سر پر پہنچتے تو اس کا مسح نہ کرتے اور اس پر پانی بہا لیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کی کیفیت اسی طرح تھی جو بیان کی گئی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ثم يضع يده اليسرى على التراب کے الفاظ آئے ہیں کہ بائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو صاف کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ ہاتھ کو مٹی پر رگڑتے تھے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ عمل حضور ﷺ صفائی کے لئے کرتے تھے، ہاتھ کو مٹی سے رگڑتے تاکہ کسی قسم کی بو باقی نہ رہے اور ہاتھ صاف ہو جائے۔

سے ہوتا قطرہ پانی جو اس سے لگے کسی کرنے ادائیگی کا ہو رہا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اس روایت میں ہے ... ہے جبکہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق یہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ غسل جنابت کے شروع میں ہی مکمل وضو فرماتے تھے جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے جس سے پاؤں کا دھونا بھی ثابت ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ غسل جنابت کے شروع میں جو وضو فرماتے تھے اس میں عام طور پر حضور ﷺ پاؤں کا مسح فرماتے تھے لیکن بعض اوقات یہاں جو ترک کے لئے مسح کا حکم دیتے ہیں ... کا مسح غسل سے حاصل ہو جاتا ہے وضو میں مقصود اس کی ادائیگی میں مسح کا ... اب ... جائے کہ وضو میں دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے جیسا کہ ... دونوں پیروں کے ... ادا ہو جائے گا لیکن مسح کی صورت میں پیروں کا غسل ادا ہو گا اس لئے زیادہ احتیاط غسل کی ہی ہے۔

باب استبراء البشرة في الغسل من الجنابة

جنابت کے غسل میں سر کے بالوں کی جڑوں اور ظاہری جلد کو تر کر لینے کا بیان

أخبرنا علي بن حجر حدثنا علي بن مسهر عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل من الجنابة غسل يديه ثم توضأ وضوءه للصلاة ثم يخلل رأسه بأصابعه حتى إذا خيل إليه أنه قد استبرأ البشرة غرف على رأسه ثلاثا ثم غسل سائر جسده

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جو نماز کے لئے کیا جاتا ہے پھر سر کے بالوں کی جڑوں میں انگلیوں سے خلال کرتے یہاں تک کہ جب گمان ہو جاتا کہ بالوں کی جڑیں اور ظاہری جلد تر ہو گئی تو تین چلو سر پر پانی ڈالتے پھر باقی سارے بدن کو دھوتے۔

أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا الضحاك بن مخلد عن حنظلة بن أبي سفيان عن القاسم عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب فأخذ بكفه فبدأ بشق رأسه الأيمن ثم الأيسر ثم أخذ بكفيه فقال بهما على رأسه

قاسم بن محمد تابعی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اکرم ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو کوئی برتن مثل حلاب کے منگواتے پھر اس برتن سے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور پہلے سر کے دائیں طرف کے بالوں میں پانی ڈالتے پھر بائیں طرف کے بالوں میں پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور دونوں ہاتھوں سے پانی پورے سر پر ڈالتے۔

تشریح باب کی دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو حلاب کے مانند ایک برتن منگواتے حلاب اس برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کا ایک وقت کا دودھ دوہا جائے بعض

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ما يكفي الجنب من افاضة الماء على رأسه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب العمل في الغسل من الحيض

[illegible]

[illegible]

باب الغسل مرة واحدة

ایک مرتبہ پانی ڈال کر غسل کرنے کا بیان

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

باب اغتسال النفساء عند الاحرام

[illegible]

فحدثت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج لخمس بقين من ذي القعدة وخرجت معه حتى أتى ذا الحليفة ولدت أسماء بنت عميس محمد بن أبي بكر فأرسلت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف أصنع فقال اغتسلي ثم استثفري ثم أهلي

[illegible] باب الاغتسال [illegible] گزر چکی ہے

باب ترك الوضوء بعد الغسل

أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم قال حدثنا أبي قال حدثنا حسن عن أبي إسحاق ح وأخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شريك عن أبي إسحاق عن الأسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل

[illegible] باب ترك الوضوء من بعد الغسل [illegible] گزر چکا ہے

باب الطواف على النساء في غسل واحد

ایک غسل میں تمام بیویوں سے صحبت کرنے کا بیان

أخبرنا حميد بن مسعدة عن بشر وهو ابن المفضل قال حدثنا شعبة عن إبراهيم بن محمد عن أبيه قال قالت عائشة رضي الله عنها كنت أطيب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيطوف على نسائه ثم يصبح محرما ينضح طيبا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں سے صحبت فرماتے پھر صبح کے وقت احرام باندھتے تو خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے مہک رہی ہوتی۔

[illegible]

[illegible]

باب التيمم بالصعيد

پاک مٹی سے تیمم کرنے کا بیان

أخبرنا الحسن بن إسماعيل بن سليمان قال حدثنا هشيم قال حدثنا سيار عن يزيد الفقير عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي نصرت بالرعب مسيرة

[illegible]

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سماوی آگ کا اترنا ان کا قبول ہونا تھا ... سے ہوا حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے طفیل سے ہمارے لئے اس کو حلال بنا دیا گیا جس سے یہ مال ہمارے لئے بڑی راحت ہے مسجد میں پڑھیں یا گھر کے علاوہ جس جگہ چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ پہلی امتوں کی عبادت کا تعین شدہ جگہ اور پہلی امتوں کو صرف پانی سے طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تھا سوائے پانی کے طہارت حاصل کی تھی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے پوری زمین کو طہور (پاک کرنے والا) بنا دیا ہے جیسا کہ جعلت لنا الارض طہورا کا معنی ہے کہ زمین میں طہور ہونا پانی کی طرح ہے جیسی کہ پانی باطنی طہارت ... تمام مضمونوں کے لئے ہم ہیں لیکن زمین کی طہوریت بدلی ہے اس قسم کی زمین کے اندر پاک کرنے کی صفت اس کی اصل سے منتقل ہو کر صرف ہمارے حضور اکرم ﷺ اور آپ کی امت کے لئے خاص اعزاز ہے کہ پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں زمین کو طہور بنا دیا گیا ہے جب صرف ہمارے لئے ہے اور شرط ہی ہے کہ جس زمین پر تیمم کیا جائے اس کو ... باقی رہنا لازم ہے جب تک کہ وہ بھی پانی ملنے پر قائم ہے اور اس کا ساتھ ہی اپنی اصل حالت طہور سے عاری ہو جائے گی۔

تیسری چیز ہے شفاعت ارشاد ہے وہ شفاعت عظمی ہے جو تمام مخلوق کے لئے عام ہوگی اور یہ منصب شفاعت عظمی کا نبی کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہے کوئی اس میں شریک نہیں ہے اور وہ شفاعت میدان حشر میں طول وقوف سے تمام لوگوں کی شدت و تکلیف سے نجات دلانے کے لئے ہوگی اس لئے امام نووی نے شفاعت عظمی ہی کی شفاعت مراد لی ہے اس کے علاوہ اور بھی بعض شفاعتیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ بعد میں ان کی تفصیل آتی ہے مثلاً

(۱) آپ کی امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بے حساب و کتاب اللہ تعالیٰ جنت میں بھیج دے گا تو حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے ایک بہت بڑی جماعت بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگی۔

(۲) آپ ﷺ کی شفاعت اس قوم کے لئے ہوگی جن کے حسنات اور سیئات برابر ہوں اور وہ شفاعت کی مدد سے جنت میں داخل ہوگی۔

(۳) جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو گئے ہیں ان کے لئے شفاعت کریں گے وہ جنت میں لے جائیں گے۔

(۴) ارتفاع درجات اور زیادتی کرامت کے لئے شفاعت ہوگی وغیرہ وغیرہ

غرض یہ سب شفاعتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض شفاعتیں مشترک ہیں مثلاً گنہگار لوگ جو دوزخ میں گئے ہوں گے وہ شفاعت سے نکلیں گے تو یہ شفاعت تمام پیغمبروں کے درمیان مشترک ہے۔ واللہ اعلم

لیکن اصل اور بنیادی چیز شفاعت عظمی ہے باقی سب شفاعتیں اس کے تابع ہیں کیونکہ اسی کی عظمت سے باقی شفاعتوں کے دروازے کھلیں گے اور مخلوق کو راحت نصیب ہوگی

چوتھی چیز جو خاص طور پر نبی کریم ﷺ کو دی گئی وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے ہر نبی کو خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پوری تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ

[illegible]

باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوة

کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر نماز کے بعد پانی مل گیا تو اس نماز کا دہرانا ضروری ہے یا نہیں اس کا بیان

اخبرنا مسلم بن عمرو بن مسلم قال حدثنی ابن نافع عن اللیث بن سعد عن بکر بن سوادة عن عطاء بن یسار عن ابی سعید ان رجلین تیمما وصلیا ثم وجدا ماء فی الوقت فتوضأ احدهما وعاد لصلاته ما کان فی الوقت ولم یعد الآخر فسألا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال للذی لم یعد اصبت السنة واجزأتک صلاتک وقال للآخر اما انت فلک مثل سهم جمع

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے تیمم کیا [illegible] وقت کے اندر پانی پایا تو دونوں میں سے ایک نے وضو [illegible] دوسرے نے [illegible] نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] فرمایا [illegible] تمہاری نماز کافی ہے [illegible] ثواب ہے [illegible]

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللہ عن لیث بن سعد قال حدثنی عمیرة وغیره عن بکر بن سوادة عن عطاء بن یسار ان رجلین وساق الحدیث

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن مخارق عن طارق ان رجلا اجنب فلم یصل فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک له فقال اصبت فاجنب رجل آخر فتیمم وصلی فاتاه فقال نحو ما قال للآخر یعنی اصبت

تشریح اس حدیث [illegible] ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب الوضوء من المذي

أخبرنا علي بن ميمون قال حدثنا مخلد بن يزيد عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال تذاكر علي والمقداد وعمار فقال علي إني امرؤ مذاء وإني أستحيي أن أسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم لمكان ابنته مني فيسأله أحدكما فذكر لي أن أحدهما سأله ونسيته فقال النبي صلى الله عليه وسلم ذلك المذي إذا وجده أحدكم فليغسل ذلك منه وليتوضأ وضوءه للصلاة أو كوضوء الصلاة

[illegible]

الاختلاف على سليمان

أخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا عبدة قال حدثنا سليمان الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن علي قال كنت رجلا مذاء فأمرت رجلا فسأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال فيه الوضوء.

أخبرنا محمد بن عبد الأعلى قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة قال أخبرني سليمان الأعمش قال سمعت منذرا عن محمد بن علي عن علي قال استحييت أن أسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المذي من أجل فاطمة فأمرت المقداد فسأله فقال فيه الوضوء.

تشریح [illegible]

[illegible]

الاختلاف على بكير

أخبرنا أحمد بن عيسى عن ابن وهب وذكر كلمة معناها أخبرني مخرمة بن بكير عن أبيه عن سليمان بن يسار عن ابن عباس قال قال علي أرسلت المقداد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأله عن المذي فقال توضأ وانضح فرجك قال أبو عبد الرحمن مخرمة لم يسمع من أبيه شيئا.

أخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن ليث بن سعد عن بكير بن الأشج عن سليمان بن يسار قال أرسل علي بن أبي طالب المقداد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأله عن الرجل يجد المذي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يغسل ذكره ثم ليتوضأ.

أخبرنا عتبة بن عبد الله المروزي عن مالك وأنا أسمع عن أبي النضر عن سليمان بن يسار عن المقداد بن الأسود عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أمره أن يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

[illegible]

باب الامر بالوضوء من النوم

باب سونے کی وجہ سے وضو کا حکم دینا

[illegible]

کریب حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے روایت کیا کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی میں آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور نماز پڑھی پھر لیٹ کر سو گئے پھر آپ ﷺ کے پاس مؤذن (حضرت بلال ﷺ) آیا اور نماز کی اطلاع دی پھر حضور ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا یہ حدیث مختصر ہے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا محمد بن عبد الرحمن الطفاوی قال حدثنا ایوب عن ابی قلابة عن انس ﷺ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اذا نعس احدکم فی صلاته فلینصرف ولیرقد

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب دوران نماز تم میں سے کسی پر اونگھ طاری ہو تو اس کو نماز سے علیحدہ ہو جانا چاہیے اور سو جانا چاہیے۔

تشریح اس روایت میں حضرت ابن عباس ﷺ جو نقل کر رہے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور حضور ﷺ اور ابن عباس ﷺ دونوں نے وضو کے بعد نماز ادا کی تھی جیسا کہ یہ بات بخاری وغیرہ کی مفصل روایت سے اور خود نسائی کی روایت سے بھی جس کو انہوں نے کتاب الصلاۃ میں ذکر کیا ہے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے لیکن مصنف نے تو صرف اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ مختصر روایت اس مفصل روایت پر محمول ہے اس مفصل روایت میں تمام واقعہ کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس ﷺ کہتے ہیں ایک رات میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ ﷺ کے پاس گزاری اور نبی کریم ﷺ ان کے حجرے میں تھے کیونکہ وہ رات ان کی باری کی تھی حضور اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ ﷺ سے گفتگو کی پھر تھوڑی دیر سو گئے پھر جب تہائی رات باقی رہ گئی تو آپ ﷺ اٹھے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی "ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنهار لآیات لاولی الالباب" یہاں تک کہ پوری سورۃ تلاوت فرمائی پھر مشکیزے کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا بند کھولا پھر پیالے میں پانی ڈالا پھر وضو کیا پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی حضرت ابن عباس ﷺ کہتے ہیں میں بھی کھڑا ہوا اور وضو کیا پھر حضور ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے میرا کان پکڑ کر مجھ کو بائیں طرف سے دائیں طرف کھڑا کیا پھر جب حضور اکرم ﷺ کی تیرہ رکعت نماز پوری ہو گئی اس کے بعد آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو رہے تھے پھر جب صبح کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال ﷺ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے آئے پھر آپ ﷺ نے فوراً دو رکعت سنت پڑھی اور وضو نہیں کیا اور اسی روایت میں آیا ہے کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے "اللهم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا الخ"۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر دو ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں اور بعض علماء نے کہا کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ضرورت کے تحت امام مقتدی کے ہاتھ سے حرکت کرا دے تو نماز میں کوئی خلل نہیں آتا اسی طرح زیادہ بھی اگر فرق ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اور یہی حدیث جو حضرت انس ﷺ سے مروی ہے اس کی تشریح باب [illegible] کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

باب الوضوء من مس الذكر

اخبرنا قتيبة عن سفيان عن عبد الله يعني ابن ابي بكر قال على اثره قال ابو عبد الرحمن ولم اتقنه عن عروة عن بسرة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مس فرجه فليتوضأ

اخبرنا عمران بن موسى حدثنا محمد بن سواء عن شعبة عن معمر عن الزهري عن عروة بن الزبير عن بسرة بنت صفوان ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا افضى احدكم بيده الى فرجه فليتوضأ

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن مروان بن الحكم انه قال الوضوء من مس الذكر فقال مروان اخبرتنيه بسرة بنت صفوان فارسل عروة قالت ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يتوضأ منه فقال من مس الذكر

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا يحيى بن سعيد عن هشام بن عروة قال اخبرني ابي عن بسرة بنت صفوان ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من مس ذكره فلا يصلي حتى يتوضأ قال ابو عبد الرحمن هشام بن عروة لم يسمع من ابيه هذا الحديث اخر كتاب الغسل والتيمم

اس باب کے ماتحت کی احادیث کی تشریح عنوان سابق ”الوضوء من مس الذکر“ کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

كتاب الصلوة

نماز کی فرضیت اور اس کے احکام

فرض الصلوة وذكر الاختلاف الناقلين في اسناد حديث انس بن مالك رضي الله عنه واختلاف الفاظهم فيه

[illegible]

قلال هجر وإذا ورقها مثل آذان الفيلة وإذا في أصلها أربعة أنهار نهران باطنان ونهران ظاهران فسألت جبريل فقال أما الباطنان ففي الجنة وأما الظاهران فالفرات والنيل ثم فرضت علي خمسون صلاة فأتيت على موسى فقال ما صنعت قلت فرضت علي خمسون صلاة قال إني أعلم بالناس منك إني عالجت بني إسرائيل أشد المعالجة وإن أمتك لن يطيقوا ذلك فارجع إلى ربك فاسأله أن يخفف عنك فرجعت إلى ربي فسألته أن يخفف عني فجعلها أربعين ثم رجعت إلى موسى عليه السلام فقال ما صنعت قلت جعلها أربعين فقال لي مثل مقالته الأولى فرجعت إلى ربي عز وجل فجعلها ثلاثين فأتيت على موسى عليه السلام فأخبرته فقال لي مثل مقالته الأولى فرجعت إلى ربي فجعلها عشرين ثم عشرة ثم خمسة فأتيت على موسى عليه السلام فقال لي مثل مقالته الأولى فقلت إني أستحي من ربي عز وجل أن أرجع إليه فنودي أن قد أمضيت فريضتي وخففت عن عبادي وأجزي بالحسنة عشر أمثالها

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خانہ کعبہ کے نزدیک سونے والے اور جاگنے والے کے درمیان تھا کہ اتنے میں تین فرشتے آئے ان میں سے ایک شخص دو شخصوں کے درمیان تھا پھر ایک شخص نے سونے کا ایک طشت لایا جو کہ ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا پھر میرا سینہ حلق سے لے کر پیٹ تک چاک کیا پھر زمزم شریف کے پانی سے قلب کو دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرا گیا پھر ایک جانور لایا گیا جو کہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا پھر میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان پر پہنچے وہاں دریافت کیا گیا کون ہے جواب دیا کہ جبرئیل ہوں پوچھا گیا اور کون ہے آپ کے ساتھ جبرئیل نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتوں نے کہا کیا ان کو معراج کے لیے بلایا گیا ہے ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... دروازہ کھول دیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا ... سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ مرحبا نیک بخت بیٹے اور نبی صالح پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے وہاں دریافت کیا گیا کہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں پوچھا گیا اور کون ہے تمہارے ساتھ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر فرشتوں نے ... مرحبا اور سلام کے الفاظ کہے مرحبا ونعم المجیء جاء سے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا ... فرشتوں نے استقبال کیا پھر ہم حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس پہنچے میں نے سلام کیا ان دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور صالح نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے دریافت کیا گیا کون ہے جواب دیا جبرئیل ہوں پوچھا گیا اور کون ہے تمہارے ساتھ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر اس آسمان کے فرشتوں نے بھی ... استقبال کیا پھر ہم حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے وہاں ان کو سلام کیا ... پھر ہم چوتھے آسمان پر آئے وہاں بھی سوال و جواب ہوا فرشتوں نے ... پھر ہم حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے ان کو سلام کیا انہوں نے مرحبا ... اے بھائی اور صالح نبی کہا

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

اخبرنا احمد بن [illegible] حدثنا مالك بن مغول عن الزبير بن عدي عن طلحة بن مصرف عن مرة عن عبد الله قال لما اسري برسول الله ﷺ انتهى به الى سدرة المنتهى وهي في السماء السادسة اليها ينتهي ما يعرج به من الارض فيقبض منها واليها ينتهي ما يهبط به من فوقها فيقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب فاعطي ثلاثا الصلوات الخمس وخواتيم سورة البقرة ويغفر لمن مات من امته لا يشرك بالله شيئا المقحمات

[illegible]

معاف کر دیئے جائیں گے۔

تشریح عبارت میں نماز کی شرائط سے جن کو پہلے موجود ہونا چاہئے، ان کو پہلے بیان کر کے اصل مقصود یعنی نماز کا بیان شروع کیا ہے۔

علامہ عینی نے کہا کہ نماز شرعی کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دعا کو شامل ہے، جمہور اہل لغت سے اسی طرح منقول ہے اور نماز کا ثبوت قرآن و حدیث اور اجماع سے ہے اور جو کوئی نماز سے منکر ہو وہ کافر ہے اور جو فرض نماز کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن غفلت و سستی وغیرہ سے قصداً نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے جیسے امام صاحب حنفیہ کے مطابق قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے۔

ملا علی قاری نے حروف [illegible] کے حواشی میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ مشتق ہے صلی سے جس کے معنی یہ ہیں کہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنا، تو نماز کو صلوٰۃ اس لئے کہا گیا کہ نمازی میں نفس امارہ کے سبب سے جو کجی ہے اس کو اور معصیت و نافرمانی کی کجی کو حرارت عشق سے جلا کر سیدھا کر دیتی ہے [illegible] کو سیدھی کی طرح پھیری کے ہے اور نماز کی حرارت سے سیدھا ہو جاتا ہے، [illegible] (امام [illegible]) [illegible] کا داخل نہیں ہو گا کہ حرارت پیدا کرے گی۔ (مقدمہ مبارک ص ۱۱۸ ج ۱)

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ پانچوں نمازوں کا فرض ہونا شب معراج میں ہوا جیسا کہ احادیث مذکورہ اور دوسری حدیث سے ثابت ہوتی ہے اور معراج نبی کریم ﷺ کے نماز میں ایک عظیم الشان واقعہ ہے [illegible] اور زہری کہتے ہیں کہ بعثت نبوت کے پانچ سال بعد مگر مشہور یہ ہے کہ قبل ہجرت ایک یا ڈیڑھ سال پہلے ہوا، اور معراج جاگتے میں ہوئی، یہی جمہور کا مذہب ہے جمہور فقہاء و محدثین اور صوفیاء کا عقیدہ ہے اور جو [illegible] ہے اور امام نسائی نے مختلف روایات نقل کی ہیں جن سے بہت سے امور معلوم ہوتے ہیں۔

چنانچہ منقول روایت میں آیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ شریف کے صحن میں تھا اور دو آدمیوں کے درمیان تھا اور ان دونوں سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضور اکرم ﷺ ان دونوں کے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے پھر آپ کا سینہ چاک کیا اور [illegible] سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا پھر آپ کا سینہ اوپر سے نیچے تک چاک کیا گیا اور قلب مبارک نکالا گیا اور ایک سونے کے طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے قلب مبارک کو دھویا گیا پھر وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا طشت قلب میں بھر دیا گیا اور [illegible] کو اپنی جگہ پر رکھ کر درست کر دیا گیا۔

آپ نے حرم سے آپ نے قلب کو دھو کر اس کی [illegible] ہے کہ آب زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے اور سونے کے برتن کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قصص الانبیاء

[illegible]

ابراہیم علیہ السلام موجود تھے آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا انہوں نے فرمایا مرحبا فرزند اور نبی کو پھر مجھ کو بیت المعمور میں لے گئے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ بیت المعمور ہے (بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے جو قبلہ خانہ کعبہ کے مقابل میں ہے یا عرش اور زمین کے درمیان ہے کہ اگر گرے تو سیدھا کعبہ پر گرے) اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکلے ہیں تو دوبارہ ان کی باری نہیں آتی پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں دو مسلم میں ہے کہ اس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں دو اندر کو جاری ہیں اور دو باہر کو جاری ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ جو اندر کو جاری ہیں وہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو جاری ہیں وہ نیل اور فرات ہے۔

پھر حالانکہ نبی اکرم ﷺ دیدار خداوندی اور بلا واسطہ کلام ربانی وغیرہ سے مشرف ہوئے اور پچاس نمازیں آپ ﷺ اور آپ کی امت پر فرض ہوئیں حضور ﷺ یہ انعام لے کر رب عزت کے دربار سے واپس ہوئے واپسی میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے فریضہ نماز سے متعلق کچھ نہیں فرمایا بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا انہوں نے پوچھا کیا حکم ہوا آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کا بہت تجربہ کر چکا ہوں آپ کی امت ضعیف اور کمزور ہے وہ پچاس نمازوں کو انجام نہیں دے سکے گی آپ اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام پر جہاں پر حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کیجئے حضور ﷺ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں کہ چالیس رہ گئیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو انہوں نے فرمایا کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ چالیس نمازیں کر دیں پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا میں لوٹ اس طرح کم کرتے کرتے پانچ نمازیں رہ گئیں۔

غرض کئی بار تخفیف کے بعد جب پانچ نمازیں رہ گئیں اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہی مشورہ دیا کہ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں نے بار بار درخواست کی اب مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے (اگرچہ گنجائش تھی لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں) آپ موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دے کر آگے روانہ ہوگئے قریب سے ایک آواز آئی کہ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا دس نیکیوں کا ثواب دوں گا۔

دوسری روایت میں آتا ہے ھی خمس وھی خمسون لا یبدل القول لدی "کہ یہ پانچ ہیں اور پچاس کے برابر ہیں اور میرے یہاں بات نہیں بدلتی" بہرحال علم میں اسی طرح پانچ ہی تھیں اور خطرہ شد تھا کہ اصل فرض پانچ نمازیں ہیں اور پچاس سے پانچ تک بتدریج کمی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اختیار کی گئی جیسے طبیب کے علاج میں ترتیب اور تدریج حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اور مریض اس کو اپنی نادانی کی وجہ سے تغیر و تبدل سمجھتا ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

غرض اللہ تعالیٰ کے ارشاد مذکورہ سے آپ اشارہ اس وعدہ کے مطابق ہونے کا جو اس مقام پر فرمایا "قد استحییت من ربی عزوجل"۔

[illegible]

(واللہ تعالیٰ اعلم)

باب این فرضت الصلوٰة

باب نماز کہاں فرض ہوئی

[illegible]

[illegible]

تشریح یہ روایت سند کے لحاظ سے منقطع ہے لیکن تحقیق سے اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کی بھی دس ولی ہو جس میں فرضیت اقسام اللہ عنہ سے اس کی وجہ سے نماز کی فرضیت میں رسول کریم ﷺ معراج کے قرب خاص سے مشرف ہوئے۔

معراج کے وقت سینہ مبارک اس لیے چاک کیا گیا تاکہ قلب مبارک میں وہ قوت پیدا ہو کہ تجلیات خداوندی اور آیات ربانی کے مشاہدہ کا منصب حاصل ہو اور اس کی بے چون و چگون کلام کا تحمل کر سکے۔

باب کیف فرضت الصلاة

باب نماز کس طرح فرض کی گئی

اخبرنا اسحق بن ابراهیم حدثنا سفیان عن الزهری عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت اول ما فرضت الصلاة رکعتین فاقرت صلوة السفر واتمت صلاة الحضر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز ابتداء میں دو دو رکعت فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نماز اسی حالت پر برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کر دی گئی۔

اخبرنا محمد بن هاشم البعلبکی قال حدثنا الولید قال اخبرنی ابو عمرو یعنی الاوزاعی انه سال الزهری عن صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکة قبل الهجرة الی المدینة قال اخبرنی عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت فرض اللہ الصلاة علی رسوله صلی اللہ علیہ وسلم اول ما فرضها رکعتین رکعتین ثم اتمت فی الحضر اربعاً واقرت صلاة السفر علی الفریضة الاولی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ پر ابتداء میں نماز دو دو رکعت فرض کی پھر حضر میں پوری چار رکعت کر دی گئیں اور سفر کی نماز پہلے فریضہ پر قائم رکھی گئی۔

اخبرنا قتیبة عن مالک عن صالح بن کیسان عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت فرضت الصلاة رکعتین رکعتین فاقرت صلاة السفر وزید فی صلاة الحضر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نماز اسی پر قائم رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیی وعبدالرحمن قالا حدثنا ابو عوانة عن بکیر بن الاخنس عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال فرضت الصلاة علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحضر اربعاً وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی زبان مبارک سے حضر (اقامت

دو رکعات میں ادا فرماتے تھے [illegible] مغرب کی [illegible]

أخبرنا يوسف بن سعيد قال حدثنا حجاج بن محمد حدثنا محمد بن عبد الله الشعيثي عن عبد الله بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن أمية بن عبد الله بن خالد بن أسيد أنه قال لابن عمر ﷺ كيف تقصر الصلاة وإنما قال الله عز وجل ليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم فقال ابن عمر يا ابن أخي إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتانا ونحن ضلال فعلمنا فكان فيما علمنا أن الله عز وجل أمرنا أن نصلي ركعتين في السفر قال الشعيثي وكان الزهري يحدث بهذا الحديث عن عبد الله بن أبي بكر

حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نماز کو [illegible] فرماتے ہیں [illegible] حضرت ابن عمر ﷺ نے جواب دیا [illegible] رسول کریم ﷺ [illegible] ہم کو [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] آپ ﷺ [illegible] سفر میں [illegible] پڑھنے کا حکم فرمایا۔

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

حضرت عائشہ ﷺ کے [illegible] کی ضرورت ہے [illegible] مغرب [illegible]

غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہے اس لئے ضرورت تھی کہ توحید و سنت آفتاب پرستی کے شرک سے پوری طرح نفرت و بیزاری ظاہر کرنے ہی کے لئے اس وقت کی نماز میں کثرت رکعات کی تعداد دوسری تمام نمازوں سے [illegible] کا ثبوت مل سکے یعنی [illegible] ادا کی جاتی ہے [illegible] جو مغرب کی [illegible] سے [illegible] جس کا [illegible] تک نہ ہونا [illegible] لوگ [illegible] نماز [illegible]۔

[illegible] عشاء کے وقت [illegible] کا کوئی بھی فرق نہیں ہوتا ایک رکعت [illegible] اس لئے مغرب شب کی رکعتوں کی تعداد میں کمی کی گئی ہے اور چونکہ آفتاب [illegible] اس لئے تو حید کے مزاج اس وقت کی نماز کا ہونا چاہئے اس مضمون کی تشریح اس حدیث کے الفاظ سے ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے وتر نماز کی تاکید فرمائی کہ اوتروا یا اھل القرآن فان اللہ وتر یحب الوتر "اے قرآن والو وتر ادا کرو کیونکہ خدا بھی وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔"

صبح کا وقت وہ بابرکت وقت ہے جب انسان پورے آرام و سکون کے بعد بیدار ہوتا ہے یہ بڑا سہانا وقت ہے طبیعت سرور میں ہوتی ہے اور اطمینان قلب ہوتا ہے اس لئے یہ وقت نماز و عبادت کے لئے ہر طرح سے موزوں ہے اور قرآن کریم میں اس کے خاص امتیاز کا اعلان الفاظ میں کیا گیا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودا "صبح کی نماز کی قرأت کا وقت حضوری کا ہوتا ہے" اس بنا پر شریعت کا یہ منشاء ہے اس وقت کی نماز میں رکعتوں کی تعداد میں اضافہ کے بجائے اس کی اصلی کیفیت کو پیش نظر رکھ کر بھی [illegible] جس کا حکم دیا گیا ہے کہ قرأت لمبی کر دی جائے اور سورتیں بڑی بڑی پڑھی جائیں چنانچہ خود جناب نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین ایک رکعت میں تقریباً پوری سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے فجر کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک قرأت کرتے تھے اور اسی نسبت سے رکوع وغیرہ بھی ہوتا تھا۔

الغرض پانچوں نمازوں کا فرض ہونا شب معراج میں ہوا فرض کی رکعتوں کی تعداد تو قطعی ہے جس پر امت کا اجماع ہے اس میں کچھ خلل نہیں اور ہر ایک وقت کی رکعت سے الحمد تک پڑھا گیا ہے اور ثبوت اس کا قطعی اور متواتر ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

آخری روایت میں آیا ہے کہ امیہ بن عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم لوگ خوف کی نمازوں کا حکم تو قرآن میں پاتے ہیں اور حضر کی نماز کا بھی لیکن سفر کی نماز کا حکم قرآن میں نہیں پاتے سوائے خوف کے ساتھ [illegible] سے تو کوئی خوف نہیں رہا اس کا جواب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ نبی کریم ﷺ اعلم بالقرآن تھے یعنی آپ قرآن مجید کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے اور آپ سے ان کو یہ تعلیم ملی "لیس علیکم جناح" کی جو تشریح فرمائی ہے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ سفر میں خوف نہ ہو تب بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز قصر پڑھا کرو اس لئے ہم چار رکعت فرض نماز دو ہی پڑھتے ہیں اور خوف کی قید تو آیت میں سے بطور اتفاق اس حالت کے ہے جو نزول کے وقت تھی کہ وہ زمانہ

خوف میں پڑھنا تھا پھر نبی کریم ﷺ کی آخری نماز سے معلوم ہوا کہ منسوخ ہو گیا اور اس پر تو مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور باب کے تحت حدیث نمبر ۸ ابن عباس ؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں ایک رکعت ہے لیکن یہ صورت اجماعاً متروک العمل ہے بدلیل کہ صلوٰۃ خوف میں ایک رکعت پڑھنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

باب کم فرضت فی الیوم واللیلة

باب دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں

اخبرنا قتیبه عن مالک عن ابی سهیل عن ابیه انه سمع طلحه بن عبیدالله یقول جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوی صوته ولا نفقه ما یقول حتی دنا فاذا هو یسال عن الاسلام فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم خمس صلوات فی الیوم واللیلة قال هل علیّ غیرهن قال لا الا ان تطوع قال وصیام شهر رمضان قال هل علیّ غیره قال لا الا ان تطوع وذکر له رسول الله صلی الله علیه وسلم الزکاة قال هل علیّ غیرها قال لا الا ان تطوع فادبر الرجل وهو یقول والله لا ازید علی هذا ولا انقص منه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افلح ان صدق

حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اہل نجد سے رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے مگر سمجھتے نہیں تھے یہاں تک کہ وہ شخص بالکل نزدیک ہو گیا رسول کریم ﷺ کے اور وہ اسلام کے متعلق پوچھتا تھا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں اس شخص نے کہا اور ان کے علاوہ میرے ذمہ اور کچھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل پڑھنا چاہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے کی پابندی کرو اس شخص نے کہا کیا اس کے علاوہ میرے ذمہ اور کچھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل روزہ رکھو پھر رسول کریم ﷺ نے اس کو زکوٰۃ کا حکم دیا تو اس شخص نے کہا کیا اس کے علاوہ میرے ذمہ اور کچھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل صدقہ کرو۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ جب وہ شخص چلنے لگا تو یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ قسم ہے خدا کی نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس میں کمی کروں گا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا اگر سچا ہے۔

اخبرنا قتیبه حدثنا نوح بن قیس عن خالد بن قیس عن قتادة عن انس ؓ قال سال رجل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله کم افترض الله عز وجل علی عباده من الصلوات قال افترض الله علی عباده صلوات خمسا قال یا رسول الله هل قبلهن او بعدهن شیء قال افترض الله علی عباده صلوات خمسا فحلف الرجل لا یزید علیه شیئا ولا ینقص منه شیئا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان صدق لیدخلن الجنة

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ نے کس قدر بندوں پر

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible] فلیح [illegible] ہے تم [illegible] سے کہیں [illegible] مضمون کی [illegible] تائید [illegible] کوئی [illegible] نے فرمایا [illegible] دنیا [illegible] تمام [illegible] ختم [illegible] پایا گیا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

[illegible] فلا علی غیرهم من [illegible] الاحکام [illegible] بعض احکام [illegible] کا حکم [illegible] ہوگا۔

باب البيعة على الصلوات الخمس

پانچ نمازوں کی پابندی پر بیعت کا بیان

أخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا أبو مسهر قال حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن أبي إدريس الخولاني عن أبي مسلم الخولاني قال أخبرني الحبيب الأمين عوف بن مالك الأشجعي قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألا تبايعون رسول الله صلى الله عليه وسلم فرددها ثلاث مرات فقدمنا أيدينا فبايعناه فقلنا يا رسول الله قد بايعناك فعلى ماذا قال على أن تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا والصلوات الخمس وأسر كلمة خفية أن لا تسألوا الناس شيئا

ابو مسلم خولانی فرماتے ہیں کہ مجھے محبوب امین عوف بن مالک اشجعی نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی ہم نے اپنے ہاتھوں کو آپ کی طرف بڑھایا اور ہم نے آپ سے بیعت کی ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے آپ سے بیعت کی ہے لیکن کس چیز پر؟ آپ نے فرمایا اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور پانچ نمازوں کی پابندی کرو اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔

تشریح ان تعبدوا الله الخ توحید [illegible] کا [illegible] مذہب میں پایا جاتا ہے۔

عبادت [illegible] زندگی کا [illegible] اپنی بندگی اور [illegible] کے [illegible] میں [illegible] عبادت [illegible] اور [illegible] تعالیٰ [illegible] والصلوات الخمس [illegible] ہے۔

[illegible]

باب المحافظة على الصلوات الخمس

پانچوں نمازوں کی حفاظت کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن ابن محيريز أن رجلا من بني كنانة يدعى المخدجي سمع رجلا بالشام يكنى أبا محمد يقول الوتر واجب قال المخدجي فرحت إلى عبادة بن الصامت فاعترضت له وهو رائح إلى المسجد فأخبرته بالذي قال أبو محمد فقال عبادة كذب أبو محمد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خمس صلوات كتبهن الله على العباد من جاء بهن لم يضيع منهن شيئا استخفافا بحقهن كان له عند الله عهد أن يدخله الجنة ومن لم يأت بهن فليس له عند الله عهد إن شاء عذبه وإن شاء أدخله الجنة

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (واللہ تعالیٰ اعلم)

فضل الصلوات الخمس

پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن الهاد عن محمد بن إبراهيم عن أبي سلمة عن أبي هريرة ﷺ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أرأيتم لو أن نهرا بباب أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات هل يبقى من درنه شيء قالوا لا يبقى من درنه شيء قال فكذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ بتلاؤ کہ اگر کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ لوگوں نے عرض کیا کچھ میل کچیل بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نمازوں کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

تشریح اس حدیث میں نماز کی اہمیت کا بیان ہے ... پانچوں وقت کی نماز ادا کرنے ... کامل ... طہارت ... آپ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ تمہارے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے ... پانی میں نہانے والے کے بدن پر جس طرح کہ میل کچیل باقی نہیں رہتا ہے اور بالکل صاف ستھرا ہو جاتا ہے اسی طرح جو لوگ پورے اہتمام سے پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور وہ گناہوں کے میل کچیل سے صاف ستھرے ہو جاتے ہیں اور اگر گناہ نہ ہوں تو اس صورت میں ان کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

باب الحكم في تارك الصلوة

نماز چھوڑنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے اس کا بیان

اخبرنا الحسين بن حريث قال حدثنا الفضل بن موسى عن الحسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العهد الذي بيننا وبينهم الصلوة فمن تركها فقد كفر

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عہد ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز کا عہد ہے جس نے نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا

اخبرنا احمد بن حرب حدثنا محمد بن ربيعة عن ابن جريج عن ابي الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بين العبد وبين الكفر الا ترك الصلوة

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مسلم اور کفر کے درمیان فرق کر دینے والی چیز صرف نماز کا ترک کرنا ہے۔

تشریح قاضی عیاض نے کہا کہ بینہم کی ضمیر منافقوں کی طرف راجع ہے مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ ہم نے منافقوں کو ظاہری طور پر مسلمانوں کے ساتھ ... ان کو قتل نہیں کرتے اور احکام اسلام ان پر جاری کرتے ہیں اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں ... مسلمانوں کے

[illegible]

یهيب عن القتل المتعمد۔

[illegible]

[illegible]

غرض یہ ہے کہ [illegible] ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب المحاسبة على الصلاة

اس بیان میں کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا

أخبرنا أبو داود قال حدثنا هارون هو ابن إسماعيل قال حدثنا همام عن قتادة عن الحسن عن حريث بن قبيصة قال قدمت المدينة قال قلت اللهم يسر لي جليسا صالحا فجلست إلى أبي هريرة رضي الله عنه قال فقلت إني دعوت الله عز وجل أن ييسر لي جليسا صالحا فحدثني بحديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم لعل الله أن ينفعني به قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن أول ما يحاسب به العبد بصلاته فإن صلحت فقد أفلح وأنجح وإن فسدت فقد خاب وخسر قال همام لا أدري هذا من كلام قتادة أو من الرواية فإن انتقص من فريضته شيء قال انظروا هل لعبدي من تطوع فيكمل به ما نقص من الفريضة ثم يكون سائر عمله على نحو ذلك خالفه أبو

[illegible]

[illegible]

[illegible] نبی صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

کو دوسری نفلوں سے فرض نمازوں کی کمی پوری کی جائے گی۔

تشریح: ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے اہم چیز نماز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر اس کی نماز حساب میں درست ہوگی تو اس کا پورا پورا فائدہ اس کو حاصل ہوگا [illegible] کے سبب سے مغفرت ہو جائے گی اور [illegible] نجات [illegible] کے سبب مغفرت اور [illegible] بندے [illegible] کے مطابق خوب اچھی طرح [illegible] اللہ تعالیٰ کی عظمت پائی جائے اور ظاہر و باطن [illegible] سے ادا ہو تب اس کی نماز قیامت کے دن کامل اور حساب میں درست ہوگی اور اگر اس نماز حساب میں ناقص نکلی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مشفقانہ معاملہ فرمائے گا اور [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] فرض نمازوں میں [illegible] حساب میں خراب نکلی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو اے فرشتو! میرے بندے کی کچھ نفل نمازیں بھی ہیں [illegible] اس کی نفل نمازیں ہوں گی تو ان سے کمی پوری کی جائے گی فرضوں کی خرابی اور نقصان کو پورا کیا جائے گا پھر باقی فرائض کا اسی طرح حساب لیا جائے گا اور [illegible] سے [illegible]۔

ایسے ہی [illegible] روزے میں کچھ نقصان ہوا ہوگا تو نفل روزوں سے اس کو پورا کر دیں گے اور اگر زکوٰۃ میں نقصان ہوا ہوگا تو اس کو بھی صدقات و خیرات سے پورا کر دیں گے اور حج میں کوئی کمی ہوگی تو نفل حج [illegible] سے پورا کر دیں گے اور [illegible] اور وہ اعمال بھی [illegible] ہوں گے تو اس کو عذاب [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے [illegible] [illegible]۔

فرض سے [illegible] اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ فرض عبادتوں کے ساتھ جو نفل عبادتیں کی جاتی ہیں وہ فرضوں سے پہلے ہوں یا بعد میں [illegible] وہ سب فرض عبادتوں کے لئے تکملہ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان نفلی عبادتوں سے ان ظاہری یا باطنی خرابیوں کو پورا کیا جائے گا جو فرض عبادت کے ادا کرنے میں ہوئی ہوں [illegible] اس لئے نوافل سے بے توجہی اور بے پرواہی مناسب نہیں [illegible] نظر میں نا سمجھی [illegible] نفس کے مکر و فریب سے اپنی کوتاہی اور بے پرواہی کا احساس نہیں ہوتا ہے لیکن جب [illegible] احکم الحاکمین کی عدالت کے سامنے کھڑا ہوگا اور اس سے نماز کا حساب لیا جائے گا تو اس وقت حقوق اور فرائض سے بے پرواہی کا احساس [illegible] ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل ادا کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

اس کی [illegible] حدیث کے آخر میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] روایت کی ہے اور ابو العوام سے بھی [illegible] روایت کی ہے مگر ابو العوام کی مخالفت [illegible] ان کی ہے کہ تمام نے اس حدیث کو قتادہ سے وہ حسن سے وہ حریث بن قبیصہ سے وہ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے [illegible] روایت [illegible] کی طرح حریث بن قبیصہ سے نہیں بلکہ انہوں نے قتادہ سے [illegible] حسن سے [illegible] حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت

باب ثواب من اقام الصلوٰۃ

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible] مستحبات ہیں سب [illegible] مسلم میں اصل ہیں۔

[illegible] اور مستحبات [illegible] چھوڑ دو [illegible] یا ہو اور
ہم [illegible] جو تعلقات ہیں ان کو [illegible] اس ہے کہ [illegible] کامیاب ہو جاؤ گے لیکن [illegible]
چھوڑ [illegible] نے سوال کے وقت [illegible] ﷺ کی [illegible] آپ ﷺ [illegible] کے بعد
آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا [illegible] کے جائز [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب عدد صلاة الظهر في الحضر

حضر کی حالت میں نماز ظہر کی تعداد کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن ابن المنكدر وإبراهيم بن ميسرة سمعا أنسا رضي الله عنه قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم الظهر بالمدينة أربعا وبذي الحليفة العصر ركعتين

ابن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ دونوں نے یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں، اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں۔

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے سفر کا بیان ہے کہ آپ نے جب حج کے لیے مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تو ظہر کی نماز مدینہ میں پوری چار پڑھی پھر جب روانہ ہو گئے اور ذو الحلیفہ میں پہنچے تو نماز عصر کی [illegible] دو رکعتیں پڑھنے کی وجہ [illegible] کہ آپ ﷺ حج کے ارادہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے کہ مسافر تب قصر کرے جب شہر کے مکانات سے نکل جائے اس سے معلوم ہوا کہ جب تک آبادی کے اندر رہے چاہے تب تک مسافر نہیں، اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہ [illegible] مسافر ہو جائے گا۔

باب صلوة الظهر في السفر

سفر میں نماز ظہر کا بیان

أخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن الحكم بن عتيبة قال سمعت أبا جحيفة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة قال ابن المثنى إلى البطحاء فتوضأ وصلى الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة

حکم بن عتیبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جحیفہ سے سنا کہ رسول کریم ﷺ دوپہر کے وقت نکلے اس حدیث کے راوی ابن المثنیٰ نے کہا کہ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور ظہر کی

[illegible]

تشریح [illegible]

باب فضل صلوة العصر

نماز عصر کی فضیلت کا بیان

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا وكيع حدثنا مسعر وابن ابي خالد والبختري بن ابي البختري سمعوه من ابي بكر بن عمارة بن رويبة الثقفي عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لن يلج النار من صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible] میں تشبیہ ہے [illegible] جس کی اولیٰ حیثیت ہے [illegible]
[illegible] کے ساتھ ادا کرنے کی
[illegible]

باب المحافظة على صلوة العصر

نماز عصر کی محافظت (مداومت) کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن زيد بن اسلم عن القعقاع بن حكيم عن ابى يونس مولى عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قال امرتني عائشة ان اكتب لها مصحفا فقالت اذا بلغت هذه الاية فاذني حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى فلما بلغتها اذنتها فاملت على حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين ثم قالت سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو ان کے لئے مصحف (قرآن مجید) لکھنے کا حکم دیا اور کہا کہ جس وقت آیت حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى پر پہنچو تو مجھ کو اطلاع دینا چنانچہ جس وقت اس آیت پر پہنچا تو ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے لکھوایا حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين پھر کہا کہ اس طرح میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرني قتادة عن ابى حسان عن عبيدة عن على رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال شغلونا عن الصلاة الوسطى حتى غربت الشمس

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ جو کہ مشرکین ہیں انہوں نے صلاۃ وسطی (نماز عصر) سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

تشریح: پہلی حدیث میں آیت حافظوا على الصلوات الخ ''صلوات'' میں صلاۃ وسطی داخل ہے [illegible] اور عطف ہے [illegible] پھر الصلاۃ العصر کا عطف صلاۃ الوسطی پر کیا ہے اور قاعدہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہوتی ہے [illegible] ہے البتہ اگر واؤ کو تفسیر کے لئے مانا جائے تو پھر کوئی دشواری نہیں ہے کہ صلاۃ العصر تفسیر ہے والصلاۃ الوسطی کی۔
نبی کریم ﷺ نے اس کی تفسیر میں وصلاۃ العصر فرمایا اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو [illegible]

[illegible]

باب من ترك صلاة العصر

باب: جس شخص سے عصر کی نماز چھوٹ جائے

[illegible] حدثني ابو المليح قال كنا مع بريدة في يوم ذي غيم فقال بكروا بالصلاة فان النبي صلى الله عليه وسلم قال من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

باب عدد صلاة العصر في الحضر

حضر میں نماز عصر کی تعداد کا بیان

أخبرنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثنا هشيم قال أنبأنا منصور بن زاذان عن الوليد بن مسلم عن أبي الصديق الناجي عن أبي سعيد الخدري قال كنا نحزر قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الظهر والعصر فحزرنا قيامه في الظهر قدر ثلاثين آية قدر سورة السجدة في الركعتين الأوليين وفي الأخريين على النصف من ذلك وحزرنا قيامه في الركعتين الأوليين من العصر على قدر الأخريين من الظهر وحزرنا قيامه في الأخريين من العصر على النصف من ذلك

[illegible]

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله بن المبارك عن أبي عوانة عن منصور بن زاذان عن الوليد أبي بشر عن أبي المتوكل عن أبي سعيد الخدري قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوم في الظهر فيقرأ قدر ثلاثين آية في كل ركعة وفي العصر في الركعتين الأوليين قدر خمس عشرة آية

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

باب صلاة العصر في السفر

سفر میں نماز عصر کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن أيوب عن أبي قلابة عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالمدينة أربعا وصلى العصر بذي الحليفة ركعتين

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعات ادا کی۔

أخبرنا سويد بن نصر قال أخبرنا عبد الله بن المبارك عن حيوة بن شريح قال حدثنا جعفر بن ربيعة أن عراك بن مالك حدثه أن نوفل بن معاوية حدثه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فاتته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وماله قال عراك وأخبرني عبد الله بن عمر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فاتته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وماله خالفه يزيد بن أبي حبيب

حضرت نوفل بن معاویہ ﷺ سے روایت ہے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا [illegible] آپ ﷺ فرماتے تھے [illegible] رسول کریم ﷺ سے [illegible]

أخبرنا عيسى بن حماد زغبة قال حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن عراك بن مالك أنه بلغه أن نوفل بن معاوية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وتر أهله وماله قال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هي صلاة العصر خالفه محمد

بن اسحٰق،

عراک بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے نوفل بن معاویہ سے یہ حدیث پہنچی کہ نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے کہ وہ جس سے فوت ہو جائے تو گویا اس کے اہل و عیال اور مال لٹ گئے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے۔

اخبرنا عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم بن سعد قال حدثنی عمی قال حدثنا ابی عن محمد بن اسحٰق قال حدثنی یزید بن ابی حبیب عن عراک بن مالک قال سمعت نوفل بن معاویۃ یقول صلاۃ من فاتتہ فکانما وتر اھلہ ومالہ قال ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی صلاۃ العصر

عراک بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک نماز ایسی ہے کہ کسی شخص سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کے گھر والے اور اس کا مال سب لٹ گئے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عصر کی نماز ہے۔

تشریح اسی طرح کی حدیث کی تشریح "باب عدد صلاۃ الظہر فی الحضر" کے تحت گزر چکی ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہو جائے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر والے اور مال دولت سب چھین لیا گیا یعنی نماز عصر کا ضائع کرنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے کہ کسی کے گھر والے اور مال دولت چھین لیا گیا ہو اور سب کچھ لوٹ لیا گیا اور وہ اکیلا رہ گیا ہو تو جتنا کہ اس کو افسوس اس حالت میں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ عصر کی نماز کے چھوڑنے میں ہے یا جتنا رنج و غم اور صدمہ اس حالت میں ہوتا ہے اتنا ہی نماز عصر کے چھوڑنے میں ہونا چاہیے۔

اگر ایک شخص سے کوئی معتبر آدمی کہہ دے کہ تم فلاں راستہ سے نہ جانا اس راستہ سے جو شخص جاتا ہے اس کو لوگ قتل کر دیتے ہیں اور مال لوٹ لیتے ہیں تو کون ایسا ہے کہ وہ اس راستہ سے گزرے بلکہ وہ تو دور دور تک بھی اس راستہ کے قریب نہ جائے گا مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم صادق و مصدوق رسول پاک ﷺ کا ارشاد نہیں مانتے ہیں اس کے باوجود بھی نماز ترک کرتے ہیں یہ کس حد تک برا اور ظلم ہے۔

دوسری حدیث کے آخر میں عبارت "حدثنا یزید بن ابی حبیب" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح جعفر بن ربیعہ نے اس حدیث کو عراک بن مالک سے روایت کیا ہے اسی طرح یزید بن ابی حبیب نے بھی روایت کیا ہے مگر یزید نے سند اور متن دونوں میں جعفر کی مخالفت کی ہے چنانچہ جعفر کی روایت میں ہے "ان نوفل بن معاویۃ حدثہ" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عراک کا سماع نوفل سے ثابت ہے لیکن یزید کی روایت میں "بلغنی" ہے اور یزید کی روایت میں ہے "عن عراک بن مالک انہ بلغہ ان نوفل بن معاویۃ قال" جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور

عراک بن مالک سے ان کو نہ سنا ہو بلکہ بالواسطہ سنا ہے کیوں کہ لفظ عراک کی سماع پر دلالت کرتا ہے لیکن تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ شاید یہ حدیث عراک نے پہلے بالواسطہ سنی ہو پھر بلا واسطہ نوفل بن معاویہ سے سنی ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اور شیخ ابن نافع سے زہری کی روایت میں "من فاتته صلوة العصر" کے الفاظ ہیں اور یزید کی روایت میں "من الصلوة صلوة من فاتته" کے الفاظ ہیں اس کی تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ زہری سے یہ حدیث دونوں لفظوں کے ساتھ مروی ہے اس لئے کبھی ایک لفظ سے روایت کرتے ہیں اور کبھی دوسرے لفظ سے۔ واللہ اعلم

حافظ محمد بن اسحق حضرت جعفر نے بیان کی طرح محمد بن اسحق کے ساتھی ہیں اپنے استاد یزید بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں اور جس کا نسخہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ مسند احمد میں ہے جو کہ حافظ ابن حجر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ابن اسحق کی روایت میں "سمعت نوفل بن معاویة" سے مراد لیث "عن عراک بن مالک انه بلغه ان نوفل بن معاوية" کیا۔

اور سنن میں اس طرح ہے کہ ابن اسحق نے حدیث کو نوفل پر موقوف مانا ہے جب کہ مرفوع بیان کیا۔ لیکن بیان کی تطبیق ممکن ہے کہ نوفل بن معاویہ نے اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے سنا تھا اس کو طریقے مرفوعاً بیان کرتے تھے اور بعض اوقات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے بلکہ موقوفاً روایت کرتے تھے۔ واللہ اعلم

باب صلاة المغرب

مغرب کی نماز کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال رأيت سعيد بن جبير بجمع اقام فصلى المغرب ثلاث ركعات ثم اقام فصلى يعني العشاء ركعتين ثم ذكر ان ابن عمر صنع بهم مثل ذلك في ذلك المكان وذكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صنع مثل ذلك في ذلك المكان

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو دیکھا کہ مزدلفہ میں نماز مغرب کے لئے اقامت کہی پھر تین رکعتیں مغرب کی پڑھیں پھر اقامت کہی اور عشاء کی دو رکعت پڑھی پھر بیان کیا کہ ابن عمر ؓ نے لوگوں کے ساتھ اس مکان میں اسی طرح نماز ادا فرمائی اور بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس مکان میں اسی طرح نماز ادا فرمائی۔

تشریح لفظ جمع جیم کے زبر اور میم کے سکون کے ساتھ ہے مزدلفہ کا دوسرا نام ہے وہاں دونوں نمازیں یعنی مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اس لئے اس وسیع میدان کو جو پہاڑ کے دامن میں ہے جمع بھی کہہ دیتے ہیں جب کہ نبی کریم ﷺ مزدلفہ شریف لائے تو آپ نے دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھائیں۔

اسے وہ یہ مسئلہ کہ آپ ﷺ ایک اقامت سے پڑھا تھیں یا دو اقامت سے اس بارے میں روایات مختلف ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اقامت سے پڑھائیں اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے دو اقامت سے یہی امام طحاوی نے اختیار کیا ہے اور ابن حزم نے ترجیح دی ہے لیکن کہ اس کی صراحت صحیح مسلم کی حدیث جابر ﷺ اور صحیح بخاری کی حدیث ابن عمر ﷺ میں آتی ہے۔ تفصیل کتاب الحج میں ان شاء اللہ آئے گی۔

باب فضل صلاة العشاء

نماز عشاء کی فضیلت کا بیان

أخبرنا عمرو بن علي بن بحر عن عبد الأعلى قال حدثنا معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت أعتم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالعشاء حتى ناداه عمر رضي الله عنه نام النساء والصبيان فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إنه ليس أحد يصلي هذه الصلاة غيركم ولم يكن يومئذ أحد يصلي غير أهل المدينة

حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ عشاء کی نماز میں رسول اکرم ﷺ نے دیر لگائی یہاں تک کہ حضرت عمر ﷺ نے آپ کو پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر رسول اکرم ﷺ نکلے اور فرمایا کہ سوائے تمہارے کوئی اس نماز عشاء کو نہیں پڑھتا اور اس وقت اہل مدینہ کے سوا لوگوں میں یہ نماز کوئی نہیں پڑھتا تھا

تشریح ارشاد ہے انہ لیس احد یصلی هذه الصلاة غیرکم کا مطلب یہ ہے کہ سوائے تمہارے دوسرے اہل دین میں بھی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی اس نماز عشاء کو نہیں پڑھتا ہے یہ اس امت مرحومہ کے ساتھ مخصوص ہے جتنا انتظار کرو گے ثواب زیادہ پاؤ گے یعنی کہ یہ نماز کا وقت ہے اس میں فضیلت زیادہ ملتی ہے

بہرحال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ تاخیر عشاء کو پسند کرتے تھے اس سے یہ حدیث شافعیہ پر حجت ہے جو اول وقت شروع کرنے کو مستحب کہتے ہیں۔

باب صلاة العشاء في السفر

سفر میں عشاء کی نماز کا بیان

أخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا بهز بن أسد قال حدثنا شعبة قال أخبرني الحكم قال صلى بنا سعيد بن جبير بجمع المغرب ثلاثا بإقامة ثم سلم ثم صلى العشاء ركعتين ثم ذكر أن عبد الله بن عمر فعل ذلك وذكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل ذلك

ترجمہ حکم نے کہا کہ ہم کو سعید بن جبیر نے مزدلفہ میں ایک اقامت سے مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر عشاء

کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے اسی طرح نماز ادا فرمائی تھی۔

اخبرنا عمرو بن يزيد حدثنا بهز بن اسد حدثنا شعبة حدثنا سلمة بن كهيل قال سمعت سعيد بن جبير قال رأيت عبد الله بن عمر صلى بجمع فاقام فصلى المغرب ثلاثا ثم صلى العشاء ركعتين ثم قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع في هذا المكان

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں نماز پڑھی اور پہلے اقامت کہی پھر مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں پھر یہ کہا میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس مکان میں ایسا ہی کرتے دیکھا۔

تشریح حدیث کی وضاحت مقصود ہے یہ واضح ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی اس لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وہ دونوں نمازیں سنت کے مطابق اسی طرح پڑھتے تھے۔

باب فضل صلاة الجماعة

باجماعت نماز کی فضیلت کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر وصلاة العصر ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسألهم وهو اعلم بهم كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون واتيناهم وهم يصلون.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں وہ فرشتے جو تمہارے پاس رہے تھے ان کا رب ان سے پوچھتا ہے (بندوں کے اعمال کے بارے میں) حالانکہ وہ بندوں کے احوال خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا فرشتے کہتے ہیں ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

اخبرنا كثير بن عبيد حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تفضل صلاة الجميع على صلاة احدكم وحده بخمسة وعشرين جزءا ويجتمع ملائكة الليل والنهار في صلاة الفجر واقرؤوا ان شئتم وقرآن الفجر ان قرآن الفجر كان مشهودا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے پچیس

[illegible] جو معنی ہے اور یہی دو روایات ہیں جن سے فجر اور عصر کی تخصیص ہوتی ہے [illegible] ثابت ہوتا ہے "وقرآن الفجر" [illegible] فجر کی [illegible] روز و شب کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

أخبرنا عمرو بن علي ويعقوب بن إبراهيم قالا حدثنا يحيى بن سعيد عن إسماعيل قال حدثني أبو بكر بن عمارة بن رويبة عن أبيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يلج النار أحد صلى قبل طلوع الشمس وقبل أن تغرب

حضرت عمارہ بن رویبہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا [illegible] وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس نے نماز پڑھی آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔

تشریح حدیث باب میں آیا ہے کہ عصر اور فجر کے وقت ان فرشتوں کی بدلی ہوتی ہے جو انسان پر حفاظت یا اعمال لکھنے کے لیے مقرر ہیں [illegible] فرشتے [illegible] ایک وہ [illegible] اعمال لکھنے [illegible] ایک وہ دن کے اعمال لکھنے [illegible] اور عصر [illegible] لکھنے کے لیے یا حفاظت کے لیے آتے ہیں [illegible] دن کے لکھنے [illegible] کے بعد جاتے ہیں اور دن والے عصر کے بعد جاتے ہیں تو جب جاتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے [illegible] (اور وہ خوب جانتا ہے) میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا [illegible] ہم نے ان کو اسی حال میں چھوڑا [illegible] نماز پڑھتے تھے [illegible] اسی حال میں گئے کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

[illegible] فرشتوں [illegible] کی بڑی فضیلت [illegible] کی بات [illegible] فرشتوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضرت ﷺ [illegible] لوگوں کو [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] بندوں کی [illegible] فرشتوں [illegible] سے پوچھتا ہے۔ کیف ترکتم عبادی فیقولون "ہم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا" فرشتے کہتے ہیں [illegible] ہم نے ان کو اسی حال میں چھوڑا [illegible] پڑھتے تھے اور ہم ان کے پاس گئے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

دوسری حدیث میں [illegible] نبی کریم ﷺ [illegible] [illegible] نماز [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] نماز پڑھتے [illegible] نصیحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] نصیحت [illegible] کرتے۔

باب فرض القبلة

قبلہ کی فرضیت کا بیان

أخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا سفيان قال حدثنا أبو إسحاق عن البراء قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم نحو بيت المقدس ستة عشر شهرا أو سبعة عشر شهرا شك سفيان وصرف إلى القبلة

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ ماہ تک نماز ادا کی پھر آپ ﷺ قبلہ کی طرف رخ فرما کر نماز پڑھنے لگ گئے۔

أخبرنا محمد بن إسماعيل بن إبراهيم قال حدثنا إسحاق بن يوسف الأزرق عن زكريا بن أبي زائدة عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهرا ثم إنه وجه إلى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم على قوم من الأنصار فقال أشهد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد وجه إلى الكعبة فانحرفوا إلى الكعبة

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف سولہ ماہ تک نماز پڑھی پھر آپ ﷺ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ پھر ایک شخص جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ انصار کی قوم پر گزرا اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے پھر اسی وقت وہ لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

تشریح [illegible]

[illegible] ﷺ جب تک [illegible] بیت المقدس [illegible] بیت المقدس [illegible]

[illegible] بیت المقدس کی طرف [illegible]

[illegible] فول وجھک شطر المسجد الحرام [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] بیت المقدس کی طرف [illegible] قوم من الانصار [illegible] ﷺ [illegible] بیت المقدس [illegible]

[illegible] بیت المقدس [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] بیت المقدس کی طرف [illegible] ﷺ [illegible]

نفل کی صحت بھی ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ... اس صورت میں ... بھی ہے۔ ... معلوم ہوا ... کے مطابق ... ہوگا ... کے حکم کے بعد ... نبی ﷺ ... معلوم ہے ... کی طرف ... نہیں ... ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب الحال التي يجوز فيها استقبال غير القبلة

اس حال کے بیان میں جس میں غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے

أخبرنا عيسى بن حماد زغبة وأحمد بن عمرو بن السرح والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع واللفظ له عن ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب عن سالم عن أبيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسبح على الراحلة قبل أي وجه توجه ويوتر عليها غير أنه لا يصلي عليها المكتوبة

سالم نے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ سواری کے منہ جس طرف بھی ہو جاتا نفل نماز پڑھتے تھے اور وتر بھی پڑھتے تھے لیکن فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

أخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى عن يحيى عن عبد الملك قال حدثنا سعيد بن جبير عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي على دابته وهو مقبل من مكة إلى المدينة وفيه أنزلت فأينما تولوا فثم وجه الله

ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جبکہ آپ مکہ سے مدینہ کی طرف تشریف لا رہے تھے اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فأينما تولوا فثم وجه الله یعنی جس طرف بھی منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

أخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي على راحلته في السفر حيثما توجهت به قال مالك قال عبد الله بن دينار وكان ابن عمر يفعل ذلك.

ابن عمر ﷺ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ سفر میں اپنی سواری پر جس طرف وہ آپ کو لے کر چلتی اسی طرف نماز پڑھتے تھے۔ ... عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر ﷺ بھی اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

تشریح ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سواری کے اوپر نفل اور وتر ... روایات میں ... "سبحہ" کا لفظ آیا ہے اور بعض روایت مشہورہ میں "سبحہ" کا لفظ آیا ہے نبی کریم ﷺ ...

جس طرف بھی متوجہ ہو نفل پڑھتے تھے لیکن تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرتے اور آپ اس پر اشارہ سے نماز پڑھتے اور سجدے کے اشارے میں رکوع کے اشارے سے زیادہ جھکتے۔ اس کا بیان بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے۔ علاوہ ازیں "فی قلبہ" کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نفل نماز ہی سواری پر پڑھتے تھے۔

چنانچہ جمہور علماء اس حدیث کی بنا پر سواری پر شہر کے باہر سواری پر نوافل ادا کر سکتے ہیں لیکن فرض اور وتر سواری پر جائز نہیں۔ چنانچہ اس باب میں حدیث ہے: فلم یکن یصلی علیها المکتوبة جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز سواری پر جائز نہیں۔ لیکن عذر کے وقت فرض بھی جائز ہے مثلاً کیچڑ وغیرہ ہو یا ایسا شخص ہو کہ اپنے مال یا ہلاکت اور درندوں کا خوف ہو یا قافلے سے رہ جانے کا خوف ہو وغیرہ تو ان سب صورتوں میں فرض بھی سواری پر جائز ہیں بشرطیکہ مستقبل قبلہ ہو۔ کما فی شروح الهدایة؛

امام ابو حنیفہ کے نزدیک سواری پر وتر پڑھنا جائز نہیں ہے جبکہ حدیث باب کے الفاظ "ویوتر علیها" مسلک حنفیہ کے خلاف معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سواری پر وتر پڑھتے تھے۔

اس کا جواب امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ وتر سواری پر پڑھنا ہمارے نزدیک منسوخ ہے۔ شروع میں آنحضرت ﷺ وتر کے وجوب سے پہلے سواری پر پڑھتے ہوں گے پھر جب اس کے بعد تاکید ہوئی اور اس کے چھوڑنے کی رخصت نہیں دی تو زمین پر اتر کر پڑھتے ہوں گے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ وتر زمین پر پڑھتے تھے جبکہ نوافل سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور روایت کرتے کہ نبی اکرم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

نیز امام محمد نے موطا میں ... سے ... نقل کیا ہے ... کہ وہ حضرات وتر کے لئے زمین پر اترتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب استبانة الخطاء بعد الاجتهاد

اجتہاد کے بعد خطا ظاہر ہونے کا بیان

أخبرنا قتيبة عن مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال بينما الناس بقباء في صلاة الصبح جاءهم آت فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أنزل عليه الليلة وقد أمر أن يستقبل الكعبة فاستقبلوها وكانت وجوههم إلى الشام فاستداروا إلى الكعبة آخر فرض القصراب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آج رات رسول اکرم ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا۔ لہٰذا تم بھی اسی طرف منہ کر لو۔ اس وقت ان کے چہرے شام کی طرف تھے پھر وہ لوگ اسی وقت کعبہ کی طرف

پھر گئے۔

تشریح: جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آگیا۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ استقبال بیت المقدس کا حکم کیا قرآن سے ثابت ہے یا نبی کریم ﷺ کے اجتہاد سے؟

اس کے متعلق امام نووی نے لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے قول مختلف ہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ استقبال بیت المقدس قرآن سے ثابت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اجتہاد سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔

اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ استقبال بیت المقدس کا ثبوت صرف احادیث اور سنت نبویہ سے ہے قرآن کریم سے نہیں تو وہ قبلہ جو سنت سے ثابت ہوا تھا قرآن کریم کی آیت سے منسوخ کر کے بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا اور یہی قول اکثر متاخرین کا ہے اور اصولیین کا ہے اور شافعی کے دو قولوں میں سے ایک قول یہی ہے اور اس قول کا احناف کی ایک جماعت بھی اسی کے قائل ہے کہ قرآن کے ذریعے سنت سے ثابت شدہ امر کا نسخ جائز ہے بلکہ یہ کہیں زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کے لئے معین و مقرر ہوتی ہے جبکہ کتاب سنت کو کس طرح منسوخ کر سکتی ہے علماء کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا سنت سے ثابت نہیں بلکہ وحی سے ثابت ہے اور وہ اپنے قول کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم اور دوسری تنزیل کا حکم جس کا بیان اس آیت میں ہے منسوخ کر دیا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

كتاب المواقيت

نماز کے وقتوں کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث بن سعد عن ابن شهاب أن عمر بن عبد العزيز أخر العصر شيئا فقال له عروة أما إن جبريل عليه السلام قد نزل فصلى أمام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر اعلم ما تقول يا عروة فقال سمعت بشير بن أبي مسعود يقول سمعت أبا مسعود يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نزل جبريل فأمني فصليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه يحسب بأصابعه خمس صلوات

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز کچھ دیر کر کے پڑھی تو عروہ نے ان سے کہا خبردار بیشک جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اے عروہ تم کیا کہتے ہو جو بات کہتے ہو سوچ سمجھ کر کہو۔ عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور میری امامت کی تو میں نے نماز پڑھی ان کے ساتھ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی یا اشارہ فرمایا کہ جیسے وہ اپنی انگلیوں سے پانچوں نمازوں کو گنتے جاتے تھے۔

تشریح: مواقیت جمع ہے میقات کی اور وہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے حد مقرر کی جاوے خواہ وقت سے جیسے نماز خواہ جگہ سے جیسے حج میں میقات احرام۔

قرآن کریم میں نماز کی پابندی نگہداشت اور مداومت کے لیے ایک جامع لفظ محافظت کا استعمال کیا گیا ہے جس کے لفظی معنی نگرانی کے ہیں مگر اس کی وسعت میں بشرط پابندی، علاوہ وقت پر ادا کرنے کے سب داخل ہیں فرمایا: **حافظوا على الصلوات** "نمازوں کی نگرانی رکھو" اس کے علاوہ قرآن پاک میں اور بھی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوا کہ نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتا اس کو ہمیشہ نہایت پابندی کے ساتھ وقت پر ادا کرنا چاہیے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نماز کے لیے خاص خاص اوقات کی تعیین ضروری تھی؟ ہاں یقیناً ضروری تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس دین کو لے کر مبعوث ہوئے وہ ایک کامل اور مکمل دین ہے اس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ محض نظری نہیں ہے اس دین نے دنیا کی تعلیم دی تو محض اصول و نظریات کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس لحاظ سے تعلیم دی کہ انسان اس کے ساتھ اس کو روزانہ مختلف اوقات میں ادا بھی کر سکے جب تک دین اسلام کے احکامات مقرر کر دیئے گئے انسان اس کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اول وقت الظهر

ظہر کے اول وقت کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى حدثنا خالد حدثنا شعبة حدثنا سيار بن سلامة قال سمعت ابي يسال

أبا برزة عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت أنت سمعته قال كما أسمعك الساعة فقال سمعت أبي يسأل عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان لا يبالي بعض تأخيرها يعني العشاء إلى نصف الليل ولا يحب النوم قبلها ولا الحديث بعدها قال شعبة ثم لقيته بعد فسألته فقال كان يصلي الظهر حين تزول الشمس والعصر يذهب الرجل إلى أقصى المدينة والشمس حية والمغرب لا أدري أي حين ذكر ثم لقيته بعد فسألته فقال وكان يصلي الصبح فينصرف الرجل فينظر إلى وجه جليسه الذي يعرفه فيعرفه قال وكان يقرأ فيها بالستين إلى المائة

سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں ابو برزہ ؓ سے پوچھا شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے دریافت کیا کیا آپ نے یہ حدیث سنی ہے انہوں نے جواب دیا جس طرح کہ اس وقت میں تم سے سن رہا ہوں۔ پھر میں نے اپنے والد سے سنا آپ سن رہے تھے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ ﷺ نماز کس طرح پڑھتے تھے حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ نے جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور عشاء کے بعد بات چیت کو پسند نہیں فرماتے۔ شعبہ نے کہا کہ پھر میں نے اپنے والد سے ملاقات کی اور ان سے دوبارہ دریافت کیا انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جس وقت سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ کوئی آدمی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ کر مدینہ منورہ کی آخری آبادی تک پہنچ جاتا اور آفتاب زندہ رہتا تھا یعنی تغیر سے صاف رہتا ہمارے نماز مغرب کا جو وقت بتلایا مجھے یاد نہیں ہے جس وقت بیان کیا پھر میں نے اس کے بعد ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ ایک آدمی نماز سے فارغ ہو کر روانہ ہو جاتا اور اپنے ساتھی کے چہرے کی طرف نظر کرتا کہ جس کو وہ پہچانتا تھا اور وہ پہچان لیتا تھا اور صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر ایک سو آیات تک پڑھتے تھے۔

أخبرنا كثير بن عبيد قال حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدي عن الزهري قال أخبرني أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج حين زاغت الشمس فصلى بهم صلاة الظهر

زہری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نکلے جس وقت آفتاب ڈھل گیا پھر لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔

أخبرنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثنا حميد بن عبد الرحمن قال حدثنا زهير عن أبي إسحق عن سعيد بن وهب عن خباب قال شكونا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حر الرمضاء فلم يشكنا قيل لأبي إسحق في تعجيلها قال نعم

حضرت خباب ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے گرمی کی شدت کی شکایت کی آپ ﷺ نے

انہوں نے شکایت کو دور نہیں کیا ابو اسحاق سے پوچھا گیا کیا لوگوں نے شکایت تعجیل ظہر کے بارے میں کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔

تشریح اس روایت سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت جب شروع ہوتا ہے کہ آفتاب ڈھل جائے یعنی دوپہر سے پچھم کی طرف جھکے اور اس کی آسان پہچان یہ ہے کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہوتا ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا تو اسی وقت سے ظہر کا اول وقت شروع ہوتا ہے اور اسی وقت رسول ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں اسی کا بیان آیا ہے "کان یصلی الظھر حین تزول الشمس" کہ حضور اکرم ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ٹھیک دوپہر سے پچھم کی طرف ڈھل جاتا۔

تیسری حدیث جس کے راوی حضرت خباب رضی اللہ عنہ ہیں اس میں آیا ہے کہ جب لوگ ظہر کی نماز کے لئے نکلتے تو سورج کی تمازت گرمی اور دھوپ کی تیزی سے تپتی ہوئی ریت پر چلنے کی وجہ سے ان کے قدموں کو جو تکلیف پہنچتی اس کی لوگوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور انہوں نے تھوڑا تاخیر سے ظہر پڑھنے کی درخواست کی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا حدیث کے راوی ابو اسحاق سے پوچھا گیا کہ کیا ظہر کی تعجیل میں پیروں کو تکلیف پہنچنے کی وجہ سے شکایت کی تھی انہوں نے فرمایا ہاں!

اس سے بھی معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنے کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے اسی روایت سے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے (جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے زیادہ ظہر کی نماز میں جلدی کرنے والے تھے اور تم حضور ﷺ سے زیادہ عصر میں جلدی کرنے والے ہو) استدلال کرتے ہوئے حضرات شوافع کہتے ہیں کہ ہر موسم میں تعجیل ظہر مستحب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شوافع نے جس حدیث سے استدلال کیا وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے جس میں آیا ہے کہ تعجیل والا عمل پہلے تھا پھر آخری عمل حضور اکرم ﷺ سے ابراد کا تھا اس کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ حدیث امام بخاری سے پوچھی گئی تو انہوں نے اس کو محفوظ کہا اور خود امام احمد نے بھی اس کی صحت کو ترجیح دی اس لئے [illegible] سے [illegible] نے ازخود اس کا منسوخ ہونا بیان کیا ہے۔ اور امام طحاوی نے فرمایا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ زوال کے بعد ظہر پڑھا کرتے تھے پھر حضور اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم ابراد کرو یعنی ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں تعجیل پہلے تھی پھر منسوخ ہو گئی۔ اب رہی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تو اس سے صرف تعجیل ثابت ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمیشہ ظہر کی نماز جلدی پڑھا کرتے تھے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ سردی کے موسم میں تعجیل مستحب ہے اور گرمی میں ابراد مستحب ہے اور ہماری دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اس میں آیا ہے کہ جب سردی کا موسم ہوتا تو نبی کریم ﷺ ظہر میں جلدی فرماتے اور جب گرمی ہوتی تو ظہر ابراد یعنی ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور دیگر دلائل ہیں جن سے مسلک احناف ثابت ہوتا ہے وہ آگے آئیں گے (انشاء اللہ) [illegible]

کی حد ہے کہ ایک مثل سایہ ہونے سے پہلے نماز ختم ہو جاتی ہے۔

باب تعجیل الظہر فی السفر

سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا یحیی بن سعید عن شعبۃ قال حدثنی حمزۃ العائذی قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل منہ حتی یصلی الظہر فقال رجل وان کانت بنصف النہار قال وان کانت بنصف النہار

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی منزل پر ٹھہرتے تو پہلے اترتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے جب تک کہ ظہر کی نماز پڑھ لیتے۔ ایک آدمی نے پوچھا: چاہے دوپہر کا وقت ہوتا تب بھی؟ حضرت انس ﷺ نے فرمایا: اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا تب بھی ظہر کی نماز جلدی پڑھتے۔ کیونکہ سفر کی طرف روانہ ہونا ہوتا ہے۔

تشریح اس حدیث میں حضرت انس ﷺ کے بیان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سفر میں ظہر کی نماز جلدی کرتے اور اسکی وضاحت سے ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ آپ چلنے سے پہلے وقت ہوتے تو ظہر کو عصر تک موخر کر دیتے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث باب میں نبی کریم ﷺ کے عمل کی عام حالات سے ذکر ہے جو سمجھ میں آ رہے ہیں یعنی حضرت انس ﷺ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ سفر میں ہمیشہ تعجیل ظہر فرماتے بلکہ مقصود یہ بتانا ہے کہ جب آپ ﷺ ظہر سے پہلے کسی منزل پر پڑاؤ ڈالتے تو وہاں سے آگے کوچ فرماتے جب تک ظہر کی نماز پڑھ لیتے اب دونوں حدیثیں اپنی جگہ درست ہیں۔

بہرحال جب یہ حدیث بیان کی تو کسی نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا کہ اگر نصف النہار کا وقت واقع ہو جاتا تب بھی یہی معمول تھا تو انہوں نے جواب دیا ہاں وان کانت بنصف النہار چنانچہ اس قول سے تعجیل کے متعلق سیاق کلام سے سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حالت میں نبی کریم ﷺ ہوتے تو جب دن نصف النہار کے قریب وقت میں نماز ظہر ادا فرماتے یہ مطلب نہیں ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت ادا کرتے تھے اس لئے کہ نماز ظہر درست ہونے کے لئے سورج کا زوال شرط ہے اور ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ زوال آفتاب سے پہلے نماز ظہر درست نہیں کیونکہ روایت مشہورہ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

تعجیل الظہر فی البرد

سردی میں نماز ظہر جلدی پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللہ بن سعید قال حدثنا ابو سعید مولی بنی ہاشم قال حدثنا خالد بن دینار ابو خلدۃ

قال سمعت انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان الحر ابرد بالصلاة واذا كان البرد عجل.

خالد بن دینار ابو خلدہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب گرمی کا موسم ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے تھے۔

تشریح اس حدیث سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے جس میں شدت حرارت کی قید نہیں بلکہ مطلقاً گرمی کے موسم میں خواہ گرمی سخت ہو یا نہ ہو تاخیر ظہر مستحب ہے اور شوافع پر حجت ہے ان کے نزدیک ہر موسم میں تعجیل مستحب ہے اور مسلک حنفیہ پر تمام احادیث میں تطبیق ہو گی۔

الابراد بالظهر اذا اشتد الحر

سخت گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن ابن المسيب وابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي هريرة انه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلاة فان شدة الحر من فيح جهنم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب سخت گرمی پڑے تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابي ح واخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا يحيى بن معين حدثنا حفص ح واخبرنا عمرو بن منصور حدثنا عمر بن حفص بن غياث حدثنا ابي عن الحسن بن عبيد الله عن ابراهيم عن يزيد بن اوس عن ثابت بن قيس عن ابي موسى يرفعه قال ابردوا بالظهر فان الذي تجدون من الحر من فيح جهنم.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو بطریق مرفوع روایت کرتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ جو گرمی تم محسوس کرتے ہو وہ بے شک جہنم کی شدت حرارت سے ہے۔

تشریح فابردوا عن الصلاة ابراد کے معنی ہیں کہ ضب الصلاة الى برد النهار "عن" کا لفظ "با" کے معنی میں ہے جیسے "رمیت عن القوس" کمان کے معنی میں ہے جیسا ارشاد نبوی "ابردوا بالصلاة" کے ہے۔

نماز کے اوقات کے تعین میں اس اصول کی رعایت رکھی گئی ہے کہ وہ اوقات ایسے ہونے چاہئیں جن میں دوسرے کی نسبت سکون اور اطمینان میسر ہوتا ہو اس لئے نماز ظہر کا اصل وقت اگرچہ زوال کے فوراً بعد ہوتا ہے تاہم چونکہ اس وقت گرمی سخت ہوتی ہے اس لئے بجائے تقدیم کے تاخیر کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا کہ دوپہر کی گرمی گویا جہنم کی آگ ہے اس لئے ظہر کی نماز کو ٹھنڈک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک اشکال اور اس کا جواب

[illegible]

... مشکل ہے۔

ایسے ہی انتہائی ... وقت ... ہو جاتا ہے ... وقت سے تاخیر فرمانی ہوں ... کوئی شخص بے حد مشکل کی
... نماز ... تو اس وقت ... میں اختلاف نہیں ... کے ... کی ... جب سے
ہوا ... جیسے ... بارش ... پانی ... سخت گرمی ... سب کو ... کا لحاظ ... ہے۔
اور ... بھی ... مطلب ... ہو ... کہ نماز ... کہ حدیث ... پڑھنی ... بہتر ہے
... نماز ... ہے اس ... نقصان سے بچ ... کے بعد ظہر کی
نماز پڑھ ... واللہ اعلم بالصواب

آخر وقت الظهر

ظہر کے آخری وقت کا بیان

اخبرنا الحسين بن حريث قال اخبرنا الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا جبريل عليه السلام جاءكم يعلمكم دينكم فصلى الصبح حين طلع الفجر وصلى الظهر حين زاغت الشمس ثم صلى العصر حين راى الظل مثله ثم صلى المغرب حين غربت الشمس وحل فطر الصائم ثم صلى العشاء حين ذهب شفق الليل ثم جاءه الغد فصلى به الصبح حين اسفر قليلا ثم صلى به الظهر حين كان الظل مثله ثم صلى العصر حين كان الظل مثليه ثم صلى المغرب بوقت واحد حين غربت الشمس وحل فطر الصائم ثم صلى العشاء حين ذهب ساعة من الليل ثم قال الصلاة ما بين صلاتك امس وصلاتك اليوم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں تم کو دین سکھانے کے لئے
آئے ہیں چنانچہ ... نماز فجر ... طلوع ہوئی اور ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ سورج ڈھل گیا پھر عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر
چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا ... مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ سورج ڈوب گیا ... روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا پھر عشاء
کی نماز پڑھائی اس وقت شفق غائب ہو گئی پھر دوسرے دن آئے اور ... صبح کی نماز پڑھائی جبکہ تھوڑی سی روشنی پھیل گئی پھر ظہر کی
نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا پھر عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو گیا پھر مغرب کی نماز
پڑھائی ایک ہی وقت میں جب کہ آفتاب غروب ہو گیا اور روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا پھر عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ
رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر فرمایا ... ﷺ نمازوں کا وقت کل اور آج کے دونوں وقتوں کے درمیان میں ہے

اخبرنا ابو عبد الرحمن عبد الله بن محمد الاذرمي قال حدثنا عبيدة بن حميد عن ابي مالك الاشجعي سعد بن طارق عن كثير بن مدرك عن الاسود بن يزيد عن عبد الله بن مسعود قال كان قدر صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر في الصيف ثلثة اقدام الى خمسة اقدام وفي الشتاء خمسة

فقام فصلى معه مثله

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ کی نماز ظہر کا اندازہ گرمی کے موسم میں تین قدم سے پانچ قدم تک تھا اور سردی کے موسم میں پانچ قدم سے سات قدم تک۔

تشریح: امامت جبرئیل علیہ السلام والی حدیث جو عنوان کے تحت بیان کی گئی ہے یہ ہم دوسری جگہ واقعہ ہے اس کے راوی حضرت ابوہریرہ ﷺ نے اسلام سے پہلے وہ واقعہ ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے اوقات نماز کی تعلیم دی تھی کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے بیان فرمایا جو اس وقت آپ کی مجلس میں موجود تھے اور ان میں سے کسی سے حضرت ابوہریرہ ﷺ نے اس حدیث کو حاصل کیا اور واقعہ بیان کر دیا جس سے یہ حدیث مرسل ہو گئی لیکن صحابی کی حدیث مرسل بھی متصل کے حکم میں ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ ﷺ کے اسلام لانے کے بعد جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آئے ہوں اور حدیث بلاواسطہ ہو اس طرح یہ حدیث متصل ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم کذا قال علامۃ السندی)

اوقات نماز کی تعیین میں اس روایت کے علاوہ دوسری روایات بھی آئی ہیں امام بخاری نے فرمایا کہ اوقات نماز کے متعلق سب سے زیادہ صحیح حدیث وہ ہے جو حضرت جابر ﷺ کی روایت سے آئی ہے۔

عنوان کے تحت کی روایت کے راوی حضرت ابوہریرہ ﷺ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کا اول وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اختلاف اس کے آخری وقت میں ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا آخری وقت ہر چیز کا سایہ سوائے سایہ زوال کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے جمہور کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سوائے زوال کے سایہ کے ایک مثل ہو جائے جمہور کی دلیل عنوان کے تحت کی روایت ہے جس میں آیا ہے **ثم صلى العصر حين رأى الظل مثله** "پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت عصر کی نماز ادا فرمائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو چکا تھا" اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے ظہر کا آخری وقت دو مثل تک باقی رہنے کی صحیح حدیث میں نہیں آیا جو حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں اسی لئے اس مسئلہ میں امام اعظم کے دونوں شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول بھی امام ابو حنیفہ کے خلاف اور جمہور کے موافق ہے امام ابو حنیفہ کے قول کی تائید میں اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں **ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم** "اس سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ملک میں گرمی شدید ہوتی تھی ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہو تو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم نہ ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ وقت اس کے بعد بھی باقی ہے ایک مثل پر ختم نہیں ہوتا اور حدیث ابراد امامت جبرئیل علیہ السلام والی حدیث کے لئے ناسخ ہے کیونکہ امامت جبرئیل علیہ السلام والی حدیث تو اوقات نماز کی تعیین میں سب سے پہلی حدیث ہے اس لئے ابراد والی حدیث سے حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام منسوخ ہے اور جب اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا تو اول وقت عصر جس میں جبرئیل علیہ السلام نے امامت کی تھی وہ بھی منسوخ ہو گیا کیونکہ آیت **﴿ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا﴾** کا تقاضا ہے کہ ہر نماز کا جدا وقت ہو اس لئے رسول اکرم ﷺ سے

[illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام

سے جو عصر کی امامت کی تھی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت [illegible] عصر کے

مقرر ہونے [illegible] بات پر دلالت نہیں کرتی ہے

کہ ایک مثل سایہ ہونے کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو

جائے واللہ تعالی اعلم

[illegible]

[illegible]

[illegible] جبرئیل علیہ السلام کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اول وقت العصر

عصر کے اول وقت کا بیان

أخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن الحارث قال حدثنا ثور حدثني سليمان بن موسى عن عطاء بن أبي رباح عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن مواقيت الصلاة فقال صل معي فصلى الظهر حين زاغت الشمس والعصر حين كان فيء كل شيء مثله والمغرب حين غابت الشمس والعشاء حين غاب الشفق قال ثم صلى الظهر حين كان فيء الإنسان مثله والعصر حين كان فيء الإنسان مثليه والمغرب حين كان قبيل غيبوبة الشفق قال عبد الله بن الحارث ثم قال في العشاء أرى إلى ثلث الليل

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

تعجیل العصر

عصر کی نماز کو جلدی پڑھنے کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أخبرنا قتيبة حدثنا الليث عن ابن شهاب عن أنس بن مالك ﷺ أنه أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر والشمس مرتفعة حية ويذهب الذاهب إلى العوالي والشمس مرتفعة

[illegible]

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم حدثنا جرير عن منصور عن ربعي بن حراش عن أبي الأبيض عن أنس بن مالك ﷺ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بنا العصر والشمس بيضاء محلقة

[illegible]

أخبرنا سويد بن نصر حدثنا عبد الله عن أبي بكر بن عثمان بن سهل بن حنيف قال سمعت أبا أمامة بن سهل يقول صلينا مع عمر بن عبد العزيز الظهر ثم خرجنا حتى دخلنا على أنس بن مالك ﷺ فوجدناه يصلي العصر قلت يا عم ما هذه الصلاة التي صليت قال العصر وهذه صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم التي كان يصلي

[illegible]

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم حدثنا أبو علقمة المدني حدثنا محمد بن عمرو عن أبي سلمة قال صليت في زمان عمر بن عبد العزيز ثم انصرفنا إلى أنس بن مالك ﷺ فوجدناه يصلي فلما انصرف قال لنا أصليتم قلنا صلينا الظهر قال إني صليت العصر فقالوا له عجلت فقال إنما أصلي كما رأيت أصحابي يصلون

[illegible]

تغیر ظاہر نہ ہوا ہوتا ہم نماز پڑھ لیتے تھے۔

تشریح امام شافعیؒ اور دیگر محدثین کے نزدیک عصر میں تعجیل افضل ہے اور امام اعظمؒ اور احناف کے نزدیک تاخیر افضل ہے جب تک کہ سورج میں تغیر نہ آئے۔ امام شافعیؒ وغیرہ نے اپنے مسلک پر متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے اور جن احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی صراحت نہیں کرتی، جن کے جوابات ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں اور وہ تعجیل عصر پر استدلال کی وجہ ذکر کی ہیں۔

پہلی حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی جبکہ آفتاب کی روشنی میرے حجرے کے صحن میں تھی اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز جلدی پڑھی گئی ہے جس سے شافعیہ وغیرہ نے اپنے مسلک کی تائید لی ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے عصر کی تعجیل پر استدلال درست نہیں کیونکہ حجرہ مبارک کی دیواریں چھوٹی تھیں جس کی وجہ سے دھوپ کافی دیر تک حجرے کے اندر رہتی تھی جب عصر کا آخری وقت ہوتا اور آفتاب غروب کے قریب ہونے کی وجہ سے دھوپ دیوار پر چڑھ جاتی تھی لہٰذا اس حدیث سے تعجیل عصر پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری حدیث حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ عصر پڑھ کر کوئی جانے والا عوالی کی طرف جاتا تو وہاں پہنچنے تک سورج بلند ہوتا، اس سے شوافع وغیرہ نے تعجیل عصر پر استدلال کیا ہے کیونکہ اگر تاخیر افضل ہوتی تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر عوالی کی طرف جانے والے سورج ڈوبنے سے پہلے وہاں تک نہ پہنچ سکتے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تعجیل فرماتے تھے۔

احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ عوالی مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ہیں اور بعض عوالی قریب بھی تھے، لہٰذا یہ حدیث تعجیل کی صراحت نہیں کرتی بلکہ اگر آپ ﷺ تاخیر سے بھی عصر کی نماز پڑھتے تب بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے عوالی کی طرف جا کر سورج کے غروب ہونے سے پہلے وہاں پہنچ سکتے تھے، اس حدیث سے تعجیل عصر پر استدلال نہیں کیا جا سکتا، بلکہ یہ حدیث بھی اس صورت میں تاخیر کی گنجائش رکھتی ہے اور تعجیل عصر پر دلالت نہیں کرتی۔

تیسری حدیث بھی حضرت انس ﷺ سے مروی ہے جس سے شوافع نے عصر میں تعجیل پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عصر پڑھتے تھے اور عوالی جاتے تو اس وقت سورج بلند ہوتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ عصر کی تعجیل فرماتے تھے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ عوالی مختلف فاصلوں پر واقع تھے اور یہ حدیث بھی تعجیل عصر پر صریح نہیں ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible]

ہوا کہ ظہر کو جلدی پڑھتے تھے۔

دوسری دلیل تاخیر عصر کے بارے میں ابوداؤد کی روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ علی بن شیبان کہتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز میں تاخیر فرماتے تھے جب تک کہ آفتاب روشن اور صاف رہتا اور آفتاب میں زوال نہ ہوتا یعنی آفتاب کی روشنی صاف رہتی۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے بواسطہ حضرت بریدہ ؓ مرفوعاً روایت کی ہے بکروا بالصلوۃ فی یوم الغیم فانہ من ترک صلوۃ العصر حبط عملہ۔ علامہ ابن الترکمانی نے فرمایا کہ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ بادل کے دن جلدی کرو ورنہ عام دنوں میں عصر کی نماز تاخیر سے پڑھی جاتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عام دنوں میں تاخیر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو روایتیں تاخیر عصر پر دلالت کرتی ہیں اور مسلک حنفیہ کی تائید کرتے ہیں اس میں تاخیر عصر کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس وقت تک تاخیر کر لی جائے بلکہ کراہت کے وقت سے اتنا پہلے پڑھ لے کہ اگر دوبارہ پڑھنا پڑ جائے تو مسنون طریقہ سے مکروہ وقت سے پہلے ادا کی جا سکے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دوسرے مسلک کی روایات ذکر ہوئی ہیں حضرت ابن مسعود ؓ اور ابو ہریرہ ؓ اور امام ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے اور ایک روایت میں امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔

باب التشدید فی تاخیر العصر

نماز عصر کی تاخیر پر وعید کا بیان

اخبرنا علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل بن مشمرج بن خالد قال حدثنا اسمعیل قال حدثنا العلاء انه دخل علی انس بن مالک ؓ فی دارہ بالبصرۃ حین انصرف من الظہر ودارہ بجنب المسجد فلما دخلنا علیه قال اصلیتم العصر فقلنا لا انما انصرفنا الساعة من الظہر قال فصلوا العصر قال فقمنا فصلینا فلما انصرفنا قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول تلک صلوۃ المنافق جلس یرقب صلاۃ العصر حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقر اربعا لا یذکر الله عز وجل فیها الا قلیلا۔

علاء بن عبدالرحمن جب ظہر کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو بصرہ میں حضرت انس بن مالک ؓ کے گھر پہنچے تو انہوں نے کہا کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں ہم تو ظہر پڑھ کر آرہے ہیں۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا عصر کی نماز پڑھ لو۔ علاء بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ہم کھڑے ہوئے اور ہم نے عصر کی نماز پڑھی جب ہم فارغ ہوئے تو حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یہ منافق کی نماز ہے وہ عصر کی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اس میں اللہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کے بال دونوں کانوں کے درمیان تک تھے۔ [illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے ظاہر ہے کہ حضرت انس ﷺ کی اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عصر کی نماز دیر سے پڑھنا منافق کی علامت ہے
اس لیے جو لوگ تاخیر کرتے ہیں ان کو منافقوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے اس لیے یہ بات کہ اس حدیث سے
احناف کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

احناف نے اس حدیث سے تعجیل عصر پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب تاخیر عصر منافق کی خصلت ہے تو تعجیل ہی افضل
ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث سے تعجیل عصر پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ حضرت انس ﷺ کی
حدیث میں منافق کی نماز کا جو وقت ذکر ہے وہ غروب کے قریب سورج کے پیلے ہونے کا وقت ہے جب آفتاب شیطان کے
دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے اس وقت نماز پڑھنا آفتاب کے پجاریوں کی مشابہت ہے اس لیے مسلمانوں کو اس وقت میں نماز
پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ جو عصر آفتاب کے زرد ہونے تک مؤخر کرے وہ منافقین کی علامت ہے اور اول
وقت سے مؤخر کرنا اس وقت تک کہ مثل ثانی ختم ہو جائے اس کو نہیں کہا جا سکتا یہ تو اول وقت
ہی ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے اس لیے اس حدیث سے تعجیل عصر کی ترجیح ثابت نہیں ہوتی۔

اور جو کہ تعجیل عصر آفتاب کے زرد ہونے تک مؤخر کرنا اس حدیث میں اس کی مذمت کی گئی ہے جیسا کہ حضرت انس ﷺ
کی یہی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جس میں عصر کا وقت مقررہ گزر جانے کا ذکر ہے اور آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے
مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر چار رکعت قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے عصر کی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں
تاخیر کی یہی شکل ہے جو منافقین کا وطیرہ ہے اور منافقوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

آخر وقت العصر

نماز عصر کا آخری وقت

أخبرنا يوسف بن واضح قال حدثنا قدامة يعني ابن شهاب عن برد عن عطاء بن أبي رباح
عن جابر بن عبد الله أن جبريل أتى النبي صلى الله عليه وسلم يعلمه مواقيت الصلوة فتقدم جبريل
ورسول الله صلى الله عليه وسلم خلفه والناس خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى الظهر حين
زالت الشمس وأتاه حين كان الظل مثل شخصه فصنع كما صنع فتقدم جبريل ورسول الله صلى الله عليه
وسلم خلفه والناس خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى العصر ثم أتاه حين وجبت الشمس
فتقدم جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم خلفه والناس خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى
المغرب ثم أتاه حين غاب الشفق فتقدم جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم خلفه والناس خلف
رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى العشاء ثم أتاه حين انشق الفجر فتقدم جبريل ورسول الله صلى

ہ علیہ وسلم خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الغداۃ ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع مثل ما صنع بالامس فصلی الظہر ثم اتاہ حین کان ظل الرجل مثل شخصیہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العصر ثم اتاہ حین وجبت الشمس فصنع کما صنع بالامس فصلی المغرب فنمنا ثم قمنا ثم نمنا ثم قمنا فاتاہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العشاء ثم اتاہ حین امتد الفجر واصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ فصنع کما صنع بالامس فصلی الغداۃ ثم قال ما بین هاتین الصلاتین وقت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے تاکہ آپ ﷺ کو اوقات نماز کی تعلیم دیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھ گئے امامت کرانے کے لیے اور رسول کریم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگ رسول کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر جس وقت آفتاب کا زوال ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھائی ظہر کی پھر جب سایہ اصل کے قد کے برابر ہوا تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے پھر آگے بڑھے رسول کریم ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگ رسول کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر عصر کی نماز پڑھائی پھر جب آفتاب غروب ہوا تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے اور رسول کریم ﷺ جبرئیل کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگ رسول کریم ﷺ کے پیچھے پھر مغرب کی نماز پڑھائی پھر جس وقت شفق غائب ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے پھر آگے بڑھے جبرئیل علیہ السلام اور ان کے پیچھے رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور رسول کریم ﷺ کے پیچھے لوگ کھڑے ہوئے پھر عشاء کی نماز پڑھائی پھر جس وقت فجر طلوع ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھ گئے اور ان کے پیچھے رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگ رسول کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر صبح کی نماز پڑھائی پھر دوسرے دن حاضر ہوئے جبکہ آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہوا پھر اسی ترتیب سے کھڑے ہوئے جس ترتیب سے کہ گزشتہ کل کھڑے ہوئے تھے پھر ظہر کی نماز پڑھائی پھر جبکہ آدمی کا سایہ اس کے قد کے دوگنا ہوا تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسی ترتیب سے صف بندی کی جس طرح کل گزشتہ کی تھی پھر عصر کی نماز پڑھائی پھر جب سورج غروب ہوا تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اسی طرح صف بندی کی جس طرح کل گزشتہ دن کی تھی پھر مغرب کی نماز پڑھائی ہم سو گئے پھر اٹھے پھر سو گئے پھر اٹھے تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اسی ترتیب سے صف بندی کی جیسے کل گزشتہ کی تھی پھر عشاء کی نماز پڑھائی پھر جب فجر نکلی اور صبح ہو گئی اور ستارے نظر آ رہے تھے تو جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسی طرح کیا جس طرح گزشتہ کل کیا تھا پھر صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے وقت نماز ان دونوں کے درمیان ہے۔

تشریح بعض حضرات نے اس حدیث سے فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال اس وجہ سے قابل تسلیم نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے امامت کی تھی اس لیے

جبریل علیہ السلام کی اقتداء میں نبی کریم ﷺ دونوں سے چھ نمازیں بطور نفل پڑھنا ہے کے پیچھے نفل بطور فرض پڑھنے والے کی اقتداء فرض پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی۔

"فصلیتھا ثم قعد الخ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابر ﷺ کی نماز میں حاضر تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ اس نماز کا واقعہ ہجرت سے پہلے مکہ میں پیش آیا تھا اس لئے یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ کلام اس شخص کا ہے جس سے حضرت جابر ﷺ نے حدیث سنی ہے جو اس کو حضرت جابر ﷺ نے حکایت کے طور پر بیان کیا ہے یہ نہیں کہ کہ واقعہ خود دیکھا جیسا کہ پیچھے حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث میں خود دیکھنے کا قول قریب ہے اس دوسری توجیہ پر حضرت جابر ﷺ کے قول "یعلمہ مواقیت الصلاۃ" کو روایت اور حکایت پر محمول کیا جائے گا۔

(واللہ اعلم بالصواب کذا قال علامۃ السندی)

"ما بین ھذین الصلاتین وقت" یہاں پر اشکال یہ ہے کہ یہ عبارت تقاضا کرتی ہے کہ اول اور آخر وقت میں داخل نہ ہو حالانکہ یہ بات مقصود تعلیم کے خلاف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کہ اس صورت سے اول اور آخری وقت خارج ہو جائے تو پھر اول اور آخری وقت میں نماز کی ادائیگی غیر وقت میں واقع ہوئی جبکہ جبریل علیہ السلام کی یہ تعلیم اوقات نماز کی تعلیم نہ ہوئی حالانکہ وہ تعلیم دینے کی غرض سے آئے تھے لہٰذا کہنے کا یہ معنی ہیں کہ وقت ان دونوں کے مابین اور اول اور آخر میں منحصر نہیں ہے جو عمل کیا ہے وہ حاضرین کو اطلاع کے لئے کیا ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کی وقت ہے جبریل علیہ السلام کا عمل فعل نے بیان ہے اور ان کا قول "ما بین ھذین الصلاتین وقت" قولی طور پر درمیان جو وقت ہے اس کیلئے بیان ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

من ادرک رکعتین من العصر

جس شخص نے عصر کی دو رکعتیں پائیں اس کا کیا حکم ہے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی حدثنا معتمر قال سمعت معمرا عن ابن طاوس عن ابیہ عن ابن عباس عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک رکعتین من العصر قبل ان تغرب الشمس او رکعۃ من صلاۃ الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے آفتاب ڈوبنے سے پہلے عصر کی دو رکعتیں پائیں یا آفتاب نکلنے سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر یا فجر کی نماز پالی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی حدثنا معتمر قال سمعت معمرا عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک رکعۃ من صلاۃ العصر قبل ان تغیب الشمس او ادرک رکعۃ من الفجر قبل طلوع الشمس فقد ادرک۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سورج چھپنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی یا جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز فجر کی فضیلت پالی۔

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا الفضل بن دكين قال حدثنا شيبان عن يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا ادرك احدكم اول سجدة من صلاة العصر قبل ان تغرب الشمس فليتم صلاته واذا ادرك اول سجدة من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فليتم صلاته

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے تو اپنی نماز کو پورا کرے اسی طرح سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی نماز سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار وعن بسر بن سعيد وعن الاعرج يحدثونه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ادرك ركعة من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح ومن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز سے ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی فضیلت پالی اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز سے ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی فضیلت پالی۔

اخبرنا ابو داود قال حدثنا سعيد بن عامر قال حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم عن نصر بن عبد الرحمن عن جده معاذ انه طاف مع معاذ ابن عفراء فلم يصل فقلت الا تصلي فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا صلاة بعد العصر حتى تغيب الشمس ولا بعد الصبح حتى تطلع الشمس

حضرت نصر بن عبدالرحمن اپنے دادا معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معاذ بن عفراء کے ساتھ طواف کیا لیکن معاذ بن عفراء نے طواف کے بعد دو رکعت نماز نہیں پڑھی میں نے کہا کیا آپ نماز نہیں پڑھیں گے انہوں نے جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے اور صبح کے بعد بھی کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے۔

تشریح عنوان کے تحت کی احادیث کے ذکر سے پہلے ایک عصر کے متعلق دوسرا فجر کے متعلق عصر کے متعلق عنوان کے تحت کی پہلی حدیث میں شک کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔ جبکہ دوسری روایات میں [illegible] تمام روایات مشہورہ میں مذکورہ الفاظ ہیں [illegible] کی روایت بھی شک کے ساتھ نقل کی ہیں [illegible] بعض راویوں کو شک ہوا اس نے دونوں نقل کر دیے مگر دوسری روایات میں بدون شک کے مذکورہ الفاظ [illegible] روایت میں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] امام شافعی [illegible]
[illegible] وقت العصر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] امام بخاری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] امام بخاری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

وہ دیگر نفلی صورت میں اور منت سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں

حضرت شافعی کا یہ مذہب ہے کہ ان اوقات مکروہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت جس روایت میں ہے وہ بھی ان کے ساتھ موقوف ہے جیسا کہ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لاصلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس (مشکوٰۃ شریف ۱/۸۴) اور مسلم نے عبداللہ ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لاصلوة بعدها حتى تطلع الشمس (مشکوٰۃ ۱/۸۴) اور ... نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ لاصلوة بعد الصبح حتى تطلع الشمس ولا بعد العصر حتى تغرب الشمس (مشکوٰۃ ۱/۸۴) ان احادیث میں اوقات ثلاثہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا حکم ... قیاس کا مقتضیٰ ہے ... تفصیل سے بیان کیا ہے ... علم ... (... نے اس کی تحقیق بیان فرمائی ہے)

باب کی آخری حدیث جو عمر بن عبدالرحمٰن نے اپنے جد سے روایت کی ہے اس سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد ... جو واجب نہیں ہوتی وہ ... وقت ... طواف کی دو رکعتوں کا ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ ... واجب ... عصر و فجر کے بعد ادا کرنا مکروہ ہے۔

اول وقت المغرب

مغرب کے اول وقت کا بیان

اخبرنا عمرو بن هشام قال حدثنا مخلد بن يزيد عن سفيان عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن ابيه قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله عن وقت الصلوة فقال صل معي هذين اليومين فامر بلالا فاقام عند الفجر فصلى الفجر ثم امره حين زالت الشمس فصلى الظهر ثم امره حين رأى الشمس بيضاء فاقام العصر ثم امره حين وقع حاجب الشمس فاقام المغرب ثم امره حين غاب الشفق فاقام العشاء ثم امره من الغد فنور بالفجر ثم امره بالظهر فابرد وامره بالعصر والشمس بيضاء واخر عن ذلك ثم صلى المغرب قبل ان يغيب الشفق ثم امره بالعشاء حين ذهب ثلث الليل فصلاها ثم قال اين السائل عن وقت الصلوة وقت صلاتكم ما بين ما رأيتم

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے

[illegible]

تشریح [illegible]

[illegible]

[illegible] سمجھا جاتا تھا۔

[illegible]

میں داخل ہوتا ہے

[illegible] یہ حدیث جبرئیل [illegible] میں بیان کیا گیا ہے [illegible] مغرب [illegible]
اس حدیث میں [illegible] مغرب کا وقت [illegible] غروب شمس [illegible]
[illegible]

[illegible] حدیث [illegible] شفق غائب [illegible]
[illegible] مغرب کا وقت [illegible]

امام ابوحنیفہ [illegible] مغرب [illegible] شفق [illegible] مغرب کا وقت [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible]

صاحبین [illegible] شفق [illegible] مغرب کا وقت [illegible]

بہرحال دونوں طرف [illegible] دونوں قول [illegible] اختلاف ہے [illegible] حضرت ابومسعود انصاری [illegible] ثم یصلی العشاء حین یسود الافق [illegible]

پڑھتے تھے جب کہ آدمی کے تیر کے گرنے کی جگہ بھی دکھائی دیتی تھی اس وقت بیاض باقی رہتا ہے جب کہ شفق ابیض غائب ہو جاتی ہے

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ جب تک بیاض غروب نہ ہو جائے تب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اس سے پہلے عشاء نہیں ہوتی ... اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ بات ہو کہ عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے جب کہ آسمان کا کنارہ سیاہ ہو جائے ... تو اس کا مطلب ہوا کہ ... کے بعد ہی عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔

تو لازم ہے کہ حدیث ... اور آخری وقت ... بیان کیا ہے ... جبرائیل کا وقت ... مغرب کا وقت ... امام ابو حنیفہ کے مذہب ... میں مشہور ہے ... نے ان کا ... کہ بعض ... روایت ... ابو حنیفہ ... صاحبین کے قول کے موافق ہے ... اس کو اختیار کیا ہے ... صحیح روایت ... حدیث مرفوعاً کے خلاف ہے ... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اس میں ہے ... صلی اللہ علیہ وسلم ... کہ مغرب کا اول وقت جب کہ سورج غروب ہو "وآخر وقتها حين يغيب الأفق" کہ اس کا آخری وقت جب کہ افق غائب ہو جائے اور شفق چھپ جانے کی بعد سے افق چھپ جاتا ہے ... اختلاف معنی کی وجہ سے ... شفق ... ہے یا سفیدی اور شک پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا فیصلہ نہیں رہتا کہ وقت ختم ہوتا ہے تو اقرب یہ ہے کہ شک سے وقت مغرب کا ختم نہیں ہوگا اور عشاء بھی ... تاکہ یقینی طور پر مغرب کا وقت نکل جائے اور عشاء بھی ... وقت سے پہلے نہ ہو۔

(فتح القدیر ...)

... شیخ ابن الہمام کے شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا نے بھی تصحیح قدوری میں امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے ... ہے ... "ولم يجب ... عن ابي حنيفة الى قول الصاحبين"۔

امام طحاوی کے ... امام ابو حنیفہ سے شفق ... تفسیر کی ہے اس کی تائید حضرت ... رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی ہوتی ہے ... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب میں سورۃ اعراف پڑھی (... سنن نسائی) اس سے معلوم ہوا کہ قراءت مسنونہ کے ساتھ مغرب کا وقت ... کی گنجائش رکھتا ہے جب کہ شفق کی وہی تفسیر ... جو امام ابو حنیفہ نے فرمائی ہے۔

غرض یہ کہ دلیل کے اعتبار سے امام صاحب کا مسلک کمزور نہیں بہت مضبوط ہے اسی لئے ابن ہمام نے کہا کہ ... اور ... امام ابو حنیفہ کا قول ہے

تعجيل المغرب

مغرب کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا محمد حدثنا شعبة عن ابي بشر قال سمعت حسان بن بلال عن رجل من اسلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم انهم كانوا يصلون مع النبي صلى الله عليه وسلم المغرب ثم يرجعون الى اهاليهم الى اقصى المدينة يرمون ويبصرون مواقع سهامهم

ابوبشر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حسان بن بلال سے سنا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے قبیلہ اسلم کے ایک شخص سے روایت کی کہ وہ مغرب کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر مدینہ کی آخری حد تک اپنے گھر والوں کے پاس جاتے، تیر پھینکتے اور اپنے تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتے تھے۔

تشریح یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مغرب کی تعجیل مستحب ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اور تعجیل کے معنی یہ ہیں کہ نماز اول وقت پڑھ لی جائے۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کی تاخیر نہ کرے یہاں تک کہ ستارے گتھ جائیں۔

رواه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم

اور یہ حدیث قانون کے تحت کی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغرب کے بعد اس قدر روشنی باقی رہتی تھی کہ اس بات کی ضرورت ہو کہ صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کی آخری آبادی میں اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹنے کے بعد تیر پھینکتے اور گرنے کی جگہ دیکھتے تو یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جبکہ مغرب کی نماز جلدی پڑھی جائے ورنہ اس قدر روشنی باقی نہیں رہ سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب تاخير المغرب

تاخیر مغرب کا بیان

اخبرنا قتيبة حدثنا الليث عن خير بن نعيم الحضرمي عن ابن هبيرة عن ابي تميم الجيشاني عن ابي بصرة الغفاري قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم العصر بالمخمص قال ان هذه الصلوة عرضت على من كان قبلكم فضيعوها ومن حافظ عليها كان له اجره مرتين ولا صلاة بعدها حتى يطلع الشاهد والشاهد النجم

ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو عصر کی نماز مخمص میں پڑھائی پھر فرمایا بیشک یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی تھی انہوں نے اس کو ضائع کر دیا (یعنی اس کا حق ادا نہیں کیا) جو شخص اس پر

عبادت کرے گا اس کو اس کا دوہرا ثواب ملے گا اور اس نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ شاہد نکلے اور شاہد ستارے کو کہتے ہیں۔

تشریح مخمص ایک جگہ کا نام ہے وہاں رسول اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ان هذه الصلوة عرضت الخ" یعنی جو شخص عصر کی نماز پر محافظت کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوہرا ثواب ملے گا ایک تو اس سبب سے کہ یہ ایک نیک عمل ہے اور ضابطہ کے مطابق ہر نیک عمل پر ثواب ملے گا اور دوسرا ثواب اگلے لوگوں کے برخلاف نماز عصر کا اہتمام کرنے کی وجہ سے ملے گا۔

مصنف نے اس حدیث سے تاخیر مغرب کے جواز پر استدلال کیا ہے کہ ستارے غروب آفتاب ہوتے ہی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ کچھ دیر بعد نکلتے ہیں تو اس سے مصنف مغرب کی تاخیر کا جواز ثابت کرتے ہیں لیکن یہ استدلال کمزور ہے اس لئے کہ مغرب کی تعجیل پر کئی کا مرجع ہو یا مروی کا سب کا قائل ہے اس کی تائید صحیح مشہور حدیث سے ہوتی ہے۔

لہٰذا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تاخیر کرنا درست نہیں کیونکہ اس حدیث سے مقصود عصر کے بعد نفل نماز کی نفی ہے وقت مغرب کا بیان مقصود نہیں ہے جیسا کہ حضرت امام نسائی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آخر وقت المغرب

مغرب کے آخری وقت کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا ابو داود قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت ابا ايوب الازدي يحدث عن عبد الله بن عمرو قال شعبة كان قتادة يرفعه احيانا واحيانا لا يرفعه قال وقت صلوة الظهر ما لم تحضر العصر ووقت صلوة العصر ما لم تصفر الشمس ووقت المغرب ما لم يسقط ثور الشفق ووقت العشاء ما لم ينتصف الليل ووقت الصبح ما لم تطلع الشمس

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ اس حدیث کو کبھی مرفوعاً روایت کرتے تھے اور کبھی بطور مرفوع روایت نہیں کرتے تھے جیسے (حضرت عبداللہ بن عمرو نے) فرمایا ظہر کا وقت باقی رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے اور عصر کا وقت باقی رہتا ہے جب تک آفتاب زرد نہ ہو جائے اور مغرب کا وقت شفق کی سرخی غائب ہونے تک ہے اور عشاء کا وقت آدھی رات ہونے تک ہے اور صبح کا وقت آفتاب طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔

اخبرنا عبدة بن عبد الله واحمد بن سليمان واللفظ له قالا حدثنا ابو داود عن بدر بن عثمان قال املاه علي قال حدثنا ابو بكر بن ابي موسى عن ابيه قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم سائل يسأله عن مواقيت الصلوة فلم يرد عليه شيئا فامر بلالا فاقام بالفجر حين انشق الفجر ثم امره فاقام بالظهر حين زالت الشمس والقائل يقول انتصف النهار وهو اعلم ثم امره فاقام بالعصر والشمس مرتفعة ثم امره فاقام

المغرب حين غربت الشمس ثم أمره فأقام بالعشاء حين غاب الشفق ثم أمره بالفجر من الغد حين انصرف والقائل يقول طلعت الشمس ثم أخر الظهر إلى قريب من وقت العصر بالأمس ثم أخر العصر حتى انصرف والقائل يقول احمرت الشمس ثم أخر المغرب حتى كان عند سقوط الشفق ثم أخر العشاء إلى ثلث الليل ثم قال الوقت فيما بين هذين

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور نماز کے اوقات دریافت کیے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اس وقت فجر کی اقامت کہی جب صبح صادق ہوئی پھر حکم دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان کہی جب کہ آفتاب ڈھل گیا اور بعض کہنے والا کہتا کہ ابھی تو ٹھیک دوپہر ہے حالانکہ حضور اکرم ﷺ ان سب سے زیادہ جانتے تھے پھر حکم دیا بلال رضی اللہ عنہ نے عصر کی اذان کہی اس وقت آفتاب اونچا تھا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کی اذان کہی جب کہ سورج غروب ہو گیا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے عشاء کی اذان کہی جب کہ شفق غائب ہو گئی پھر دوسرے دن فجر کی اذان کا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جب حضور اکرم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب نکلا ہی چاہتا ہے پھر ظہر میں تاخیر کی یہاں تک کہ کل کے وقت عصر کے قریب ہو گیا پھر عصر میں تاخیر کی یہاں تک کہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب سرخ ہو گیا پھر مغرب میں تاخیر کی یہاں تک کہ شفق چھپنے کے قریب ہو گئی پھر عشاء میں تاخیر کی یہاں تک کہ تہائی رات کے وقت پڑھی پھر پوچھنے والے سے فرمایا جو نمازیں تم نے دیکھیں ان کے درمیان تمہاری نماز کے اوقات ہیں۔

أخبرنا أحمد بن سليمان حدثنا زيد بن الحباب حدثنا خارجة بن عبد الله بن سليمان بن زيد بن ثابت قال حدثني الحسين بن بشير بن سلام عن أبيه قال دخلت أنا ومحمد بن علي على جابر بن عبد الله الأنصاري فقلنا له أخبرنا عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وذاك زمن الحجاج بن يوسف قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى الظهر حين زالت الشمس وكان الفيء قدر الشراك ثم صلى العصر حين كان الفيء قدر الشراك وظل الرجل ثم صلى المغرب حين غابت الشمس ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين طلع الفجر ثم صلى من الغد الظهر حين كان الظل طول الرجل ثم صلى العصر حين كان ظل الرجل مثليه قدر ما يسير الراكب سير العنق إلى ذي الحليفة ثم صلى المغرب حين غابت الشمس ثم صلى العشاء إلى ثلث الليل أو نصف الليل شك زيد ثم صلى الفجر فأسفر

حسین بن بشیر بن سلام نے اپنے والد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے کہا کہ حجاج بن یوسف کی امارت کے زمانہ میں میں اور محمد بن علی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہم نے ان سے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی نماز کے متعلق بتائیے تو انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب ڈھل گیا اور سایہ تسمہ کے برابر

تھا پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ سایہ دو آدمی کے سایہ کے برابر تھا پھر مغرب کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب چھپ گیا تھا پھر عشاء کی نماز پڑھی جبکہ شفق غائب ہو گئی پھر فجر کی نماز پڑھی جب کہ فجر طلوع ہوئی پھر دوسرے روز ظہر کی نماز پڑھی جب کہ سایہ آدمی کی لمبائی کے برابر تھا پھر عصر کی نماز پڑھی جبکہ آدمی کا سایہ اس کے دو مثل کے برابر ہو گیا تھا کہ فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت رہا تھا کہ تیز رفتار سے چلنے والا سوار غروب آفتاب سے پہلے ذی الحلیفہ تک چلا جاتا پھر مغرب کی نماز پڑھی جبکہ آفتاب ڈوب گیا تھا پھر عشاء کی نماز پڑھی جبکہ آدھی رات یا تہائی رات ہو چکی تھی پھر فجر کی نماز روشنی میں پڑھی۔

تشریح اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مغرب کا اول وقت غروب کے بعد یعنی غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے البتہ اس کے آخر وقت میں کچھ اختلاف ہے ترمذی میں بعض اہل علم کا قول نقل کیا گیا ہے کہ نماز مغرب کے لیے صرف ایک ہی وقت ہے آخری وقت اس کے سوا نہیں ہے اور یہی قول ہے ابن المبارک اور امام شافعی کا ہے انہوں نے اس حدیث جبرئیل علیہ السلام سے استدلال کیا ہے جس میں مغرب کی نماز کی تعلیم ایک ہی وقت میں دینے کا بیان آیا ہے لیکن یہ قول غیر مختار ہے دلائل کے اعتبار سے قول مختار یہ ہے کہ مغرب کا وقت غروب شفق تک باقی رہتا ہے یہی قول امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور فقہاء کا ہے بلکہ محققین شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔

چنانچہ حضرت علامہ نووی نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین کا قول یہی ہے کہ اول وقت سے مغرب کی تاخیر میں کوئی کراہت نہیں ہے اور جب تک غروب شفق نہ ہو تاخیر جائز ہے اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے اور یہی امام شافعی کا قول قدیم ہے۔

شوافع کے تحت کی روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جمہور فقہاء کے قول کی تائید ہوتی ہے بلکہ قولی روایت سے بھی قول جمہور کی تائید ہوتی ہے چنانچہ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا ہے کہ ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان آخر وقتها حین یغیب الشفق" اس سے واضح طور پر مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے بہرحال جو حضرات آخر وقت مغرب کا غروب شفق تک رہنے کے قائل ہیں ان کا شفق کی تفسیر میں اختلاف ہے جس سے مغرب کے آخری وقت میں اختلاف ہوا جس کی تفصیل دلائل کے ساتھ پیچھے گزر چکی ہے۔

كراهية النوم بعد صلوة المغرب

نماز مغرب کے بعد سونا مکروہ ہے

أخبرنا محمد بن بشار حدثنا يحيى قال حدثنا عوف قال حدثني سيار بن سلامة قال دخلت على أبي برزة فسأله أبي كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي المكتوبة قال كان يصلي الهجير التي تدعونها الأولى حين تدحض الشمس وكان يصلي العصر حين يرجع أحدنا إلى رحله في أقصى المدينة والشمس حية ونسيت ما قال في المغرب وكان يستحب أن يؤخر العشاء التي تدعونها العتمة

وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها وكان يصلي من صلوة الغداة حين يعرف الرجل جليسه وكان يقرأ بالستين الى المائة.

سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کس طرح پڑھتے تھے؟ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو زوال آفتاب کے بعد پڑھتے تھے، اور عصر اس وقت پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی شہر کے آخری کنارے تک جا کر واپس آ جاتا تھا اور آفتاب زندہ ہوتا تھا، اور مغرب کے بارے میں جو فرمایا وہ میں بھول گیا، [illegible] اور عشاء کو تاخیر کرنے کو پسند فرماتے تھے اور عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد گفتگو کو ناپسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تھے اس وقت کہ آدمی اپنے ساتھی کو پہچان لیتا تھا اور حضور ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔

تشریح اس حدیث کے راوی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ ہیں جن کا اصل نام نضلہ بن عبید ہے۔ ظہر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوال آفتاب کے بعد ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ اول وقت میں ادا فرماتے تھے [illegible] دوسری احادیث سے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ زوال کے بعد سردی کے موسم میں پڑھتے ہوں گے، اور گرمی [illegible] پہلے [illegible] نماز کے پڑھتے ہوں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اس حدیث میں یہ بات کہ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات کرنے کو نبی کریم ﷺ اچھا نہیں سمجھتے تھے کیونکہ عشاء سے پہلے سونے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ کہیں جماعت یا نماز فوت نہ ہو جائے [illegible] اور عشاء کے بعد باتوں میں مشغول ہونے سے [illegible] آخر شب میں نیند کا غلبہ ہوگا جس کی وجہ سے صبح کی نماز یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر اس کا خطرہ نہ ہو [illegible] کے معاملات و حقوق [illegible] کی ادائیگی میں مصروف [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] جیسا کہ اس روایت سے معلوم [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو [illegible] عورتیں اور بچے سو گئے [illegible] عشاء سے پہلے سونے پر حضور ﷺ نے انکار نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء سے پہلے سونا [illegible] ہے۔

[illegible] حضور اکرم ﷺ [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [illegible] حدیث میں ہے کہ آخر [illegible] میں حضور اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز سے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے یہ رات دیکھی [illegible] اس وقت [illegible] ان میں سے کوئی [illegible] ایک صدی [illegible] ان میں سے کوئی بھی [illegible]

حضرت نعمان کا یہ علم ان کو خوب حاصل تھا جب کہ آپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔

نیز حضرت عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ رات تک امور مسلمین کے بارے میں حضرت ابوبکر ﷺ سے باتیں کیا کرتے اور میں بھی شریک ہوتا تھا۔ (رواہ الترمذی والنسائی)

تو ان روایات سے عشاء کے بعد باتیں کرنے کی اجازت ثابت ہے اب بظاہر تعارض ہے اور دفع تعارض کی صورت یہ ہے کہ ممانعت سے پہلے سونا منع اس لیے ہے کہ نماز عشاء فوت ہونے کا خطرہ ہے خصوصاً جب کہ سونا اچھی طرح ہو اور سوتے وقت کوئی جگانے والا نہ ہو اور وقت عشاء سے پہلے سو جانے سے لیکن بات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی صورت میں اور عشاء کے بعد مطلقاً باتیں کرنے کی کراہت ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ حکمت یہ ہے کہ دنیا کی باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے دینی باتیں یا علمی مذاکرہ یا امور مرضیات الٰہی کا کام ہو تو جو حضرت نعمان ہی جن کا علم حاصل کر عشاء کے بعد جاگتے رہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے اس سے دونوں قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہیں رہا۔

اول وقت العشاء

عشاء کے اول وقت کا بیان

أخبرنا سويد بن نصر حدثنا عبد الله بن المبارك عن حسين بن علي بن حسين قال أخبرني وهب بن كيسان حدثنا جابر بن عبد الله قال جاء جبريل عليه السلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم حين زالت الشمس فقال قم يا محمد فصل الظهر حين مالت الشمس ثم مكث حتى إذا كان فيء الرجل مثله جاءه للعصر فقال قم يا محمد فصل العصر ثم مكث حتى إذا غابت الشمس جاءه فقال قم فصل المغرب فقام فصلاها حين غابت الشمس سواء ثم مكث حتى إذا ذهب الشفق جاءه فقال قم فصل العشاء فقام فصلاها ثم جاءه حين سطع الفجر في الصبح فقال قم يا محمد فصل فقام فصلى الصبح ثم جاءه من الغد حين كان فيء الرجل مثله فقال قم يا محمد فصل فصلى الظهر ثم جاءه جبريل عليه السلام حين كان فيء الرجل مثليه فقال قم يا محمد فصل فصلى العصر ثم جاءه للمغرب حين غابت الشمس وقتا واحدا لم يزل عنه فقال قم فصل فصلى المغرب ثم جاءه للعشاء حين ذهب ثلث الليل الأول فقال قم فصل فصلى العشاء ثم جاءه للصبح حين أسفر جدا فقال قم فصل فصلى الصبح فقال ما بين هذين وقت كله

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ﷺ سورج کے ڈھلنے کے وقت تشریف لائے اور فرمایا کہ اے محمد اٹھو اور ظہر کی نماز پڑھو جس وقت سورج ڈھل چکا تھا پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب آدمی کا سایہ اس کے مثل ہو گیا (سوائے سایہ اصلی کے) تو عصر کے وقت تشریف لائے اور فرمایا کہ اے محمد عصر کی نماز پڑھو پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہو گیا تو

پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھو مغرب کی نماز پڑھو تو آپ کھڑے ہوئے اور مغرب کی نماز پڑھی جب کہ غروب آفتاب ہو گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے حتیٰ کہ جب شفق (سرخی یا سپیدی) غائب ہو گئی تو آپ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اٹھو اور عشاء کی نماز پڑھو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور عشاء ادا فرمائی اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے جس وقت کہ صبح صادق ہو گئی اور فرمایا کہ اٹھو اور نماز پڑھو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز ادا فرمائی پھر دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت آئے جب کہ آدمی کا سایہ اس کے ایک مثل کے برابر ہو گیا تھا اور فرمایا اٹھو نماز پڑھو تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام اس وقت آئے جب آدمی کا سایہ اس کے دو مثل ہو چکا تھا فرمایا کہ اٹھو نماز پڑھو تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر مغرب کے وقت تشریف لائے ایک ہی وقت میں اس سے ذرا پیچھے نہیں ہوئے اور فرمایا کہ اٹھو نماز پڑھو آپ ﷺ نے نماز مغرب ادا فرمائی پھر عشاء کے لئے اس وقت آئے جب کہ رات کا پہلا تہائی حصہ گزر چکا تھا اور فرمایا کہ اٹھو نماز پڑھو تو آپ ﷺ نے نماز عشاء ادا فرمائی پھر صبح کے وقت آئے جبکہ خوب روشنی ہو گئی تھی اور فرمایا کہ اٹھو اور نماز پڑھو تو آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں وقتوں کا درمیانی حصہ بھی نماز کا وقت ہے۔

تعجیل العشاء

نماز عشاء کو جلدی ادا کرنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم عن محمد بن عمرو بن حسن قال قدم الحجاج فسألنا جابر بن عبد الله فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر بالهاجرة والعصر والشمس بيضاء نقية والمغرب اذا وجبت الشمس والعشاء احيانا كان اذا رآهم قد اجتمعوا عجل واذا رآهم قد ابطئوا اخر

محمد بن عمرو بن حسن روایت کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف آیا تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا (نماز کے اوقات کے بارے میں) انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ ظہر کی نماز شروع زوال کے وقت پڑھتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج روشن صاف ہوتا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے تھے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز کبھی جلدی پڑھتے جبکہ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں اور کبھی تاخیر سے پڑھتے تھے جب دیکھتے کہ لوگوں نے دیر کر دی۔

تشریح حجاج بن یوسف بنی امیہ کی امارت کے دور میں نمازیں بہت زیادہ تاخیر سے پڑھتا تھا اس لئے لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نماز کے اوقات مستحبہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے اس کا جواب دیا جس کی تفصیل اس حدیث میں ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ دو آدمیوں کی نماز ایک شخص کے ساتھ زیادہ ثواب رکھتی ہے اکیلے کی نماز سے اور دو شخصوں کے ساتھ زیادہ ثواب رکھتی ہے ایک شخص کے ساتھ کی نماز سے اور جس قدر زیادہ ہوں تو وہ زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ شاید اسی

کیونکہ نماز عصر رسول کریم ﷺ کا معمول ہونا حدیث میں مذکور ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب الشفق

شفق کا بیان

اخبرنا محمد بن قدامة قال حدثنا جرير عن رقبة عن جعفر بن اياس عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال انا اعلم الناس بميقات هذه الصلاة صلاة العشاء الآخرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليها لسقوط القمر لثالثة

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ اس نماز عشاء کا وقت جانتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ عشاء کی نماز تیسری رات کا چاند غروب ہونے کے وقت پڑھتے تھے۔

اخبرنا عثمان بن عبد الله قال حدثنا عفان قال حدثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن بشير بن ثابت عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال والله اني لاعلم الناس بوقت هذه الصلاة صلاة العشاء الآخرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليها لسقوط القمر لثالثة

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! میں لوگوں میں سب سے زیادہ اس نماز یعنی عشاء کی نماز کا وقت جانتا ہوں آپ ﷺ اس کو تیسری رات کا چاند غروب ہونے کے وقت پڑھتے تھے۔

تشریح حاصل یہ ہے کہ تیسری تاریخ کا چاند شفق غائب ہونے کے قریب چھپ جاتا ہے اس سے امام شافعی کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ شفق سرخی ہے جو کہ مغرب کے بعد ہوتی ہے وہ چھپ جائے تب عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لیے اس سے معلوم ہوا کہ شفق شام کا فصل ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دلیل قول صحیح نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تیسری رات کا چاند شفق غائب ہونے کے قریب چھپ جاتا ہے لیکن تیسری رات کا چاند غائب ہونے میں تھوڑا سا فصل ہوتا ہے اور بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ جس وقت شفق کے بعد تیسری رات کا چاند غروب ہوتا ہے جبکہ شفق احمر اس سے بہت پہلے چھپ جاتی ہے لہٰذا اس حدیث سے حضرت امام شافعی کا مسلک ثابت نہیں ہوتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ما يستحب من تاخير العشاء

تاخیر عشاء مستحب ہونے کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر قال انبانا عبد الله عن عوف عن سيار بن سلامة قال دخلت انا وابي على ابي برزة الاسلمي ﷺ فقال له ابي اخبرنا كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي المكتوبة قال كان يصلي الهجير التي تدعونها الاولى حين تدحض الشمس وكان يصلي العصر ثم يرجع احدنا الى

رحله في أقصى المدينة والشمس حية قال ونسيت ما قال في المغرب قال وكان يستحب أن يؤخر صلاة العشاء التي تدعونها العتمة قال وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها وكان ينفتل من صلاة الغداة حين يعرف الرجل جليسه وكان يقرأ بالستين إلى المائة

[illegible]

أخبرني إبراهيم بن الحسن ويوسف بن سعيد واللفظ له قالا حدثنا حجاج عن ابن جريج قال قلت لعطاء أي حين أحب إليك أن أصلي العتمة إماما أو خلوا قال سمعت ابن عباس يقول أعتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة بالعتمة حتى رقد الناس واستيقظوا ورقدوا واستيقظوا فقام عمر فقال الصلاة الصلاة قال عطاء قال ابن عباس خرج نبي الله صلى الله عليه وسلم كأني أنظر إليه الآن يقطر رأسه ماء واضعا يده على شق رأسه قال وأشار فاستثبت عطاء كيف وضع النبي صلى الله عليه وسلم يده على رأسه فأومأ إلي كما أشار ابن عباس فبدد لي عطاء بين أصابعه بشيء من تبديد ثم وضعها فانتهى أطراف أصابعه إلى مقدم الرأس ثم ضمها يمر بها كذلك على الرأس حتى مست إبهامه طرف الأذن مما يلي الوجه ثم على الصدغ وناحية اللحية لا يقصر ولا يبطش بشيء إلا كذلك ثم قال لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم أن لا يصلوها إلا هكذا

[illegible]

موذن ﷺ نے اشارہ سے ... حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ ... وقت ... آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک سر پر رکھ کر ... گئے ہوئے تھے ... بیان ... ﷺ نے اشارہ کے طور پر ... حضرت عطاء ... کے ... ہوئے ... نے اپنی انگلیوں اور ... طرف سے ... آپ ﷺ ... طرح ... پھر ... دونوں انگوٹھے ... کے کنارہ ... پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ... ہوتی ... تو میں ان کو حکم دیتا ... اسی وقت نماز پڑھا کریں۔

أخبرنا محمد بن منصور المكي قال حدثنا سفيان عن عمرو عن عطاء عن ابن عباس وعن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال أخر النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ذات ليلة حتى ذهب من الليل فقام عمر رضي الله عنه فنادى الصلاة يا رسول الله رقد النساء والولدان فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم والماء يقطر من رأسه وهو يقول إنه الوقت لولا أن أشق على أمتي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ ... اور آواز دی ... عورتیں اور بچے سو گئے پھر جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے ... آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ... رہے تھے ... یہی وقت نماز کا ہے اگر مجھ کو امت پر مشقت ... ہوتی تو میں ... حکم دیتا۔

أخبرنا قتيبة قال حدثنا أبو عوانة عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤخر العشاء الآخرة

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمایا کرتے تھے۔

أخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بتأخير العشاء وبالسواك عند كل صلاة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اگر امت پر مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور ہر ایک نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

آخر وقت العشاء

عشاء کے آخری وقت کا بیان

أخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا ابن حمير قال حدثنا ابن أبي حمزة عن الزهري وأخبرنا عمرو بن

عثمان قال حدثني ابي عن شعيب عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت اعتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة بالعتمة فناداه عمر رضي الله عنه نام النساء والصبيان فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال وما ينتظرها غيركم ولم يكن يصلي يومئذ الا بالمدينة ثم قال صلوها فيما بين ان يغيب الشفق الى ثلث الليل واللفظ لابي عثمان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں تاخیر کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے ہیں تو رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا اور اس وقت مدینہ منورہ کے علاوہ کہیں بھی نماز ادا نہیں کی جاتی تھی پھر ارشاد فرمایا کہ اس نماز کو غروب شفق سے تہائی رات گزرنے کے درمیانی وقت میں پڑھو۔ روایت کے یہ الفاظ ابو عثمان کے ہیں۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن ثنا حجاج قال قال ابن جريج وحدثني يوسف بن سعيد حدثنا حجاج عن ابن جريج قال اخبرني المغيرة بن حكيم عن ام كلثوم ابنة ابي بكر انها اخبرته عن عائشة ام المؤمنين قالت اعتم النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل وحتى نام اهل المسجد ثم خرج فصلى وقال انه لوقتها لولا ان اشق على امتي

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر کر دی یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور اہل مسجد سو گئے پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اسی وقت میں نماز عشاء ادا کرنے کا حکم دیتا۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم انبانا جرير عن منصور عن الحكم عن نافع عن ابن عمر قال مكثنا ذات ليلة ننتظر رسول الله صلى الله عليه وسلم لعشاء الآخرة فخرج علينا حين ذهب ثلث الليل او بعده فقال حين خرج انكم لتنتظرون صلاة ما ينتظرها اهل دين غيركم ولولا ان يثقل على امتي لصليت بهم هذه الساعة ثم امر المؤذن فاقام ثم صلى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک رات عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے پھر جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت ہمارے پاس تشریف لائے جب تہائی رات گزر چکی تھی یا اس کے کچھ بعد پھر جب تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگ ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے علاوہ کوئی دین والا اس کا انتظار نہیں کرتا اور اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں انہیں اسی وقت نماز پڑھاتا پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا اس نے اقامت کی پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

اخبرنا عمران بن موسى حدثنا عبد الوارث حدثنا داود عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة المغرب ثم لم يخرج الينا حتى ذهب شطر الليل فخرج

فصلى بهم ثم قال إن الناس قد صلوا وناموا وأنتم لم تزالوا في صلاة ما انتظرتم الصلاة ولولا ضعف الضعيف وسقم السقيم لأمرت بهذه الصلاة أن تؤخر إلى شطر الليل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں نماز مغرب پڑھائی پھر تقریباً نصف رات گزرنے تک تشریف نہیں لائے اس کے بعد تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر فرمایا: تمام لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم نماز میں مشغول رہے جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے اور اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کے بارے میں یہ حکم کرتا کہ اسے آدھی رات تک مؤخر کیا جائے۔

أخبرنا علي بن حجر قال أخبرنا إسماعيل ح وأخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا خالد قالا حدثنا حميد قال سئل أنس هل اتخذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتما قال نعم أخر ليلة صلاة العشاء الآخرة إلى قريب من شطر الليل فلما أن صلى أقبل النبي صلى الله عليه وسلم علينا بوجهه ثم قال إنكم لن تزالوا في صلاة ما انتظرتموها قال أنس كأني أنظر إلى وبيص خاتمه في حديث علي وهو ابن حجر إلى شطر الليل

حضرت حمید فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے انگوٹھی بنائی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ایک رات آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو نصف شب کے قریب تک مؤخر کر دیا پھر جب نماز پڑھ چکے تو ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے گویا کہ تم نماز ہی میں ہوتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا کہ میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ علی بن حجر کی حدیث میں نصف شب تک کے الفاظ ہیں۔

تشریح یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ عشاء کا اول وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے جبکہ آخری وقت کی تعیین کے بارے میں احادیث میں لفظی اختلاف ہے۔

حضرت ابن عباس، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایات میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عشاء کو نصف رات تک مؤخر کیا اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ تہائی رات ہونے تک مؤخر کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تہائی رات تک تاخیر کرنا بیان کی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں عامۃ اللیل کا لفظ فرمایا ہے یعنی حضور اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ اکثر رات گزر چکی تھی یہ سب احادیث صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

امام طحاوی نے فرمایا کہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام رات عشاء کی نماز کا وقت ہے لیکن مراتب کا فرق ہے اول وقت سے ایک تہائی رات تک افضل ہے اس کے بعد نصف رات تک فضیلت کم ہے اور نصف کے بعد سب سے کم درجہ ہے۔

غرض یہ ہے کہ ان اوقات میں سے کسی وقت کو مکروہ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ نصف رات اور دو تہائی رات تک بلکہ اس کے بعد بھی نبی کریم ﷺ نے عشاء پڑھی اب بعض لوگوں کا کہنا کہ نصف رات کے بعد وقت مکروہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

مزید تفصیل شروحات حدیث میں ملاحظہ ہو۔

الرخصة في أن يقال للعشاء العتمة

عشاء کو عتمہ کہنے کی رخصت کا بیان

أخبرنا عتبة بن عبد الله قال قرئ على مالك بن أنس والحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا أسمع عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن سمي عن أبي صالح عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لو يعلم الناس ما في النداء والصف الأول ثم لم يجدوا إلا أن يستهموا عليه لاستهموا ولو يعلم الناس ما في التهجير لاستبقوا إليه ولو علموا ما في العتمة والصبح لأتوهما ولو حبوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ اس ثواب کو جان لیتے جو اذان اور صف اول میں ہے پھر بغیر قرعہ اندازی کے اس کو حاصل نہ کر پاتے تو ضرور وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر لوگ ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے کے ثواب کو جان لیتے تو ضرور وہ لوگ اس کی طرف دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور اگر لوگ اس ثواب کو جان لیتے جو عتمہ (عشاء) اور فجر کی نماز میں ہے تو ان دونوں کی جماعت میں ضرور شامل ہوتے اگرچہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑتا۔

الكراهية في ذلك

لفظ عتمہ کی کراہت کا بیان

أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا يزيد قال أنبأنا ... عن سفيان عن عبد الله بن أبي لبيد عن أبي سلمة عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم هذه فإنهم يعتمون على الإبل وإنها العشاء

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام پر ہرگز غالب نہ آئیں کیونکہ وہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوہنے کی وجہ سے عشاء میں دیر کرتے ہیں اور یہ لوگ اس کو عتمہ کہتے ہیں حالانکہ وہ حقیقت میں عشاء ہے۔

أخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله بن المبارك عن ابن عيينة عن عبد الله بن أبي لبيد عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن ابن عمر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول على المنبر لا تغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم ألا إنها العشاء

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آ جائیں تم لوگ سن لو کہ وہ عشاء کی نماز ہے۔

تشریح عرب کے گنوار لوگ جب رات ہو جاتی تو اونٹنیوں کا دودھ دوہنا شروع کرتے تھے اور اس سے فارغ ہونے میں دیر ہو جاتی تھی اور وقت اندھیرا ہو جاتا تھا اس کے بعد وہ عشاء پڑھنے جاتے تھے اس لئے وہ اس کو صلوٰۃ العتمہ کہتے تھے عتمہ کے معنی

میں ادا فرمانا ثابت اندھیرا

تشریح: احادیث میں اس نماز کے ... [illegible] ... کہ نماز عصر کا وقت ... [illegible]

... [illegible] ... روایات سے ثابت ہے کہ ... [illegible]

... [illegible] ... سے معلوم ہوتی ہے ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ... (واللہ تعالیٰ اعلم)

اول وقت الصبح

نماز صبح کے اول وقت کا بیان

اخبرنا ابراهيم بن هارون حدثنا حاتم بن اسماعيل قال حدثنا جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن ابيه عن جابر بن عبدالله ان النبي صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح حين تبين له الصبح

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر اس وقت پڑھی جس وقت کہ آپ ﷺ کے سامنے صبح ظاہر ہو گئی۔

اخبرنا علي بن حجر حدثنا اسماعيل حدثنا حميد عن انس ان رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن وقت صلاة الغداة فلما اصبحنا من الغد امر حين انشق الفجر ان تقام الصلاة فصلى بنا فلما كان من الغد اسفر ثم امر فاقيمت الصلاة فصلى بنا ثم قال اين السائل عن وقت الصلاة ما بين هذين وقت

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فجر کی نماز کے وقت کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے طلوع فجر کے وقت نماز کے لئے اقامت کا حکم فرمایا اور نماز پڑھائی پھر جب اگلے روز روشنی ہو گئی تو اس وقت نماز کے لئے تکبیر کا حکم فرمایا پھر نبی ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا نماز کے وقت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ ان دونوں اوقات کے درمیان نماز کا وقت ہے۔

التغليس في الحضر

حالت حضر میں اندھیرے میں نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلي الصبح فينصرف النساء متلفعات بمروطهن ما يعرفن من الغلس

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتی تھیں وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم حدثنا سفيان عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت كن النساء يصلين مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح متلففات بمروطهن فيرجعن فما يعرفهن احد من الغلس.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی پھر واپس ہوتی تھیں اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

تشریح: یہ دلیل اس بات پر ہے کہ غلس (اندھیرے) میں نماز فجر شروع کی جائے جیسا کہ معروف مذہب ہے امام شافعی اور ان کے پیروکاروں کے نزدیک صبح کی نماز غلس میں پڑھنا افضل ہے اور حنفیہ کے نزدیک اسفار میں تو تحقیق سے معلوم ہوا کہ خلاف صرف افضلیت میں ہے ورنہ دونوں جائز ہیں۔

لیکن یہ حدیث باب ہے جو شافعیؒ کے دلائل میں سے ایک مضبوط دلیل ہے اس سے غلس میں نماز پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے حنفیہ چونکہ اسفار کو مستحب سمجھتے ہیں یہ حدیث ان کے خلاف ہے ان کی طرف سے بعض حضرات نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ غلس سے مراد مسجد کے اندر کا اندھیرا ہے کیونکہ اگرچہ باہر اجالا ہو جاتا ہو پھر بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ مسجد کے اندر چھت کے ہونے سے تاریکی ہوتی ہے حالانکہ باہر صحن میں روشنی پھیل جاتی ہے لیکن محققین کہتے ہیں کہ یہ کوئی تحقیقی جواب نہیں ہوا کیونکہ اس زمانے میں مسجد کی روشنی اور ... یہی وجہ ہے کہ غلس مسجد پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔

پھر حدیث میں "ما یعرفن من الغلس" کے الفاظ آئے ہیں جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عدم شناخت مسجد سے نکلنے کے بعد بھی تھی چھت کی وجہ سے نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کے وقت ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکتا تھا بعض روایت میں ہے کہ بعض عورتیں بعض کو نہیں پہچان سکتی تھیں یہ تو ظاہر ہے کہ ہم جنس ہونے کی وجہ سے شناخت کوئی مشکل نہ تھی مگر ان کا نہ پہچاننا اس بات کی دلیل ہے کہ غلس کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں غرض صورتوں کی تلاش سے معلوم ہوا کہ اکثر احادیث سے غلس میں پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے اب اگر ضعیف روایت یا مسلک کے مطابق بنانے کے لئے خلاف ظاہر تاویل کی جائے تو یہ انصاف کے خلاف ہے۔ لیکن درست یہ ہے کہ غلس بلا شبہ ثابت ہے ایسا ہی روایت سے اسفار بھی ثابت ہے جس کی افضلیت کے احناف قائل ہیں چنانچہ اسی کتاب میں عنقریب اس سے متصل باب الاسفار کے تحت ان احادیث سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے اور یہ قوی حدیث ہے جس میں فجر میں اسفار کا حکم دیا گیا ہے اسفار کے ساتھ ثواب زیادہ ہے اور یہ حدیث ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے الفاظ مختلفہ کے ساتھ مروی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے عجیب بات ہے کہ بعض شافعیہ نے اسفار کی حدیث میں غیر ضروری تاویل کی ہے چنانچہ علامہ خیر سے منقول ہے کہ وہ اس کے معنی بتاتے ہیں کہ صبح صادق اور صبح کاذب میں خوب اچھی طرح شناخت کر لو اس طرح کہ شبہ نہ رہے یہ تاویل بالکل نامناسب ہے اس لئے کہ جب تک صبح صادق ہونا معلوم نہ ہو جائے تو نماز درست ہونے کا حکم ہی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اس پر ثواب

تو دوسری کتاب پالا کی روایت میں "فانہ اعظم للاجر" آیا ہے جو صیغہ تفضیل ہے بتاتا ہے کہ اجر غلس میں بھی ہے یہاں افضلیت وافضلیت اسفار میں ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ حدیث اسفروا بالفجر کی غرض وہی ہے جو احناف نے بیان کی کہ فجر کی نماز کو تاخیر سے اسفار کے وقت میں پڑھا جائے اس صورت میں صیغہ تفضیل کا مفہوم اپنی جگہ صحیح رہے گا بخلاف اس معنی کے جو علماء شوافع نے بیان کئے ہیں وہ حدیث کے سیاق وسباق کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہے۔

غرض کہ اس تقریر مذکور سے واضح ہو گیا کہ احادیث سے تغلیس اور اسفار دونوں کا ثبوت ہے اب اگر شافعیہ تغلیس کو افضل کہیں کیونکہ اس میں مبادرت ومسارعت ہے اور احتیاط قوی ہے اور حنفیہ اسفار کو افضل کہیں کیونکہ اس سے تکثیر جماعت ہوگی اور اس سے اجر زیادہ ثواب ہوگا تو دونوں کا قول صحیح ہے جیسا کہ ایک ماہر تفسیر اور ایک ماہر حدیث دونوں کی وجوہ افضل ہوں گے اسی طرح اس بحث ومسئلہ میں بھی لیں اور جب دونوں فریق کا قول صحیح ہے تو پھر کسی پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

علاوہ اس کے اصولی طور پر مسلک حنفیہ قابل ترجیح ہونا چاہیے کیونکہ اسفار کی روایت قولی ہے اور غلس کی روایات تمام فعلی ہیں چنانچہ اصول کے لحاظ سے تعارض کی صورت میں حدیث قولی کو فعلی پر ترجیح دی جاتی ہے مگر شافعین نے اس اصول کو نظر انداز کر کے دوسرا طریقہ لیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ بیشک قولی حدیث کو فعلی پر ترجیح ہے لیکن کیا علی الاطلاق قولی حدیث کو فعلی پر ترجیح ہے یا کوئی تفصیل ہے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ حدیث قولی کو ایسے فعل پر ترجیح ہے جو اتفاقاً کبھی کبھار واقع ہوا ہو لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے چنانچہ حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ انصاری کی حدیث جو صحیح الاسناد ہے مذکور ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بار صبح کی نماز غلس میں پڑھی تھی اور دوسری بار اسفار میں ادا کی پھر حضور ﷺ کی نماز تغلیس میں ہوتی یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑا۔

(رواہ ابو داؤد وابن حبان)

تو اس روایت سے اور اسی طرح حضرت عائشہ وغیرہ کی روایات سے دائمی تغلیس ثابت ہوتی ہے چنانچہ ایسے دوامی فعل پر ترجیح کا کوئی حق نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

امام طحاوی نے ٹھیک توجیہ کی ہے جس کو علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی پسند کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز فجر کی ابتداء غلس میں اور ختم اسفار میں ہو جائے اب کوئی تعارض نہیں ہے دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنا اسی طرح سے ممکن ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے مگر ہدایہ وغیرہ میں ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ سے ظاہر روایت یہ بیان کی ہے کہ شروع نماز بھی اسفار میں ہو اور ختم بھی اسفار میں ہو اب بظاہر امام طحاوی کی روایت اور ظاہر الروایت میں اختلاف ہے بعض محققین نے اس کا حل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ اسفار کی ابتداء بہ نسبت انتہاء اسفار کے تاریکی ہی ہوتی ہے چنانچہ امام طحاوی نے اسی کو غلس کہا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں یہی غلس مراد ہے نہ کہ وہ جو طلوع فجر ہونے کے فوراً بعد ہے کیونکہ یہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی تصریح کے خلاف وقت ہے اب خوب واضح ہو گیا کہ روایات

تغلیس اور اسفار میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ جس وقت حضور اکرم ﷺ نے اسفار کا حکم فرمایا یعنی ارشاد فرمایا "اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر" اسی کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے غلس کہا ہے کیونکہ اس وقت ایک طرف کو تاریکی ہوتی ہے جبکہ حدیث "اسفروا بالفجر" کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم فرمایا کہ فجر کے طلوع ہونے کے بعد نماز شروع کرنے کے لیے اتنا ہونے دو تاکہ اول وقت اندھیرے میں شروع کرو اس صورت میں نماز اسفار کامل میں ختم ہوگی کیونکہ اس وقت کچھ تاریکی باقی ہوتی ہے خلاف ہوتا ہے اس لیے کہ اس وقت کچھ تاریکی بھی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کو غلس سے تعبیر کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ فجر کی نماز میں آخری وقت وہ ہے کہ فجر طلوع ہونے کے فوراً بعد شروع کرنے کے بعد اسفار ہونے کے بعد تک ختم ہو جائے جیسے تاریکی طرح اسفار بھی باقی ہے اور تغلیس کی روایات میں اس کو غلس کہا گیا ہے اور اسفار کی روایات میں اسی کو اسفار سے تعبیر کیا گیا ہے اور اسی غلس پر حضور اکرم ﷺ کا دوام رہا اور اسی نماز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا ہے جیسے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

التغليس في السفر

حالت سفر میں اندھیرے میں نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم اخبرنا سليمان بن حرب حدثنا حماد بن زيد عن ثابت عن انس قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر صلاة الصبح بغلس وهو قريب منهم فاغار عليهم وقال الله اكبر خربت خيبر مرتين انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی (جبکہ آپ ﷺ) مقام خیبر ان سے قریب تھا پھر ان پر حملہ کیا اور فرمایا: اللہ اکبر خیبر ویران ہوا۔ خیبر دو مرتبہ فرمایا بلاشبہ ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

باب الاسفار

اجالے میں صبح کی نماز ادا کرنے کا بیان

اخبرنا عبيدالله بن سعيد حدثنا يحيى عن ابن عجلان قال حدثني عاصم بن عمر بن قتادة عن محمود بن لبيد عن رافع بن خديج عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اسفروا بالفجر

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز اجالے میں پڑھو۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب حدثنا ابن ابي مريم اخبرنا ابو غسان قال حدثني زيد بن اسلم عن عاصم بن عمر بن قتادة عن محمود بن لبيد عن رجال من قومه من الانصار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما اسفرتم بالفجر فانه اعظم بالاجر.

حضرت محمود بن لبید اپنی قوم انصار کے بعض لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز جب تک تم روشنی میں پڑھتے رہو گے تو تم کو اس کا ثواب بہت زیادہ ملتا رہے گا۔

باب من ادرک رکعة من صلوٰة الصبح

باب جس نے صبح کی نماز میں سے ایک رکعت پائی ہو اس کا کیا حکم ہے

اخبرنا ابراهيم بن محمد ومحمد بن المثنى واللفظ له قالا حدثنا يحيى عن عبد الله بن سعيد قال حدثني عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ادرك سجدة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادركها ومن ادرك سجدة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادركها

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کی نماز کا ایک سجدہ پالیا طلوع آفتاب سے پہلے تو اس نے نماز صبح کو پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کے ایک سجدہ کو پالیا تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔

اخبرنا محمد بن رافع حدثنا زكريا بن عدي حدثنا ابن المبارك عن يونس بن يزيد عن الزهري عن عروة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ادرك ركعة من الفجر قبل ان تطلع الشمس فقد ادركها ومن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادركها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پائی تو اس نے نماز فجر کو پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔

آخر وقت الصبح

نماز صبح کے آخری وقت کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود ومحمد بن عبد الاعلى قالا حدثنا خالد عن شعبة عن ابي صدقة عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر اذا زالت الشمس ويصلي العصر بين صلاتيكم هاتين ويصلي المغرب اذا غربت الشمس ويصلي العشاء اذا غاب الشفق ثم قال على اثره ويصلي الصبح الى ان ينفسح البصر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز ظہر اس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا اور نماز عصر تمہاری ان دونوں نمازوں کے درمیان ادا کرتے تھے اور نماز مغرب اس وقت ادا فرماتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور نماز عشاء اس وقت ادا فرماتے تھے جب شفق غائب ہو جاتی پھر اس کے بعد فرمایا اور نماز صبح اس وقت تک

ادا فرماتے تھے جبکہ تیر گرنے کی جگہ دیکھی جا سکتی تھی۔

تشریح: اس حدیث میں حضرت انس ﷺ نماز صبح کے متعلق کہتے ہیں: "یصلی الصبح الی ان یفسح البصر" حتی یفسح البصر" ابن مالک کہتے ہیں کہ فسح البصر اور انفسح البصر اس وقت بولا جاتا ہے جب روشنی کی وجہ سے نگاہ وسیع ہو جائے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ اتنی روشنی ہو جاتی تھی کہ تیر گرنے کی جگہ دیکھی جا سکتی تھی۔

بہرحال اس حدیث کا آخری جملہ "یصلی الصبح الی" اسفار کے اس معنی کو ادا کرتا ہے جس کے علماء حنفیہ قائل ہوتے ہیں جیسا کہ ہم واضح طور پر پیچھے ذکر کر چکے ہیں، لہٰذا یہ حدیث بھی ان احادیث میں سے ہے جو اسفار کے اس معنی کی تائید ہوتی ہے جس کے حنفیہ قائل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

قد تم المجلد الاول من شرح النسائي ويتلوه المجلد الثاني ان شاء الله تعالى